مقدمہ قادیانی مذہب

قادیانی قول و فعل

اوّل، دوم

جدید ایڈیشن

مؤلفہ
پروفیسر محمّد الیاس برنی رحمہ اللہ تعالیٰ
سابق صدرِ شعبۂ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مقدمہ قادیانی مذہب

قادیانی قول و فعل

اوّل، دوم

جدید ایڈیشن

مؤلفہ

پروفیسر محمد الیاس برنی رحمہ اللہ تعالیٰ

سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان

☎ 514122

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ قادیانی مذہب	ص:۱
قادیانی قول وفعل (حصہ اول)	ص:۱۴۳
قادیانی قول وفعل (حصہ دوم)	ص:۳۱۵

نام کتاب: .... مقدمہ قادیانی مذہب / قادیانی قول وفعل (۱۔۲)

مصنف: .... پروفیسر محمد الیاس برنیؒ

تعداد: .... ایک ہزار

کمپوزنگ: .... فراز کمپیوٹر سنٹر لاہور

قیمت: .... =/200 روپے

اشاعت اوّل۔(جدید ایڈیشن): .... اگست 2001ء

ملنے کا پتہ و ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان فون نمبر ۵۱۴۱۲۲

فہرست مضامین مقدمہ قادیانی مذہب

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ، اما بعد

پروفیسر محمد الیاس برنیؒ نے ردقادیانیت پر ذیل کی کتب ورسائل تحریر فرمائے۔

۱۔قادیانی مذہب کاعلمی محاسبہ	۲۔مقدمہ قادیانی مذہب
۳۔قادیانی قول وفعل (۱۔۲)	۴۔قادیانی حساب
۵۔قادیانی جماعت	۶۔قادیانی غلط بیانی
۷۔قادیانیت کا آغاز وانجام	۸۔قادیانی چکر۔چمن بشور
۹۔قادیانی موومنٹ	

الحمدللہ ''قادیانی مذہب کاعلمی محاسبہ'' اس کتاب کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان نے جدید حوالجات کے ساتھ شائع کیا۔جس کے دوایڈیشن شائع ہوچکے ہیں۔

(۲)مقدمہ قادیانی مذہب (۳) قادیانی قول وفعل (حصہ اول و دوم) پیش خدمت ہیں۔ان دونوں کتب کے جدید حوالہ جات لگاتے وقت انہی خطوط کو مدِنظر رکھا گیا ہے۔جن کا ذکر قادیانی مذہب جدید ایڈیشن کے دیباچہ میں کیا تھا۔مصنف کی چوتھی کتاب ''قادیانی حساب'' ہے۔یہ قادیانی مذہب کے ضمیمہ دوم میں شامل ہے۔جو جدید ایڈیشن کے ص ۱۰۴۸ سے ۱۰۹۸ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

پانچویں کتاب ''قادیانی جماعت'' ہے جو قادیانی قول وفعل حصہ اول کی چودھویں فصل پر مشتمل ہے۔

(۶) قادیانی غلط بیانی (۷) قادیانیت کا آغاز وانجام (۸) قادیانی چکر،چمن بش ور۔یہ قادیانی قول وفعل حصہ دوم میں شامل ہیں۔ان کے علاوہ دیگر مضامین ورسائل جوگاہے بگاہے مصنفؒ نے

شائع کرائے وہ خود انہوں نے اپنی زندگی میں قادیانی قول وفعل کے حصہ دوم میں جمع کر دیئے تھے۔

ردِقادیانیت پر مصنف مرحوم کی ''کلیات'' قادیانی مذہب۔مقدمہ قادیانی مذہب۔قادیانی قول وفعل (ہر دو حصص) پر مشتمل ہیں۔جن پر تحقیق وتخریج کے کام کی مجلس تحفظ ختم نبوت کو قدرت حق نے توفیق مرحمت فرمائی۔الحمدللہ

(۹) ''قادیانی موومنٹ'' انگلش میں قادیانی مذہب کی ایک فصل کا ترجمہ ہے۔تتمہ قادیانی مذہب اور ایک دوسرے پمفلٹ کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔لیکن وہ غالباً سرے سے شائع نہیں ہوئے۔(شائع شدہ جملہ مواد ان تینوں کتابوں میں مکمل آ گیا ہے۔)

اس کتاب کی اشاعت وحوالہ جات کی تخریج وتحقیق، پروف ریڈنگ کے لئے عزیزی قاری محمد حفیظ اللہ صاحب، عزیز الرحمٰن رحمانی، مولانا عبدالستار کی محنت قابل رشک ہے۔اللہ رب العزت تمام حضرات کو دنیا وآخرت میں اس کی بہتر جزائے خیر عنایت فرمائیں۔اللہ رب العزت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔آمین

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری
خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
صدر دفتر ملتان پاکستان
۲۲۔۴۔۱۴۲۲ھ
۱۵۔۷۔۲۰۰۱ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

قادیانی مذہب

مقدمہ

۱-ایڈیشن ششم

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ مشہور و معروف تالیف ’’قادیانی مذہب‘‘ کا چھٹا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ اوّل تو اس کتاب کی عجب طور سے ابتدا ہوئی پھر ماہ رجب ۱۳۵۲ھ میں پہلا ایڈیشن چھوٹی تقطیع پر مختصر سا کتابچہ شائع ہوا اور اس کی اس درجہ قدر اور مانگ بڑھی کہ چار سال میں متواتر پانچ ایڈیشن نکل گئے‘ اور مضامین بڑھتے بڑھتے‘ پانچواں ایڈیشن ماہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ میں بڑی تقطیع کے بارہ ۱۲۰۰ سو صفحات پر شائع ہوا۔ اس دوران میں قادیانی صاحبان کی طرف سے کیا کیا جوابات پیش ہوئے اور ملک میں عام و خاص طبقوں پر‘ مسلمانوں پر اور قادیانیوں پر کیا کیا اثرات نمودار ہوئے‘ یہ جملہ امور سابق کی پانچ تمہیدوں اور پانچ ضمیموں میں بالترتیب درج ہیں۔ یہاں کسی اعادہ کی ضرورت نہیں۔

پانچواں ایڈیشن بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گیا‘ اور جلد کتاب خریداری میں کمیاب بلکہ نایاب ہوگئی۔ ہر طرف سے تقاضوں کی بھرمار ہونے لگی کہ جدید ایڈیشن جلد شائع کیا جائے‘ مسلمانوں کو اس کی سخت ضرورت ہے اس طویل دوران میں دوسری علمی مصروفیات بہت بڑھی رہیں۔ جدید ایڈیشن کا کام یوں تو جاری رہا۔ لیکن عدیم الفرصتی کے سبب رفتار بہت سست رہی۔ نتیجہ یہ کہ کہیں بارہ چودہ سال میں یہ چھٹا ایڈیشن تکمیل پا سکا۔ لیکن ناظرین پر واضح ہوگا کہ اس ایڈیشن میں کم و بیش تین سو جدید اقتباسات اپنے اپنے محل پر اضافہ ہوئے اور اقتباسات بھی اس درجہ اہم اور معنی خیز کہ ان کو پڑھ کر آنکھیں کھل جاتی ہیں کہ تخریب و تفریق ملت کے واسطے کیا کیا تدبیریں ہوتی

رہیں۔ ریشہ دوانیاں ہوتی رہیں اور مسلمان بالعموم لاعلم رہے۔ کہیں کہیں بحثیں ہوتی رہیں۔ لیکن وہ مولویوں کا مشغلہ سمجھی گئیں۔ خاص کر مولانا ثناء اللہ امرتسری علیہ الرحمۃ اور مولانا محمد علی مونگیری علیہ الرحمۃ نے اس میدان میں بڑے معرکے جیتے اس کے سوا بعض عالمانہ تصانیف بھی شائع ہوئیں۔ لیکن ان پر بھی توجہ کم ہوئی۔ مثلاً حضرت مولانا انوار اللہ خاں' نواب فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ کی کتاب ''افادۃ الافہام'' جو تحقیق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ اس کے برعکس پروپیگنڈے کے زور سے قادیانیوں کے ساتھ حسن ظن بڑھنے لگا۔ خدا کی شان کہ بالآخر خلاف توقع یکا یک جحت اٹھی اور پردہ فاش ہوگیا۔ بھید کھل گیا۔ سخن سازی کے پیچ اور تاویلوں کے چکر سمجھ میں آ گئے۔ غلط بیانیاں واضح ہوگئیں۔ چنانچہ قادیانیت کے معاملہ میں مسلمان بیدار اور ہوشیار ہوگئے۔ حتیٰ کہ قادیانیت کو لینے کے دینے پڑ گئے اور عذر کوشی میں یہ نوبت پہنچی کہ۔

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

یوں تو ایڈیشن پنجم میں بھی اقتباسات کی افراط تھی۔ تاہم اس ایڈیشن میں جدید اقتباسات اوّل تو اس مقدمہ میں موقع بہ موقع بہ تعداد کثیر درج ہیں۔ اور جو باقی ہیں وہ اپنے اپنے محل پر کتاب میں درج ہیں چنانچہ بغرض شناخت جدید اقتباسات کے ساتھ فہرست مضامین میں اور نیز کتاب میں جدید کی علامت حرف (ج) درج ہے۔ تاکہ آسانی سے اضافوں کا پتہ چل جائے۔ شائقین کو تلاش کی زحمت نہ ہو۔

۲- قادیانی مذہب

کہیں کہیں قادیانی حلقوں میں کتاب کے نام ''قادیانی مذہب'' پر نکتہ چینی ہوئی حالانکہ یہ نام خود قادیانی اصول پر مبنی ہے۔ اوّل لفظ مذہب کو لیجئے۔ مولوی نور الدین صاحب اوّل خلیفہ قادیان خود بھی مذہب کے عنوان سے اپنے قادیانی فرقہ کی تخصیص کرتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

''قوم کا لفظ آج کل اتنا بدنام ہو چکا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل اس سے چڑ جایا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص آپ کے سامنے کہتا کہ ''ہماری قوم'' تو آپ فرماتے ''ہماری قوم کیا ہوتی ہے'' ہمارا مذہب کہنا چاہیئے'' لیکن درحقیقت بات یہ ہے کہ جہاں یہ لفظ نسلی امتیاز پر دلالت کرتا ہے' وہاں مذہبی امتیاز پر بھی دلالت کرتا ہے (بر نہیم خلیفہ اوّل لفظ مذہب ہی کو ترجیح دیتے اور درست سمجھتے تھے۔' ملمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۵۸ ص ۳ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

اب رہی صفت قادیانی جولفظ مذہب کے ساتھ ضم ہے۔ سو وہ بھی غلام احمد قادیانی نام کا جزو لاینفک ہے۔ دنیا میں بے شمار غلام احمد گزرے اور گزریں گے۔ لیکن بقول خود غلام احمد قادیانی ایک ہی گزرے ہیں۔ یعنی مرزا صاحب کے نام کی خاص الخاص نشانی قادیانی ہے۔ گویا کہ اس کو علم کی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''چنانچہ جس نے دعویٰ کیا اس نام کا بھی یعنی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے۔ یعنی تیرہ سو (۱۳۰۰) کا عدد جو اس نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرہویں صدی کے ختم ہونے پر یہی مجدد آیا جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے۔''

(تریاق القلوب ص ۱۶ خزائن ص ۱۵۷-۱۵۸ ج ۱۵)

''آپ کے پورے نام ''غلام احمد قادیانی'' کے اعداد بہ حساب جمل ۱۳۰۰ نکلتے ہیں' اور اس میں یہ بھید تھا کہ تیرھویں صدی کے سر پر آپ نے ہی مجدد بننا ہے۔'' (تتمہ براہین احمدیہ ج اوّل ص ۶۲) ''پس آپ کا (یعنی مرزا صاحب کا) منشاء اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے سوا کوئی دوسرا شخص غلام احمد قادیانی کے مرکب نام سے موسوم نہیں۔''

(کتاب آئینہ احمدیت ص ۸ مصنفہ دوست محمد قادیانی صاحب)

پس واضح ہوا کہ مسلمہ اعتبار سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے فرقہ کا حوالہ جو سب سے زیادہ مستند ہو سکتا ہے' وہ قادیانی مذہب ہے اور یہ دوسروں کو بھی تسلیم ہے۔ البتہ احمد اور احمدیت کے دعوے سے مسلمانوں کو سخت انکار ہے اور انکار حق بجانب ہے کہ دعویٰ سراسر باطل ہے۔

۳-قادیانی تنقید

کتاب قادیانی مذہب کی تنقید قادیانی صاحبان کرنا چاہیں تو اس کی تین صورتیں ہیں: اوّل یہ کہ جن قادیانی کتابوں وغیرہ کے حوالے دیئے گئے ہیں قادیانی صاحبان ان کا انکار کر دیں کہ وہ ان کی نہیں ہیں۔ دوم آنکہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر جو اقتباسات ان کتابوں سے دیئے گئے ہیں' ان کا انکار کر دیں کہ وہ محولہ کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔ سوم آنکہ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر یہ واضح کریں کہ منقولہ اقتباسات میں کوئی تغیر و تبدل کیا گیا ہے۔ جس سے معنی میں فرق آ گیا۔ لیکن اگر ان تین عذرات میں سے وہ کوئی عذر ثابت نہ کر سکیں تو پھر مآل اندیشی کا تقاضا ہے۔ یہ سکوت اختیار کریں' ورنہ عذر بدتر از گناہ ہو تو ہوا خیزی بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ یہی عمل جاری ہے۔

دیانت اور صحت میں خود قادیانی کتابوں کا معیار اس درجہ پست ہے کہ دوسروں پر زبان کھولنا مشکل ہے۔ چنانچہ خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتابوں میں عجب کرشمے نظر آتے ہیں۔ مرزا صاحب کو اپنی بات بنانے کی ایسی دھن رہتی ہے کہ بصورت ضرورت' خواہ بزرگوں کا قول ہو' خواہ حدیث ہو' خواہ قرآن مجید کی آیات ہوں' روایات میں بے فکری سے تغیر و تبدل کر دیتے تھے۔ پھر قادیانی تاویلوں کی تائید شروع ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ قرآنی آیات بھی غلط کی غلط عمداً کتابوں میں برقرار رکھی جاتی ہیں' کہ گویا مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نبی' رسول ہیں۔ اور آیات قرآنی میں ان کی غلطی ان کی امت کے حق میں ایسی سند ہے۔ جو قابل برقراری ہے۔ چنانچہ یہ بحث تفصیل سے ہماری دوسری کتاب ''قادیانی قول و فعل'' میں درج ہو چکی ہے' یہاں اعادہ کی گنجائش نہیں۔ تاہم چند نمونے قابل ملاحظہ ہیں:

مثلاً حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا کہ جو شخص فلاں ایمانی خصوصیت رکھتا ہو' وہ محدث کہلاتا ہے۔ مرزا صاحب نے وہاں لفظ بدل کر اپنے مطلب کے موافق لکھ دیا۔ کہ وہ نبی کہلاتا ہے۔ بعد کو جب پتہ چلا اور اعتراض ہوا۔ تو قادیانی تاویل اصل تعریف سے بھی بازی لے گئی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''مجدد صاحب سرہندی نے تو محدث ہی لکھا ہے مگر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے خدا سے علم پاکر محدث کی بجائے نبی لکھ دیا ہے اور یوں مکتوبات کی غلطی کو درست کر دیا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ بعض اہل اللہ احادیث کی بعض غلطیوں کو آنحضرت ﷺ سے علم پاکر درست کر دیتے ہیں۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۳ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء)

اولیاء اللہ کے کلام میں تصرف کرنا تو مرزا صاحب کے نزدیک بڑی بات نہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے کلام میں بھی ان کو چنداں تامل نہ تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے نہایت تصریح سے کتاب ازالہ اوہام میں فرما دیا تھا کہ مہدی کے باب میں کوئی حدیث بخاری اور مسلم میں موجود نہیں۔ لیکن بعد ازاں سہو سے آپ نے (کتاب) شہادۃ القرآن میں ''**ھذا خلیفة اللہ المھدی**'' کا حوالہ بخاری لکھ دیا۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۸۳ ص ۱۰ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۷ء)

رہیں آیات قرآنی' سو وہ تو جابجا بے دریغ غلط درج ہیں' ان کی بابت بھی قادیانی

تاویل عبرت آموز ہے۔

''رہا یہ سوال کہ حضرت مسیح موعود کی بعض کتب کے دو دو تین تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور تیس چالیس برس کا عرصہ بھی گذر چکا ہے اب تک کیوں ان (آیات) کی تصحیح نہیں کی گئی۔ سو اس کا جواب میں یہی دوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے یہی تقاضا کیا کہ یہ آیات حضور کی کتب میں اسی طرح لکھی جائیں جیسی کہ حضور کے زمانہ میں سہو کاتب سے یا خود حضور کے بعض دیگر آیات سے تشابہ کے باعث غلط لکھی گئیں اور اس میں تین راز ہیں۔'' (بڑا راز یہ کہ جو شخص اپنی حجت وتائید میں قرآن کی آیات غلط لکھ لکھ کر پیش کرے' اس کے دعوے کی غلطی میں کوئی شک نہیں رہ سکتا۔ للمؤلف برنی)۔

(اخبار الفضل قادیاں ج ۱۹ نمبر ۱۰۳ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء)

اگر چہ غلط بیانی کی کمی نہیں اور اکثر اس کی نوعیت بھی سنگین ہوتی ہے' تاہم مرزا غلام احمد قادیانی صاحب معمولی غلطیوں کا دبی زبان سے اعتراف فرماتے ہیں' ایں ہم غنیمت است۔ ملاحظہ ہو:

''میری کتابوں میں سہو کتابت یا مجھ سے بحالت تغافل معمولی غلطیاں ہوگئی ہیں۔''

(انجام آتھم ص ۲۴۱' خزائن ص ۲۴۱ ج ۱۱)

ہماری کتاب قادیانی مذہب کی تنقید وتردید میں قادیانی صاحبان نے کتابت کی ذرا ذرا سی غلطیاں خوب بڑھا چڑھا کر پیش کیں۔ لیکن اپنی کتابوں کے متعلق غلطیوں کی جو معذرت پیش کی وہ بہت سبق آموز ہے۔ ملاحظہ ہو:

''آخر کتابوں اور اخباروں میں کتابت کی بیسیوں غلطیاں ہوتی ہیں۔ اگر چند غلطیاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب میں بھی ہوگئی ہوں تو ان سے قطعی اور یقینی حوالوں کو کس طرح رد کیا جا سکتا ہے' میں نے تو دیکھا ہے۔ خطبہ جمعہ میں آپ درست کرتا ہوں جب اخبار میں چھپ کر آتا ہے تو کتابت کی بیسیوں غلطیاں اس میں ہوتی ہیں۔ ایک دو غلطیاں تو ہمیشہ ہوتی ہیں اور بعض دفعہ بیس بیس غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ شاید اخبار والے خطبہ پڑھتے نہیں کہ باوجود میری اصلاح کے ان کے کاتب اس قدر غلطیاں کر جاتے ہیں' یا پڑھتے تو ہیں لیکن غلطیاں درست نہیں کی جاتیں۔

بہر حال کتابت کی کئی غلطیاں میرے خطبات میں بھی ہوتی ہیں۔ حالانکہ وہ میری نظر

سے گذر چکا ہوتا ہے۔ اسی طرح ممکن ہے' حضرت مسیح موعود کی اس تحریر میں بھی کتابت کی غلطی ہوگئی ہو۔ کیونکہ جب دوسرے یقینی اور قطعی حوالے ہمارے پاس موجود ہیں تو ہم اس ایک کی وجہ سے ان تمام حوالوں کو رد نہیں کر سکتے۔" میاں صاحب کی عذر خواہی میں مبالغہ قابل چشم پوشی ہے۔ تاہم غلط بیانات اور غلط روایات میں سہو کتابت کا عذر نہیں چل سکتا۔ اور ایسی ہی غلطیاں زیادہ ملتی ہیں۔ للمؤلف برنی)

(میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل ج ۲۶ نمبر ۲۰۳ ص ۱۴ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۸ء)

حاصل کلام یہ کہ قادیانی کتابوں میں بے دریغ غلط بیانیاں ملتی ہیں۔ ان ہی سے بیشتر کام چلتا ہے۔ اور کبھی کوئی سخت گرفت ہو تو غریب کاتب سہو کتابت میں ملزم قرار پاتا ہے۔ نزلہ بر عضو ضعیف می ریزد' بہر حال گوناگوں دشواریوں کے باوجود ہماری ضخیم کتاب "قادیانی مذہب" صحت کے اعتبار سے غنیمت رہی۔ یوں تو اس کے آثار اظہر من الشمس ہیں' تاہم قادیانی احساس کا ایک سرسری بیان قابل دید ہے:

"امید ہے کہ مولوی (غلام رسول راجیکی قادیانی) صاحب نے حیدر آباد کے الیاس برنی کی کتاب (قادیانی مذہب) کو پڑھا ہوگا جس میں اس نے احمدیت پر وہ حملے کیے ہیں۔ کہ پناہ بخدا' جہاں تک میں نے غور کیا ہے۔ ان حملوں کی ذمہ داری زیادہ تر ان تقریروں اور تحریروں پر عائد ہوتی ہے۔ جو خلیفہ صاحب قادیان نے' اخبار الفضل نے اور بعض اکابر قادیان نے وقتاً فوقتاً شائع فرمائی ہیں۔ اگرچہ احباب حیدر آباد نے نہایت بیدلی سے ان کی تردید کی کوشش کی ہے' لیکن میری نظر سے اس کا اب تک کوئی مبسوط اور معقول جواب نہیں گزرا' مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسی تحریریں احمدیت بلکہ اسلام کے لیے زہر قاتل ہیں ان کو اس کا تریاق بہم پہنچایا جائے۔ کیونکہ۔ اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست!

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۸ نمبر ۶۰ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۰ء)

خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے کتاب قادیانی مذہب پر جو تبصرہ فرمایا ہے' اس کا شکریہ' خدا سے جو پناہ چاہی ہے' اس کی یہی ایک صورت ہے کہ قادیانیت سے توبہ کی جائے۔ قادیانیت اسلام کے حق میں ایک نئی قسم کا زہر ہے۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ مذکورہ کتاب خود قادیانیت کے حق میں زہر قاتل ہے اور اس طریق سے اسلام کے حق میں تریاق ہے کہ اس سے قادیانیت

کے زہر کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ اپنی قادیانی جماعت لاہور میں ہمت نہ پا کر جوابدہی کا بار تمام تر جماعت قادیان پر ڈالا گیا ہے' حالانکہ کتاب بہت کچھ خود مرزا قادیانی صاحب کی تحریرات پر مبنی ہے' اور جماعت قادیان کی طرح جماعت لاہور کی تحریرات بھی بکثرت شامل ہیں' لیکن ۔

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

خان بہادر صاحب نے ''الیاس برنی'' کا جس انداز میں حوالہ دیا ہے' قادیانی تہذیب کی پستی سے خان بہادر صاحب بھی معذور ہیں کہ قادیانی اکابر کی آپس میں بدکلامی چلتی ہو تو غیروں کو بدتمیزی کا کیا شکوہ ہو سکتا ہے' حالانکہ کتاب قادیانی مذہب میں قادیانی صاحب کا نام رسمی اعزاز سے لیا گیا ہے۔

۴۔ قادیانی احتیاط گزینی

کتاب قادیانی مذہب شائع ہونے کے بعد قادیانیوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ دل دھڑکنے لگے' گویا۔

لکھ رہا تھا جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

گویا آئینہ سامنے آ گیا تو صورت اتر گئی۔ آئندہ کی فکر دامن گیر ہوئی اوّل تو یہ تدبیر کہ مرزا قادیانی صاحب کے جو ذاتی اور خانگی حالات شائع ہو چکے ہیں' کسی طرح پھر ان میں ترمیم اس طرح کی جائے کہ پتہ کی باتیں غائب ہو جائیں۔ دوسرے بطور تلافی ایسے مزید حالات سوچ سمجھ کر لکھے جائیں جن سے مرزا قادیانی صاحب کی کچھ حیثیت درست ہو' تیسرے جدید قادیانی کتابوں پر سخت نگرانی رکھی جائے کہ وہ حسب سابق بے تکلف قادیانی امور تحریر میں نہ لائیں کہ گرفت سخت ہو گئی ہے۔ بلکہ جو کچھ لکھیں سوچ سمجھ کر لکھیں کہ مزید گرفت سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ اس ذہنی انقلاب کی جھلک ذیل میں قابل ملاحظہ ہے:

(۱) ''احباب جماعت کی آگاہی کے لیے میں اعلان کرتا ہوں کہ آج کل میں سیرۃ خاتم النبیین کے علاوہ سیرۃ المہدی حصہ سوم کی تالیف بھی کر رہا ہوں اور امید ہے کہ یہ مجموعہ انشاء اللہ عنقریب ہی شائع ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر کسی دوست کے نزدیک سیرۃ المہدی حصہ اوّل و دوم میں کوئی قابل اصلاح بات ہو (قابل اصلاح باتوں کی کیا کمی ہے۔ کتاب قادیانی مذہب پڑھ کر اس

کا اندازہ ہوسکتا ہے۔للمؤلف برنی) یا سیرۃ المہدی حصہ سوم کے لیے ان کے پاس سیرت وسوانح حضرت مسیح موعود کے متعلق روایات کا کوئی مواد ہو (ہم نے مواد لکھا تھا تو قادیانی صاحبان بہت بھنائے چلو۔ اب تو گھر میں مواد مل گیا۔للمؤلف برنی) تو اس سے مجھے جلد سے جلد مطلع فرمائیں تاکہ اس مجموعہ میں قابل اصلاح باتوں کی اصلاح کردی جائے'' (بہتر یہ ہے کہ کتاب سیرۃ المہدی کی اشاعت ہی روک دی جائے۔للمؤلف برنی) اور پھر مزید روایات کو بھی شامل کرلیا جائے (ایسی روایات کا مقصد ومنشاء معلوم! پھر ان کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔للمؤلف برنی)

(مرزا بشیر احمد قادیانی کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۵۴ ص ۲ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۲) ''قادیان میں کوشش ہورہی ہے کہ روایات کو محفوظ کردیا جائے۔ یہ کوشش بہت مستحسن ہے' مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان روایات میں جماعت کے موجودہ اختلاف کو مدنظر رکھ کر بہت سی رنگ آمیزی کی جارہی ہے۔ اور اپنے نقطہ نگاہ کو محفوظ رکھ کر ایسی روایات بیان کی جارہی ہیں جو ہر ایک طرح پایۂ اعتبار سے گری ہوئی ہیں۔''

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۳۹ء)

(۳) ''نظارت ہذا (یعنی نظارت قادیان) کی طرف سے متعدد مرتبہ یہ اعلان ہوچکا ہے کہ کوئی دوست بغیر منظوری اور نظر ثانی کیے جانے کے کوئی کتاب از خود شائع نہ کریں' کیونکہ اس طرح بعض ایسی غلط باتیں شائع ہونے کا امکان ہے جو سلسلہ اور اسلام کی روایات کے خلاف ہوں۔ لیکن بایں ہمہ بعض دوست اس امر کی پرواہ نہیں کرتے' جس پر مجبوراً نظارت کی طرف سے ایسی کتاب کی اشاعت کو روکنا پڑتا ہے۔ اور اس طرح اس کتاب کے لکھنے والے اور شائع کرنے والے ہر دو صاحبوں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ پس احباب کا یہ نہایت ہی ضروری اور اہم فرض ہے کہ وہ کسی کتاب یا رسالہ کی اشاعت سے قبل نظارت ہذا سے اس کے متعلق اجازت اور منظوری حاصل کرلیا کریں۔'' (جبکہ پرانی کتابوں میں ترمیم وتنسیخ کی ضرورت محسوس ہورہی ہے تو پھر نئی کتابوں میں لامحالہ بہت نگرانی اور تنقیح کی ضرورت ہے' مبادا گرفت کا سلسلہ اور دراز ہوجائے' حالانکہ پہلے ہی بہت طویل ہے کہ بقول قادیانی صاحبان ''پناہ بخدا'' للمؤلف برنی۔)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۲۷ ص ۵ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۹ء)

۵۔قلت صداقت ودیانت

قادیانی کتب میں صداقت ودیانت کی یوں تو پہلے سے کمی تھی۔لیکن اس لحاظ سے تقریر اورتحریر کا معیاراب اور بھی گررہا ہے'اور کیا کیا جائے' سخن سازی اور سخن پروری کے بغیر گزر بھی نہیں کہ قادیانیت کی اصلیت خاص وعام پر منکشف ہوگئی اور برسوں کا بھرم کھل گیا' اور ثابت ہوگیا کہ

برعکس نہند نام زنگی کافور

(۱) آخر میں قادیانی حضرات سے نہایت درددل سے التجا کرتا ہوں کہ وہ دین کے معاملہ میں فریب کاری چھوڑ دیں۔دین تو دنیا میں بلند اخلاق قائم کرنے کے لیے آیا تھا۔اگر اسی کومکروفریب اور دجل کا ذریعہ بنالیا جائے اور یہ سب کاروائی ایسی جماعت کی طرف سے عمل میں آئے جواپنے تئیں نجات کا واحد اجارہ دار سمجھتی ہے اور دنیا میں اصلاح کی مدعی بنتی ہے تو اس سے زیادہ دنیا کی کیا بدبختی ہوسکتی ہے۔"

(قادیانی جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۳۴ مورخہ ۷ مئی ۱۹۳۹ء)

"(۲)"۳ اپریل کے اخبار الفضل (قادیان) میں جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ پڑھ کر حیرت ہوجاتی ہے جو غلط بیانیاں اس میں کی گئی ہیں اور واقعات کو جس رنگ میں توڑا مروڑا گیا ہے اس پر "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھنے کے سوا اور کیا چارہ باقی رہ جاتا ہے۔اگر ایک مذہبی پیشوا محض فریق مخالف کو زک پہنچانے کی خاطر یہ طریقہ اختیار کرسکتا ہے' تو یہ سمجھو کہ راستی کا جنازہ نکل گیا۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۲۷ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۷ء)

(۳)"بدقسمتی سے مناظرہ یا مبادلۂ افکار کا مطلب ہمارے قادیانی دوستوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اپنا مطلب ثابت کرنے کے لیے جھوٹ' خیانت اور تحریف ہر چیز جائز ہے' اور اس کا مظاہرہ وقتاً فوقتاً ان کے علماء اور اکابر کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔کیا اچھا ہوتا اگر شمس صاحب آیت "یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" کو مدنظر رکھتے۔" (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۲۴۸ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۳۹ء)

(۴)"فاضل قادیانی نے لکھنے کو تو لکھ دیا کہ یہ ایک مذموم روش ہے' مگر اسے یہ نظر نہ آیا کہ نہ صرف وہ خود ہی یہ مذموم روش اختیار کررہا ہے۔بلکہ یہی خطاب اپنی جماعت کے ان تمام

دوستوں کو بھی عطا کر رہا ہے جو کتر بیونت کے فن میں خوب ماہر ہیں' اور یہ تو ایک حقیقت ہے کہ قادیانی جماعت کے اکثر افراد کی ہمیشہ سے یہی عادت ہے کہ وہ اسی طرح جوابوں کی کتر بیونت کر کے اپنے مطلب کے حوالے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ "مشتے نمونہ از خروارے" چند ایک حوالہ جات ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں...... اگر ضرورت پڑی تو ان شاء اللہ قادیانی جماعت کے سینکڑوں کی تعداد میں حوالے لکھے جاسکتے ہیں۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۶ نمبر ۲۶۳ مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

(۵) "قادیانی فاضل کی یہ حرکت میرے لیے غیر متوقع نہ تھی۔ کیونکہ قادیانیت کی بنیاد ہی دجل' فریب کاری' کذب اور افتراء پر ہے۔ (قادیانی جماعت لاہور کا یہ بے ساختہ اعتراف بہت سبق آموز ہے۔ گرچہ وہ جماعت قادیانی کی مخالفت میں اضطرار ازبان پر آیا۔ للمؤلف برنی) مگر مولوی اللہ دتہ صاحب پر یہ واضح رہے کہ قادیانیت کو موت سے بچانے کے لیے یہ حیلے انشاء اللہ کارگر نہ ہوں گے" (بلکہ قادیانی جماعت لاہور بھی اسی قانون کے تحت ناکامی کا منہ دیکھے گی۔ للمؤلف برنی)   (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۷ء)

علیٰ ھذا! قادیانی جماعت قادیان کو بھی قادیانی جماعت لاہور سے سخت بدگمانی اور نفرت ہے کہ گویا وہ ان کے بدترین دشمن ہیں مثلاً:

"اگر (قادیانی جماعت قادیان کا) ایک بدترین دشمن ہندوؤں سے لیا جائے اور ایک بدترین دشمن عیسائیوں سے لیا جائے' اور ایک بدترین دشمن دہریوں سے لیا جائے اور ایک بدترین دشمن پیغامیوں سے لیا جائے (یعنی قادیانی جماعت لاہور سے لیا جائے) تو یقیناً پیغامی دشمنی اور بغض میں دہریۂ عیسائی اور ہندو سے بڑھا ہوا ہوگا۔ ان کے (یعنی قادیانی جماعت لاہور کے) غالی ممبر بغض کے مجسمے ہیں۔ اگر کسی نے زمین پر چلتی پھرتی دوزخ کی آگ دیکھنی ہو تو ان لوگوں کو دیکھ لے' میں نہیں سمجھتا ان سے زیادہ بغض و کینہ رکھنے والے لوگ کبھی دنیا میں ہوئے ہوں...... جہاں تک تاریخ کا پتہ چلتا ہے' ان لوگوں کا بغض سب سے بڑھا ہوا ہے۔" (یہ تو سراسر مبالغہ بلکہ غلو معلوم ہوتا ہے' البتہ دونوں جماعتوں کی مخالفت اور رقابت تو مسلم ہے۔ للمؤلف برنی)۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ بابت ۱۹۳۱ء مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۹ نمبر ۲۲۲ مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۴۱ء)

مزید برآں قادیانی جماعت قادیان' قادیانی جماعت لاہور کی اندرونی حالت بھی

قابل شرم سمجھتی ہے مثلاً اس کا ایک حوالہ ملاحظہ ہو:

''مجھے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی نرالی دنیا کا بھی ذکر کرنا ہے۔ اس انجمن کا مرکز احمدیہ بلڈنگس میں ایک گڑھے کے اندر بنا ہوا ہے۔ وہاں رہنے والے ذمہ دار اراکین جن میں مولانا محمد علی کو سب کے اوپر فوقیت حاصل ہے۔ اور پھر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب وائس پریزیڈنٹ' خان صاحب محمد منظور الٰہی صاحب جائنٹ سیکرٹری' سیّد غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر ہیں۔ یہ عجیب قماش کے لوگ ہیں۔ ان کا جو برے سے برا نام رکھو صحیح ہے۔ یہ آنکھوں سے چھپے ہوئے اس زمانہ کے جن ہیں...... یہ لوگ نہ اخلاق کو جانتے ہیں' نہ شریعت کو' نہ اپنے قواعد کو' نہ ملکی آئین کو اور نہ انسانی حقوق کو بلکہ سب کو پانی میں حل کر کے سالم نگل چکے ہیں۔ ان کے منہ کی باتیں سنو' شکلیں دیکھو' کتابیں دیکھو' تو ملائکہ اور فرشتے نظر آتے ہیں۔ لیکن اعمال میں اور اندر مخفی گندوں کی نالیاں بہہ رہی ہیں۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح ان کے محلہ میں زمین کے بہت نیچے چھپ کر گندی نالی بہتی ہے...... ان کی اولادیں احمدیت یا دین سے ہرگز اچھا تعلق نہیں رکھتیں...... بلکہ قریباً قریباً بے دین ہیں۔ اس لیے خدا کے الہام میں یہ سب روحانی حقیقت میں لاولد ہیں۔............ یہ (مندرجہ بالا) الفاظ اس شخص کے ہیں۔ جسے مولوی غلام حسین خاں صاحب پشاوری' جن کا غیر مبائعین (یعنی قادیانی جماعت لاہور) میں مولوی محمد علی صاحب کے بعد دوسرا درجہ ہے یعنی وہ نائب صدر اور لائف ممبر انجمن اشاعت اسلام (لاہور) میں نہایت پاکباز اور قابل احترام سمجھے جاتے ہیں اور تحریری' زبانی اور مالی امداد دیتے رہتے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کو چاہیے کہ اس گھر کے بھیدی نے جو حالات بیان کیے ہیں' سب سے پہلے ان کی اصلاح کی فکر کریں' اور پھر کسی اور طرف کا رخ کریں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۵۴ ص ۳ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۳۹ء)

۶- قادیان اور قادیانی زندگی

لیکن خود قادیان اور قادیانی زندگی بھی پستی کا منظر پیش کرتی ہے' مثلاً چند اعتراضات ذیل میں ملاحظہ طلب ہیں:

''پس اساتذہ' افسران تعلیم اور خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ بچوں سے آوارگی کو دور کریں۔ یہ آوارگی کا ہی اثر ہے کہ ہم ادھر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں' اور ادھر گلی میں بچے گالیاں بک رہے ہوتے ہیں۔ اگر تو وہ نماز ہی نہیں پڑھتے تو دوہرے مجرم ہیں' نہیں تو یہی جرم کافی ہے'

فحش گالیاں ماں بہن کی وہ بکتے ہیں۔ کسی شریف آدمی کو خیال نہیں آتا کہ ان کوروکے' مسجد مبارک کے سامنے کھیلنے والے بچے ۹۰' ۹۵ فیصد احمدیوں کے بچے ہی ہو سکتے ہیں۔ تھوڑے سے غیروں کے بھی ہوتے ہوں گے۔ مگر میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے۔ احمدیوں کے بچے گالیاں دے رہے ہوتے ہیں اور ان کے ماں باپ اور اساتذہ کو احساس تک نہیں ہوتا کہ ان کی اصلاح کریں۔ پھر میں نے دیکھا ہے' مدرسہ احمدیہ کے طلبہ گلیوں میں سے گزرتے ہیں تو گاتے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ وقار کے سخت خلاف ہے اور اس کے یہ معنی ہیں کہ شرم و حیا جو دین کا حصہ ہے' بالکل جاتی رہی ہے۔ پھر میں نے دیکھا ہے نوجوان ایک دوسرے کی گردن میں باہیں اور ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلے جارہے ہیں' حالانکہ یہ سب باتیں وقار کے خلاف ہیں...... میں نے دیکھا ہے کہ نوجوانوں کو اسلامی آداب سکھانے کی طرف توجہ ہی نہیں کی جاتی۔ نوجوان بے تکلفانہ ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈالے پھر رہے ہوتے ہیں' حتیٰ کہ میرے سامنے بھی ایسا کرنے میں انہیں کوئی باک نہیں ہوتا' کیونکہ ان کو یہ احساس ہی نہیں کہ یہ کوئی بری بات ہے۔ ان کے ماں باپ اور اساتذہ نے ان کی اصلاح کی طرف کبھی کوئی توجہ ہی نہیں کی۔ حالانکہ یہ چیزیں انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر ڈالتی ہے۔" (اثر تو صاف ظاہر ہے۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ص ۶-۷ ج ۷ نمبر ۵۸ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

جب بچپن میں آوارگی عام ہو تو لامحالہ نوجوانی میں صحت کمزور ہو جائے گی۔ اگرچہ پنجاب کی تندرستی و توانائی ہندوستان میں اعلیٰ مانی جاتی ہے' تاہم وہاں کے قادیانی نوجوانوں کی صحت بہت خستہ معلوم ہوتی ہے' اور یہ آوارگی کا لازمی نتیجہ ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

"اور جیسا کہ میں بتا چکا ہوں' ہماری جماعت کے سینکڑوں نوجوانوں نے شوق سے اس (بھرتی) میں حصہ لیا' اور اپنے آپ کو اس خدمت کے لیے پیش کر دیا ہے' لیکن اس بھرتی میں ہمیں ایک اور فائدہ بھی حاصل ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہماری توجہ ایک اور اہم معاملہ کی طرف پھر گئی ہے۔ اگر یہ بھرتی کا موقع نہ آتا' تو نہ معلوم وہ بات کب تک ہماری نظروں سے اوجھل رہتی۔ وہ بات یہ ہے کہ اس فوجی بھرتی کے نتیجہ میں یہ نہایت ہی افسوس ناک امر بھی معلوم ہوا ہے کہ احمدی نوجوانوں کی صحتیں خطرناک طور پر گری ہوئی ہیں۔ اگر بھرتی کا یہ موقع نہ ملتا تو شاید ہمیں اس کا علم دیر تک نہ ہوتا۔ احمدی نوجوانوں کے وزن بالعموم اس وزن سے کم ہیں' جتنا وزن اس عمر میں نوجوانوں کا

ہوا کرتا ہے۔ احمدی نوجوانوں کی نظریں بالعموم ان نظروں سے کم ہیں، جتنی نظریں اس عمر میں نوجوانوں کی ہوا کرتی ہیں اور احمدی نوجوانوں کی کمریں بالعموم اس معیار سے بہت کمزور ہیں جتنی اس عمر میں نوجوانوں کی کمروں میں طاقت ہوا کرتی ہے اور یہ امر ایسا خطرناک ہے۔ جس کی جتنی جلد اصلاح ممکن ہو اتنی ہی جلد کرنی چاہیے۔ پس اگر اس فوجی تربیت میں شریک ہونے کے اعلان سے کوئی اور فائدہ نہ بھی ہو۔ تب بھی اس ذریعہ سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوا ہے، اور یہ خود اپنی ذات میں بہت اہم ہے۔ اور میں غور کر رہا ہوں۔ کہ آئندہ نوجوانوں کے لیے ایسے قواعد تیار کیے جائیں جن کے نتیجے میں ان کے تمام قویٰ کی حفاظت ہو۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ماہ اکتوبر ۱۹۳۹ء یا قریب قریب)

آوارگی اور کمزوری کا مزید نتیجہ بزدلی ہوتا ہے۔ چنانچہ خلیفہ صاحب قادیان نے اپنی جماعت کی بزدلی سے بیزار ہو کر ان کو خنثوں کا خطاب دیا، مثلاً:

"تمہاری حالت یہ ہے کہ جب تم سے بعض دشمن سے کوئی گالی سنتے ہیں، تو ان کے منہ میں جھاگ بھر آتی ہے۔ اور وہ کود کر اس پر حملہ کر دیتے ہیں، لیکن اسی وقت ان کے پیر پیچھے کی طرف پڑ رہے ہوتے ہیں۔ تم میں سے بعض تقریر کے لیے کھڑے ہوتے ہو، اور کہتے ہو "ہم مر جائیں گے مگر سلسلہ کی ہتک برداشت نہ کریں گے" لیکن جب کوئی ان پر ہاتھ اٹھاتا ہے تو پھر ادھر ادھر دیکھنے لگتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ "بھائیو! کچھ روپے ہیں، جن سے مقدمہ لڑایا جائے۔ کوئی وکیل ہے جو وکالت کرے۔" بھلا ایسے خنثوں سے بھی کسی قوم کو فائدہ پہنچا ہے۔"

(میاں محمود احمد کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۲۹ ص ۶ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

خیر آوارگی، کمزوری اور بزدلی جو کچھ سہی، ذہنی اور تعلیمی حالت بھی ابتر بتائی جاتی ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:

"مجھے نہایت ہی افسوس سے معلوم ہوا کہ جامعہ احمدیہ (قادیان) میں جو طلبہ تعلیم پاتے ہیں۔ انہیں کنوؤں کے مینڈکوں کی طرح رکھا گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی۔ ان میں کوئی شاندار امنگیں نہ تھیں، اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کرید کرید کر ان کے دماغ میں داخل ہو جانا چاہا، مگر مجھے چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا، اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ یہ آیتیں رٹ لو، یا نبوت کے مسئلہ کی یہ یہ دلیلیں یاد کر لو انہیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی...... میں نے جس سے بھی سوال کیا، معلوم ہوا

کہ اس نے کبھی اخبار نہیں پڑھا۔ اور جب کبھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ "ہم تبلیغ کریں گے۔" اور جب سوال کیا کہ "کس طرح تبلیغ کرو گے۔" تو یہ جواب دیا کہ "جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے" یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں، مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے، مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیالی ہے "جس طرح ہوگا" تو سور کیا کرتا ہے۔ اگر سور کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا تو وہ یہی کہتا کہ "جس طرح ہوگا" کروں گا" پس سور کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے۔ آگے نیزہ لے کر بیٹھو تو نیزہ پر حملہ کر دے گا۔ بندوق لے کر بیٹھو تو بندوق کی گولی کی طرف دوڑتا چلا جائے گا۔ پس یہ تو سوروں والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے، اور عواقب کا کوئی خیال نہیں کیا۔"

(خطبہ میاں محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۹ ص ۸ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۸ء)

جب لڑکپن سے اخلاق و عادات خراب ہو جائیں تو بڑے ہو کر دوسری خرابیاں نمودار ہوں گی مثلاً ملاحظہ ہو:

"کسی دوسری جگہ خلیفہ صاحب قادیان کے ایک خطبہ کے چند اقتباسات درج کیے گئے ہیں۔ جن میں انہوں نے اپنے مبلغین کی ریشہ دوانیوں، مرکزی کارکنوں کی دوست نوازی اور اقرباء پروریوں اور دینی مدارس کی تعلیم و اخلاق کا رونا روتے ہوئے اس حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا ہے کہ نہ مبلغین اپنے افسروں کا حکم مانتے ہیں، نہ مرکزی کارکن اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو پورا کرتے ہیں بلکہ ذاتی تعلقات کو سلسلہ کے مفاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور خود خلیفہ صاحب کے احکام کو ٹرخا جاتے ہیں۔ ایسا ہی ان کا بیان ہے کہ دینی مدارس کی تعلیم و اخلاق کا ستیاناس ہو رہا ہے۔ اور دین داری کی تعلیم دینے والے ادارے بے دین ثابت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ان مدارس کے اساتذہ اور مبلغین کو اور ان کی اولاد تک کو "لعنتی" اور ہلکا کتا" تک کہنے سے دریغ نہیں کیا۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۳۷ نمبر ۹ مورخہ یکم مارچ ۱۹۵۰ء)

۷۔ خلیفہ صاحب قادیان کے فسانے

قادیان اور قادیانی زندگی کا جو سرسری خاکہ اوپر پیش ہوا۔ اس سے ہزار درجہ بڑھ کر خود خلیفہ صاحب قادیان کی زندگی کے بعض پہلو غور طلب ہیں کہ ان کو اپنی جماعت میں بجا طور پر

مضبوط مرکزیت اور مقبولیت حاصل ہے۔ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کے امتیازات سے کون واقف نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے بڑے صاحبزادے' جماعت قادیان کے خلیفہ ثانی' جو اپنے رتبہ اور اپنی اولوالعزمی کی بنا پر اپنی جماعت میں امیر المومنین اور فضل عمر کہلاتے ہیں' اور جن کے مراتب اور فضائل اپنے اپنے محل پر اس کتاب میں بھی درج ہیں' جو قابل دید ہیں۔ تاہم خلیفہ صاحب کی زندگی کے انسانی پہلو جن سے خود قادیانی چونکتے چمکتے ہیں۔ نفسیاتی اعتبار سے ضرور قابل مطالعہ ہیں۔ کہ وہ ایک بارسوخ شخصیت سے متعلق ہیں' اور مریدین اور متبعین پر ان کا موافق یا ناموافق اثر پڑنا لابد ہے' چنانچہ ایک سرسری خاکہ از ابتداء ملاحظہ طلب ہے۔ حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اوّل کو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے خاندان میں بہت رسوخ حاصل تھا' خاص کر میاں محمود احمد صاحب پر تو بچپن ہی سے خاص نظر تھی' بہت محبت تھی' پیار کی شدت تھی۔ چنانچہ اس کی جھلک صاف نظر آتی ہے' مثلاً:

(۱) ''ملک غلام فرید صاحب بیان کرتے ہیں' کہ ایک دفعہ مولوی عبدالحیٔ صاحب (پسر حکیم نور الدین صاحب) اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (میاں محمود احمد صاحب) حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نور الدین صاحب) کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے مولوی عبدالحیٔ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا: بچے تم مجھے بہت پیارے ہو' بہت پیارے' بہت پیارے ہو' مگر'' حضور کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ''محمود ہمیں تم سے بہت زیادہ پیارا ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۸۷ ص ۱۴ اگست ۱۹۳۷ء)

''خاندان نبوت میرا ہے۔ وہ مطیع و فرمانبردار ہے۔ (عجب دعویٰ ہے! للمؤلف برنی) خصوصاً میرا پیارا محمود تو سب سے زیادہ میری اطاعت کرتا ہے'' (حکیم نور الدین صاحب) (پیار اور اطاعت اس سے بڑھ کر حسن ربط کیا ہوسکتا ہے للمؤلف برنی)

میرا خیال تھا کہ محمود خلیفہ بنے' اس لیے اس کی تعلیم و تربیت کے لیے کوشاں بھی رہا۔''

(حکیم نور الدین صاحب الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۸۷ ص ۴-۱۴ اگست ۱۹۳۷ء)

''محمود کی کوئی کتنی ہی شکائتیں ہمارے پاس کرے' ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ (پیار' محبت میں ایسا ہی ہوتا ہے للمؤلف برنی) ہمیں تو اس میں وہ چیز نظر آتی ہے۔ جو اس کو نظر نہیں آتی۔ یہ لڑکا بہت بڑا بنے گا' اور اس سے خدا تعالیٰ عظیم الشان کام لے گا۔'' (حکیم نور الدین صاحب اخبار الفضل قادان ج ۲۵ نمبر ۱۷۹ ص ۴-۵ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۳۷ء)

(۲) ''۱۹۰۳ء میں میں (شوق محمد) قادیان میں بغرض تعلیم مقیم تھا۔ میں نے اپنے زمانہ قیام دارالامان میں متعدد بار دیکھا کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی (میاں محمود احمد صاحب) بچپن میں ہی چلتے وقت نہایت نیچی نظریں رکھا کرتے تھے اور چونکہ آپ کو آشوب چشم کا عارضہ عموماً رہتا تھا' اس لیے کئی بار میں نے حکیم الامت مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل کو خود اپنے ہاتھ سے آپ کی آنکھ میں دوائی ڈالتے دیکھا۔ وہ دوائی ڈالتے وقت عموماً نہایت محبت اور شفقت سے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا کرتے تھے اور رخسار مبارک پر دست مبارک پھیرتے ہوئے فرمایا کرتے ''میاں تو بڑا ہی میاں آدمی ہے۔ اے مولا! اے میرے قادر مطلق مولا! اس کو زمانہ کا امام بنا دے۔'' (محبت و شفقت میں تو کلام نہیں۔ لیکن دعا پیار کی آڑ معلوم ہوتی ہے (للمؤلف برنی) خاکسار شوق محمد۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۵۹ ص ۳ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۸ء)

(۳) ''مجھے یاد ہے' میرا ایک دوست تھا' بچپن میں ایک دفعہ ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بیٹھے تھے کہ حضرت خلیفہ اوّل نے دیکھا۔ میری تو آپ بہت عزت کیا کرتے تھے' اس لیے مجھے تو کچھ نہ کہا' لیکن اس کو اس قدر ڈانٹا کہ مجھے بھی سبق حاصل ہو گیا۔'' (حکیم صاحب کی نظر واقعی تیز تھی اور محبت میں نظر تیز ہی رہتی ہے۔ پھر تعلیم و تربیت کا بھی سوال تھا۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۵۸ ص ۷ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

بچپن اور لڑکپن تو بہر حال حکیم نورالدین صاحب خلیفہ اوّل کی محبت' شفقت' نگرانی اور تعلیم و تربیت میں گزرا' اور خوب گزرا کہ میاں صاحب' حکیم صاحب کے بہت پیارے تھے۔ لیکن بعد میں طبیعت کا جو رنگ ابھرا اور جو روایات غلط یا صحیح پھیلیں' ان سے حکیم صاحب کا اخلاقی اثر توقع کے برعکس ظاہر ہوتا ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے' چند روایتیں پیش ہیں۔ لیکن جب تک تحقیق کامل اور ثبوت محکم نہ ہو' ایسی روایتیں قابل اعتبار کم ہوتی ہیں' بلکہ وہ بغض و عناد کی ایجاد ہو سکتی ہیں' یا مغالطہ و مبالغہ ہو سکتی ہیں۔ غرض کہ خواہ مخواہ ان پر یقین نہیں ہو سکتا۔ البتہ آثار و قرآئن سے قیاس کو مدد مل سکتی ہے۔ بہر حال چند روایات ملاحظہ ہوں:

(۱) ''بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب) عیاش ہے۔ اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں وہ وہ ہو جاتے ہیں جسے انگریزی میں ریک (Wreek) کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا نہ دل

دماغ کام کارہتا ہے نہ عقل درست رہتی ہے نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ غرض سب قویٰ اس کے برباد ہو جاتے ہیں۔ اور سر سے لے کر پیر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں الزنا یخرج البناء کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے، مگر ہمارا خلیفہ نعوذ باللہ اگر عیاش ہوتا تو وہ اولوالعزمی، وہ بلند ہمتی، وہ دانشمندی وہ فہم وفراست، وہ ذکاوت، وہ تدبر جو آپ کو عدیم المثال طور پر حاصل ہے، حاصل ہو سکتا ہے؟''

(میر محمد اسمٰعیل کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۵۸ ص ۶ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۲) ''مکرم و معظم جناب میاں صاحب، خلیفہ جماعت قادیان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، میرے کانوں نے احمدیہ بلڈنگس (لاہور) میں آپ کے متعلق ایک ایسی بات سنی ہے جس نے میرے وجود میں ایک لرزہ ڈال دیا ہے۔ اور وہ ایسی خطرناک بات ہے کہ جسے میں چھپا نہیں سکتا۔ اگر وہ صحیح ہے تو آپ کے لیے زلزلہ نمونہ قیامت ہے۔ اور اگر غلط ہے تو اس بات کے پروپیگنڈا کرنے والے پر آسمان سے غضب کا زلزلہ وارد ہوگا...... چنانچہ اس غرض کے لیے میں یہ خط آپ کو بھیج رہا ہوں، اور اب وہ بات لکھتا ہوں جو میں نے اپنے کانوں منہ در منہ سنی ہے:

''کچھ عرصہ ہوا کہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لاہوری احمدی اور مولوی آفتاب الدین مسلم مشنری ووکنگ قادیان گئے تھے انہوں نے وہاں آپ سے ملاقات کا انتظام کیا۔ آپ نے ان کو دو تین گھنٹہ کے وقفہ سے ملاقات کا موقع دیا۔ مجھے اس ملاقات کے متعلق میرے دفتر میں پہلے چودھری محمد سعید صاحب بھٹہ اور سیر نے اور پھر مولوی آفتاب الدین صاحب نے یہ سنایا کہ ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے اپنی ڈاکٹری سے دوران ملاقات میں یقینی طور پر یہ اندازہ کیا کہ آپ نے شراب پی ہوئی تھی۔ اس لیے آپ نے دو تین گھنٹہ کا وقفہ لیا (یہ کوئی دلیل نہ ہوئی للمؤلف برنی) اور پھر آپ نے جو خوشبوئیں لگا کر ملاقات کی۔ انہوں نے آپ کے منہ سے شراب کی بو کو بہر حال محسوس کر لیا۔ مجھے اسی طرح دو گواہوں نے یہ بات سنائی اور سنانے والوں نے اپنے حلقہ میں، مجھے خیال ہے کہ دور دور تک اسے پھیلا دیا ہے۔'' (الزام شدید ہے، تحقیق مقدم ہے (للمؤلف برنی)

(شیخ غلام محمد صاحب قادیانی کا مکتوب مندرجہ رسالہ تصنیفات محمدیہ ج یازدہم ص ۹ مطبوعہ لاہور)

(۳) ''شبنم صاحب! آپ کا خط محررہ ۳۷-۸-۷ مجھے مل گیا ہے...... دوسرا امر آپ کے خط میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کے خاندان کے متعلق اتہامات ہیں۔ آپ نے بڑی دیدہ دلیری سے بغیر شرعی ثبوت کے اور بغیر عینی

شاہد ہونے کے ایسی فحش باتیں خط میں تحریر کی ہیں کہ جن کی اشاعت آپ کو مروجہ قانون کی رو سے مجرم بناتی ہے۔ یہ محض حضرت امیر المومنین (مرزا محمود) کی فراخ حوصلگی ہے کہ آپ ازالہ حیثیت عرفی کے جرم کے مرتکب ہوتے ہوئے بھی اس کی سزا سے بچے ہوئے ہیں۔ ہم آپ کے خط میں مندرجہ امور سب غلط اور نتیجہ عناد سمجھتے ہیں۔"

(محمد صادق صاحب شبنم قادیانی کے خط کا جواب منجانب مرزا محمد علی بیگ صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۲۳ ص ۴-۵ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(۴) "نیز میں خدا کی قسم کھا کر یہ بھی لکھتا ہوں کہ اس نے (یعنی میاں فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی نے) ایک دن اپنے مکان کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ 'تحریک جدید (کے بورڈنگ) کا ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پہلے تو لڑکوں کو تلاش کرنا پڑتا تھا' اور اب (لڑکے) جمع شدہ مل جاتے ہیں۔ اس جگہ اس کا مفہوم نہایت ہی گندہ تھا اور حضور (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) پر کمینہ حملہ تھا۔"

(مہاشہ محمد عمر صاحب قادیانی کا حلفیہ بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۶۵ ص ۲۱ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۵) "اس شہادت میں ایک اور بات بھی بیان کی گئی ہے جو تحریک جدید کے بورڈنگ کے متعلق ہے' اور اس تحریک جدید کے وقف کنندگان کے متعلق ہے۔ اس میں جس قدر شرمناک حملہ مجھ پر کیا گیا۔ وہ میں نہیں سمجھتا۔ کہ احراریوں کے حملوں سے یا دوسرے دشمنان سلسلہ کے حملوں سے کم ہو۔ اگر ایسے لوگ احمدیت میں رہ سکتے ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ خلافت اور نظام سلسلہ سے بدتر اور بے معنیٰ لفظ دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس سے یہ بہتر ہوگا کہ جماعت بے خلافت رہے تا کہ لوگوں کو ایسے بے معنیٰ نظام پر ہنسی اڑانے کا موقع تو نہ ملے"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۶۵ ص ۲۱ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۶) "پھر جماعت میں بدی اور بے حیائی کی باتوں کا چرچا کر کے فحش کی اشاعت کی جاتی ہے۔ اور گندی باتیں کر کر کے کمزور طبیعت لوگوں میں گندے جذبات کو ابھارا جا رہا ہے۔......اور ثبوت پوچھو تو سوائے اس کے کچھ پیش نہیں کر سکتے کہ فلاں مرد یہ کہتا ہے (مرد بھلا کیا گواہی دے سکتا ہے۔ للمؤلف برنی) اور فلاں عورت یہ سناتی ہے' اور فلاں لڑکا یہ گواہی دیتا ہے۔ لا

حول ولا قوة الا بالله! کیا معصوم لوگوں (مثلاً خلیفہ صاحب قادیان‘ للمؤلف برنی) کے چال چلن کی اتنی ہی قیمت رہ گئی ہے کہ زید و بکر کی بیہودہ بکواس سے انہیں داغدار کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیا اس شخص کا کریکٹر جس کے ہاتھ میں آپ نے چہارم صدی تک (مراد چوتھائی صدی معلوم ہوتی ہے۔ یعنی ۲۵ سال‘ للمؤلف برنی) اپنا بیعت کا ہاتھ دے رکھا ہے‘ اس معیار پر تولنے کے قابل ہے کہ آوارہ مزاج اور آزاد منش نوجوان اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ افسوس‘ صد افسوس! اتنا بھی نہیں سوچا گیا کہ یہ شہادت دینے والے کس قماش کے لوگ ہیں۔ (ایسی شہادت تو اسی قماش کے لوگ دے سکتے ہیں کہ خود مبتلا رہتے ہیں۔ للمؤلف برنی) اور جس کے متعلق شہادت دی جارہی ہے وہ کس پوزیشن کا انسان ہے“ (یعنی خلیفہ قادیان ہے اور اس پر خلقت حیران ہے۔ للمؤلف برنی)

(صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی برادر خلیفہ صاحب قادیان کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۹۷ ص ۶ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۷ء)

(۷) مندرجہ ذیل اقتباسات کا جامع حوالہ سب سے آخر میں درج ہے۔ یعنی مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا رسالہ):

”پھر کیا کبھی آپ حضرات نے یہ بھی غور فرمایا کہ ہم نے کون سا قصور کیا‘ جس کی پاداش میں ہمیں ان انسانیت سوز مظالم کا تختۂ مشق بنایا جارہا ہے۔ جن کے سننے سے بھی ایک شریف انسان کی روح کانپ اٹھتی ہے اور بدن میں کپکپی پیدا ہوتی ہے...... کیا ہمارا صرف یہی قصور نہیں کہ ہم نے خلیفہ صاحب کی ذات میں ایسے نقائص دیکھے جن کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ چھوڑ احمدی بھی نہیں کہلا سکتا۔ پس ہم نے حضرت سعدؓ کی طرح جرأت ایمانی سے کام لے کر خدا اور اس کے رسول کے احکام پر عمل پیرا ہو کر اپنے اور اپنے بال بچوں کے آرام کو قربان کرتے ہوئے ہر قسم کی تکالیف و مصائب اٹھاتے ہوئے خلیفہ صاحب کو ان نقائص کی طرف توجہ دلائی‘ اور ہر رنگ میں فیصلہ کے لیے آمادگی ظاہر کی‘ چنانچہ میرے ایک خط کے جواب میں خلیفہ صاحب فرماتے ہیں۔ (جو ذیل میں ملاحظہ ہو۔ للمؤلف برنی)

”مذکورہ بالا خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی آزاد کمیشن بیٹھے تو اس کے سامنے میرے (یعنی خلیفہ صاحب قادیان کے للمؤلف برنی) خلاف لڑکوں‘ لڑکیوں اور عورتوں کی گواہیاں وہ دلوا دیں گے۔ (جب لڑکے لڑکیاں‘ عورتیں‘ گواہ بنیں تو الزامیت کی نوعیت ظاہر ہے۔ للمؤلف برنی) بلکہ خود میری گواہی بھی وہ دلوا دیں گے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں میری اپنی گواہی سے لکھنے والے

کی مراد شاید یہ ہے کہ وہ کوئی میری تحریر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ واللہ اعلم اور کوئی معنی اس فقرہ کے میرے ذہن میں نہیں آئے۔ (ممکن ہے خدانخواستہ یہی معنیٰ ہوں۔ واللہ اعلم۔للمؤلف برنی) مگر ایسا ہو تو بھی خلفائے سابق سے میری ایک اور بھی مماثلت ثابت ہوگی۔ (اپنے عیوب اکابر کے سر تھوپنا خاص قادیانی سنت ہے مرزا قادیانی صاحب بھی اپنی خامیاں انبیاء پر چسپاں کرنے کی کوشش کرتے تھے' گویا ہم تو ڈوبے ہیں مگر ان کو بھی لے ڈوبیں گے' نعوذ باللہ۔للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ج ۲۵ نمبر ۲۷۱ ص ۱۲ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

''حالانکہ میں نے اپنے خط میں یہ لکھا تھا کہ لوگوں سے سنا ہے کہ جناب چار گواہوں کا مطالبہ فرماتے ہیں۔ اگرچہ ہم سے تو آپ نے یہ بھی نہیں فرمایا' تاہم اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لیے تیاری فرمالیں' ہم صرف چار ہی نہیں بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں' لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کردیں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ پیش کرسکیں تو آپ کی بریئت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لیے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لیے بھی تیار ہیں۔'' (واقعی چیلنج بہت زوردار ہے' گویا کہ بالکل صحیح ہے۔للمؤلف برنی)

(حکیم عبدالعزیز قادیانی سیکرٹری انجمن انصار احمدیہ کا رسالہ نمبر ۳ بعنوان ''خلیفہ قادیان کا بائیکاٹ ومقاطعہ'')

''الزام کے الفاظ جو خلیفہ صاحب قادیان اپنے اخبار الفضل (قادیان) میں خود شائع کراچکے ہیں' حسب ذیل ہیں' اور وہ بحوالہ شیخ عبدالرحمٰن مصری صاحب قادیانی فیصلہ عدالت العالیہ ہائیکورٹ لاہور میں بھی درج ہیں:

''موجودہ خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدیس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکوں اور لڑکیوں کو قابو میں کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۷۲ ص ۲ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۳۸ء)

شاید مخالف یہ کہیں کہ۔

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

یا یہ کہیں کہ۔

تانہ باشد چیز کے مردم نہ گویند چیزہا

تاہم الزامات بہت سنگین ہیں۔ کافی تحقیق اور ثبوت کے بغیر قابل تسلیم نہیں ہیں۔ واللہ اعلم للمؤلف)

(محمد علی امیر جماعت لاہور کا رسالہ بعنوان ''میاں محمود احمد پر ان کے مریدین کے الزامات'' مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۳۸ء)

چال چلن کے الزامات کی اصلیت جو کچھ بھی ہو' واللہ اعلم تاہم میاں صاحب خلیفہ قادیان کی طبیعت تجسس پسند ضرور ہے۔ خواہ تجسس ان کے حق میں حد مناسب سے بھی تجاوز کر جائے۔ چنانچہ فرانس میں بہ مقام پیرس برہنہ عورتوں کی جو سیر کی گئی۔ وہ بہت پر لطف ہے کہ خود میاں صاحب کا بیان بھی اس میں شریک ہے' چنانچہ ملاحظہ ہو:

''سیدنا و امامنا حضرت اقدس امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''

حضور بعض بد باطن اور خبیث فطرت غیر احمدی مناظرہ میں یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ تمہارے خلیفہ صاحب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کو ساتھ لے کر پیرس میں ننگی میموں کا ناچ دیکھنے کے لیے گئے۔ مندرجہ ذیل حوالہ وہ تائید میں پیش کرتے ہیں:

''جب میں (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں' (یہ خیال تھا بھی خصوصیت کے لائق للمؤلف برنی) مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ (موقع کیونکر ملتا کہ وہاں کسی قدر تعارف حاصل تھا (للمؤلف برنی) واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے' جو میرے ساتھ تھے' کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آئے (پیرس کا انتخاب بھی بہتر تھا کہ وہاں سوسائٹی خوب عریاں نظر آتی ہے۔ چنانچہ اس خصوصیت کو شہرت عامہ حاصل ہے۔ اور میاں صاحب کو مشاہدہ سے اس کی تصدیق ہوگئی۔ للمؤلف برنی) وہ (چوہدری ظفر اللہ خان صاحب) بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے۔ (معلوم ہوتا ہے کہ چوہدری صاحب کو کافی مواقع حاصل ہونے کے باوجود میاں صاحب کی طرح سوسائٹی کی عریانی دیکھنے کا خیال کبھی خصوصیت سے پیدا نہ ہوا تھا۔ للمؤلف برنی) مگر مجھے اوپیرا میں لے گئے۔ جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپیرا سینما کو کہتے ہیں۔ چوہدری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے۔ جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے' اس لیے

دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ (لیکن بہر صورت میاں صاحب کی دور بینی مسلم ہے۔ للمؤلف برنی) تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چوہدری صاحب سے کہا کہ کیا یہ ننگی ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں ہیں' بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔" (جب عورتیں ننگی معلوم ہوں' خواہ تصور ہی سہی تو مشاہدہ کافی ہے۔ نظر کمزور ہونے یا تن پر کپڑا ہونے میں کیا مضائقہ ہے۔ مقصد تو حاصل ہو گیا کہ یورپین سوسائٹی کی عریانی نظر آئی۔ للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۳۴ء)

"حضور (ہم مخالفین کو بتاتے ہیں کہ اس حوالہ میں یورپین سوسائٹی کی عریانی کا ذکر ہے۔ ننگی میموں کے ناچ کا ذکر نہیں۔ حضور کا منشاء یہ نہ تھا۔ جو تم اپنی اندرونی تصویر کے مطابق پیش کرتے ہو۔ حضور کو جب یہ محسوس ہوا کہ وہ اس قدر باریک لباس پہنے ہوئے ہیں۔ تو حضور اسے ناپسند کر کے اٹھ کر چلے آئے۔ (چلے کیوں نہ آتے' جانے کا مقصد ہی یہ تھا کہ سوسائٹی کی عریانی دیکھیں۔ للمؤلف برنی) مگر وہ اسے تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ یہ تمہارا اپنا خیال ہے' وہ سینما میں پورا شو دیکھ کر اٹھے تھے۔ حضور! اگر از راہ نوازش اس واقعہ پر کسی وقت مجلس علم و عرفان میں روشنی ڈال دیں تو مخالفین کو اس اعتراض کا جواب دینے میں انشاء اللہ مدد ملے گی...... یہ سوال جب خاکسار نے حضور کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے اس وقت اپنے قلم سے مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمایا:

جواب: یہ درست نہیں کہ میں اٹھ کر آ گیا' میں تو اسی بات کو دیکھنے کے لیے گیا تھا۔ باقی وہ عورتیں ننگی نہ تھیں' بلکہ ان کے چست لباس سے بوجہ نظر کی کمزوری کے میں نے خیال کیا کہ وہ ننگی ہیں۔ نظر کی عجب کمزوری تھی کہ لباس کے باوجود عورتیں ننگی نظر آئیں۔ پھر میاں صاحب نے خیال بھی یہی کیا کہ وہ ننگی ہیں۔ غرضیکہ عریانی کا تصور بہت غالب تھا۔ اور نظر تیز بھی ہوتی تو کیا فائدہ۔ عریانی ایسی بے تکلف نظر نہ آتی' بلکہ چوہدری صاحب کی طرح کپڑے بھی نظر آتے۔ مشاہدہ کا لطف مکدر ہو جاتا۔ یعنی سوسائٹی اس درجہ عریاں نظر نہ آتی کہ گویا عورتیں بلا لباس ننگی معلوم ہوں۔ للمؤلف برنی) یہ تو تماشائی عورتوں کا ذکر ہے۔ جو ایک طرف گیلری میں تھیں۔ ممکن ہے میری ان پر نظر ہی نہ پڑتی۔ اس قسم کے لباس کی عورتیں صبح اور شام مال (یعنی لاہور کی مشہور سڑک) پر دوڑتی پھرتی ہیں (یہ مبالغہ تو ہندوستانی مستورات پر بڑا ظلم ہے۔ للمؤلف برنی) اس پر

اعتراض اور تعجب کی کونسی بات ہے۔لباس کا نیا فیشن جنگ کے بعد ہی تھا۔ بوجہ اس سے ناواقفیت کے میں نے دھوکا کھایا۔ اور اب ہندوستان میں بھی یہی ہے۔ میں نے تو یہ نہیں لکھا کہ گانے والے لوگ ننگے تھے وہ سینما نہ تھا بلکہ ورائٹی شو تھا' جس میں بعض خاص ماہر گاتے ہیں یا بعض ہتھکنڈے دکھاتے ہیں۔ مگر وہ سب لوگ لباسوں میں تھے۔ صرف سوسائٹی کی عورتیں ایسے تنگ اور چست لباس میں تھیں۔ جیسا کہ اب ہر شہر اور ہر ملک میں ہے۔ میں نے اس وقت ناواقفی اور عینک نہ ہونے کی وجہ سے انہیں ننگا سمجھا۔ (عینک بھی عادت کے باوجود اچھے وقت غائب ہوئی کہ سوسائٹی کی عریانی بھی نظر آ گئی اور عذر بھی ہاتھ آ گیا۔ بیک کرشمہ دو کار۔ للمؤلف برنی) پہلے معترض مال روڈ پر چلنا ترک کردے۔" (جہاں گویا لباس پہن کر عورتیں کمزور نظروں میں ننگی معلوم ہوتی ہیں۔ جواب میں بناوٹ' گریز' مبالغہ اور جھنجلاہٹ صاف ظاہر ہے' لیکن کیا کیا جائے اور کوئی مفر بھی نہیں۔ للمؤلف برنی)

(سوال جواب مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۱۵۶ ص ۳ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۴۶ء)

۸۔خطوں کا ہدیہ

واضح باد کہ اقتباس (۷) مندرجہ بالا میں میاں صاحب نے اپنے خطوں کا جو اشارہ کیا تو ہمیں یاد آیا کہ جن دنوں قادیان میں جھگڑے چل رہے تھے کوئی صاحب کچھ خانگی خطوط کا ذخیرہ لے کر ہمارے پاس بھی پنجاب سے پہنچے تھے کہ یہ خلیفہ صاحب قادیان کے خطوط ہیں' اور ان کی سند کا ذمہ لیا جاتا ہے اس سے بھی کتاب "قادیانی مذہب" میں کام لیا جائے تو بڑا کام ہوگا۔ لیکن ان کو بہت مایوسی ہوئی بلکہ شاید صدمہ ہوا۔ جبکہ ہم نے خانگی خطوط لینے اور ان سے کام لینے سے انکار کردیا۔ اس سے پہلے کچھ خانگی خطوط خود مرزا قادیانی صاحب کے بھی پہنچے تھے۔ جو قیمتی سمجھے جاتے تھے۔ ان کے ساتھ بھی یہی عمل ہوا۔ کہ شکریہ کے ساتھ واپس کیے گئے۔ ہم نے اپنی تالیف میں یہ اخلاق لازم رکھا کہ صرف وہی معلومات درج ہوں جو شائع ہو چکے ہیں اور جو مسلمہ و مستند ہوں۔ بالآخر یہ فرمائش ہوئی کہ کم از کم خطوط کو دیکھ لیا جائے' تا کہ پس منظر زیادہ واضح ہو جائے۔ لیکن اس سے بھی عذر کردیا گیا کہ جب کام لینا منظور نہیں تو پھر دیکھنے سے کیا حاصل۔ فضول اخلاقی ذمہ داری عائد ہوگی۔ خط لانے والے صاحب اس عذر کو شاید ناقدری اور بے اعتنائی سمجھے۔ ہمارے پاس ٹھہرے بھی نہیں۔ غصہ میں اٹھ کر چلے گئے۔ جلدی کے تعارف میں نام اور

پتہ کی بھی پوری نوبت نہ آئی۔ البتہ ہمارے ایک معزز دوست جو اتفاقاً موجود تھے' اس واقعہ سے متعجب اور محظوظ ہوئے رات کا وقت تھا۔ آنکھوں میں خواب کا نشہ پھر گیا۔ یہ صاحب نوجوان تھے چہرہ پر داڑھی کا آغاز تھا۔ جیسے کہ عربی مدارس کے طالب علم ہوتے ہیں۔ بعد کو افسوس ہوا کہ ان کو سمجھا منا کر اخلاقاً مہمان بنا کر کیوں نہ رکھا۔ پھر پتہ نہیں کہاں ٹھہرے کب واپس گئے۔

۹-خلیفہ صاحب قادیان کی صحت

میر محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی نے بحیثیت ڈاکٹر' خلیفہ صاحب کی صحت کے متعلق جو رائے لکھی ہے' اوپر درج ہو چکی ہے' ان کے نزدیک عیاشی سے انسان کی صحت برباد ہو جاتی ہے لیکن خلیفہ صاحب کو وہ اس بلا سے محفوظ سمجھتے ہیں۔ مزید برآں تباہی صحت کے اور بھی اسباب ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ عام صورت وہی ہے جو میر صاحب نے لکھی ہے' یعنی عیاشی بہرحال اسباب جو کچھ بھی ہوں' میاں صاحب خلیفہ قادیان کی صحت معمول سے زیادہ خستہ معلوم ہوتی ہے۔ ذیل میں سال بسال چند مصدقہ رپورٹیں قابل غور ہیں:

(۱) ''قادیان ۲۰ فروری ۱۹۳۸ء آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو سردی کی وجہ سے نیز زکام کی کثرت کے باعث اعصابی کمزوری کی شکایت ہے۔ کل آناً فاناً حضور کو ضعف بصارت کا حملہ ہو گیا۔ جو دو تین گھنٹے کے بعد رفع ہوا۔ سر کے چکروں کی بھی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لیے دعا فرمائیں۔''

(صحت کی رپورٹ بابت ۲۲ فروری ۱۹۳۸ء) مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ ش ۴۳ ص ۱)

(۲) ''ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب شملہ سے ۲۷ تاریخ کے خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی نے آج صبح نو بجے کے قریب طبیعت کا حال بتاتے ہوئے فرمایا:

''معلوم ہوتا ہے' مجھے اعصابی کمزوری بہت ہو گئی ہے۔ آج نماز سے پہلے جو طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے تھرمامیٹر لگا کر دیکھا گیا تو ٹمپریچر ۹۵.۵ تھا۔ یعنی نارمل سے بہت نیچے تھا۔ فرمایا یہی وجہ ہے کہ مجھے آج کل صبح کی نماز بیٹھ کر ادا کرنی پڑتی ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ حضور کا بلڈ پریشر (خون کا دباؤ) بھی بہت تھوڑا ہے۔ یہ دونوں علامتیں اعصابی کمزوری کی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ شملہ کی آب و ہوا' دراصل' موافق نہیں آئی احباب حضور کی صحت اور درازی عمر

کے لیے دعا جاری رکھیں۔" (اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۲۲۲ ص ۲ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۴۰ء)

(۳) "سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی آج جب خطبہ جمعہ کے لیے منبر پر کھڑے ہوئے تو ضعف دل کی تکلیف ہوگئی۔ اور حضور بیٹھ گئے اور ۷-۸ منٹ تک بیٹھے رہے۔ اس دوران میں ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے دوا پلائی' اور حضور نے کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ فرمایا۔ دس بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ خدا کے فضل سے اب ضعف دل کی تکلیف میں تخفیف ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لیے دعا فرمائیں۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۹ نمبر ۱۲۳ ص ۴ مورخہ یکم جون ۱۹۴۱ء)

(۴) "سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ شاید گرمی کی شدت کی وجہ سے دو چار دن سے مجھے تنفس کی خرابی کی تکلیف ہے رات کے وقت یہ تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے' اور بعض دفعہ کئی کئی گھنٹہ تک جاری رہتی ہے۔ ابھی میں خطبہ کے لیے چل کر آیا تو میرا سانس اتنا پھول گیا تھا کہ پیٹ میں سماتا نہیں تھا۔ منبر پر بیٹھنے سے کچھ آرام آیا تھا' مگر کھڑے ہوتے ہی پھر وہی دورہ شروع ہو گیا ہے۔ اس لیے میں مختصراً اور آہستہ بول سکوں گا۔"...... حضرت امیر المومنین نے اس قدر فرمایا تھا کہ تکلیف کی وجہ سے منبر پر بیٹھ گئے اور قریباً آٹھ منٹ تک بیٹھے رہے۔ اس کے بعد پھر کھڑے ہوئے اور فرمایا"...... (اخبار الفضل قادیان ج ۲۹' نمبر ۱۳۰ ص ۲ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۴۱ء)

(۵) "سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق آج ساڑھے نو بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے کہ گزشتہ چار دنوں میں حضور کو بخار ہوتا رہا' گھٹنے میں درد بھی رہا۔ ۲۷ تاریخ کو تقریر کے بعد گھٹنے کے درد کے علاوہ پاؤں میں بھی درد نقرس نمودار ہو گیا۔ ۲۸ کو گھٹنے کے درد میں کمی آ گئی' مگر پاؤں کا درد کچھ بڑھ گیا۔ ۲۹ کو بھی درد رہا۔ اور آج ۳۰ دسمبر ۱۹۴۵ء کو درد اور بخار میں زیادہ شدت ہو گئی ہے' ایک گھٹنا تو پہلے ہی ماؤف تھا۔ آج سے دوسرے گھٹنے میں بھی شدید درد شروع ہو گئی ہے' جس کی وجہ سے حرکت بالکل نہیں کی جا سکتی۔ جلسہ کی وجہ سے طبیعت بالکل نڈھال ہو گئی ہے۔" (اخبار الفضل قادیان ج ۳۳ نمبر ۳۰۳ ص ۱ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء)

(۶) "سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ میری طبیعت تو چند روز سے علیل ہے۔ لیکن میں اپنے نفس پر جبر کر کے جمعہ پڑھانے کے لیے آ گیا ہوں۔ مجھے کئی دنوں سے پیچش کی تکلیف ہے۔ یوں اسے پورے طور پر پیچش بھی نہیں کہا جا سکتا' بلکہ وہ ایک نئے طرز کی بیماری معلوم ہوتی ہے اور عام طور پر دوسرے لوگ بھی شکایت کرتے ہیں۔ کہ انہیں یہ تکلیف ہے۔ معلوم ہوتا

ہے یہ تکلیف وبائی رنگ اختیار کر گئی ہے پیچش میں تو انسان کو جی جی اجابتیں ہوتی ہیں۔ مگر اس مرض میں گلے سے لے کر انتڑیوں تک تمام جگہ زخمی اور ماؤف معلوم ہوتی ہے۔ پیٹ میں درد کے دورے اٹھتے ہیں اور معدہ میں تشنج ہوتا ہے۔ غرض یہ ایک نئی قسم کی مرض ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر پھیل رہی ہے۔"

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ ص ۱ نمبر ۲۷۴ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۴۶ء)

قصہ مختصر یہ کہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی صحت مدت سے خراب ہو رہی ہے۔ ضعف اعصاب، ضعف قلب، نقرس، پیچش، تنفس، طرح طرح کے مرض لپٹ گئے ہیں۔ جن کے دورے اٹھتے رہتے ہیں۔ رہے امراض کے اسباب، سو میاں صاحب جانیں یا اللہ جانے۔

۱۰- مرزا صاحب کی صحت اور وفات

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی صحت تو اور بھی خراب رہتی تھی۔ چنانچہ آگے کتاب میں حالات درج ہیں۔ شاید یہی سبب ہو کہ مرزا صاحب قادیانی کے استعمال میں مشک، عنبر، مروارید، افیون، سنکھیا، ٹانک وائن (Tonic Wine)، مرغ، فاختہ، تیتر، بٹیر ایسے مقویات کا ذکر زیادہ پایا جاتا ہے۔ بہرحال مرزا صاحب قادیانی کی صحت اور وفات کا مختصر تذکرہ ذیل میں پیش ہے۔ مزید تفصیل کتاب میں درج ہے۔ جو قابل دید ہے:

(۱) "دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں، اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے، اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے اور یہ دونوں مرضیں اسی زمانہ سے ہیں۔ جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا۔ (گویا دعویٰ کے یہ دو انعام ملے۔ للمؤلف برنی)

(حقیقت الوحی ص ۳۰۷ خزائن ص ۳۲۰ ج ۲۲)

(۲) "مسیح موعود دو زرد رنگ چادروں میں اترے گا۔ ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی، اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ سو میں نے کہا کہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا، کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے۔ اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں، یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔" (عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ بیماروں کو تندرست بلکہ مردوں کو زندہ

کرتے تھے' اور مسیح موعود یعنی بزعم خود مرزا قادیانی صاحب کی نشانی خود امراض ہیں۔ خاص کر سر کی بیماری اور پیشاب اور دستوں کی بیماری! مرزا قادیانی صاحب یوں تو تاویلوں کے بڑے استاد ہیں۔ لیکن واقعی یہ تاویل سب سے بڑھ گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ تعبیر والے زرد رنگ کو عشق و محبت کی علامت مانتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں میں دولہا دلہن کو زرد ابٹن ملتے ہیں۔ زرد کپڑے پہناتے ہیں۔ للمؤلف برنی) (مرزا قادیانی صاحب کی تالیف تذکرۃ الشہادتین ص ۲۳ خزائن ص ۴۶ ج ۲۰)

(۳) ''مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں دو زرد رنگ چادروں کا ذکر ہے۔ ایسی ہی میرے لاحق حال دو بیماریاں ہیں۔ ایک بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں ہے جو اوپر کی چادر ہے' اور وہ دوران سر ہے' جس کی شدت کی وجہ سے بعض وقت میں زمین پر گر جاتا ہوں' اور دل کا دوران خون کم ہو جاتا ہے' اور ہولناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ (بعض دیگر دماغی امراض خاص کر مرگی میں یہ کیفیت گزرتی ہے۔ دردسر میں تو بیشتر تکلیف رہتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی صاحب نے اپنی خرابی صحت میں ہسٹیریا مرض بھی ظاہر کیا ہے۔ للمؤلف برنی) اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصے میں ہے۔ جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے جس کو ذیابیطس کہتے ہیں۔ معمولی طور پر مجھے ہر روز پیشاب کثرت سے آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں (پیشاب) آتا ہے اور اس سے بھی ضعف بہت ہو جاتا ہے۔''

(مرزا قادیانی صاحب کی تالیف ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۰۱ خ ص ۳۷۲ ج ۲۱)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی صحت کی جو خرابی تھی اوپر بیان ہوئی اب ان کی وفات کو لیجئے۔ مرزا قادیانی صاحب اپنی تحریرات میں مرض ہیضہ کو قہر الٰہی کا ایک نشان قرار دیتے ہیں۔ جو گمراہوں کی گستاخی پر بطور عذاب نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض علماء اسلام سے' خاص کر حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری علیہ الرحمۃ سے جو مرزا قادیانی صاحب کے مقابلے ہوئے تو ان میں مرزا صاحب نے یہی بددعا کی کہ جو کاذب اور مفتری ہو اس پر مرض ہیضہ کی شکل میں موت وارد ہو۔ اور فریق مقابل سے پہلے نازل ہو گویا جو پہلے مرے اور مرض ہیضہ میں مبتلا ہو کر مرے۔ وہ مفتری' کذاب مانا جائے گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی صاحب کا دعویٰ اور انجام ملاحظہ ہو:

''بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علیکم علیٰ من اتبع الھدیٰ......

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں' جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں (یعنی اخبار اہلحدیث امرتسر میں۔ للمؤلف برنی) مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک

ہو جاؤں گا۔ (چنانچہ یہی واقعہ ہوا۔للمؤلف برنی) کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ (اس اشتہار کے سوا سال بعد ہی مرزا قادیانی صاحب اس دنیا سے گزر گئے۔ للمؤلف برنی)......اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے' اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں' بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون' ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ (واقعہ کیا ہوا؟ اس اشتہار کے سوا سال بعد ہی یعنی اوائل جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی صاحب ہیضہ کے مرض میں دنیا سے رخصت ہوئے اور حضرت مولانا بعد کو مدت دراز تک بصحت و عافیت دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ آخر زمانہ تک قادیانیت کی سرکوبی کرتے رہے۔ اور کبر سنی میں طبعی طور پر رحمت رب سے جا ملے۔ للمؤلف برنی)............

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں' محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک!......اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک' میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! (چنانچہ یہ دعا مرزا قادیانی صاحب کے حق میں لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔للمؤلف برنی)

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا!! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے' حق پر نہیں' تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے' بلکہ طاعون' ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کریں جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین! یا رب العالمین'' (واقعی ثابت ہوا کہ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے قادیانیت کے مقابل جو جہاد کیا' وہ فرض منصبی تھا۔ اور اسی ماموریت کی برکت تھی۔

کہ وہ مرزا قادیانی صاحب کی تمام بددعاؤں کے برعکس آخر تک کامران رہے۔ للمؤلف برنی)

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۲۰ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸-۵۷۹)

''اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ ''ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔''

(اخبار بدر قادیان ج ۶ نمبر ۱۷ ص ۷)

اگرچہ مرزا صاحب کی موت صریحاً مرض ہیضہ سے واقع ہوئی تاہم عرصہ تک اس کو چھپانے کی کوشش ہوتی رہی اور مسلمانوں پر ہیضہ کی طعن ہوتی رہی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''محمد عاشق نائب صدر مجلس احرار قصور جو حضرت مسیح موعود کی شان میں بے حد بدزبانی کیا کرتا تھا' ۲۹ جولائی کو ہیضہ سے نہایت عبرتناک موت مر گیا۔ قصور کے دوسرے احباب کو عبرت حاصل کرنی چاہیے۔'' (لیکن مرزا قادیانی صاحب کن کن کی شان میں گستاخی کیا کرتے تھے' جو ہیضہ میں خاتمہ ہو گیا۔ قادیان کے احباب کو بھی عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ (للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۳۰ ص ۲ مورخہ ۴ اگست ۱۹۳۶ء)

جب ہم نے اپنی تالیف قادیانی مذہب کے ابتدائی ایڈیشنوں میں مرزا قادیانی صاحب کی وفات کا ذکر لکھا تھا کہ مرض ہیضہ سے انتقال ہوا تو قادیانی صاحب بہت چراغ پا ہوئے' برافروختہ ہوئے۔ مثلاً پہلی کتاب ''تصدیق احمدیت'' (مصنفہ سیّد بشارت احمد صاحب قادیانی) میں تنبیہ لکھی گئی کہ ''حضور مرزا قادیانی صاحب) کے وصال کا باعث ہیضہ قرار دینا صریح جھوٹ بلکہ قانونی جرم ہے۔'' دوسری کتاب ''ہمارا مذہب'' ص ۳۶۳-۳۶۲ (مصنفہ علی محمد صاحب قادیانی) شائع ہوئی تو اس میں الزام دیا گیا کہ ''جناب محقق برنی صاحب بالقابہ نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے متعلق لکھا ہے کہ ہیضہ سے واقع ہوئی' مگر یہ منجملہ آپ کے افتراؤں کے ایک نہایت ہی ناپاک افتراء ہے۔ پاکی شاید ہیضہ سے پیدا ہوئی۔ اگر افتراء ناپاک سمجھا جائے تو واقعہ اور بھی زیادہ ناپاک ہوگا۔ غرض کہ قادیانی صاحبان ڈرتے رہے کہ اگر مرزا قادیانی صاحب کی وفات کا باعث ہیضہ ظاہر اور ثابت ہو جائے تو خود قادیانی دعوؤں کے بموجب مرزا صاحب کی نبوت و مسیحیت پر پانی پھر جائے گا۔ الٹا قہر الٰہی کا نشانہ بننا پڑے گا۔ لیکن بات کھل گئی تو

کیا کریں۔

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

چنانچہ مختصر کیفیت ملاحظہ ہو۔تفصیل آگے کتاب میں درج ہے:

(۱)''خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود۔۲۵ مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے۔رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر مکان میں آیا' تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا' اور پھر مجھے نیند آ گئی۔رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا' یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور ادھر ادھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا' کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے (کبھی) نہ دیکھی تھی' اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔'' (حالانکہ اسہال تو مرزا صاحب کو معمولاً آتے رہتے تھے۔للمؤلف برنی)

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۹ روایت نمبر ۱۲ مؤلفہ صاحبزادہ بشیر احمد)

(۲)''خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے' جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے۔اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے۔اور میں بھی سو گئی۔لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا۔تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔میں اٹھی تو آپ پر اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے' اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لیے بیٹھ گئی۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔تم اب سو جاؤ۔میں نے کہا' نہیں' میں دباتی ہوں۔اتنے میں آپ کو ایک دست آیا۔مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جا سکے۔اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے' اور میں پاؤں دباتی رہی۔مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔اس کے بعد ایک اور دست آیا' اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا

ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا' اور حالت دگرگوں ہوگئی۔ (اسہال تو مرزا قادیانی صاحب کا قدیم مرض تھا۔ جس کے وہ مدت العمر عادی رہے۔ لیکن ان دستوں میں عجیب سمیت تھی کہ آنا فانا مرزا صاحب بیدم ہوگئے۔ پھر قے بھی ساتھ آئی۔ یہ ہیضہ نہیں تو پھر اس کو کیا کہیے۔ للمؤلف برنی) اس پر میں نے گھبرا کر کہا ''اللہ! یہ کیا ہونے لگا۔'' تو آپ نے کہا' یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت کا کیا منشاء ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہاں!''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۱-۱۲' روایت نمبر ۱۲ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

(۳) ''حضرت (مرزا صاحب) جس رات کو بیمار ہوئے۔ اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ (گویا زبان بند ہوگئی۔ جیسی کہ اکثر ہیضہ میں آخر وقت خشکی سے ہو جاتی ہے۔ للمؤلف برنی) یہاں تک کہ دوسرے دن دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی کے خسر میر ناصر نواب صاحب قادیانی کے خودنوشتہ حالات مندرجہ ''حیات ناصر'' ص ۱۴)

(۴) ہانگ کانگ سے ایک مبلغ نے لکھا ہے کہ ''یہاں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی وفات مرض ہیضہ سے ہوئی۔ (ہیضہ کی خبر ہیضہ کی طرح دور دور تک پھیل گئی۔ للمؤلف برنی) نیز اور باتیں بھی اعتراضی رنگ میں وفات کے متعلق کرتے ہیں۔ (شاید یہ کہ روایت ہے کہ آخری وقت قے میں منہ کی راہ سے غلاظت خارج ہوئی۔ استغفر اللہ للمؤلف برنی) اسی لیے کسی صحابی سے اس وقت کے حالات لکھوا کر بھیجے جائیں۔ لہٰذا ناظم صاحب تحریک جدید کے حکم کی تعمیل میں عاجز نے مفصلہ ذیل مضمون لکھا ہے۔ جو فائدہ عام کے لیے درج اخبار کیا جاتا ہے۔

فقط

محمد صادق عفی اللہ عنہ

۲۱ نومبر ۱۹۴۷ء

''وصال سے دو گھنٹہ قبل حضور بات نہ کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

مرحوم اور ڈاکٹر سیّد محمد حسین شاہ صاحب معالج تھے۔ کاغذ' قلم' دوات منگوا کر حضور نے لکھا 'خشکی بہت ہے' بات نہیں کی جاتی' ایسے ہی کچھ اور الفاظ بھی تھے' جو پڑھے نہ گئے'' (گویا آخر وقت کلمہ بھی زبان سے نہ نکلتا ہوگا۔ دل کا حال کسی کو کیا معلوم! بظاہر وہ اس قدر بدحواس معلوم ہوتے تھے کہ ان کی تحریر بھی پڑھنے میں نہ آسکی مرض ہیضہ میں بھی خشکی کی بہت شکایت ہو جاتی ہے۔ حقیقت حال سے اللہ ہی بہتر واقف ہے۔ البتہ بظاہر بڑی عبرت معلوم ہوتی ہے۔ للمؤلف برنی)

(مرزا کے صحابی محمد صادق قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۷۴ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۵) ''چند روز ہوئے مجھے ایک قادیانی بزرگ سے جو لاہور میں سکونت پذیر ہیں' لاہور سے باہر ایک جگہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو میں میری زبان سے یہ نکل گیا کہ 'خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم موت کے وقت بہت خوش تھے' وہ بزرگ جھٹ بول اٹھے کہ 'یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ محمود (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کا دشمن موت کے وقت خوش ہو۔ موت کے وقت خواجہ (کمال الدین) کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ میں نے اس بزرگوار سے دریافت کیا کہ 'آپ نے خواجہ صاحب کو دیکھا ارشاد ہوا' دیکھا تو نہیں' مگر میں جو کہتا ہوں سچ ہے' میں نے آیت ''ولا تقف مالیس لک بہ علم'' کی طرف توجہ دلائی مگر بے سود مجھے بہت تعجب ہوا۔ بالکل ایسے ہی الفاظ (کہ موت کے وقت منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ للمؤلف برنی) مخالفین حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی کے متعلق کہتے ہیں' اور لاکھ تردید کرو نہیں مانتے۔''

(چوہدری محمد اسمٰعیل قادیان لاہوری کا بیان جو قادیانی جماعت لاہور کے اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۱۳ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا)

(۶) ''جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام (سے مشرف ہوں' حالانکہ وہ نہ خدا تعالٰی کی طرف سے ہے' نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بری موت مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے'' (واقعی یہ قول کتنا سچا ثابت ہوا'' (للمؤلف برنی)

(مرزا قادیانی صاحب کا ارشاد اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۱ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۴۰ء)

۱۱- قادیانیت اور سیاسیات

قادیانیت بڑی حد تک سیاسی تحریک ہے۔ یہ تحریک انگریزوں کی سرپرستی میں جاری

ہوئی اور خوب پھلی پھولی۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی صاحب فخریہ اقرار بلکہ اعلان کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودا ہے' اور واقعی انگریزوں نے بھی اس پودے کی خوب آبیاری کی۔ انگریزوں کی غرض یہ تھی کہ قادیانیت پھیلے تو خود قرآن اور رسالت کی اساس پر مسلمانوں میں نفاق' شقاق اور افتراق پھیلے' اور ملت اسلامیہ کا رہا سہا اتحاد پاش پاش ہو جائے پھر قادیانی تعلیم کے بموجب جہاد بالسیف منسوخ ہو جائے۔ اور اس کی جگہ انگریزوں کی وفاداری جزو ایمان قرار پائے۔ تو اسلامی سیاسیات میں انگریزوں کے لیے راستہ کشادہ اور ہموار ہو جائے۔ حتیٰ کہ قادیانی تمناؤں اور دعاؤں کے بموجب انگریز اسلامی ممالک پہ قابض ہو جائیں' حکمران بن جائیں۔ اور ان کے سایہ عاطفت میں وہاں قادیانیت بھی فروغ پائے۔ جیسے کہ ہندوستان میں انگریزی سرپرستی سے قادیانیت کو فروغ حاصل ہوا۔ انا لله وانا اليه راجعون چنانچہ اس کی تفصیل ذیل میں پیش ہوگی۔ خود مرزا قادیانی صاحب' تحریک کا سرکار انگریزی کے ساتھ کیسا تعلق سمجھتے ہیں صرف چند اشارات ملاحظہ ہوں۔ خوشامد' لجاجت کسی بات میں بھی تکلف نہیں' اور تکلف کی گنجائش بھی نہیں' جبکہ بقول مرزا قادیانی صاحب' قادیانی جماعت سرکار انگریزی کی نمک پروردہ ہے اور نمک حلالی کی اہمیت تو بہرصورت مسلم ہے:

(۱) **خود کاشتہ پودا:** ''میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں' مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہیں' عنایت خاص کا مستحق ہوں...... صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار' جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے۔ (اشارہ کی خوب کہی۔ للمؤلف) کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں (ایک خاص عنایت و مہربانی کی نظر؟ عاقل را اشارہ کافیست۔ للمؤلف برنی)

ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے

فرق نہیں کیا' اور نہ اب فرق ہے۔ (البتہ اللہ کی راہ میں جہاد بالسیف' خاص کر انگریزوں کے مقابل' مرزا قادیانی صاحب کے نزدیک منع اور حرام ہے۔ اللہ رے دنیاداری! للمؤلف برنی)۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں۔ تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔ (مقطع کا بند قادیانی سخن سازی کا اچھا نمونہ ہے۔ للمؤلف برنی) اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔ (تا کہ معاملات میں سرکار ان کا خاص خیال رکھے۔ للمؤلف برنی)

(۱) خان صاحب نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔" وغیرہ (اس فہرست میں ۳۱۶ مریدوں کے نام درج ہیں۔ للمؤلف برنی)

(درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ہفتم مجموعہ اشتہارات ص ۲۰ تا ۲۲ ج ۳)

(۲) **نمک پروردہ جماعت**: "غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ' اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں (نمک پروردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ! یہی قادیانی جماعت کی مختصر مگر جامع خصوصیت ہے۔ للمؤلف برنی) اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ (گویا خود کاشتہ پودے کے نمونہ کے پھل۔ للمؤلف برنی) آپ کے ملاحظہ کے لیے لکھ دوں۔" (مریدوں کے ناموں کی سرکار کو اطلاع دینا بہت ضروری ہے۔ تا کہ حسب درخواست ان پر "ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر" رہے۔ للمؤلف برنی)

(درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ہفتم مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰)

(۳) "میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ (انگریزی) کی تائید میں شائع کی ہیں۔ کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی (خدا نہ کرے مسلمان اس طرح دین فروشی پر اتر آئیں۔ للمؤلف برنی)

باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری کی گورنمنٹ کو اطلاع کروں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں۔ جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا' وہ ظاہر کر دیا۔'' (مرزا قادیانی صاحب نے اشتہار شائع کر دیا۔ گورنمنٹ کو ہرگز اطلاع نہیں دی؟ رہا صلہ کا سوال' سو اس کی بابت گونا گوں رنگ میں متعدد درخواستیں موجود ہیں جو کہیں کہیں خودداری سے بھی تجاوز کر گئی ہیں۔ للمؤلف برنی)

(مرزا غلام احمد کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج چہارم' حاشیہ ص ۴۶ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص حاشیہ ۱۸۰)

(۴) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی صاحب) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی موعود ہوں۔ اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے' (گورنمنٹ برطانیہ مرزا قادیانی صاحب کی تلوار ہے یا خود مرزا قادیانی صاحب گورنمنٹ برطانیہ کی تلوار ہیں کہ اسلام کا خون ہو۔ للمؤلف برنی) جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی (یعنی سرکار برطانیہ کی زیر حمایت مرزا قادیانی صاحب کے مقابل علماء اسلام کی کچھ نہیں چلتی۔ للمؤلف برنی) اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (بغداد) سے کیوں خوشی نہ ہو۔ (ضرور خوشی ہونی چاہیے۔ کہ مرزا قادیانی صاحب کی دعاؤں کی برکت سے بغداد شریف انگریزوں کے ہاتھ آ گیا۔ للمؤلف برنی) عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔'' (یعنی اسلامی ممالک میں ہر جگہ سرکار برطانیہ کا دور دورہ دیکھنا چاہتے ہیں قادیانی سیاسی جذبہ کا یہی عروج ہے' یعنی برطانیہ کی غلامی نعوذ باللہ۔ للمؤلف برنی) (اخبار الفضل قادیانی ج ۶ نمبر ۴۲ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

بہر حال جب سرکار انگریز کی تائید کے آثار قادیانی معاملات میں ظاہر ہونے لگے' تو دنیا طلب لوگ جو بالعموم دین کی اہمیت کم سمجھتے ہیں' ترقی کے شوق میں قادیانیت پر گرنے لگے۔ کہ گویا زندگی کی کش مکش' خاص کر سرکاری ملازمتوں' سرکاری ٹھیکوں میں' اور دوسری سرکاری کارروائیوں میں ان کا میدان اور ہموار ہو گیا۔ اور ہر طرف سرکاری محکموں میں قادیانی صاحبان کی آؤ بھگت ہونے لگی۔ چنانچہ دنیا طلب لوگ کس طرح قادیانیت کی طرف لپکے' اس کی کیفیت خود مرزا قادیانی صاحب کی زبانی مختصراً قابل شنید ہے:

''ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں۔ اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت عہدہ دار ہیں۔ جو ڈپٹی کلکٹر اور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں۔ (جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے' واقعی سرکار کے معزز عہدہ داروں کو جلد از جلد قادیانی مرید بننا لازم تھا کہ سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہ بھی ایک مجرب

نسخہ تھا۔ اس کے بعد رئیسوں کو' جاگیرداروں کو' اور بالآخر نوجوان تعلیم یافتہ جو تلاش معاش اور حصول ملازمت پر مجبور تھے' ان کو بھی قادیانیت میں ہی کاربراری اور کامیابی کا راستہ سہل اور قریب نظر آیا۔ چنانچہ وہ بھی اسی راستہ پر پڑ لیے ورنہ نفس دین سے ان کو جو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ معلوم ہے خدانخواستہ سب پر یا اکثر پر تو نہیں' البتہ بہت سی کمزور طبیعتوں پر یہی دور گزر گیا۔ اللہ تعالیٰ پھر ہدایت عطا فرمادے۔ للمؤلف برنی) ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار' اور اکثر تعلیم یافتہ ایف۔ اے اور بی۔ اے اور ایم۔ اے' اور بڑے بڑے تاجر (ایسے تاجر جن کے سرکار سے کاروباری معاملات رہتے ہیں۔ للمؤلف برنی) اس جماعت میں داخل ہیں۔ غرض ایسے لوگ جو عقل' اور علم اور عزت و اقبال رکھتے تھے۔ یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے' یا رئیس جاگیردار اور تعلقہ دار' اور نوابوں کی اولاد تھے۔ اور ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل سے تھے۔ جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے' وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے' اور ہوتے جاتے ہیں۔'' (آخر میں قطبوں اور ولیوں اور غوثوں کی اولاد کا مبالغہ بلکہ غلو بھی ظاہر ہے۔ للمؤلف برنی)

(مرزا غلام احمد کا اعلان زیر عنوان ''تزک احمدی' مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ج ۳۷ نمبر ۱۹-۱۸ مورخہ ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء)

حاصل کلام یہ کہ سیاسیات کے تعلق سے قادیانیوں اور انگریزوں میں تو چولی دامن کا ساتھ ہے یا ساتھ تھا' لیکن ہندوستان میں ہندو بھی سیاسی اعتبار سے قادیان تحریک کو اپنے مطلب کے موافق سمجھے' اور سیاست دان ان کی تائید کرتے تھے' چنانچہ چند سال ہوئے' حال ہی کا مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو بالقابہ' نے قادیانیت کی تائید کا بیڑا اٹھایا تھا۔ اور ڈاکٹر سر محمد اقبال علیہ الرحمۃ سے بحث تک نوبت آئی۔ یہ بحثیں رسالوں اور اخباروں میں شائع ہو چکی ہیں۔ یہاں ان کی گنجائش نہیں۔ قادیانی صاحبان بھی پنڈت جی کی اس حمایت اور طرف داری سے بہت خوش ہو گئے۔ اور جب پنڈت جی ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء کو لاہور تشریف لائے تو قادیانی صاحبان نے دل کھول کر گرمجوشی سے ان کا اسٹیشن پر استقبال کیا۔ چنانچہ ذیل میں مختصر کیفیت قابل ملاحظہ ہے:

''اگر پنڈت جواہر لال نہرو اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کے لیے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دیں گے۔ جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے' تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا۔ لیکن

اگر اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت صاحب نے ڈاکٹر اقبال کے ان مضامین کا رد لکھا جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیئے جانے کے لیے لکھتے تھے' اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے' تو ایسے شخص کا جب کہ وہ صوبہ میں مہمان کی حیثیت سے آ رہا ہو ایک (قادیانی) سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۷ ۲۸ ص ۴ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء)

قصہ مختصر انگریز تو سرپرست ہی ٹھہرے' ہندو جو باریک بین تھے وہ بھی سیاسی نظر سے قادیانیت کا خیر مقدم کرتے تھے۔ کہ ان کو اسلام کی وحدت اور مرکزیت توڑنے میں اس سے بہت مدد ملنے کی توقع تھی یا یوں کہیے۔ کہ ایک جداگانہ ہندوستانی اسلام بنانے کی توقع تھی۔ چنانچہ اس پہلو پر ڈاکٹر شنکر داس صاحب کی مندرجہ ذیل صراحت غور طلب ہے۔ اس کو قادیانی جماعت لاہور نے اپنی جس تنقیح کے ساتھ شائع کیا ہے۔ وہ بھی ساتھ ہی درج ہے۔ یہ لاہوری جماعت ایک طرف مرزا قادیانی صاحب کی مرید اور متبع ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور دوسری طرف مرزا صاحب کی تعلیم میں قطع برید کر کے مسلمانوں کو بھی خوش اور مطمئن رکھنا چاہتی ہے کہ ان سے بھی اپنے کاموں میں مالی اور اخلاقی مدد پاتی ہے۔ غرض کہ عجب دوئی میں مبتلائی ہے۔ آدھا تیتر' آدھا بٹیر' یہ معاملہ ہے:...... قرآن مجید' احادیث صحیحہ اور مسلمانوں کا اجماع جو تواتر سے ثابت ہے' وہ ایک ہی محمد رسول اللہ ﷺ کے تا قیامت نبی ہونے پر ہے۔ بائبل کی شہادت' اور کتب مقدسہ ہنود' بدھ اور نصاریٰ کی گواہی اسی ایک نبی کے متعلق ہے۔ بدھ سے پہلے بیسیوں بدھ ہو چکے' مگر آنے والا بدھ میتر بیا نام صرف ایک ہے اوتار ہندوؤں میں متعدد ہو چکے۔ مگر آنے والا دشم اوتار صرف ایک ہی تھا ختم نبوت کے ان روشن دلائل اور قولوں کی متفقہ شہادت کے بعد دشمنان اسلام کا نقطۂ نگاہ بھی قابل غور ہے۔ جب تک مسلمانوں کا نبی ایک ہے۔ کتاب ایک ہے' اور قبلہ ایک ہے' مسلمان دشمنوں کی نگاہ میں زندہ قوم ہیں۔ اس لیے دشمنان اسلام کا حملہ ہمیشہ ان تین چیزوں کی اہمیت کو کم کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کرے مسلمان قرآن سے منہ موڑ لیں اور ان کا قبلہ ایک نہ رہے' یہ دشمنان اسلام کی انتہائی تمنا ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید نے خود

دوسرے پارہ کے شروع میں کیا ہے۔ جمال الدین افغانی کی اتحاد اسلامی پیدا کرنے والی کوششوں کو ملیامیٹ کرنے کے لیے دشمنان اسلام نے بابی اور بہائی مذہب پیدا کیے' اور اب کانگریس اس غرض سے قادیانی یا محمودی مذہب کی پیٹھ ٹھونک رہی ہے۔ مگر مسلمان جب تک ارض حرم کے اندر ہے' زندہ ہے' جب بھی وہ اس سے باہر قدم رکھے گا' وہ دشمنان اسلام کا شکار ہو جائے گا۔

از حریم کعبہ چوں آہو رمید
ناوک صیاد پہلو یش درید

قادیان کو ارض حرم بنا کر' مکہ معظمہ کی چھاتیوں کے دودھ کو خشک بنا کر' مسلمانوں کو تکفیر کی چھری سے ذبح کر کے کوئی شخص اسلام کی خدمت نہیں کر سکتا' بلکہ یہ ساری باتیں دشمنان اسلام کی عین خواہش اور انتہائی تمنا ہیں۔ جس طرح یہود نے بیت المقدس سے منہ موڑ کر سماریہ کو قبلہ بنایا اور برباد ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح کوئی مسلمان بھی ارض حرم کے بالمقابل قادیان کو قبلہ بنا کر نہ صرف عزت حاصل نہیں کر سکتا' بلکہ زندہ بھی نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیان کی ان خانہ برانداز کوششوں میں ہندو اور کانگریس برابر کا حصہ لے رہے ہیں۔ مسجد نبوی کے مقابل ایک اور مسجد ضرار کی تعمیر میں معاون و مددگار ہو رہے ہیں چنانچہ بہت دن نہیں گزرے ڈاکٹر شنکر داس نے اخبار ''بندے ماترم'' میں لکھا:

'ہندوستانی قوم پرستوں کو اگر کوئی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے تو وہ احمدیت کی تحریک ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمان جس قدر احمدیت کی طرف راغب ہوں گے اسی طرح قادیان کو مکہ تصور کرنے لگیں گے۔ اور آخر کار قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں اگر کوئی تحریک عربی تہذیب اور پان اسلامزم کا خاتمہ کر سکتی ہے تو وہ یہی احمدی تحریک ہے۔ (جس سے ڈاکٹر کی مراد موجودہ محمودی تحریک ہے) (سچ پوچھئے تو یہ لاہوری جماعت کی تاویل ہے۔ ورنہ ڈاکٹر صاحب کی صراحت پوری طرح قادیانیت پر چسپاں ہوتی ہے۔ للمؤلف برنی)...... جس طرح ایک ہندو کے مسلمان بن جانے پر اس کی شردھا (عقیدت) رام' کرشن' وید' گیتا' اور رامائن سے اٹھ کر حضرت محمد صاحب' قرآن مجید' اور عرب کی بھومی (ارض حرم) پر منتقل ہو جاتی ہے' اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی (محمودی) بن جاتا ہے' تو اس کا زاویہ نگاہ بھی بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے' اور جہاں پہلے اس کی خلافت عرب میں تھی۔ اب وہ قادیان میں آ جاتی ہے۔ ایک احمدی خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں بھی ہو' روحانی شکتی (قوت)

حاصل کرنے کے لیے وہ اپنا منہ قادیان کی طرف کرتا ہے۔(اخبار بندے ماترم)

''پس کانگریس اور ہندو دنیا مسلمانوں سے کم از کم جو کچھ چاہتی ہے وہ یہ کہ اس ملک کا مسلمان اگر ہردوار کی نہیں تو قادیان کی جاترا (زیارت) کرے (گویا ہندوستان کے باہر حرمین شریفین کے ساتھ عقیدت کا تعلق نہ رہے۔ للمؤلف برنی) ہندو اخبارات اور پولیٹکل لیڈروں کے یہ خیالات ہندوستان کے مسلمانوں کو نہایت وضاحت سے بتا رہے ہیں کہ گذشتہ دنوں قادیانی ہٹلر (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان للمؤلف برنی) اور کانگریس کے جواہر آنریبل پنڈت جواہر لال نہرو بالقابہ۔ للمؤلف برنی) میں جو چھینٹا چھٹول ہو رہی تھی (یعنی سرگوشی ہو رہی تھی للمؤلف برنی) وہ اس سمجھوتہ کی بناء پر تھی کہ محمود (خلیفہ صاحب قادیان) مسلمانوں کی اس قوت کو توڑنے کے لیے کیا کرے گا اور کانگریس اس کے معاوضہ میں کیا دے گی' (کیا چکر تھا۔ نعوذ باللہ۔ للمؤلف برنی)

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۶۹ مورخہ ۲۱ روری ۱۹۴۵ء)

قادیانیت میں پس پردہ جو مقاصد اور منصوبے کارفرما تھے ان کا مختصراً سادہ خاکہ اوپر پیش ہوا۔ اب بقدر ضرورت مزید تفصیل ذیل میں پیش کرتے ہیں تاکہ بخوبی توضیح و تصدیق ہو جائے اور مسلمانوں کو اندازہ ہو جائے کہ طویل تغافل کے بعد بالآخر جب وہ قادیانیت سے باخبر ہوئے اور اس کی چال اور اس کا جال سمجھے تو بیداری کی بدولت کیسے کیسے فتنوں سے ان کو نجات حاصل ہوئی۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

یہ ناچیز خود بھی قادیانیت کے چکروں سے لاعلم تھا۔ ۱۳۵۲ھ کے ربیع الاوّل میں قادیانی صاحبان ناچیز سے الجھے تو قادیانیت کو سلجھانے کی فکر شروع ہوئی جس کے نتیجہ میں یہ کتاب ''قادیانی مذہب'' تیار ہوگئی۔

خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد۔ فالحمدللہ

۱۲- قادیانی وفاداری کا غوغا

مندرجہ بالا صراحت سے واضح ہوگا کہ قادیانیت بڑی حد تک انگریزی سیاسیات کا کرشمہ ہے۔ جو دین کے فریب میں نمودار ہوا۔ اسلام کی تاریخ میں ایسے فتنے پہلے بھی نمودار ہوتے رہے ہیں اور دین و ملت کو تھوڑا بہت نقصان پہنچاتے رہے ہیں' چنانچہ قادیانی سیاسیات کی

روداد کتاب ''قادیانی مذہب'' میں تفصیل سے درج ہے بر نہیم ایک سادہ خاکہ ذیل میں بھی پیش ہے۔ جو عبرت آموزی کے لیے کافی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب میں انگریزی وفاداری کا یہ جوش وغلبہ ہے کہ جو کوئی اس میں ان سے اختلاف کرے' اس کو وہ احمق' نادان بلکہ حرامی اور بدکار قرار دیتے ہیں۔ اس معیار سے ان کی اخلاقی ذہنیت کا بھی اندازہ ہو سکتا ہے۔ وفاداری کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

''ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں۔ اس لیے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں' جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے' سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے۔ اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر ادا کرنا۔ سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت عطا کرے' در حقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں' اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کو چھوڑنا لازم آتا ہے۔'' ''بعض احمق نادان سوال کیا کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے' کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے' اور واجب ہے' اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک بدکار اور حرامی آدمی کا کام ہے''

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتاب شہادت القرآن کا تتمہ بعنوان' گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ۳۰ خزائن ص ۳۸۰ ج ۱۶ الفضل ج ۲۷ نمبر ۲۰۹' ص ۱۲' ۱ ستمبر ۱۹۳۹ء)

مرزا قادیانی صاحب کے نزدیک انگریزوں کے ساتھ وفاداری کا معیار یہ ہے کہ چاہے کچھ گذر جائے ذرا بھی چون وچرا نہ کرے' بلکہ برداشت نہ ہو سکے تو خود ملک بدر ہو جائے۔ جہاں سینگ سمائے چلا جائے' چنانچہ ملاحظہ ہو:

''حضرت مسیح موعود نے فرمایا:

غیروں سے اب لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے

.... جو کوئی شخص اس گورنمنٹ کے ملک میں رہتا ہے' وہ گویا اس بات کا عہد کرتا ہے کہ میں اس کی اطاعت و فرمانبرداری کروں گا۔ پس جب تک وہ اس کے ماتحت ہے' اس کا فرض ہے کہ اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے اور اپنے اس عہد کو پورا کرے۔ اگر وہ دیکھتا ہے کہ مجھ پر ظلم ہوتا ہے مجھ سے انصاف نہیں کیا جاتا' تو اسے چاہیے کہ اس حکومت سے نکل جائے۔ ہم ایسے شریر اور مفسد لوگوں کو جو گورنمنٹ کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلاتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر تمہارے نزدیک گورنمنٹ ظالم ہے تو اس کے ملک کو چھوڑ دو۔ اور تمہارا جو جی چاہے کرو۔ (اپنے زمانہ میں مرزا قادیانی صاحب غالباً کانگریس کو ملامت کر رہے ہیں' اور یوں تو مسلم لیگ کی بھی ان کے زمانہ میں ابتداء ہو چکی تھی۔ اور اس کو بھی وہ مشتبہ سمجھتے تھے۔ للمؤلف برنی)

(خطبہ مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۲۸ ص ۱۰ کالم ۲ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۶ء)

سرکار انگریزی کی اطاعت اور وفاداری کے متعلق مرزا قادیانی صاحب اور ان کے متبعین کے ارشادات کی کوئی کمی نہیں' حتیٰ کہ مرزا قادیانی صاحب نے اپنی جماعت قادیانی کے اصول اور عقائد میں یہ شرط داخل کر دی کہ وہ ہمیشہ اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہ رہے' چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱) ''پورے بائیس برس سے ہمارے امام (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اس خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ پچاس کے قریب ایسی کتابیں' عربی' فارسی اور اردو میں تالیف کی ہیں جن میں بار بار مسلمانوں کو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کی اطاعت کی ترغیب دی ہے اور جہاد کی ممانعت کی ہے' اور وہ کتابیں نہ صرف برٹش انڈیا میں بلکہ تمام اسلامی ممالک میں شائع کر دی ہیں' اور اسی مضمون کے اشتہارات بھی شائع کیے ہیں۔ بلکہ اپنی جماعت کے اصولوں اور عقائد میں یہ شرط داخل کر دی ہے کہ ہمیشہ اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہ رہے۔ ہر ایک جو آپ (مرزا قادیانی صاحب) کی بیعت کرتا ہے۔ اس کو اپنے اندر یہ تبدیلی کرنی پڑتی ہے کہ وہ درحقیقت اس گورنمنٹ کا سچا خیر خواہ بن جائے'' (واقعہ بھی یہ ہے کہ قادیانی جماعت بقول مرزا قادیانی صاحب ابتداءً سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودا ہے اور نمک خوار جماعت ہے اور اس سرکار کی سرپرستی میں وہ دل کے حوصلے نکالتی رہی' لیکن زمانہ نے پلٹا کھایا ہے تو اسے بھی ابن الوقتی کی شرم و ندامت دامن گیر ہوئی کہ سرکار انگریزی کی حمایت میں وہ جس سیاسی بیداری کی مذمت اور مخالفت کرتی تھی' آج اپنے سرپرست چلے جانے کے بعد اسی سیاسی بیداری کے تابع ہونا پڑا۔ شاید پرانے سرپرست

اب بھی دور سے کچھ اشک شوئی کرتے رہیں۔للمؤلف برنی)

(قادیانی رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج انمبر۲ص ۵۹ بابت فروری ۱۹۰۲ء مضمون محمد علی لاہوری)

(۲)''جو(شخص) کتاب ازالہ اوہام میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی یہ تحریر پڑتا ہے کہ ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنی چاہیے کہ اس وقت انگریزوں کی فتح ہو' کیونکہ یہ لوگ ہمارے (یعنی قادیانی صاحبان کے) محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل' اور سخت نادان' اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں' اس سے زیادہ بے ایمان اور کون شخص ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا مسیح تو کہتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو انگریزوں کی کامیابی کے لیے دعا کرنی چاہیے' اور یہ کہتا ہے کہ دعا کی کیا ضرورت ہے' انگریزوں کو شکست ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ میں تو ایسے احمدی کو لعنتی انسان سمجھتا ہوں' (ممکن ہے معاملہ برعکس ہو۔۔للمؤلف برنی) اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کی دعا بہر حال قبول ہوگئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا منشاء کسی اور بڑی حکمت کے تحت اس دعا کو قبول کرنے کا نہ بھی ہو' تو ابھی اس شخص پر لعنت پڑ جائے گی۔ (اللہ رے گریز۔ اللہ رے غصہ۔للمؤلف) کیونکہ اس نے اپنے آپ کو اس صف میں کھڑا کیا۔ جو خدا تعالیٰ کے مسیح کے دشمنوں کی ہے۔'' (وہ کون بدنصیب اور خوش نصیب قادیانی ہوگا۔ جس پر یہ بوچھاڑ پڑی ہے۔للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱۲۷ مورخہ ۵ جون ۱۹۴۰ء غالباً میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا ارشاد ہے)

حاصل کلام یہ کہ سیاسی حیثیت سے قادیانی فرقہ بقول مرزا قادیانی صاحب سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودا ہے۔ اور نمک خوار جماعت ہے۔ حتیٰ کہ اس جماعت کے اصول اور عقائد میں یہ شرط مرزا قادیانی صاحب نے داخل کر دی ہے کہ وہ ہمیشہ اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہ رہے۔ یوں تو بکثرت بیانات اپنے اپنے محل پر درج ہیں۔ تاہم ذیل میں میاں محمود احمد صاحب کا خطبہ جمعہ بطریق انتخاب درج کرتے ہیں' جس سے واضح ہوگا کہ آج سے تیس بتیس سال قبل جب کہ انگریزوں کا ہندوستان میں زور تھا' قادیانی صاحبان کو انگریزی سرکار کی حمایت کا کیسا نشہ اور گھمنڈ تھا۔ اور ملک کی سیاسیات میں قادیانی جماعت کیا حیثیت رکھتی تھی:

''دینی طور پر ہماری جماعت کے جو تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ ہونے چاہئیں' ان کو حضرت مسیح موعود ہی سب سے بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اس کے متعلق خوب کھول کھول

کر لکھا ہے۔ حتیٰ کہ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے کوئی کتاب ایسی نہیں لکھی جس میں گورنمنٹ کی وفاداری کی طرف توجہ نہ دلائی ہو' پھر فرماتے ہیں کہ گورنمنٹ کے سکھ کو اپنا سکھ' گورنمنٹ کی تکلیف کو اپنی تکلیف' گورنمنٹ کی ترقی کو اپنی ترقی' گورنمنٹ کے تنزل کو اپنا تنزل سمجھنا چاہیے۔ (گویا گورنمنٹ سے یوں مل جانا چاہیے کہ۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری (للمؤلف برنی)

یہ تو حکماً ہو گیا کیونکہ ہمارے امام حضرت مسیح موعود نے خود اس کی تشریح کر دی ہے' لیکن اگر عقل و فکر سے دیکھیں تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ترقی اس گورنمنٹ سے وابستہ ہے مشاہدہ سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ اسی کے مطابق دیکھ لو کہ وہ کونسی جگہ ہے جہاں احمدیت کو ترقی ہوتی ہے۔ کابل کی سرزمین کو دیکھ لو۔ وہاں ہمارے دو آدمی محض احمدی ہونے کی وجہ سے شہید کیے گئے۔ (روایت یہ ہے کہ جہاد کے خلاف سرگوشیاں کرنے پر انگریزی جاسوس سمجھ کر ان کو سزا دی گئی۔ للمؤلف برنی) اور اس وقت تک بھی وہاں علی الاعلان احمدیت کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ پھر ترکوں کی حکومت ہے۔ جہاں کے بادشاہ کو امیر المومنین کہا جاتا ہے (حالانکہ خلیفہ صاحب قادیان بھی امیر المومنین ہونے کا دعوے دار ہیں۔ للمؤلف برنی) وہاں ہمارا ایک آدمی کتابیں لے کر پہنچا تو اس سے کتابیں لے کر جلا دی گئیں یہاں سے ایک اشتہار عربی میں شائع ہوا تھا۔ وہ وہاں چسپاں کیا گیا تو اس پر بڑی لے دے ہوئی اور آخر اس کو اتروا دیا گیا۔ (قادیانی کتابوں کے غیر اسلامی مضامین تو معلوم ہیں' اشتہار بھی اسی رنگ کا ہوگا۔ للمؤلف برنی) "یہ تو دور کی باتیں ہیں' ہندوستان میں ہی دیکھ لو۔ جہاں مسلمانوں کی کچھ ریاستیں باقی ہیں۔ جن کے متعلق حضرت خلیفہ مسیح اوّل فرمایا کرتے تھے کہ ان کو خدا تعالیٰ نے اس لیے باقی رکھا ہے کہ ان کو دیکھ کر معلوم ہو جائے کہ اسلامی حکومت کی یہ حالت تھی ان میں سے ایک ریاست کا یہ حال ہے کہ احمدیوں کو مسجد بنانے تک کی اجازت نہیں دی جاتی۔ مندر' گرجے' اور گوردوارے تو بن رہے ہیں۔ ان کے لیے بڑی خوشی سے اجازت دی جاتی ہے۔ لیکن اگر اجازت نہیں دی جاتی تو احمدیوں کو مسجد بنانے کی نہیں دی جاتی۔ ایک اور ریاست ہے۔ جہاں کوئی احمدی بنا اور جھٹ اس پر کوئی نہ کوئی مقدمہ کھڑا کر دیا گیا۔ یہ سلوک ہے۔ جو ہم سے کیا جاتا ہے (خود قادیانی صاحبان کی طرف سے جو مقامی سازشیں اور ریشہ دوانیاں ملت' اور ریاست میں کی جاتی ہیں۔ وہ اگر پیش نظر ہوں تو شکایت کی کوئی

گنجائش نہیں رہتی۔للمؤلف برنی)''اس کے مقابلہ میں گورنمنٹ برطانیہ کو دیکھئے۔ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ہم سے ایسا سلوک کرتی ہے جو دوسروں سے نہیں کرتی بلکہ ہم سے بھی وہ اسی طرح پیش آتی ہے جس طرح دوسروں سے۔لیکن اس سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اگر دوسروں کے دلوں میں شکرگزاری کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا۔تو ہمارے دلوں میں بھی نہ ہو' کیونکہ اگر انہیں دین کی اشاعت کی ضرورت اور پرواہ نہیں ہے' تو ہمیں تو ہے۔پس اگر ہمارے ساتھ گورنمنٹ کا سلوک ایسا ہی ہے۔جیسا کہ دوسروں کے ساتھ تو اس کے یہ معنی نہیں کہ اگر وہ گورنمنٹ کے ساتھ ہمدردی نہ رکھیں اور اس کے شکرگزار نہ ہوں تو ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے کیونکہ ہم سے بھی گورنمنٹ ویسا ہی سلوک کرتی ہے جیسا کہ ان سے۔(یہ دلیل بالکل بیہودہ اور لغو ہے۔سلوک ایسا ہونے پر جو بار بار زور دیا گیا ہے۔اس کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت کے ساتھ گورنمنٹ کا جو خاص سلوک ہے' اس پر پردہ پڑا رہے۔حالانکہ وہ خود قادیانی تحریرات اور تحریکات سے صاف ظاہر ہے۔للمؤلف برنی) ''پھر ایک بات ہے اور وہ یہ کہ ان لوگوں کے لیے امن ہے' لیکن ہمارے لیے نہیں ہے۔ہر ایک ہمارا دشمن ہے پھر خدا تعالیٰ نے اپنے سلسلہ کی ترقی کے لیے اسی سرزمین کو چنا ہے۔جو گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت ہے۔اس لیے بھی یہی مبارک کے قابل ہے۔اگر کوئی سلطنت اس سے بڑھ کر اچھی اور عمدہ ہوتی تو خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی نشوونما کے لیے اسی کو چنتا' لیکن خدا تعالیٰ نے اس کو چنا ہے' جو اس کی فضیلت کی بڑی دلیل ہے پس یہ حکومت جس قدر وسیع ہوگی۔ہمارا سلسلہ بھی وسیع ہوتا جائے گا' اور ہمیں آزادی حاصل ہوتی جائے گی' (بلکہ تائید و امداد حاصل ہوتی جائے گی۔للمؤلف برنی) اس لیے اگر کوئی ہم سے پوچھے تو یہی کہیں گے کہ وہ علاقہ جہاں ہمارے آدمی قتل کیے گئے (یعنی افغانستان) کل کی بجائے آج ہی گورنمنٹ برطانیہ کے ماتحت آجائے تو ہم خوش ہیں۔(تیس ہی سال کے اندر ۱۹۴۷ء میں واضح ہوگیا کہ ۱۹۱۷ء میں قادیانی قول کیسا شیطانی فریب تھا آج قادیانیوں کا کیا منہ ہے کہ افغانستان کو دکھائیں اور اسلامی ممالک میں تخریب دین کے لیے جائیں۔للمؤلف برنی) کیوں کہ ہماری ترقی گورنمنٹ برطانیہ سے ہے اور خدا تعالیٰ کا فعل اور ہمارا مشاہدہ اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ اس گورنمنٹ کے ماتحت ہمیں کامیابی ہوگی۔(لیکن اس کا کیا علاج کہ قادیانی دعاؤں کی برکت سے خود گورنمنٹ برطانیہ یہاں سے رخصت ہوگئی اور قادیانی صاحبان ہاتھ ملتے رہ گئے

اے بسا آرزو کہ خاک شد۔(للمؤلف برنی)......

پس ہمارا دل تو یہی کہے گا۔ اور کہتا ہے کہ جن کی حکومت اور سلطنت سے ہمیں امن ملا ہے ان ہی کے فوائد سے ہمیں ہمدردی ہے۔ پھر جب ہمارا اصل مدعا اور مقصد دین کی اشاعت ہے۔ (یا ملت اسلامیہ کی تفریق و تخریب ہے۔للمؤلف برنی) اور یہ گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہو کر حاصل ہو سکتا ہے' تو پھر کیوں ہم گورنمنٹ برطانیہ کی ہر طرح سے امداد اور ہمدردی نہ کریں۔ فرض کر لو کہ گورنمنٹ کے خلاف جوش پھیلا کر اور اس سے ہمدردی نہ کر کے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ مگر کن کو؟ ان ہی کو جن کی آنکھ میں ہم کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ (کیسی بددعا ہے؟ للمؤلف برنی) ان کو پارلیمنٹ مل جائے تو پہلا ایکٹ یہی پاس کریں کہ احمدیوں کو کاٹ ڈالو۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کبھی ان کا داؤ چلا ہے' انہوں نے ہمیں نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کی۔ اور اس کی دادرسی گورنمنٹ برطانیہ ہی سے ہوئی۔ (لیکن اب تو غالباً دل یہی کہتا ہوگا ؎

بک رہا تھا جنوں میں کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

"حضرت مسیح موعود نے جو اپنی کتابوں میں اس بات پر خاص زور دیا ہے کہ گورنمنٹ کے ساتھ ہمارے تعلقات نہایت وفادارانہ ہونے چاہئیں' اور ہمیں ہر طرح اس کی مدد کرنا چاہیے۔ حتیٰ کہ آپ نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ جب صرف میری ہی جماعت گورنمنٹ کی وفادار ثابت ہوگی۔ یہ یوں ہی نہیں لکھ دیا' خدا تعالیٰ کے مامور کوئی لغو کام نہیں کرتے۔ (البتہ اگر مامور نہ ہوں اور صرف مغالطہ میں مبتلا ہوں۔ تو عجب عجب لغو کام کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ سرکاری وفاداری کا مبالغہ خودغرضی کے تحت خوشامد اور سازش تک بڑھ سکتا ہے' حتیٰ کہ لوگ سرکاری پٹھو اور جاسوس سمجھیں۔للمؤلف برنی) پس اس کے متعلق یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ آپ نے نعوذ باللہ! گورنمنٹ کی خوشامد کرنے کے لیے لکھ دیا ہے۔ (نعوذ باللہ کہنے سے خوشامد کا عیب ظاہر ہے۔للمؤلف برنی) کیونکہ اگر آپ ایسا نہ لکھتے تو آپ کو کیا خطرہ تھا۔ (خطرہ نہ سہی لیکن خسارہ ضرور تھا' کہ گورنمنٹ کی کھلی اور چھپی تائید اور امداد سے محروم رہتے اور اس کے بغیر کم از کم ابتداء میں مشن چلنا دشوار تھا'للمؤلف برنی)۔ آریہ' ہندو' سکھ وغیرہ قومیں بھی تو اسی ہندوستان میں رہتی ہیں انہوں نے اگر نہیں لکھا تو انہیں کیا ہو گیا ہے (لیکن وہ سرکاری تائید اور امداد کے اتنے خواہشمند اور حاجت مند بھی نہیں ہیں۔للمؤلف برنی) پھر ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کا رویہ گورنمنٹ کو پسند نہیں ہے۔ مگر باوجود اس کے گورنمنٹ انہیں گرفتار نہیں کرتی پھر حضرت مسیح کا کوئی

ایسا دعویٰ بھی نہ تھا کہ گورنمنٹ کو اس کے متعلق کوئی کاروائی کرنی پڑتی (البتہ مہدویت کا دعویٰ تھا اور ڈرتے تھے کہ اسے گورنمنٹ خطرناک نہ سمجھے' اس لیے صفائی بھی ضروری تھی۔ للمؤلف برنی) آپ پر دشمنوں کا یہ اعتراض تھا کہ گورنمنٹ کی خوشامد کے لیے ایسا کرتے ہیں' لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ آپ نے گورنمنٹ کی خدمت کی اور بہت بڑی خدمت کی۔ (نبوت جیسے بنیادی مسئلہ پر مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا۔ حرمین شریفین کی مرکزیت توڑنے کی کوشش کرنا حتیٰ کہ قادیان کے سالانہ جلسہ کو ظلی حج قرار دینا۔ وہ بھی اس تشریح کے ساتھ کہ مکہ کی چھاتیوں میں دودھ خشک ہو گیا ہے۔ جہاد بالسیف جس سے اغیار فکرمند رہتے تھے' اس کو اسلام میں منسوخ بلکہ حرام قرار دینا' خود اسلامی ممالک میں تبلیغ کے بہانے کچھ اور کام کرنا حتیٰ کہ اسلامی ملکوں کو اپنی سرکار کے تابع دیکھنے کی آرزو کرنا' یہ کوئی معمولی وفاداری نہیں ہے۔ بلکہ دین وملت نثار کرنے پر یہ وفاداری حاصل ہوتی ہے۔ نعوذ باللہ! للمؤلف برنی) مگر اس کے بدلہ میں کوئی امید نہیں رکھی (البتہ ملکہ وکٹوریہ کو جو ایک خوشامد کا خط لکھا تھا۔ امید تھی کہ اس کے جواب سے عزت افزائی ہوگی۔ مگر یہ امید بھی پوری نہیں ہوئی۔ کیونکہ خوشامد سے یوں طرح طرح کے فوائد حاصل ہوں۔ لیکن اخلاقی اور نفسیاتی توقیر حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ الٹی تحقیر نصیب ہوتی ہے۔ للمؤلف برنی) مگر باوجود ان باتوں کے آپ نے گورنمنٹ کی وفاداری پر کیوں اتنا زور دیا (اس لیے دیا کہ اس سے ملک میں مسلمانوں کے خلاف زور حاصل ہوا۔ للمؤلف برنی) اس کی سوائے اس کے کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ایک زمانہ ایسا آنا تھا۔ جب کہ گورنمنٹ کے خلاف بعض لوگوں کے خیالات پھیلتے تھے۔ (البتہ یہ تصور میں نہ آسکا کہ چند سال بعد گورنمنٹ انگریزی خود رخصت ہو جائے گی' اور کوتاہ اندیشی کی وفاداری سے شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

چرا کارِ کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ (للمؤلف برنی)......

''پس حضرت مسیح موعود نے جو گورنمنٹ کے متعلق وفادارانہ خیال رکھنے کے متعلق اس قدر کوشش کی کہ مشورے دیئے۔ اس کی ترقی کے لیے دعائیں کیں' اپنی کتابوں میں بار بار توجہ دلائی۔ تو یہ یوں ہی نہیں تھا۔ بلکہ ایک پیش گوئی کے ماتحت تھا۔ کیونکہ ایک ایسا زمانہ آنا تھا جب کہ لوگوں کے خیالات میں تبدیلی ہونی تھی۔ مگر حضرت مسیح موعود نے اس سے پیشتر ہی آگاہ کر دیا کہ تم اس سے متاثر نہ ہونا اور گورنمنٹ کے متعلق اپنے وفادارانہ اور ہمدردانہ خیالات رکھنا۔ پس میں بھی حضرت مسیح موعود کے تتبع میں اپنی جماعت کے لوگوں کو آگاہ کرتا رہتا ہوں' اور اب بھی کرتا ہوں

کہ اس زمانہ میں جو ناپاک اور گندے خیالات پھیل رہے ہیں (یعنی ملک کو آزاد کرانے کی جو جدوجہد جاری ہے۔ للمؤلف برنی) اس سے پورے طور پر بچیں' اور نہ صرف خود ہی بچیں' بلکہ دوسروں کو بھی بچائیں۔ (یعنی سرکار کی طرفداری میں پروپیگنڈہ کریں جیسا کہ اس تقریر میں کیا گیا ہے۔ للمؤلف برنی)...... پس میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس قسم کے خیالات سے اپنے آپ کو بکلی بچائے' جو گورنمنٹ کے خلاف ہوں۔ پھر ان کے مٹانے کی پوری کوشش کرے' خصوصاً وہ لوگ جو مدرس ہیں خواہ یہاں کے اسکولوں کے یا باہر کے ان کی زیر نگرانی جو طلبہ ہوں وہ ان میں گورنمنٹ کی وفاداری کا بیج بوئیں۔ طلبہ کے دلوں میں بویا ہوا بیج خوب پھل لاتا ہے' گورنمنٹ نے اس بات کو مانا ہے کہ وہ ایجی ٹیشن سخت خطرناک ہوتی ہے جو طالب علموں کے ذریعہ پھیلائی جاتی ہے۔ چنانچہ بنگال کے گورنر نے اپنی ایک تقریر میں یہی کہا ہے۔ اس کے مقابلہ کے لیے ہمیں بھی وہی ذریعہ اختیار کرنا چاہیے۔ یعنی طلبہ کے دلوں میں پورے زور کے ساتھ گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات بیٹھانے چاہئیں۔ (چنانچہ قادیانیت کی تبلیغ کے واسطے بھی قادیانی مدرسین طالب علموں میں یہی طریق اکثر درپردہ اختیار کرتے ہیں۔ مالی امداد کا بھی لالچ دیتے ہیں۔ للمؤلف برنی)......

چونکہ ہمارا کام دین کی اشاعت ہے' اور وہ وابستہ ہے گورنمنٹ برطانیہ سے' اس لیے ہمارے لیے ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو' گورنمنٹ کی مدد اور تائید کریں۔ (جس کے صلہ میں گورنمنٹ بھی قادیانی تحریک کی مدد اور تائید کرے۔ للمؤلف برنی) اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اس بات کی سمجھ اور توفیق دے کہ حضرت مسیح موعود کی باتوں کی تصدیق کرنے' اور ان کو پورا کر کے خدا تعالیٰ کے انعامات حاصل کرنے کی اہل بنے۔ آمین۔" (خدا تعالیٰ کے انعامات تو کیا ملیں گے۔ البتہ گورنمنٹ کے انعامات کچھ دن ضرور ملے' جس کے احسان میں گورنمنٹ کا کلمہ پڑھنا پڑا۔ اور خود مرزا قادیانی صاحب نے احسان مندی میں اپنی جماعت کو گورنمنٹ کا خود کاشتہ پودا تسلیم کیا۔ غرضیکہ قادیانی سیاست کافی عبرتناک ہے۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل ج ۴ش ۰۷ص ۷ تا ۹ مورخہ ۶ مارچ ۱۹۱۷ء)

۱۳- اسلامی ممالک پر انگریزی تسلط کا ارمان

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور ان کے متبعین کو یہ بھی آرزو اور تمنا رہی کہ اسلامی

ممالک پر بھی کچھ نہ کچھ حکومت برطانیہ کا تسلط ہو جائے تا کہ انگریزوں کی سرپرستی اور حمایت میں قادیانیوں کو بھی وہاں گل کھلانے کا موقع ملے۔ یہ آرزو جابجا تحریرات میں نمایاں ہیں ذیل میں دو ایک نمونے ملاحظہ ہوں:

(۱) ''موجودہ زمانہ کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں انگریزوں کے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا۔ اوران کے قوانین احمدیت کی ترقی کے لیے مد ہوں گے اور جہاں جہاں ان کی حکومت ہوگی۔ وہاں احمدیت کی تبلیغ کے لیے اللہ تعالیٰ کے فضل سے (یا شیطان کی چال سے للمؤلف برنی) راستہ کھل جائے گا اوراس کا عملی ثبوت اس بات سے مل سکتا ہے کہ ہندوستان سے باہر جن ممالک میں انگریزوں کی حکومت نہیں وہاں ہم نے جب تبلیغ کی تو ہمارے راستہ میں روکاوٹیں حائل کرنے کی کوشش کی گئی۔'' (قادیانیوں کی سیاسی تعلیم سے صاف ظاہر ہے کہ وہ انگریزی حکومت کے کلمہ گو ہیں پس انگریز بھی ان کی سرپرستی اور حمایت کرتے تھے۔ گویا چولی دامن کا ساتھ تھا۔ اس سبب سے دوسری حکومتیں قادیانیوں پر جاسوسی کا شبہ کرتی تھیں اور کبھی کبھی اس کی اصلیت بھی ظاہر ہو جاتی تھی اسلامی ممالک دینی اعتبار سے بھی نگرانی رکھتے تھے۔ للمؤلف برنی) (اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۲۱۱ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۳۹ء)

(۲) ''کیا یہ حکومت اپنی فیاضانہ اور محسنانہ کاروائیوں سے اس قابل نہیں کہ خدا کے مسیح موعود اور آپ کی جماعت کی طرف سے بموجب هل جزاء الاحسان الا الاحسان ٥ اس کے حق میں اخلاص سے بھری ہوئی دعائیں خدا کے عرش تک پہنچیں اور گورنمنٹ انگلشیہ عالیہ کی رعایا سے ہر ایک فرقہ گورنمنٹ کے لاتعداد احسانوں اور بے شمار مہربانیوں کی وجہ سے اس قابل ہے کہ وہ وفاداری کے ساتھ اس کی اطاعت میں اپنے جان و مال کو نثار کرنے کی سعادت حاصل کرے اور شکر گزاری کے ساتھ پیش آئے۔ لیکن ہم احمدی سب فرقوں سے بڑھ کر گورنمنٹ عالیہ کے ممنون احسان ہیں کہ اس نے ہر طرح سے ہماری جانوں مالوں عزتوں آبروؤں بلکہ ہمارے دین وایمان کی حفاظت کی (گویا ہندوستان میں انگریز نہ ہوتے تو قادیانیت کا نام ونشان نہ ہوتا۔ للمؤلف برنی) جس کی بناء پر ہماری دعا ہے کہ اس گورنمنٹ کو آسمانی گورنمنٹ ہر میدان میں فتح یاب اور کامیاب کرے۔ اور بصرہ اور بغداد تو کیا چیز ہے بلکہ ہماری تو دعا ہے کہ ساری دنیا میں اس کا راج ہو جائے۔ (قادیانی دعا کا الٹا اثر ہوا کہ انگریزی حکومت جابجا سے برخاست ہو رہی ہے۔ چنانچہ ہندوستان سے بھی رخصت ہوگئی جہاں تمام قادیانی صاحبان شب و روز انگریزوں کے واسطے

دعا میں لگے رہتے تھے اور ان کو اپنا بڑا سرپرست اور محافظ سمجھتے تھے۔ للمؤلف برنی) اور اس سے بڑھ کر یہ کہ جس طرح مولا کریم نے ہماری گورنمنٹ کو دنیوی سلطنت عطا فرمائی ہے۔ اسی طرح روحانی اور دینی سلطنت سے بھی کامل حصہ نصیب فرمائے (مطلب یہ کہ انگریز بھی مرزا قادیانی صاحب کے مرید ہو جائیں۔ حالانکہ قادیانی صاحبان خود ان کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ للمؤلف برنی) پس جس گورنمنٹ سے مسیح موعود نے اپنے مشن کے تبلیغی مقاصد کو انجام دینے کا فائدہ اٹھایا' ضرور تھا کہ خدا اسے مسیح موعود کی طرف سے بڑھ کر جگہ دیتا۔ بس برٹش عیسائی حکومت کو بصرہ اور بغداد یا کسی اور ملک یا شہر کا ملنا مسیح موعود کے ساتھ اپنی نصف شعاری کے مطابق سلوک کرنے کی برکت ہے۔ اور نام کے مسلمانوں سے ملکوں اور سلطنتوں کا چھینا جانا' ان کی شامت اعمال اور مسیح موعود کے ساتھ بدسلوکی اور آپ کی تکذیب کی وجہ سے ہے۔ (انگریز جو قادیانیت کے بڑے سرپرست تھے ان کی شہنشاہیت ٹوٹ رہی ہے اور حکومت گھٹ رہی ہے اور اہل اسلام جن سے قادیانی صاحبان کو قادیانیت رد کرنے کی شکایت بلکہ عداوت ہے۔ ان کی حکومتیں بیدار ہو رہی ہیں' اور نئی نئی اسلامی سلطنتیں قائم ہو رہی ہیں۔ مثلاً پاکستان' انڈونیشیا اور نیز چین جہاں حکومت میں مسلمانوں کا اقتدار غالب ہے۔ غرض حق باطل پر غالب آیا۔ اگرچہ کچھ دن باطل نے بھی خاصا زور دکھایا۔ للمؤلف برنی) پھر ہم پر حضرت مسیح موعود کے ذریعہ یہ بھی فرض ہوا کہ آپ نے اپنی پاک تعلیم میں گورنمنٹ عالیہ کی اطاعت اور وفاداری کو جزو مذہب قرار دے کر ہمیں ان منافق طبع مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا جو ابھی تک انتظار میں ہیں کہ خونی مہدی ایک جرار لشکر لے کر آبدار تلواروں اور سیاہ' سرخ پرچموں کے ساتھ کہیں سے ظاہر ہو گا۔ اور سب عیسائی سلطنتوں کو مٹا کر ان نام کے مسلمانوں کو حکمران بنا دے گا۔ (قادیانی صاحبان کو ایسے خیال سے بہت ہیبت معلوم ہوتی ہے اور وہ انگریزوں کو بھی مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنا چاہتے تھے۔ للمؤلف برنی) کیا وہ لوگ جن کے یہ خیالات ہوں وہ ہر مجلس اور مقام میں اخلاص کے ساتھ' اور حقیقی طور پر گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت شعاری کا دم بھر سکتے ہیں۔ اور اس کی فتوحات پر مسرت اور خوشی کا اظہار کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں' لیکن ہم چونکہ اس برگزیدہ خدا کے ماننے والے ہیں کہ جس نے خونی مہدی اور اس کے متعلق تمام خیالات کو توہمات ثابت کر کے دکھلا دیا ہے۔ اس لیے ہم کھلے طور پر یک رنگی کے ساتھ گورنمنٹ کی وفاداری' اور اطاعت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اس کو موجب ثواب سمجھتے ہیں'' (سرکار انگریزی کو اپنی وفاداری کا حد درجہ یقین دلانا اور مسلمانوں سے بدگمان اور برگشتہ کرنا یہ قادیانیوں کا

بڑا مقدس فریضہ تھا۔ للمؤلف برنی)

(جنگ عظیم ۱۸-۱۹۱۴ء میں انگریزوں کے عراق پر قبضہ کے بعد مولوی غلام رسول صاحب راجیکی قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۸۶ مورخہ یکم مئی ۱۹۱۷ء)

۱۴- اسلامی جہاد کی قادیانی منسوخی

اسلام کا جہاد بالسیف بالخصوص انگریزوں کے مقابل مرزا قادیانی صاحب نے حرام قرار دے دیا' اور وہ بھی اس انداز میں حرام قرار دیا کہ ضمناً انگریز اسلامی ممالک اور بالخصوص مسلمانان ہند سے بدظن اور برگشتہ ہو جائیں' اور اس خدمت کے صلہ میں انگریز قادیانیوں کی خوب قدر کریں اور ان کو اپنا سب سے بڑا حمایتی اور طرف دار مانیں۔ چنانچہ قادیانیوں کی یہ کارگزاری مختصراً بطور نمونہ ملاحظہ ہو:

(۱) ''چند ایسے عقائد جو غلط فہمی سے' اسلامی عقائد سمجھے گئے ہیں اور ایسے ہیں کہ ان کو جو شخص اپنا عقیدہ بنا دے۔ وہ گورنمنٹ کے لیے خطرناک ہے۔'' (اشارہ یہ کہ گویا ہندوستان کے مسلمان خطرناک ہیں۔ اور اس خطرہ کو قادیانی صاحبان روک سکتے ہیں۔ للمؤلف برنی)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۱ فروری ۱۸۹۹ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ہشتم ص ۴۲ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۳۱-۱۳۲)

(۲) ''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھ کو مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔'' (پھر بھلا مسلمانوں کے مقابل قادیانیوں سے بڑھ کر انگریزوں کو کون عزیز ہو سکتا ہے؟ للمؤلف برنی)

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت ج ہفتم مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

(۳) میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض ہے' اور جہاد حرام ہے'' (اس نئے دین کی انگریز جتنی بھی قدر کرتے کم تھی۔ للمؤلف برنی)

(مرزا غلام احمد کا اشتہار مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج سوم ص ۲۰۰ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۲۸)

(۴) ''میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلاد شام اور افغانستان میں گورنمنٹ کی تائید میں شائع کی ہیں۔''

(مرزا غلام احمد کا اشتہار مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج چہارم ص ۴۶ مجموعہ اشتہارات ص ۱۸۰ ج ۲)

(۵) ''میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے ص ۱۵۳ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی ممانعت ہو' اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔'' (انگریزوں کو خوش اور مطمئن کرنے کے لیے مرزا قادیانی صاحب کیا کیا جتن کرتے تھے اور بار بار جتاتے تھے کہ نظر التفات پیدا ہو۔ للمؤلف برنی)

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج دہم ص ۲۶ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۴۳)

(۶) ''پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اس امر مخالفت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپے خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں' میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔'' (ایک اثر تو بہر صورت ظاہر ہو گیا کہ مرزا قادیانی صاحب جہاد کے خلاف جہاد کرنے میں ہزار ہا روپیہ خرچ کرنے کے قائل ہو گئے۔ اور دور دراز ممالک میں اشاعت ہونے لگی۔ انگریزی دست غیب کا یہ ایک کرشمہ معلوم ہوتا ہے۔ للمؤلف برنی)

(کتاب البریہ ص ۷-۸ خزائن ص ۷-۸ ج ۱۳ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۶۲-۴۶۳)

یہ اسلام کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے کہ جس نیت اور مصلحت سے اسلامی جہاد حرام قرار دیا گیا' وہ نیت اور مصلحت خود بخود بیان ہو گئی اور خود ہی حرام ثابت ہوئی۔ یعنی دنیا کی خاطر دین بیچا گیا۔ انگریزوں کی خوشنودی کے واسطے اسلام میں تصرف کیا گیا۔ قرآن مجید میں بھی ایسے ظالموں کا ذکر بھی جابجا ملتا ہے۔ جو دین میں تصرف کرتے ہیں۔ نعوذ باللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ چنانچہ مختصراً اقرار ملاحظہ ہو:

''بار ہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گزاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے۔ اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں...... میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ میری ان خدمات کی قدر کرے گی۔'' (مگر شاید یہ یقین نہیں کہ ایک دن کہیں باز پرس بھی ہوگی۔ للمؤلف برنی)

(مرزا غلام احمد کا اشتہار مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج دہم ص ۲۸ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۴۵-۴۴۶)

غرض دین فروشی، ملت فروشی، وطن فروشی، غیرت فروشی، خوشامد لجاجت، التجا، التماس یہ خلاصہ تھا۔ قادیانی سیاسیات کا۔ اور اس کے تحت سرکار انگریزی کی وفاداری جزو ایمان قرار دی گئی۔ اس پر بھی سرکار دربار میں بے توقیری اور ناقدری کا گلہ شکوہ رہا۔ البتہ ملازمت اور معاش میں درخواستوں کے بموجب سرکاری عنایات ورعایات بخوبی حاصل ہوگئیں اور اسی لالچ سے بیشتر غرض مند قادیانیت کے جال میں پھنسنے لگے۔ حتیٰ کہ بقول مرزا قادیانی صاحب قادیانی فرقہ سرکار کا خود کاشتہ پودا جم گیا۔ اور سرکار کی نمک پروردہ جماعت قائم ہوگئی۔ جو خاص مراحم کی مستحق سمجھی گئی۔

بعض کم سمجھ جو دنیا کے چنداں طالب نہ تھے۔ وہ مرزا قادیانی صاحب کے دینی ارتقاء میں لپٹ گئے۔ مرزا صاحب اوّل تو مجدد بنے پھر محدث۔ پھر مہدی۔ پھر مسیح۔ نبی رسول، حتیٰ کہ قادیان کے غلام احمد قرآن کے احمد بن گئے۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اسمہ احمد رسول اللہؐ سے ہٹ کر مرزا قادیانی صاحب پر چسپاں ہوگئی قادیان میں قرآن والی مسجد اقصیٰ بن گئی ظلی حج شروع ہوگیا۔ جو مکہ معظمہ کے نفلی حج سے افضل قرار پایا۔ دنیا جہان کے تمام مسلمان مرزا قادیانی صاحب کے انکار سے کافر بن گئے۔ گویا رسول اللہ کا کلمہ عملاً منسوخ ہوگیا۔ اور وہ دین ایمان کے واسطے بیکار ہوگیا۔ اسلام کا جدید مدار مرزا قادیانی صاحب کی نبوت رسالت قرار پایا۔ اور مرزا صاحب کا مدار کیا تھا۔ انگریزی سرکار نامدار۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

مرزا قادیانی کے فرزند ارجمند میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان جو رتبہ میں امیر المومنین اور اولوالعزم میں فضل عمر کہلاتے ہیں۔ وہ بھی لازماً اسی نقش قدم پر چلے۔ تو نوبت یہ پہنچی کہ خود قادیانی صاحبان جو کچھ غیرت مند تھے۔ قادیانی سیاسیات سے شرمانے لگے۔ اور شرم و حیا کی سزا میں اندھے کہلانے لگے۔ بہرحال عوام میں قادیانی سرکاری ٹوڈی مشہور ہوگئے۔ چنانچہ خود میاں خلیفہ صاحب کے اعتراف ملاحظہ ہوں:

(۱) ''حضرت مسیح موعود نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے۔ للمؤلف برنی) فخر یہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ (تعجب کیا جبکہ گورنمنٹ کی تائید ہی قادیانیت کی جان ہو۔ للمؤلف برنی) مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں۔ بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ میں انہیں احمدی ہی کہوں گا۔ کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لیے کہ ان کے اندر کی آنکھیں کھلی نہیں ہیں۔'' (گویا انہیں

اندرونی بھید معلوم نہیں کہ انگریزیت سے قادیانیت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اے صبا ایں ہمہ آوردۂ تست۔

کہ بقول مرزا قادیان صاحب' قادیانی فرقہ انگریزی سرکار کا خود کاشتہ پودا ہے۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۰ نمبر ۳ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۲ء)

(۲) ''ہماری جماعت وہ جماعت ہے' جسے شروع سے ہی لوگ یہ کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں جھولی چک اور نئے زمینداری محاورہ کے مطابق ہمیں ٹوڈی کہا جاتا ہے۔'' (جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے۔ للمؤلف برنی)

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۲ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

۱۵-اسلامی ممالک میں قادیانی اثرات

مرزا قادیانی صاحب کے زمانہ ہی سے قادیانی تحریک اسلامی ممالک کو تاکتی رہی' اور جب کبھی موقعہ ملا گھس بھی گئی۔ اور کہیں کہیں مداخلت کا مزا بھی چکھنا پڑا بہر حال افغانستان' ترکی' عراق' شام' فلسطین اور بالخصوص مصر میں کیا کیا ہوا۔ اور کیا ہو رہا ہے۔ مختصر کیفیت ذیل میں پیش کرتے ہیں:

(۱) ''مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قادیانی) (ساکن علاقہ خوست ملک افغانستان) کی شہادت سے تخمیناً دو برس پہلے ان کے ایماء اور ہدایت سے میاں عبدالرحمٰن شاگرد رشید ان کے قادیان میں شاید دو یا تین دفعہ آئے اور ہر ایک مرتبہ کئی کئی مہینے تک رہے اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل کے سننے سے ان کا ایمان شہداء کا رنگ پکڑ گیا اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے۔ اور اتفاقاً ان کی حاضری کے ایام میں بعض کتابیں میری طرف سے جہاد کی ممانعت میں چھپی تھیں جن سے ان کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ (قادیانی) سلسلہ جہاد کا مخالف ہے۔ پھر ایسا اتفاق ہوا۔ کہ جب وہ مجھ سے رخصت ہو کر پشاور پہنچے تو اتفاقاً خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سے جو پشاور میں تھے' اور میرے مرید ہیں' ملاقات ہوئی۔ اور انہیں دنوں میں خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک رسالہ جہاد کی ممانعت میں شائع کیا تھا۔ اس سے ان کو بھی اطلاع ہوئی اور وہ مضمون ایسا ان کے دل میں بیٹھ گیا کہ کابل میں جا کر

جا بجا انہوں نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا درست نہیں۔ کیونکہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کے حامی ہیں اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے ان کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبدالرحمٰن کو پہنچ گئی۔ اور یہ بھی بعض شریر پنجابیوں نے جو اس کے ساتھ ملازمت کا تعلق رکھتے ہیں اس پر ظاہر کیا کہ یہ ایک پنجابی شخص (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا مرید ہے جو اپنے تئیں مسیح موعود ظاہر کرتا ہے' اور اس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ انگریزوں سے جہاد درست نہیں' بلکہ اس زمانہ میں قطعاً جہاد کا مخالف ہے۔ تب امیر یہ بات سن کر بہت افروختہ ہو گیا اور اس کو قید کرنے کا حکم دیا۔ تا مزید تحقیقات سے کچھ زیادہ حال معلوم ہوا۔ آخر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ضرور یہ شخص مسیح قادیانی کا مرید اور مسئلہ جہاد کا مخالف ہے تب اس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے'' (آسمانی نشان ظاہر ہوتے قادیانی صاحبان کو کیا دیر لگتی ہے (للمؤلف)

''یہ تو میاں عبدالرحمٰن شہید کا ذکر ہے۔ اب ہم مولوی صاحبزادہ عبداللطیف (قادیانی) کی شہادت کا دردناک ذکر کرتے ہیں...... ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان میں آ کر کئی مہینے میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اس کے جب آسمان پر یہ امر قطعی طور فیصلہ پا چکا کہ وہ درجہ شہادت پائیں تو اس کے لیے یہ تقریب پیدا ہوئی کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے...... یہ تو ظاہر ہے کہ آج کل ایک طور سے عنان حکومت کابل کی مولویوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور جس بات پر مولوی لوگ اتفاق کر لیں پھر ممکن نہیں کہ امیر اس کے برخلاف کر سکیں پس یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایک طرف سے امیر کو مولویوں کا خوف تھا اور دوسری طرف شہید مرحوم کو بے گناہ دیکھتا تھا۔ پس یہی وجہ ہے کہ وہ قید کی تمام مدت میں یہی ہدایت کرتا رہا۔ کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعود مت مانیں اور اس عقیدے سے توبہ کر لیں۔ تب آپ عزت کے ساتھ رہا کر دیئے جاؤ گے۔ اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ میں قید کیا تھا۔ جس قلعہ میں وہ آپ رہتا تھا تا متواتر فہمائش کا موقع ملتا رہے۔ اور اس جگہ ایک اور بات لکھنے کے لائق ہے اور دراصل وہی ایک بات ہے۔ جو اس بلا کی موجب ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ عبدالرحمٰن شہید کے وقت سے یہ بات امیر اور مولویوں کو خوب معلوم تھی کہ قادیانی جو مسیح کا دعویٰ کرتا ہے' جہاد کا سخت مخالف ہے اور اپنی کتابوں میں بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کا جہاد درست نہیں اور اتفاق سے اس امیر کے (حبیب

اللہ خاں) کے باپ نے جہاد کے واجب ہونے کے بارے میں ایک رسالہ لکھا تھا جو میرے شائع کردہ رسالوں کے بالکل مخالف ہے اور پنجاب کے شرانگیز بعض آدمی جو اپنے تئیں اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ امیر کے پاس پہنچ گئے۔ غالباً ان کی زبانی امیر عبدالرحمٰن نے جو امیر حال (امیر حبیب اللہ خاں) کا باپ تھا میری ان کتابوں کا مضمون سن لیا ہوگا۔ اور عبدالرحمٰن (قادیانی) شہید کے قتل کی بھی یہی وجہ ہوئی تھی کہ امیر عبدالرحمٰن نے خیال کیا تھا۔ کہ یہ اس گروہ کا انسان ہے جو لوگ جہاد کو حرام جانتے ہیں' اور یہ بات یقینی ہے کہ قضا وقدر کی کشش سے مولوی عبداللطیف مرحوم (قادیانی) سے بھی یہ غلطی ہوئی کہ اس قید کی حالت میں بھی جتلا دیا کہ یہ زمانہ جہاد کا نہیں ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۸-۵۲' ۵۳' ۵۴ خزائن ج ۲۰ ص ۴۸' ۲۵' ۵۴)

غلطی کے لفظ سے مترشح ہوتا ہے کہ عبداللطیف قادیانی صاحب کو حرمت جہاد کا مسئلہ بصیغۂ راز پھیلانا چاہیے تھا۔ لیکن انہوں نے اس کا جو عام اظہار کیا تو یہ ان سے غلطی ہوئی۔ چنانچہ اسی اظہار کے مواخذہ میں موت کی سزا ملی۔ نظر انصاف سے دیکھئے تو انگریزوں اور افغانوں کے سیاسی تعلقات میں جو نزاکت تھی۔ اس کے مدنظر افغانستان میں جہاد کے خلاف تحریک پھیلانا گویا افغانوں کو انگریزوں کے خلاف بے بس بنانا تھا کہ خدانخواستہ افغانستان بھی ہندوستان کی طرح انگریزوں کا ماتحت ہو جائے۔ چنانچہ اسلامی ممالک کے متعلق عام طور پر قادیانیوں کی یہ آرزو ظاہر ہوتی رہی کہ یہ ممالک بھی انگریزوں کی حکومت میں آجائیں تا کہ قادیانیوں کو اپنی تبلیغ اور ترقی میں من مانی سہولت رہے' مسلمانوں کی کمزوری سے انگریز بھی پورا فائدہ اٹھائیں۔ یہ سازشیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جس طرح پامال ہوئیں وہ قادیانیوں کے حق میں بہت عبرتناک ہیں کہ انگریزوں کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو یتیم۔ یتیم سے معلوم ہوتے ہیں۔ شاید اب بھی توبہ کی توفیق نصیب ہو۔

(۴) ترک عالم اسلام کی سب سے زیادہ آزاد خیال اور بعض سخت گیروں کے نزدیک ایک لامذہب اور بے دین جماعت ہے لیکن ان سارے حالات کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ قادیانیت کی اسلام کشی اور ایمان دشمنی کے خلاف ترک جیسے آزاد خیال بھی فریاد کناں ہیں اور اس تحریک کو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں سم قاتل سمجھ رہے ہیں۔ چنانچہ حافظ نور اللہ آفندی نے جامع مسجد استنبول میں ترکوں کے ایک مجمع عام کے سامنے جس میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا بھی موجود تھے' اس خطرہ سے مسلمانوں کو پورے طور پر آگاہ کیا۔ اور اس کے خلاف عملی جدوجہد کی

ترغیب فرمائی آپ نے دوران تقریر فرمایا:

''میں اور میرے چند رفقاء قادیانی فرقہ کی سرگرمیوں کا دلچسپی سے مطالعہ کر رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ ترکی مدتوں تک شخصی حکومت کی زنجیروں میں جکڑا رہا۔ اور جب ملوکیت کی نحوست دور ہوئی تو غیر مسلم اقوام نے اسے تباہ کرنے کی ہر ممکن سازش کی، ہمیں آج تک کوئی موقع نہ مل سکا کہ عوام کو اس نئے فرقہ کے حالات سے مطلع کریں، اور انہیں بتا سکیں کہ اس فرقہ نے اغیار کی مدد سے شعائر اسلامی میں رخنہ اندازی کر کے اسلام کو نقصان پہنچانے کی کس قدر کوشش کی ہے۔ ترکی کے تمام علماء قادیانی تعلیمات کو قرآن پاک کی تعلیم کے منافی خیال کرتے ہیں، اور ہر مسلمان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس فتنہ کے خلاف احتجاج کرے اور ضرورت پڑے تو اس فتنہ کے استیصال کے لیے مالی مدد دیں...... اور جہاد کرنے میں دریغ نہ کریں۔''

(اخبار النجم لکھنؤ مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۳۵ء بعنوان ''تحریک قادیانیت اور ترک'')

(۳) ''تیسرا مقام جہاں احمدیت ترقی کر رہی ہے اور جہاں اسے سمجھنے کی کوشش کی جارہی ہے، عرب ہے، جس کے ساتھ فلسطین بھی شامل ہے۔ فلسطین میں ایک گاؤں احمدیہ جماعت کا مرکز ہے۔ یعنی وہ تقریباً سب کا سب احمدی ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ احمدی جماعتیں مصر اور شام میں بھی ہیں فلسطین کے جس گاؤں کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی جماعت ہے جو عملی طور پر احمدیت کو اپنی زندگی میں داخل کر رہی ہے۔ انہوں نے اپنے مدرسے بھی جاری کر رکھے ہیں۔ لٹریچر بھی شائع کرتے ہیں۔ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ گویا تیسرا ملک عرب ہے جس میں شام اور فلسطین وغیرہ بھی شامل ہیں۔ جو احمدیت کی روح کو اپنے اندر داخل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔''

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۶۳ ص ۸ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۴) ''آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب، کے، سی، ایس، آئی، جج فیڈرل کورٹ آف انڈیا نے تقریر فرمائی آپ نے بلاد عربیہ میں احمدیت کی تاریخ اور تبلیغ کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ عرب ممالک میں احمدیت کا پیغام حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں ہی پہنچ چکا تھا۔ لیکن با قاعدہ طور پر تبلیغ ۱۹۲۲ء میں شیخ محمود احمد صاحب عرفانی کے ذریعہ قاہرہ میں شروع ہوئی۔ ۱۹۲۴ء میں خود حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی نے ولایت تشریف لے جاتے ہوئے شام اور فلسطین میں سفر کیا ۱۹۲۵ء میں مولوی جلال الدین

صاحب شمس کو سید ولی اللہ شاہ صاحب کی معیت میں بھیجا' اور شام اور فلسطین میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ ۱۹۳۱ء میں ان کی واپسی پر مولوی ابوالعطاء صاحب کو بھیجا گیا' اور انہوں نے نہایت خوش اسلوبی سے فریضہ تبلیغ ادا کیا۔ اور رسالہ البشریٰ' جاری کیا۔ آج کل وہاں مولوی محمد شریف صاحب قادیانی کام کررہے ہیں۔"" جناب چوہدری صاحب نے عینی مشاہدات اور اپنے تاثرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "وہاں احمدیوں کا اخلاص نہایت ہی قابل تعریف اور قابل رشک ہے۔ ان میں سے بعض ہر وقت احمدیت کی تبلیغ میں مشغول رہتے ہیں۔ اس کے لیے ان میں ایک جنون سا پایا جاتا ہے۔"

(جناب چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی تقریر بہ موقع سالانہ جلسہ قادیان بابت ۱۹۴۵ء مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۳ نمبر ۳۰۳ ص ۴ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۵ء)

(۵) "یہ امر از حد طمانیت اور خوشی کا مظہر ہے کہ جماعت احمدیہ کا لٹریچر بلاد عرب بالخصوص بغداد' عراق اور مصر میں بہت مقبولیت حاصل کر رہا ہے اس سلسلہ میں بعض عربی جرائد کے مقالات' اور حضرت امیر کی کتب پر ان کے پاکیزہ خیالات کا ذکر قبل ازیں ان کالموں میں آتا رہا ہے۔ اب یہ دیکھنا موجب مسرت ہے کہ حضرت امیر کے خطبات کے تراجم بھی عربی جرائد میں شائع ہوگئے ہیں۔ چنانچہ اس وقت ہمارے سامنے بغداد کے مشہور اخبار "الاتحاد" کا ایک پرچہ ہے' جس میں حضرت ممدوح کے ایک خطبہ جمعہ کا عربی ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ اس خطبہ میں حضرت امیر نے مسلمانوں کے اتحاد پر زور دیتے ہوئے اس تحریک کا خیر مقدم کیا ہے' جس میں بلاد اسلامیہ اور پاکستان کے مسلمانوں کے باہم اتحاد کی طرح ڈالی گئی ہے۔ ہم اپنے محترم دوست سیّد تصدق حسین صاحب قادری کے ممنون ہیں کہ ان کے توسط اور ان کی پیہم مساعی سے بلاد اسلامیہ جماعت احمدیہ کے نقطہ نگاہ اور اس کی خدمات دینیہ سے واقف ہوتے جا رہے ہیں۔ اس خطبہ کی اشاعت بھی سیّد صاحب کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور ان کی کوششوں کو بار آور فرمائے۔ (کیسی گہری چال ہے کہ مرضی موافق باتیں کہہ کر ناواقفوں کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ اور توجہ طلبی کا مقصد قادیانیت کی تبلیغ ہے' اور قادیانیت کا جو چکر ہے' اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ للمؤلف برنی) (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۳۶ نمبر ۱ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۸ء)

دیگر اسلامی ممالک میں جو ریشہ دوانیاں ہو رہی ہیں۔ وہ ایک طرف ذرا حرمین شریفین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر قادیانی توجہات ملاحظہ ہوں:

(۱) ’’بچپن سے میرا یہ خیال ہے اور جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لیے اگر کوئی بڑا مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے۔ اور دوسرے درجے پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت کو پہنچا سکتا ہے۔ وہاں سے ہر ملک کا جہاز گزرتا ہے۔ ٹریکٹ تقسیم کیے جائیں۔ اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت (مرزا قادیانی) کا نام پہنچ جائے۔ جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے۔ مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آ سکتے ہیں‘‘ (نہ معلوم کیا اصلیت تھی۔ لیکن روایت سنی تھی کہ مولوی احسان اللہ صاحب کے بعد جدہ میں جو صاحب وائس کونسل مقرر ہوئے تھے۔ وہ قادیانی تھے۔ سرکار انگریزی کا زمانہ تھا۔ عجب نہیں حجاز میں اس طرح قادیانیت نے راہ نکالنے کی' قدم جمانے کی تدبیر کی ہو۔ بہرحال حکومت سعودیہ کو بہت باخبر رہنے کی ضرورت ہے۔ للمؤلف برنی) (خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۴ ص ۸ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۲۱ء)

(۲) ’’یہ اللہ کی طرف سے ذرائع ہیں۔ مکہ میں (قادیانی) مشن کی تجویز ہے۔ ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپیہ مکان کے لیے دیں گے۔ پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں۔ اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۵۱ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۰ء)

(۳) ’’حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب قادری امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدرآباد دکن بعد حصول اجازت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا مبارک مقصد لے کر ۳۰ اپریل ۱۹۲۱ء کو بمبئی سے ہمایوں نامی جہاز میں مدینہ شریف روانہ ہوئے۔ آپ کا خیال ایک دراز مدت تک مدینہ شریف کو مرکز تبلیغ بنا کر ملک عرب میں تبلیغ کرنے کا تھا۔ انشاء اللہ اس مبارک دور خلافت ثانیہ میں بطفیل حضرت اولوالعزم فضل عمر (میاں محمود احمد صاحب) یورپ و امریکہ میں جبکہ اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے۔ ضرور تھا۔ کہ وہ مقدس سرزمین عرب کہ جس کے انوار نورانی سے سارا جہاں منور ہو گیا تھا۔ دوبارہ اس سرزمین کی منور چوٹیوں سے وہ نور چمک اٹھے تا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا یہ الہام پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو جائے ۔ مسلماں را مسلماں باز کردند۔‘‘ (گویا جو مسلمان مدینہ منور میں آباد ہیں وہ مسلمان نہیں ہیں' بلکہ قادیانیت قبول کر کے وہ مسلمان بنیں گے۔ نعوذ باللہ۔ للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۱ء)

١٦-مصر کا معرکہ

عام طور پر ہندوستان میں مسلمانوں کو علم نہیں ہے کہ مصر میں بھی قادیانیوں کے ساتھ' اور بالخصوص قادیانی جماعت لاہور کے ساتھ ہمارا خوب معرکہ رہا' اور بفضلہ تعالیٰ از ہر شریف میں ہم کو فتح مبین حاصل ہوئی۔ قصہ تو طولانی ہے' یہاں مختصر یاداشت درج کرتے ہیں۔ ممکن ہے آئندہ کبھی مفصل روداد بھی عربی میں شائع ہو:

اسلامی ممالک میں مصر کو علم دین اور معرفہ الحالی میں خاص امتیاز حاصل ہے چنانچہ عالم اسلام کا تعلیمی مرکز از ہر شریف تقریباً ہزار سال سے وہاں قائم ہے اور فی الجملہ وہاں مسلمان بھی زیادہ خوش ہیں۔ الحمدللہ! اس لیے یہ کیوں کر ممکن تھا کہ قادیانی صاحبان کی للچائی نظریں مصر پر نہ پڑیں۔ چنانچہ یہ وہاں جا گھسے۔ اب موقع پر قادیانی جماعت لاہور اپنی منافقت سے بہت فائدہ اٹھاتی ہے۔ بلا تکلف مسلمانوں کو یقین دلا دیتی ہے کہ مرزا قادیانی صاحب نہ تو نبی تھے' نہ نبوت کے مدعی تھے۔ خادم اسلام کی حیثیت سے اپنے آپ کو مجدد کہتے تھے۔ چنانچہ ان کی ہدایات کی بنا پر ہم اسلام کی خدمت میں مشغول ہیں' سیدھی سی بات' کون تعرض کرے' اور کیوں تعرض کرے۔ ناواقفیت میں مسلمان کھلے دل سے مدد شروع کر دیتے ہیں۔ اور واقفیت ہوتے ہوتے یہ خوب اپنا مطلب پورا کر لیتے ہیں' لیکن اب اس چال کا علم ہو رہا ہے۔ پہلی سی غفلت باقی نہیں رہی۔ اس کے مقابل قادیانی جماعت قادیان اپنے مسلک میں زیادہ اخلاقی جرأت دکھاتی ہے۔ وہ مرزا صاحب کے کثیر دعووں کے مدنظر مرزا صاحب کو نبی اور عالی شان نبی مانتی ہے۔ اور ڈنکے کی چوٹ اس کا اعلان کرتی ہے' لاہوری جماعت کی طرح قادیانیت کے معاملہ میں دنیا کو مغالطہ نہیں دیتی' حق و باطل دوسری بحث ہے۔ لیکن جماعت لاہور کے مقابل جماعت قادیان کی یہ استقامت ضرور قابل قدر ہے' اور اسی کا یہ اثر ہے کہ جماعت لاہور سے کہیں زیادہ جماعت قادیان قادیانی فرقہ میں مقبول ہے۔ جماعت لاہور زیادہ تر مسلمانوں کی خوشنودی ڈھونڈتی ہے۔ لیکن مغالطہ کھل جانے پر ان کو یہ سہولت حاصل نہ رہے گی۔ چنانچہ قاضی محمد یوسف قادیانی اپنی کتاب ''کتاب الحیات'' میں سچ لکھتے ہیں کہ:

''لاہور احمدیہ بلڈنگس (قادیانی جماعت لاہور کا مرکز) میں کچھ لوگ رہتے ہیں جو نہ تو مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی' اور صادق رسول' اور آنے والا عیسیٰ نبی اللہ یقین کرتے ہیں اور نہ

غیر احمدی مسلمانوں میں صدق دل سے شمولیت اختیار کرتے ہیں۔" (بلکہ قادیانی ہو کر مسلمان رہنا چاہتے ہیں۔ للمؤلف برنی) (کتاب الحیات ص ۳)

قصہ مختصر اوّل قادیانی جماعت لاہور کے امیر نے اسی نفاق کی ترکیب سے ازہر شریف قاہرہ میں ڈورے ڈالے۔ اور حضرت علامہ محمد مصطفٰے المراغی شیخ الازہر کو قادیانیت کے معاملہ میں مغالطہ دے کر اس درجہ مطمئن کر دیا کہ دو قادیانی طالب علم جو البانوی تھے۔ جماعت لاہور کی طرف سے ازہر شریف کے کلیہ اصول دین میں داخل ہو گئے جہاں صرف مسلمان تعلیم پا سکتے ہیں۔ گویا اس ترکیب سے قادیانیت کی موافقت میں ازہر شریف کی عملی سند حاصل کر لی۔ تاکہ وہ آئندہ عالم اسلام پر حجت بن سکے' اور اپنی کامیابی پر اس درجہ مطمئن ہو گئے کہ غالباً ان ہی دو قادیانی طالب علموں کے نام سے دو عربی رسالے قادیانیت کے متعلق اپنی تعبیر کے مطابق خاص ازہر شریف سے شائع کیے' ایک رسالہ "تعلیم الاحمدیہ" اور دوسرا رسالہ "الاحمدية كماعرفناها" ہر دو کا منشاء یہی کہ مغالطہ دے کر ازہر شریف میں قادیانیت کے لیے راہ ہموار کریں۔

اس سے مصر کے بعض واقف کار حلقوں میں اندر ہی اندر بے چینی پھیلی لیکن اعلانیہ شیخ ازہر کے مقابل آنا بھی خلاف مصلحت تھا۔ چنانچہ ہمارے پاس بھی مصر سے اضطراب کے خط آئے کہ جلد کچھ نہ کچھ تدبیر کی جائے' ورنہ مصر کے بعد ترکی تمام ہے۔ چنانچہ مصر کے بعض معزز احباب اور ازہر شریف کے اکابر علماء سے اضطراب کے خط آئے مراسلت شروع کی گئی' اور ہوائی ڈاک سے دونوں طرف خطوط دوڑنے لگے۔ خود حضرت علامہ محمد مصطفٰی المراغی شیخ الازہر کو قادیانیت کے بارے میں نہایت مفصل یادداشت لکھ کر بھیجی گئی علیٰ ہذا! حضرت علامہ شیخ عبدالمجید اللبان عمید کلیہ اصول دین کو' حضرت علامہ شیخ ابراہیم الجبالی کو اور دیگر سربرآوردہ علماء ازہر شریف کو خطوط لکھے گئے مصر کے مشہور اخبار الفتح کے مالک اور مدیر سید محب الدین الخطیب سے بھی ربط پیدا کیا گیا۔ کہ ممدوح کا حوصلہ دینی امور میں معروف و مسلم تھا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر کہ سعی مشکور ہوئی۔ ازہر شریف میں اچھے اچھے چونک اٹھے کہ کیسے قادیانی دھوکہ چل گیا۔ چنانچہ حضرت شیخ الازہر نے فوراً ایک تحقیقاتی کمیٹی "لجنة التحقيق" مقرر فرمائی' اور علامہ شیخ عبدالمجید اللبان اس کے صدر قرار پائے۔ شیخ ابراہیم الجبالی۔ شیخ محمد فتاح الحتان' شیخ محمود آلسی اور شیخ محمد العددی' یہ چار علماء رکن مقرر ہوئے ان میں آخر الذکر رکن جو مصری وفد کے ساتھ ہندوستان آئے تھے۔ لاہور میں مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور سے مل چکے تھے اور قادیانی جماعت لاہور کے

معترف اور مؤید مانے جاتے تھے۔

تحقیقاتی کمیٹی کی رہنمائی کے واسطے خود اپنی طرف سے' اور خود کمیٹی کے مطالبہ پر ہم کو یہاں سے کئی یادداشتیں بھیجنی پڑیں۔ جن میں متعلقہ امور کی بابت مرزا قادیانی صاحب کی تحریرات کے بہت سے اقتباسات کا عربی ترجمہ درج کیا گیا۔ مزید براں کافی تعداد میں قادیانی کتابیں بھیجی گئیں تاکہ یادداشتوں کے مندرجہ اقتباسات کی توثیق کر لی جائے۔ جرحی سوالوں کے جواب بھی لکھ لکھ کر بھیجے گئے۔ تاکہ ہر طرح حق تحقیق ادا ہو جائے۔ ادھر مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کی طرف سے بھی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ رسالے اور یادداشتیں چل رہی تھیں۔ اور یہ سب کام ان ہی دو البانوی طالب علموں کے نام سے انجام پا رہا تھا۔ چنانچہ کیفیت ملاحظہ ہو:

''ہمارے البانوی بھائی بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ان کے تازہ خط سے جو حالات معلوم ہوئے وہ یہ ہیں کہ وہ تاہنوز الازہر یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ کمیٹی جو ان کے بارہ میں تحقیقات کرنے کے لیے مقرر کی گئی تھی۔ اس نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا جو مواد ضروری تھا وہ انہوں نے سارا ہم تک پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے پوری طرح اتمام حجت کر دیا ہے آگے فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ (فیصلہ خلاف ہوا۔ اور ہر دو طالب علم جامعہ ازہر سے خارج کر دیئے گئے (للمؤلف برنی) مصر کے روزانہ اور ہفتہ وار اخباروں میں جو بیانات ان کے متعلق شائع کیے۔ ان کے تراجم قارئین کرام تک پہنچتے رہے ہیں۔ بیچارے قادیانی مبلغ نے جو آج کل محمودیت کی تبلیغ عربی ممالک میں کر رہا ہے۔ بہتیرا زور لگایا کہ کسی طرح اس کو بھی ازہر تک رسائی ہو جائے تاکہ وہ خلیفہ صاحب (میاں محمود احمد صاحب) کی خدمت میں ایک لمبی چوڑی رپورٹ دینے کے قابل ہو سکے مگر یونیورسٹی مذکور نے مبلغ مذکور کو خطاب کے اہل نہ سمجھا جس کی بھڑاس اس نے اپنے الفضل کے ایک تازہ پرچے میں نکالی ہے۔

اب قادیانی حضرات اس بات پر بہت تلملا رہے ہیں کہ ہمارے البانوی دوستوں نے اس جھوٹ و افتراء کا پردہ چاک کر دیا ہے جو آج تک یہ مصر اور دیگر عربی ممالک میں پھیلاتے رہے۔ اور جماعت لاہور کے کارناموں اور اس کے مسلک کو واضح طور پر دکھایا جو کچھ خدمت اسلام کا کام ہو رہا ہے۔ وہ حقیقت میں جماعت احمدیہ لاہور کر رہی ہے۔ قادیانی حضرات کو خدمت اسلام اور تائید دین حق سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ کیونکہ یہ قادیانی حضرات ہندوستان سے باہر جاتے ہیں تو جماعت لاہور کے کارناموں کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور لفظ احمدی کے

مشترک ہونے کی وجہ سے دنیا کو یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہماری مساعی کا نتیجہ ہے۔ یہ قرآن حکیم کا ترجمہ' یہ مفت اسلامی لٹریچر' یہ اسلام کی تائید میں کتابیں' یہ سب کچھ حضور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ اس جماعت کو ایک ترجمہ شائع کرنے کی بھی توفیق نہ ہوئی۔ (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۶۹ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۳۹ء)

یوں تو قادیانی جماعت لاہور کے فریب اور مغالطوں کو واضح اور زائل کرنے کے واسطے اکابر جامعہ از ہر سے ہم کو مسلسل مفصل مراسلات کرنی پڑیں۔ ان کو کتابیں بھیجنی پڑیں۔ اقتباسات کے عربی تراجم بھیجنے پڑے۔ تاہم قادیانی جماعت قادیان نے بھی ان کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ باطل کا یہی انجام ہوتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''مصر کے اخبار میں ایک قادیانی مبلغ کا ایک بیان چھپا ہے...... آج تک تو قادیانی حضرات کو مصر میں بولنے کی جرأت نہ ہوئی ہما[illegible] کامیابی کو دیکھ کر یہ کب خاموش رہ سکتے تھے۔ محض ہمارے بھائیوں کو نقصان پہنچانے کے لیے ان کا مبلغ فلسطین کے ایک کونے سے بولا ہے کہ پیغامیوں یعنی ہمارے البانوی بھائیوں نے جو کتب کمیشن کے سامنے پیش کی ہیں۔ بیشک وہ کتابیں تو حضرت مسیح موعود کی تصنیف کردہ ہیں۔ لیکن ان میں آپ نے اپنی نبوت کا انکار کیا ہے ان سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے۔ بعد کی کتب میں آپ کا اقرار موجود ہے یہ ہیں قادیانی مبلغ۔ یہ ہیں ان کے عقائد اور یہ ہے حضرت اقدس کی عزت ان کی آنکھوں میں' جب لوگ یہ پڑھیں گے۔ تو ضرور دل میں سوچیں گے کہ خدایا یہ نبی کیسا ہے کہ کبھی کچھ کہتا ہے' کبھی کچھ' لیکن قادیانیوں کو اس سے کیا۔ ان کا مقصد تو پیغامیوں کو نیچا دکھانا ہے حضرت اقدس کی عزت رہے یا نہ رہے۔ سلسلہ بدنام ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ (عبرت۔ للمؤلف برنی)

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ ص نمبر ۴۹ مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۳۹ء)

بہرحال ''لجنة التحقيق'' نے ہر طرح خوب تحقیق کی اور تحقیق پختہ ہو جانے پر دونوں قادیانی البانوی طلبہ کو کلیہ اصول دین سے خارج کر دیا کہ مسلمانوں کے سوا اور کوئی اس کلیہ میں تعلیم نہیں پا سکتے۔ لاہوری قادیانیوں کے پیر تلے سے زمین نکل گئی' مگر زیادہ واویلا نہیں کیا کہ اور رسوائی ہوتی۔ مغالطہ آخر کب تک چلتا۔ چہ اکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔

''لجنة التحقيق'' نے ہمارے تعاون کی بہت قدر فرمائی' حالانکہ ہم نے صرف اپنا دینی فرض ادا کیا۔ وہ چاہتی تھی کہ اپنی تحقیقات کا ماحصل ایک فتویٰ کی شکل میں مرتب کر کے عالم

اسلام میں شائع کرے' اور اس فتوئی میں بطور ضمیمہ ہماری بعض یادداشتیں بھی شریک رکھے۔ یہ ۱۳۵۸ھ کا واقعہ ہے اسی زمانہ میں جنگ کے آثار نمودار ہونے لگے۔ پھر جنگ جیسی چلی' معلوم ہے ادھر علامہ محمد مصطفےٰ المراغی شیخ الازہر کا بھی وصال ہو گیا۔ اس تجویز پر عمل کی نوبت نہ آئی۔ تاہم اس فتوے کے نفاذ کی مصر کے اخباروں میں اشاعت ہوئی۔ چنانچہ مشہور عربی اخبار الفتح (قاہرہ) کے کئی پرچوں میں اس کا اعلان ہوا۔ مثلاً نمبر ۶۵۳ مورخہ ۲۱ ربیع الاوّل ۱۳۵۸ھ و نمبر ۶۷۷ مورخہ ۱۳ رمضان ۱۳۵۸ھ و نمبر ۶۷۸ مورخہ ۳۰ رمضان ۱۳۵۸ھ)

ہمارے تعلق سے بھی بعض امور قاہرہ کے اخباروں میں شائع ہوئے' مثلاً ایک مفصل مکتوب جو قادیانی تحریک کے متعلق ہم نے اپنے رفیق عبدالحمید السید کے نام لکھا تھا۔ وہ ضروری تمہید کے ساتھ بہ تمام وکمال اخبار الفتح کے نمبر ۶۷۱ مورخہ ۳۰ رجب ۱۳۵۸ھ میں اطلاع عام کے واسطے شائع کیا گیا ہم نے جو قادیانی کتابیں لجنة التحقيق کے واسطے بطور ثبوت بھیجی تھیں۔ ان کا ذکر اخبار الفتح کے نمبر ۶۸۴ مورخہ ۳ ذی قعدہ ۱۳۵۸ھ میں شائع ہوا اسی طرح لجنة التحقيق کے ساتھ ہمارے تعاون کی مختصر کیفیت اخبار الادستور (قاہرہ) مورخہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ میں شائع ہوئی۔ دوسرے مصری اخباروں میں بھی چرچا رہا۔ الحاصل قادیانی مغالطہ کے متعلق مصر میں بھی خاصی بیداری پھیل گئی چنانچہ قادیانی جماعت (لاہوری) کے جو رئیس القادیانیہ مصر میں منتخب ہوئے تھے۔ مولانا احمد حمری اسمٰعیل' تائب ہونے کے بعد انہوں نے ایک مکتوب ہمارے پاس بھیجا اور لکھا کہ "علاقہ مصر میں مذہب قادیانی کی کیفیت یہ ہے کہ جب سے میں اور میرے بھائی اس سے علیحدہ ہوئے ہیں' اور جب سے ظاہر ہو گئی قادیانیوں کی گمراہی' ان کی بدنیتی اور وہ تمام چیزیں جن کو وہ اپنے ناپاک قلوب میں لوگوں سے چھپائے رکھتے تھے۔ جب سے وہ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد سے اب تک ان کے لیے کوئی جلسہ کرنا ممکن نہ ہو سکا۔ (شعبان ۱۳۵۲ھ)

امیر صاحب قادیانی جماعت لاہور کی کارگزاری تو اوپر بیان ہوئی۔ خلیفہ صاحب جماعت قادیان کی تحریک بھی اپنے طور پر چلتی رہی۔ چنانچہ اپنے ایک رفیق کا خط ماہ مئی ۱۹۳۹ء میں قاہرہ سے وصول ہوا تھا جس میں لکھا تھا کہ خلیفہ صاحب کے دونوں لڑکے یہاں آئے تھے' اور کچھ عرصہ تک یہاں رہنے کے بعد چلے گئے۔ اور یہاں اپنی ایک خاص جماعت بنا گئے۔ اس خط میں لکھا تھا کہ وہ لڑکے شیخ الازہر سے بھی ملے۔ یوں کوئی قادیانی جماعت کہیں بنائے' بنائے' ہر جماعت کے واسطے ہر جگہ کچھ نہ کچھ ممبر مل سکتے ہیں اور اس زمانہ میں تو مصر میں انگریزوں کا بھی

خاصا رسوخ تھا۔ اور انگریزوں میں قادیانیوں کا خاصا رسوخ تھا۔ ہر طرح کی سہولت حاصل تھی۔ بہر حال مصر میں قادیانی جماعت بننا عجب نہیں۔ البتہ مغالطہ دے کر امیر جماعت لاہور نے ازہر شریف میں جس طرح قدم جمانا چاہا تھا وہ دیانت سے بعید تھا۔ نظر بریں ہمارے ایک دوست نے قاہرہ سے ایک خط ماہ مئی ۱۹۳۹ء میں ایک دوست کو حیدر آباد بھیجا۔ اور لکھا کہ:

''آپ سے بارہا عرض کیا گیا کہ پروفیسر الیاس برنی صاحب کی کتاب ''قادیانی مذہب کے عربی ترجمہ کو نشر کرنے کی نہایت سخت ضرورت ہے۔ لیکن افسوس کہ آپ صاحبان اس کی جانب توجہ نہیں فرماتے۔ حیف ہے کہ حیدر آباد جیسے ملک میں جہاں کے خود تاجدار نامدار اور ان کی رعایا دین کی خدمت میں ہر قسم کی قربانی کے لیے مشہور ہے۔ ایک معمولی ضخامت کی لیکن دین کی خدمت کے لحاظ سے سب سے زیادہ اہم کتاب ''قادیانی مذہب'' کا عربی ترجمہ چھپوانے کی کوئی صورت نہ ہو۔ اگر کتاب چھپوانا ہے تو موقع کو غنیمت سمجھ کر اس وقت چھپوا لیجئے۔ ورنہ اگر جنگ شروع ہوگئی تو پھر مصر محاذ جنگ بن جائے گا۔ اور کتاب کا چھپوانا مشکل ہو جائے گا۔ نیز جنگ میں انگریزوں کی خدمت کی وجہ سے مصر اور دیگر قرب وجوار کے ممالک میں قادیانیوں کا پایہ زیادہ محکم ہو جائے گا۔ (یہ فتنہ تو انگریزوں کی سیاسیات میں مسلمانوں کو ہر جگہ حیران پریشان کرتا رہا ہے۔ للمؤلف برنی) اس لیے قبل اس کے کہ یہ پنپیں ان کی بیخ کنی نہایت ضروری ہے۔''

حاصل کلام یہ کہ مصر میں قادیانی جماعت بننا عجب نہیں' ہے' لیکن ازہر شریف پر جو چھاپا مارنا چاہا تھا۔ وہ عالم اسلام میں ایک فتنہ کھڑا کر دیتا۔ مسلمانوں کو سخت دھوکا ہوتا کہ گویا ازہر شریف سے قادیانیت کو اسلام کی سند مل گئی۔ اور یہی امیر صاحب قادیانی جماعت لاہور کا منشاء تھا۔ اسی سے ان کی چالوں کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ میٹھا زہر کڑوے زہر سے بدتر ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ اپنے زمانہ میں حضرت علامہ محمد مصطفیٰ المراغی شیخ الازہر علیہ الرحمۃ نے اس فتنہ کا انسداد کر دیا۔ ان کے بعد شیخ الازہر حضرت علامہ شیخ مصطفیٰ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس فتنہ سے خوب باخبر ہوگئے تھے۔ ہم پر بہت عنایت وشفقت فرماتے تھے۔ لیکن حضرت کا زمانہ مختصر رہا۔ اب ماشاء اللہ حضرت علامہ شیخ عبدالرحمان حسن شیخ الازہر کا زمانہ ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید اور دعا ہے کہ ازہر شریف اب آئندہ بھی فتنوں سے محفوظ رہے اور صراطِ مستقیم پر استقامت ہمیشہ جاری رہے۔ بطفیل رسول کریم ﷺ۔

ہمارے پاس حیدر آباد میں تو ایک ایسے رفیق تھے جو عربی خط وکتابت اور تراجم میں ہم

کو بہت قابلیت اور سرعت سے مدد دیتے تھے۔ مولانا عبدالقدوس ہاشمی سلمہ کو اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں جزائے خیر دے کہ عربی تراجم میں ان کا تعاون حد کو پہنچ گیا ہے۔ یہی حال مصر میں دوسرے رفیق عبدالحمید السید مرحوم ومغفور کا تھا کہ وہ تمام کوششوں کا مرکز قاہرہ میں بنے ہوئے تھے ان کا خلوص اور ان کی جدوجہد بھی بے نظیر تھی۔ بلکہ سچ پوچھئے تو ان کے توسط کے بغیر قاہرہ میں اس پیانہ پر کوشش اور کامیابی ہونی محال تھی۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں خدمت دین کا اجر اعلیٰ سے اعلیٰ انہیں عطا فرمائے۔ ان کے سوا بعض دیگر رفیق بھی قابل یادگار ہیں۔ خاص کر السید ابوالنصر احمد الحسینی الہندی' اور پروفیسر محمد ولی خاں مہندی سباح' جو مراسلات کے ذریعہ مفید مشورے اور معلومات مہیا فرماتے رہے۔ اپنے مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے مولانا سید محبّ الدین الخطیب مالک و مدیر اخبار الفتح نے بھی اس معرکہ میں کئی طرح بیش بہا مدد دی۔ اللہ تعالیٰ ان کے معاملات میں ان کی مدد فرمائے۔ آمین' قاہرہ میں اصل معرکہ تو ۱۳۵۸ھ میں پیش آیا۔ لیکن آپس کی مراسلت اور مشاورت کا سلسلہ قادیانی کے متعلق کئی سال پہلے سے جاری تھا اور وقت پر یہی سلسلہ کام آیا۔

شام میں بھی ہمارے ایک مخلص محبّ تھے' مختار ادیب علامہ السید محمد علی الحومانی جو مشہور مجلّہ العروبہ بیروت سے شائع کرتے تھے۔ جب وہ حیدر آباد آئے تھے تو کتاب ''قادیانی مذہب'' کے چوتھے ایڈیشن کا مکمل عربی ترجمہ ان کے حوالہ کیا گیا تھا کہ وہ اس کو بیروت میں طبع کرا دیں کہ وہاں کی طباعت نفاست میں مشہور ہے۔ طباعت کے نمونے اور تخمینے بھی آئے مگر کام شروع ہونے کی نوبت نہ آئی۔ ان کی صحت خراب ہوگئی تھی۔ مدت سے کوئی خط نہیں آیا۔ خدا کرے بخیریت ہوں۔ نہ معلوم ترجمہ کا مسودہ کہاں ہوگا۔ قصد ہے کہ منتخب مقامات کا عربی ترجمہ تالیف کر کے قاہرہ میں شائع کیا جائے انشاء اللہ

۱۷- ووکنگ مشن لندن

قادیانی جماعت لاہور نے انگلستان کے ووکنگ مشن کو بھی بطریق مغالطہ ومبالغہ اپنی کارگزاری کی شہرت کا ذریعہ بنا رکھا ہے اور مشن کی جو اصلیت اور حالت ہے۔ کتاب میں درج ہوچکی ہے۔ تاہم یہاں بھی چند اقتباسات پیش کرتے ہیں کہ پروپیگنڈے کی قلعی کھل جائے:

(۱) خواجہ کمال الدین (مرزائی) صاحب ابتداء میں جب لندن پہنچے تو شروع میں

معمولی طور پر کام شروع کیا۔ لیکن آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے وہ سامان پیدا کر دیئے کہ مسجد کے دروازے کھل گئے پہلے اس مسجد اور ووکنگ کی بستی کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن خواجہ صاحب مرحوم جیسا ایک زبردست قوت کا مالک انسان وہاں چلا جاتا ہے۔ جس کی کوششوں کے نتیجہ میں آج ووکنگ کی غیر معروف بستی اور اس کی مسجد ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کا مرکز ہونے کے لحاظ سے مشہور و معروف ہے۔ مسلم کیا اور غیر مسلم کیا۔ سب اس تبلیغی مرکز سے واقف ہیں اور اپنوں اور بیگانوں میں اس مسجد کا نام روشن ہے۔ نصرت الٰہی کا' آج یہ مرکز گمنامی کی حالت سے نکل کر تمام دنیا میں مشہور ہو چکا ہے۔ مسلمان اور غیر جہاں تک مذہبی معلومات حاصل کرنے کا تعلق ہے' سب کے سب اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔''

(مولوی محمد علی امیر قادیانی جماعت لاہور کا ارشاد مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج ۳۸ نمبر ۲۰ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۵۰ء)

(۲) ''حسن اتفاق کی بات ہے کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب (مرزائی) مرحوم جب انگلستان گئے' تو انہیں کسی طرح ووکنگ مسجد پر قبضہ کرنے کا موقع مل گیا (ہندوستان کے مسلمانوں کی تعمیر کردہ مسجد تھی جس کی تعمیر میں ریاست بھوپال کا خاص حصہ تھا' انگریزوں کے اثر سے خواجہ صاحب کو وہاں قدم جمانے کا موقع بہ آسانی مل گیا للمؤلف برنی) خواجہ صاحب موصوف اور غیر مبائعین (یعنی قادیانی جماعت لاہور) کی انجمن میں ہمیشہ چپقلش رہی حتیٰ کہ خواجہ صاحب نے اعلان کر دیا کہ ووکنگ مشن کا احمدی جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے (حالانکہ خواجہ صاحب قادیانی جماعت لاہور کے خود رکن تھے للمؤلف برنی) بایں ہمہ غیر مبائعین (قادیانی جماعت لاہور) جب اپنی تبلیغ بیرون ہند کا ذکر کرتے ہیں۔ تو ووکنگ مشن کو غیر معمولی اہمیت دیتے ہیں۔ درحقیقت وہ معذور ہیں۔ کیونکہ ان کا اور کوئی مشن ہے ہی نہیں۔ مغربی افریقہ میں جس مبلغ کو انہوں نے بھیجا تھا' وہ وہاں سے بھاگ آیا۔ الغرض غیر مبائعین (قادیانی جماعت لاہور) مجبور ہیں کہ جھوٹ وسچ ووکنگ کو اپنا مشن قرار دیں۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔'' (اور اس نام پر شاید مسلمانوں سے ان کو کچھ رقم بھی مل جاتی ہے۔ للمؤلف برنی)

(کیفیت مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۳ نمبر ۲۶۴ ص ۳ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۴۵ء)

(۳) ''اخبار الفضل (قادیان) ۴ ستمبر ۱۹۴۶ء) نظر سے گزرا۔ مضمون ''ووکنگ مشن کا پیغامیوں (قادیانی جماعت لاہور) سے کوئی تعلق نہیں'' مطالعہ کیا۔ میں ویلز' انگلینڈ' اسکاٹ لینڈ میں تین سال ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۴ء رہ کر آیا ہوں میں نے ووکنگ مشن سے واقفیت حاصل کی تھی۔

الفضل کے مضمون کی میں تصدیق کرتا ہوں' اور اپنے معلومات حوالہ قلم کرتا ہوں...... کنٹجنٹ والوں نے امام صاحب ووکنگ کی ملاقات کا بندوبست کیا...... امام صاحب (مولوی عبدالمجید صاحب) اکیلے ہی آئے۔ ان کے لیکچر کے بعد ملاقاتیں ہوئیں...... سلسلہ احمدیہ سے تعلق کے بارے میں پوچھنے پر جواب دیا۔ کہ لاہور کی جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ہندوستانی جوانوں کی رہائش کا بندوبست رخصت کے دوران میں ووکنگ میں تھا...... میں بھی ایک دفعہ ووکنگ میں ٹھہرا۔ ہمارے سپاہی مسجد کی جھاڑ پونچھ کرتے تھے ورنہ کوئی پرسان حال نہ تھا۔ میں نے بھی دو نفل وہاں پڑھے اور فرش گرد آلود دیکھا۔ کسی حد تک امام صاحب بھی معذور ہیں۔ اس ملک میں زیادہ سردی ہونے اور کوئی نمازی نہ ہونے کی وجہ سے اپنے ڈیرہ پر ہی نماز پڑھتے ہوں گے۔ ان دنوں امام صاحب کے سپرد ولایتی اخبار رومن زبان میں چھاپنے کا کام تھا...... ایک دفعہ ہم دونوں ووکنگ سے اکٹھے روانہ ہوئے۔ گاڑی میں امام صاحب پروف صحیح کرنے بیٹھ گئے۔ میں نے پوچھا کہ اب آپ شام گئے واپس آئیں گے دن بھر لندن میں رہیں گے۔ نمازوں کی ادائیگی کیسے کرتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ جس ہوٹل میں چائے پیتا ہوں' وہاں ہی کرسی پر بیٹھے نماز پڑھ لیتا ہوں۔ پیغام صلح !! اخبار میں ان سے لے کر پڑھتا تھا۔ حیران تھا کہ اس میں ووکنگ مشن کی آمد و خرچ دکھائی ہوتی ہے۔ چندہ کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اور یہاں مولوی صاحب سرے سے انکاری ہیں کہ ہمارا لاہور کی جماعت سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہمارے جوان ان کا ظاہری نمونہ دیکھ کر اچھا اثر قبول نہیں کرتے۔"

(صوبیدار میجر سلیم اللہ صاحب کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۲۴۴ ص ۴ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۶ء)

الحمدللہ کہ ووکنگ مسجد استاذی مولانا لال حسین اختر" کی مساعی سے مسلمانوں کو مل گئی ہے تفصیل کے لیے دیکھیے۔ انگلستان میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی کامیابی" مندرجہ احتساب قادیانیت ج اوّل ص ۲۸۵ (فقیر اللہ وسایا)

۱۸۔ مسلمانوں پر قادیانی یورش

اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں کی طرف سے جو ریشہ دوانیاں ہوتی رہیں۔ ان کی مختصر کیفیت اوپر درج ہو چکی ہے۔ اور تفصیل کتاب میں درج ہے۔ چنانچہ ہندوستان میں بھی جہاں شروع سے ہر وقت کا ساتھ ہے' قادیانیوں کے مقابل مسلمانوں نے ہمیشہ مدافعت

کا پہلو اختیار کیا۔ چنانچہ اب تک بھی یہی روش ہے۔ لیکن قادیانیوں کی طرف سے جوں جوں جارحانہ اقدام بڑھتا گیا۔ ان کی ہمتیں بڑھتی گئیں' چنانچہ آج بھی یہ حملہ جاری ہے۔ ہندوستان کے مسلمان آج جس دور سے گزر رہے ہیں' ہرگز یہ مناسب نہیں کہ آپس میں ذرا بھی چھیڑ چھاڑ کریں۔ چہ جائیکہ فرقہ وار حملہ کریں۔ کم از کم اس وقت تو ایسے فتنے نہ پھیلانے چاہئیں۔ جن سے ملت کی وحدت شکست ہو۔ لیکن تعجب اور افسوس ہے کہ اس نازک دور میں بھی قادیانی فرقہ نے دست درازی جاری رکھی جس سے مسلمانوں میں ناگواری اور بے چینی پھیلی' از سر نو ہر طرف سے فریاد اٹھی اور کتاب ''قادیانی مذہب'' کا مطالبہ اس درجہ شدید ہو گیا کہ بدرجہ مجبوری اس کو مزید وضاحت کے ساتھ پھر شائع کرنا پڑا۔

آپ ہی اپنے ذرا جور و ستم کو دیکھیں
ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہوگی

یوں تو قادیانی صاحبان کی طرف سے دور دراز ممالک کے کارناموں کی شاندار اطلاعیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ کہ قادیانی مشن نے وہاں یہ کارگزاری دکھائی وہاں یہ کامیابی حاصل کی۔ لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ ان میں کتنا مبالغہ طلار رہتا ہے۔ چنانچہ ووکنگ مشن لندن' جو سب سے زیادہ مشہور کی گئی اس کی مثال کافی ہے' تبلیغ کا ماحصل یہی ہے کہ اسلام میں نبوت اور تعلقات کی اساس پر فتنہ پھیلایا جائے۔ مسلمانوں کے ایمان خراب کیے جائیں۔ اور بقول مرزا قادیانی صاحب فخر کیا جائے کہ۔

مسلماں را مسلماں باز کردند

دراصل قادیانیت کی زد تمام تر مسلمان پر پڑتی ان ہی کے ایمان قادیانیت کا آب و دانہ بنے۔ پھر بھی مسلمان صبر اور رواداری پر قائم رہے' یا یوں کہئے کہ مغالطہ میں مبتلا رہے۔ بریں ہم قادیانی صاحبان کی شکایت ان پر قائم رہی۔ انگریزی حکومت میں قادیانی غلبہ کے مقابل مسلمانوں کی نوبت یہ ہوگئی کہ۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

چنانچہ قادیانیوں کے ساتھ مسلمانوں کا جو ربط رہا' خلیفہ صاحب قادیان خود اس کی صراحت یوں فرماتے ہیں:

’’اگر خدانخواستہ ایسی صورت پیدا ہوگئی تو ہم مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے‘ جو حال ان کا وہی ہمارا (قادیانی صاحبان میں سے) بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے ہم پر بہت مظالم ڈھائے ہیں۔ ہمیں ان سے نہیں ملنا چاہیے۔ پھر کس سے ملنا چاہیے (للمؤلف برنی) میں ہمیشہ ان کو یہی جواب دیا کرتا ہوں کہ بتاؤ احمدیت میں کون زیادہ شامل ہوتے ہیں۔ حقیقت میں ہمیں جس قدر ترقی حاصل ہوئی ہے۔ وہ مسلمانوں میں ہی ہوئی ہے۔ (اور جن لوگوں سے مسلمانوں کو نقصان پہنچا۔ ان میں آپ خوب پیش پیش رہے۔ مرزا قادیانی صاحب کی سیاسی تحریرات شاہد ہیں۔ للمؤلف برنی) میں نے بسا اوقات دیکھا کہ جب کبھی بھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو وہ ہمارے ساتھ مل جاتے ہیں۔ اور ان کی عداوت بالکل کالعدم ہوجاتی ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ انہیں ضرور ہم سے کوئی حقیقی تعلق ہے‘ اور عداوت عارضی اور ظاہری طور پر ہوتی ہے‘‘ (لیکن قادیانی عداوت کی بابت کیا ارشاد ہوتا۔ جو بطور مسلک دین‘ ملت‘ حکومت‘ سلطنت‘ مسلمانوں کی سب متاعوں پر اپنے اور اپنے سرپرستوں کے واسطے صاف کرنا چاہتی ہے۔ (للمؤلف برنی)

(مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۵ نمبر ۸۱ ص ۳ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

ایک زمانہ تھا کہ قادیانیت کو شہروں اور اعلیٰ طبقوں میں فروغ حاصل ہو رہا تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی صاحب نے بڑا فخر کیا ہے کہ ان کے مریدوں میں بیشتر معزز تعلیم یافتہ عہدہ دار‘ جاگیردار اور دولت مند طبقے داخل ہوئے اور انگریزی سرکار کی سرپرستی کا یہی لازمی نتیجہ تھا۔ چنانچہ حال تک یہی دور دورہ رہا۔ اس دوران میں مسلمانوں کی طرف سے مولوی صاحبان نے روک تھام بھی کی لیکن قادیانی پروپیگنڈہ رو کے نہ رکا۔ غرض کہ تعلیم یافتہ اور خوش حال طبقوں پر قادیانی جادو خوب چلا‘ اگر قادیانی نہ بنے تو مغالطہ میں آکر کم از کم قادیانیوں کے مداح و معاون بن گئے۔ اچھے اچھے اس ابتلاء کا شکار ہو رہے تھے۔ لیکن عام طور پر تسلیم ہوگیا کہ کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ جو اچانک شائع ہوئی تو اس نے قادیانیت کے راز فاش اور نمایاں کر کے مسلمانوں کے اعلیٰ طبقوں میں ہلچل ڈال دی۔ اور تیزی سے بیداری پھیلی‘ جس نے قادیانیوں کی توقعات پر پانی پھیر دیا۔ مثلاً حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ‘ سرسیدؒ سلطان احمد رئیس بہادر اور کتنے اکابر ملت نے بکثرت اس انقلاب کا اعتراف کیا۔ چنانچہ سرشاہ سلیمان علیہ الرحمۃ نے تو اس کتاب کو موجودہ زمانہ میں اسلام کی عظیم الشان خدمت قرار دیا۔ کتاب کی تعریف کرنا یا اپنی کارگزاری جتانا مقصود

نہیں بلکہ قادیانیت کے عروج وزوال کا ایک سرسری خاکہ پیش کرنا مطلوب ہے' تاکہ آئندہ تاریخی بحث میں کام آئے۔

المختصر' حال میں جو قادیانیت کی حقیقت کھلی اور ہوا خیزی ہوئی تو شہروں سے اس کے قدم اکھڑنے لگے۔ معزز تعلیم یافتہ اور خوشحال طبقے اس سے بیزار نظر آنے لگے ادھر سرکار انگریزی کی سرپرستی بھی ہندوستان سے رخصت ہوگئی' تو اب قادیانی صاحبان کو بحالت مایوسی فکر ہوئی۔ کہ کم ازکم دیہات کے بھولے بھالے ناواقف مسلمانوں پر ہاتھ دراز کیا جائے۔ کچھ دنوں تک ان کو دام میں لانا دشوار نہ ہوگا۔ چنانچہ قادیانی جماعت لاہور کا آئندہ منصوبہ غور طلب ہے:

''کئی سالوں سے بار بار میرے دل میں یہ خیال آرہا ہے کہ شہروں میں رہنے والے لوگوں میں دنیا کی کشش اور سیاسی میلان بہت بڑھ گیا ہے (اور قادیانیت کا لالچ گھٹ گیا ہے۔ للمؤلف برنی) نمائش لہوولعب کے سامان اور اسی قسم کی چیزوں نے ان کی توجہ کو اپنی طرف پھیرلیا ہے اور وہ دین کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے (گویا قادیانیوں کی بات نہیں سنتے (للمؤلف برنی) اگر ہم دیہات کی طرف توجہ کریں تو گو وہاں لوگ غریب ہوں گے۔ مگر کام وہیں سے نکل سکے گا۔'' (جب دیہات کے مسلمان بھی قادیانیت کے فریب سے واقف ہوجائیں گے تو پھر کام کہاں سے نکلے گا۔ للمؤلف برنی)

(قادیانی جماعت لاہور کا پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۱۰ مورخہ ۷ فروری ۱۹۳۰ء غالباً امیر جماعت لاہور کا ارشاد)

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان بھی قادیانی تبلیغ کے عجب عجب خواب دیکھتے ہیں' چنانچہ صاحب موصوف کے چند ارشادات بھی اس بارہ میں بطور نمونہ ملاحظہ طلب ہیں:

(۱) ''ہماری جماعت میں بہت تھوڑے دوست ایسے ہیں جو باقاعدگی سے تبلیغ کرتے ہیں' اور اس ایک حصہ کی تبلیغ کا یہ نتیجہ ہے کہ دو تین ہزار آدمی (بیشتر بلکہ تمام تر مسلمان۔ للمؤلف برنی) سالانہ ہندوستان میں احمدیت میں داخل ہوتے ہیں' لیکن اس رفتار سے تو ہمیں صرف ہندوستان کو احمدی بنانے کے لیے ہی کئی سو سال لگ جائیں گے (حساب سے تو ہزاروں' لاکھوں سال لگ جائیں گے۔ للمؤلف برنی) جب یہ رفتار ہماری ان لوگوں کے متعلق ہے جو دن رات ہمارے پاس رہتے ہیں تو باقی دنیا کو احمدی بنانے کے لیے ہمیں کتنا عرصہ درکار ہوگا (باقی لوگ شاید لاعلمی سے جلد باتوں میں آجائیں کہ ہندوستان کے مسلمان تو پھر بھی قادیانیت سے کچھ نہ کچھ واقف ہیں۔ للمؤلف برنی) کیا جماعت کی تبلیغ کا یہی نتیجہ ہونا چاہیے۔ کہ بیعت والوں کی

تعداد دو تین ہزار پر آ کر رک جائے (کیا عجب عنقریب وہ وقت بھی آئے کہ قادیانیت کی اسلام دشمنی خاص و عام سب کی سمجھ میں آ جائے اور بیعت کرنا تو در کنار لوگ توبہ کریں۔ اور اللہ سے رسول اللہ ﷺ سے اور حرمین شریفین سے پھر اسی طرح وابستہ ہو جائیں۔ للمؤلف برنی) ہماری جماعت ہندوستان میں چار پانچ لاکھ کے قریب ہے (اور انگریزوں کی سرپرستی میں یہ پچاس سال کی کمائی ہے۔ للمؤلف برنی) ابھی جو الیکشن ہوا ہے اس نے یقینی طور پر بتا دیا ہے کہ ہماری تعداد ہندوستان میں چار پانچ لاکھ کے قریب ہے...... تین لاکھ کے قریب تو پنجاب میں ہی ہے۔ اس کے علاوہ سندھ میں، سرحد میں، بہار میں، بنگال میں، اور دوسرے صوبوں میں، کسی جگہ دس ہزار، کسی جگہ پندرہ ہزار، اور کسی جگہ بیس ہزار ہے۔ (ان میں ایک خاصی تعداد انگریزوں کی رہین منت ہے کہ سرکاری ملازمتوں، ٹھیکوں وغیرہ میں قادیانیوں کو خاص سہولت رہتی تھی، اور ایسی ہی عنایت و پرورش کی درخواست بطور خصوصیت مرزا قادیانی صاحب بھی موقع بہ موقع سرکار انگریزی سے کرتے رہتے تھے۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۱۱۶ مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۴۶ء)

(۲) ''احباب کو معلوم ہے کہ حضرت امیر المومنین (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے اپنے ایک حال کے خطبہ میں (اخبار الفضل قادیان مجریہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۹ء) جماعت کو ارشاد فرمایا ہے کہ ہر احمدی اپنے ذمے لے کہ سال بھر میں کم سے کم ایک دو نئے احمدی ضرور بنائے گا اور خواہش فرمائی ہے کہ دوست بھی منظم طور پر وعدے پیش کریں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۳۷ ص ۴ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۳۹ء)

(۳) ''ہندو مانیں یا نہ مانیں مسلمان مانیں یا نہ مانیں، انگریز مانیں یا نہ مانیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس نے احمدیت کو قائم کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اب سوائے احمدیت کے، اور احمدیت کے رہنما کے پیچھے چلنے کے کوئی علاج ان مشکلات کا نہیں۔ اور آہستہ آہستہ دنیا خود ایسا کہنے پر مجبور ہوگی۔'' (مسلمان اور ہندو نہ سہی۔ لیکن کم از کم انگریز تو جواب میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ بازی بازی، باریش بابا ہم بازی۔ للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۳۵ نمبر ۱۱ ص ۴ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۴۷ء خلیفہ صاحب قادیان کا ارشاد)

(۴) ''ہندوستان میں تین بڑی مذہبی جماعتیں پائی جاتی ہیں، اور ساری دنیا میں بھی ان کو بہت بڑی اکثریت حاصل ہے، باقی قومیں کل آبادی کا پانچواں، چھٹا حصہ ہیں۔ مسلمان اور

عیسائی پچاس، پچاس کروڑ کے قریب ہیں۔ اور ہندو تیس کروڑ۔ یہ کل ایک ارب تیس کروڑ عظیم اکثریت ہے، دنیا کی کل آبادی دو ارب ہے باقی سارے اور مذاہب ستر کروڑ بنتے ہیں (اس حساب سے تو باقی قومیں کل آبادی کا تہائی حصہ قرار پاتی ہیں۔ خلیفہ صاحب نے پانچواں چھٹا حصہ قرار دیا ہے۔ یہ حساب سمجھ میں نہیں آیا۔ للمؤلف برنی) ''ان تین قوموں کی طرف حضرت مسیح موعود (مرزا) کو خاص طور پر مبعوث فرمایا گیا ہے اور ان تینوں قوموں کو راہ راست پر لانا حضور کا اصل کام ہے۔ مسلمانوں کے لیے حضور کو مہدی مقرر کیا گیا، ہندوؤں کے لیے کرشن اور عیسائیوں کے لیے مسیح بن کر آئے ہیں۔ (گویا مرزا قادیانی صاحب بذات خود ایک انوکھی تثلیث کے جامع ہیں۔ للمؤلف برنی) اور یہ صاف بات ہے کہ یہ تینوں قومیں اگر ہندوستان میں ہی احمدیت کو مان لیں تو باقی دنیا کا ماننا کوئی مشکل نہیں۔'' (موجودہ صورت تو یہ ہے کہ گویا ایک نعل ہاتھ آ گیا ہے۔ باقی تین نعل اور ایک گھوڑے کا میسر آنا بھی کیا مشکل ہے۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۵ نمبر ۸۱ ص ۲-۳ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

۱۹۔ مسلمانوں کی بیداری سے قادیانیوں کی دشواری

کتاب قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد ہی مسلمانوں کی اور ملک کی طرف سے قادیانیت پر جو رد عمل شروع ہوا اس کی کیفیت قادیانی بیانوں کے تحت ایڈیشن پنجم کی تمہید پنجم میں تفصیل سے درج ہے جو قابل دید ہے۔ ۱۹۳۶ء میں ایڈیشن پنجم شائع ہوا ہے۔ اس کے بعد ۱۹۳۸ء و ۱۹۳۹ء کے چند اقتباسات بطور نمونہ ذیل میں قابل ملاحظہ ہیں:

(۱) ''لیکن چونکہ زمانہ کے حالات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ اس جماعت کی نشو ونما ایسے طور پر ہو کہ ابتداء سے زیادہ ابتلاؤں میں سے نہ گزرنا پڑے۔ اس لیے اس کے نتیجہ میں ہم میں سے بعض کے دلوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ شاید ہم سے سخت قربانیاں طلب نہیں کی جائیں گی...... ہمیں جماعتی رنگ میں ایسی قربانیاں کرنی نہیں پڑیں جو انبیاء کی جماعتوں کو کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن جماعت کی اس پچاس سالہ تاریخ سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیے کہ آئندہ اس سے زیادہ قربانیاں نہیں کرنی پڑیں گی۔ جس قدر جلد ممکن ہو اس خیال کو دور کر دینا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہی خیال ہماری بربادی کا موجب بن جائے۔''

(چوہدری سر محمد ظفر اللہ کی تقریر بمقام قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۱۰۰ ص ۲ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۸ء)

(۲) ''غرض جماعت اب ایسے حالات میں سے گزر رہی ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ قربانیوں کا مطالبہ کیا جانے والا ہے اور حالات ایسے پیدا ہو رہے ہیں کہ بہت جلد غیر معمولی تبدیلی رونما ہونے والی ہے۔ ایک تبدیلی تو نظر آ رہی ہے۔ چنانچہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا آئندہ جماعت احمدیہ کے لیے اس قدر فراخ نہیں رہے گی...... تفاصیل کو میں نہیں جانتا' لیکن آثار دیکھ رہا ہوں۔ اور میں یہ جانتا ہوں کہ پچھلے سالوں کی نسبت آئندہ زیادہ سخت امتحان ہونے والا ہے۔ پس ہمیں ابھی سے اس بات کا فیصلہ کر لینا چاہیے کہ ہم اس کے لیے تیار ہیں یا نہیں اور اس کی صورت یہی ہے کہ ہم دیکھیں کہ کیا موجودہ حقیر قربانیوں میں ہم پورے اتر رہے ہیں یا نہیں۔ اگر ہم ان سے جی چراتے ہیں' ایسی چھوٹی چھوٹی قربانیوں سے گھبراتے ہیں' تو پھر ہمیں اپنے ایمانوں کی فکر کرنی چاہیے۔''

(چوہدری سر محمد ظفر اللہ کی تقریر بمقام قادیان اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۱۰۰ ص ۳ مورخہ یکم مئی ۱۹۳۸ء)

(۳) ''پس جہاں ہم نے اپنی موجودہ مشکلات اور قرضوں پر غور کیا ہے اور ان امور پر بھی بحث و تمحیص کی ہے جو سلسلہ کے کاموں میں روک بن رہے ہیں' وہاں ہمیں ان خطرات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جو ہمارے گرد جمع ہو رہے ہیں۔ وہ خطرات وہی ہیں جن کی طرف کل بھی میں نے اشارہ کیا تھا۔ اور بتایا تھا کہ جماعت اب ایک ایسے مقام پر پہنچ گئی ہے کہ بعض حکومتیں بھی اسے ڈر یا اہمیت کی نگاہ سے دیکھنے لگی ہیں۔ (ڈر اور اہمیت کی خوب کہی' حقارت اور نفرت کیوں نہیں فرماتے للمؤلف برنی) اور ان میں ایک بیداری پائی جاتی ہے (یہ سچ ہے للمؤلف برنی) اور وہ چاہتے ہیں کہ جس طرح بھی ہو اس جماعت کو تباہ کر دیا جائے۔ یہ خطرات روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں لیکن بعض عدالتیں ہیں جو اس رو میں بہہ گئی ہیں۔ (پنجاب ہائیکورٹ کا فیصلہ تو مشہور ہو چکا ہے۔ جس نے قادیانی صاحبان کی قلعی کھول دی ہے' اور جس پر قادیانی صاحبان نے بری طرح واویلا کیا ہے۔ للمؤلف برنی) اور وہ سلسلہ کے خلاف ریمارکس کرتی ہیں۔ (اگر واقعات ہی ایسے ہوں تو عدالتوں کی کیا شکایت؟ للمؤلف برنی) کہیں خفیہ ریکارڈ جماعت کے خلاف تیار کیا جاتا ہے (ابتداء میں جب قادیانی تحریک کا زور تھا' اور سرکار میں رسوخ تھا تو خود بانی تحریک مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مسلمانوں کے خلاف خفیہ ریکارڈ تیار کر کے سرکار میں داخل کرتے تھے۔ کردن خویش' آمدن پیش۔ للمؤلف برنی) کہیں مختلف ملکوں میں تبلیغ کے راستہ میں روکیں ڈالی جاتی ہیں' اور ہمارے مبلغین کو نکالا جاتا ہے۔ کہیں قومیں آپس میں اتحاد کر کے جماعت کو نقصان

پہنچانے کے درپے ہیں' اور وہ جو بظاہر ہمارے دوست نظر آتے ہیں' وہ اسی اتحاد میں ان کے شریک ہیں۔ (ابتداً تعریف وتوصیف کے جو بڑے بڑے سرٹیفکیٹ حاصل کیے تھے اور جو تا حال فخریہ شائع کیے جاتے تھے' وہ کیا سمجھے جائیں مغالطوں کے سوا ان کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ اصلیت کھلنے پر جو رنگ پیدا ہو رہا ہے وہ خود تسلیم ہے۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۹۰ ص ۳ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۸ء)

(۴) ''احرار اور بعض حکام نے ہمارے خلاف جو شورش پیدا کی ہے' اس سے ڈر کر سارے مسلمانوں نے ہم کو علیحدہ کر دیا خود گورنر پنجاب نے ایک مرتبہ چوہدری ظفر اللہ صاحب سے کہا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے مخالف صرف احرار ہیں۔ سب قوموں اور فرقوں کے لوگ میرے پاس آ آ کر آپ کی شکائتیں کرتے ہیں...... اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری مخالفت بہت عام ہو گئی تھی۔ حتیٰ کہ وہ مسلم لیگ جس کے اجلاس بعض دفعہ نہ ہو سکتے تھے' اور وہ مجھ سے روپیہ لے کر اجلاس کرتی تھی' اسے بھی زکام ہوا۔ اور اس کی پنجاب کی شاخ نے یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ احمدی (یعنی قادیانی صاحبان) اس کے ممبر نہیں ہو سکتے۔ یہ کفران نعمت کی انتہا تھی...... بہرحال اس وقت تک ہم مسلمانوں کا ایک حصہ سمجھے جاتے تھے۔ مگر مسلمانوں نے گزشتہ فتنہ سے مرعوب ہو کر ہمیں اسی طرح الگ کرنے کی کوشش کی' جس طرح دودھ سے مکھی نکال دی جاتی ہے۔'' (لین دین اور کفران نعمت کے حساب کو تو مسلم لیگ جانے یا میاں صاحب' البتہ لیگ کا زکام' اور دودھ کی مکھی لوگوں کے لیے دلچسپ خبر ہے۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۶۳ ص ۸ مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۳۸ء)

(۵) ''کیوں کہ یہ فتنہ چند افراد کی مخالفت پر مبنی نہ تھا بلکہ اس کے پشت و پناہ اور اس سے ہمدردی رکھنے والے (۴۸) کروڑ مسلمانان عالم تھے' اور صرف ان ہی کی مخالفت اس فتنہ کا موجب نہ تھی' بلکہ حکومت کے بعض فرض ناشناس افسر اس فتنہ کی کامیابی اور جماعت احمدیہ کی تباہی کے لیے سرتوڑ کوششیں کر رہے تھے۔ ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اشتعال کی آگ بھڑک اٹھی تھی' جس کے شعلے ایران' مصر اور فلسطین تک جا پہنچے تھے' ڈاکٹر سر محمد اقبال جیسے تعلیم یافتہ طبقہ کے وہ افراد جن کو Moderale کہا جاتا تھا۔ اور جو اس سے قبل احرار کی انتہاء پسند پالیسی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور جن کا رویہ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کے پیش نظر ہمیشہ احمدیوں سے ہمدردانہ رہا۔ وہ بھی اس موقع پر علی الاعلان جماعت احمدیہ کی تکفیر و

تذلیل کے مشغلہ میں شریک ہوگئے'' (قادیانی پروپیگنڈے کا جب بھرم کھل جائے گا تو یہی نتیجہ ہونا چاہیے تھا جو ہوا۔ للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان کا خلافت جوبلی نمبر ج ۲۷ نمبر ۲۹۸ ص ۲۶ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء)

۲۰- ہند کی موجودہ سیاسیات میں قادیانیت کا مقام

سیاسیات میں ابن الوقتی کا جو انجام ہوتا ہے۔ وہی انجام قادیانیوں کا ہوا۔ کبھی مسلمانوں میں ملے' کبھی ہندوؤں میں گھسے' پنڈت جواہر لال جی کے چہیتے بنے' وہاں دال نہ گلی تو پھر مسلم لیگ کا رخ کیا' مگر پھر مسلمانوں کی تکفیر نے شرمندہ کیا۔ غرض دربدر کی نوبت آ گئی۔ چنانچہ قادیانی جماعت لاہور نے اس پر جماعت قادیان کو طعن دیا کہ:

''یہ دیکھو کہ اب تمہاری (یعنی جماعت قادیان کی) پوزیشن سیاسیات میں کیا ہے۔ کبھی کانگرس کی طرف جاتے ہو۔ اور ان میں شمولیت کی درخواست کرتے ہو کبھی مسلم لیگ کے در پر حاضر ہوتے ہو اور درخواست کرتے ہو کہ ہمیں مسلمان سمجھو' ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ یہ ہے مکافات عمل۔ تمہیں کس نے اسلام سے خارج کیا تھا۔ عقلمندو! غور کرو۔ کیا تم خود ہی تو خارج نہیں ہوئے؟ یاد کرو اپنے الفاظ کو کہ ''پوچھا جاتا ہے کہ غیر احمدی کافر ہیں یا نہیں؟ سو دفعہ بھی پوچھو گے تو اس کا ایک ہی جواب ہے' اور وہ یہ کہ کافر ہیں' کافر ہیں' کافر ہیں''

(مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کا مبینہ قول) جماعت لاہور کا پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۱۳ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۹ء)

بالآخر قادیانی جماعت نے مسلمانوں میں شرکت کی پیش بندی کی۔ مگر مثل مشہور ہے رسی جل جائے پر بل نہ جائے' ممنون احسان ہونے کے بجائے انہوں نے پھر الٹی تعلّی شروع کی کہ گویا مسلمانوں کو قادیانیوں سے حفاظت اور پناہ ملی۔ چنانچہ خلیفہ صاحب قادیان کے تازہ ارشادات ملاحظہ ہوں:

''بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں۔ (گویا ہندوؤں کی بات چلے' پاکستان نہ بنے۔ للمؤلف برنی) لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو ہم مسلمانوں کا ساتھ دیں گے (اگرچہ وہ کافر قرار دیئے جا چکے ہیں۔ للمؤلف برنی) اگر وہ ہلاکت کے گڑھے میں گریں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو بھی بچائے گا۔ (حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے کہ قادیانی مسلمانوں کو گڑھے میں ڈالنے کی فکر میں

تھے۔لیکن مسلمان بچ گئے۔تو ان کی وجہ سے قادیانیوں کو بھی عافیت نصیب ہوئی۔للمؤلف برنی) میں یہ تو نہیں کہتا کہ ان کی ہلاکت کے ساتھ ہماری ہلاکت ہوگی۔کیونکہ اللہ تعالیٰ احمدیت کو ہلاک نہیں کرسکتا۔ (نہیں کرسکتا؟!للمؤلف برنی) البتہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ان مسلمانوں کی ہلاکت ہمارے لیے بہت ضرر رساں ہوگی۔ (ہندو تو منہ لگائیں گے نہیں۔انگریز پہلے ہی رخصت ہو چکے ہیں۔مسلمان بھی ہلاک ہوگئے۔تو پھر کس کا ساتھ ڈھونڈیں گے' مگر مسلمانوں کی ہلاکت کا واہمہ کیوں سر پر سوار ہوا؟ مسلمان تو پاکستان کے واسطے دعا کرتے ہیں۔للمؤلف برنی) مگر ہمارے ساتھ ہونے سے اللہ تعالیٰ انہیں بھی کوئی آنچ نہ آنے دے گا۔ہم نے تو بہرحال بچنا ہی ہے۔ ہمارے طفیل میں وہ بھی بچ جائیں گے" (نفاق کا یہی کمال ہے کہ دونوں فریق کے ساتھ میل کی گنجائش رکھی جائے۔خاص کر جب کہ ہندوستان کی تقسیم ہونے نہ ہونے کا مسئلہ تصفیہ کے قریب ہو۔میاں صاحب نے اپریل ۱۹۴۷ء میں یہ پیش بندی فرمائی' کچھ ہی دنوں کے بعد جون ۱۹۴۷ء میں تقسیم کا اعلان ہو کر اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان قائم ہوگیا۔مگر میاں صاحب اکھنڈ ہندوستان کی طرف مائل معلوم ہوتے تھے۔لیکن بالآخر پاکستان میں مسلمانوں کی پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور لطیفہ یہ کہ اپنے آپ کو بزعم خود مسلمانوں کی پناہ سمجھتے تھے۔ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۵ نمبر ۸۱ ص ۳ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

ہندوستان کے مسلمان تو کیا خلیفہ صاحب قادیان تو اسلام کی ترقی اپنے دم سے وابستہ سمجھتے ہیں کہ گویا وہ عالم اسلام کے امام ہیں' اور خلیفہ صاحب کی جو حقیقت ہے۔معلوم ہو چکی ہے' بہرحال بطور نمونہ ایک تعلّی ملاحظہ ہو:

"اس وقت اسلام کی ترقی اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وابستہ کردی ہے جب کہ وہ ہمیشہ اپنے دین کی ترقی خلفاء کے ساتھ وابستہ کیا کرتا ہے۔پس جو میری سنے گا' وہ جیتے گا' اور جو میری نہیں سنے گا' وہ ہارے گا' اور جو میرے پیچھے چلے گا۔خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اس پر کھولے جائیں گے' اور جو میرے راستہ سے الگ ہو جائے گا' خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے اسی پر بند کیے جائیں گے۔" (خود خلیفہ صاحب کس حال میں مبتلا ہیں۔عدم معرفت اور عادت کے سبب اس کا احساس غائب ہے' ورنہ وہ اتنا بڑا بول نہ بولتے۔للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۲۶۳ ص ۳ مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۴۶ء)

میاں صاحب بھی اپنی تربیت اور ماحول سے معذور ہیں خود ان کے والد مرزا قادیانی صاحب مسلمانوں کے مستقبل پر اپنے تعلق سے بڑے بڑے حملے کرتے تھے کہ گویا ان کے مرید نہ بنے تو مسلمان ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ خود ان کی مریدی میں مسلمانوں کی جو ہلاکت مضمر تھی وہ ان کی نظر سے غائب تھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی خوفناک پیش گوئی مسلمانوں کے مستقبل کے متعلق قابل ملاحظہ ہے:

(۱) ''مقدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہوتے جائیں گے اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائیں گے۔ یا نابود ہوتے جائیں گے۔ جیسا کہ یہود گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہو گئے کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷ خزائن ج۲۱ ص۹۵)

(۲) ''اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس (خدا) کی پیش گوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا' اور حجت و برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں' بلکہ قریب ہیں' کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا۔ جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا' اور ہر ایک کو جو اس کو معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے' نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص۶۴-۶۵ خزائن ج۲۰ ص۶۶)

۲۱-موجودہ زمانہ کا سب سے بڑا انسان' خلیفہ صاحب قادیان

قادیانیت نے اپنے واسطے جس بلند مقام کا تخیل قائم کیا ہے' اس کے مد نظر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا جو مقام قرار پاتا ہے' وہ کتاب میں اپنے محل پر درج ہو چکا ہے' تاہم بطور نمونہ چند اقتباسات ذیل میں درج ہیں جو قابل ملاحظہ ہیں:

(۱) ''اسلامی دنیا پانچ وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت' بزرگی اور بڑائی کا اعلان کلمہ اللہ اکبر کے ساتھ کرتی ہے' اہل اسلام کا نعرہ جنگ میں اور صلح میں ہر حال میں یہی ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے بعد طبعاً سب سے بڑا ہر زمانہ میں وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنا برگزیدہ رسول بنا کر مخلوق کی ہدایت اور راہ نمائی کے لیے بھیجے' اور ان رسولوں کے بعد ان کے جانشین خلفائے راشدہ سب سے بڑے ہوتے ہیں۔ اس صحیح قاعدے اور اصل کے ماتحت موجودہ زمانے

میں سب سے بڑے انسان حضرت مسیح موعود مہدی مسعود حضرت مرزا غلام احمد گزرے ہیں' اور اب سب سے بڑا انسان اس رسول کا جانشین' اور خلیفہ برحق ہے' جس کی نسبت پہلے سے پیش گوئی ہو چکی ہے۔ اور توریت و طالمود میں بھی جس کا ذکر ہے' اور جو حضرت مسیح موعود کا نہ صرف پسر موعود بلکہ خلیفہ موعود ہے۔" (یعنی میاں بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیان۔ للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان کا خلافت جوبلی نمبر ج ۲۷ نمبر ۲۹۸ ص ۱۱ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء)

(۲) "غرض سب سے بڑا انسان ہونے کے واسطے جو ظاہری اور باطنی خوبیاں' روحانی اور دنیوی برکات کسی شخص میں ہونی چاہیں' وہ آج سب سے بڑھ کر سیّدنا حضرت مسیح موعود کے خلیفہ موجود حضرت بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی میں پائی جاتی ہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان کا خلافت جوبلی نمبر ج ۲۷ نمبر ۲۹۸ ص ۱۲ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء)

(۳) "لوگ اخباروں میں مضامین دیا کرتے ہیں کہ اس زمانہ کا سب سے بڑا زندہ آدمی کون ہے۔ کوئی گاندھی جی کا نام لیتا ہے کوئی اتاترک کا اور کوئی مسولینی اور ہٹلر کا' مگر حقیقت میں بڑا وہ ہے جس پر خدا کے فضل سب سے بڑھ کر ہوں اور وہ اللہ کے رسول کا جانشین حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین احمد خلیفہ قادیان ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۸۱ ص ۳ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۸ء)

(۴) "مکرمی بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے جنہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے قابل رشک اخلاص اور محبت حاصل ہے اور دین کے لیے غیر معمولی جذبہ قربانی و غلبہ ایثار رکھتے ہیں' حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور ۳۱ جولائی کو جو اخلاص نامہ چندہ تحریک کے متعلق لکھا ہے' وہ درج ذیل کیا جاتا ہے...... اے امیر المؤمنین خلیفہ وقت! تیری شان بلند تک ہم دنیا کے کیڑوں کی رسائی نہیں (واقعہ سہی لیکن دنیا کے کیڑے ہونے کا اعتراف غالباً میاں صاحب کو ناگوار گزرے گا۔ للمؤلف برنی) تو مظہر الحق والعلی' کان اللہ نزل من السماء

اے فخر رسل قرب تو معلوم شُد
دیر آمد ز راہ دور آمدۂ!

اور خود خدا نے مجھ پر ظاہر فرمایا کہ دور حاضر میں "لولاک لما خلقت الافلاک" تیری ہی شان کے لیے ہے' پس میرے آقا "لبیک! لبیک یا امیر المومنین! لبیک لبیک یا خلیفۃ المسیح الثانی! ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب

علینا انک انت التواب الرحیم"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۷۷اص ۸ مورخہ ۴ ۱اگست ۱۹۳۸ء)

(۵) "ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ میں' جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے' اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کی رو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لیے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہوگا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے یقین سے اسے بعد از خدا بزرگ توئی (یعنی خدا کے بعد تو ہی سب سے زیادہ بزرگ ہے) کہہ سکتے ہیں..... پس جس احمدی نے بھی یہ بات کہی ہے ان ہی معنوں میں کہی ہوگی کہ اس زمانہ میں جو لوگ ہیں ان کے لحاظ سے ہم اپنے خلیفہ کو بعد از خدا سمجھتے ہیں' اور میں نے جیسا کہ بتایا ہے' اگر اس نے ان معنوں میں ان الفاظ کو استعمال کیا ہے تو یقیناً اس نے سچ کہا ہے اس میں کیا شبہ ہے؟ اور جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں' میں نے بھی بارہا بتایا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم ﷺ کا نمائندہ ہے (حالانکہ وہ دراصل مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا نمائندہ ہے۔ للمؤلف برنی) اور چونکہ دین دنیا پر مقدم ہے' اس لیے گو ہم دنیاوی معاملات میں جب حکام کی اطاعت کریں گے' لیکن اگر دین کا معاملہ آئے گا تو پھر ان بادشاہوں کو ہماری اطاعت اور فرمانبرداری کرنا پڑے گی..... "کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایک بادشاہ احمدی ہو' اور وہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے' اور پھر وہ یہ کہے کہ میں تمہارا حاکم اور میں تمہارا بادشاہ ہوں؟ لازماً وہ یہی کہے گا کہ دینی میدان میں میں ہی غلام ہوں' میں ہی شاگرد اور میں ہی ماتحت ہوں۔ عیسائیوں میں اس کی مثال موجود ہے' چاہے وہ کیسی ہی غلط مثال اور کتنے ہی غلط طریقہ پر ہو۔ (مثال کی غلطی میں کیا شک ہے۔ للمؤلف برنی) اور وہ یہ کہ جو بادشاہ پوپ کو مانتے ہیں وہ پوپ کو اپنا سردار اور حاکم سمجھتے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ہماری بادشاہتیں ہمیں پوپ سے ملی ہیں۔ زمانہ وسطیٰ میں تو یہ قاعدہ تھا کہ جب بادشاہ تخت پر بیٹھتا تو وہ پوپ کے پاس اپنی بادشاہت کی منظوری کے لیے چٹھی بھیجتا' اور جب وہ اسے بادشاہ تسلیم کرتا تب وہ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا۔ عیسائی اپنا مذہبی پیشوا پوپ کو سمجھتے ہیں' لیکن جماعت احمدیہ کے نزدیک خلیفہ وقت اس کا مذہبی پیشوا ہے۔ پس جو بادشاہ بھی احمدی ہوگا وہ اپنے آپ کو خلیفہ وقت کا ماتحت اور اس کا نائب سمجھے گا۔ گو دنیاوی معاملات میں اس کے احکام نافذ ہوں۔ مگر دینی معاملات میں حکومت' احمدی خلیفہ ہی کی ہوگی۔ اس لحاظ سے اگر اپنے

موجودہ زمانہ کے لوگوں سے مقابلہ کرتے ہوئے کوئی شخص خلیفہ وقت کو بعد از خدا بزرگ توئی کہہ دے تو کہہ سکتا ہے' اور اس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا...... شرافت اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس احمدی کے فقرہ کے بھی یہی معنی کیے جائیں کہ اس زمانہ میں جس قدر لوگ ہیں' ان سب سے جماعت احمدیہ کا خلیفہ بڑا ہے' تو اگر یہی معنی کیے جائیں' تو اس سے ہمیں انکار نہیں' بلکہ یقیناً ہم اس کے دعویدار ہیں'' (میاں صاحب کا یہ ارمان کہ عیسائی پوپ کی طرح وہ بھی قادیانی پوپ بنیں قابل ہمدردی ہے۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۹۹ ص ۶ - ۸ - ۹ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۳۷ء)

۲۲- خلیفہ قادیان کے عجب عجب خواب

میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان چونکہ روحانیت میں اعلیٰ مقام پر فائز سمجھے جاتے ہیں' عجیب عجیب باتیں سوجھنے کے سوا ان کو خواب بھی عجب عجب نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں چند نمونے درج ہیں۔ ایک الہام مرزا قادیانی صاحب کا اپنے متعلق' دو خواب خود خلیفہ صاحب کے اپنے متعلق' اور ایک خواب ان کے معزز آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب بالقابہ کے متعلق' چنانچہ ملاحظہ ہو:

میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے مندرجہ ذیل رؤیا اور کشف اپنے قلم سے لکھ کر بھیجا جو اخبار الفضل قادیان میں شائع ہوا۔

(۱) ''ایک رات میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے شدید محبت اور عشق کے جذبہ کے ماتحت کہ اس کی نظیر نہیں ملتی مخاطب ہو کر کہہ رہا ہوں کہ 'اے میرے رب' تو مجھے اپنی گود میں اٹھا لے' اور اپنی برکتوں سے مجھے چاروں طرف سے ڈھانپ لے۔ یہ دعا اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے بار بار کر رہا ہوں کہ آنکھ کھل گئی اور اوپر کے الفاظ الہاماً بھی زبان پر جاری تھے۔'' (میاں صاحب کی دعا کہ مجھے اپنی گود میں اٹھا لے۔ بچپن کے شوق کی نفسیاتی یادداشت معلوم ہوتی ہے' کہ آپ اس زمانہ میں اردگرد کے سب لوگوں کو بہت عزیز تھے۔ اور خاص کر حکیم نور الدین صاحب قادیانی خلیفہ اوّل تو حد درجہ محبت کرتے تھے۔ بہر حال جذبہ محبت کا تقاضا کہ گود میں اٹھا لیا جائے' خواب میں' بیداری کا کوئی نفسیاتی عکس معلوم ہوتا ہے۔ خواب میں بھی اکثر یا کبھی کبھی دل کے قدیم یا جدید جذبات منعکس ہو جاتے ہیں۔ جو خواب دیکھنے والے کی نفسیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں'

جیسا کہ زیر بحث خواب میں میاں صاحب اپنے تقرب اور بے تکلفی کا اظہار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی گود میں جانا چاہتے تھے۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد کا خواب رقم فرمودہ خود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۳ نمبر ۱۸۸ ص ۱ مورخہ ۱۱ اگست ۱۹۴۵ء)

(۲) ''اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کو فرماتا ہے یا شمس یا قمر! اے سورج' اے چاند۔ سورج کی خاصیت یہ ہے کہ وہ چاند کو روشنی دیتا ہے' اور چاند کی خاصیت یہ ہے کہ وہ سورج سے روشنی لیتا ہے گویا اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو سورج کہا اور خود چاند بنا اسی طرح عورت مرد سے نطفہ لیتی ہے اور مرد نطفہ دیتا ہے سورج کا قائم مقام مرد ہے' اور چاند کا قائم مقام عورت ہے اس وقت بھی لوگوں نے حضرت مسیح موعود پر اعتراض کیا کہ خود سورج بنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو چاند بنایا ہے (اس ایچ پیچ کا منشاء صاف ظاہر ہے۔ نعوذ باللہ! علیٰ ہذا ایک موقع پر مرزا قادیانی صاحب اس کے برعکس عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اوپر محسوس کر چکے ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب (قادیانی مذہب) میں دوسری جگہ اس کا ذکر سورج ہے' للمؤلف برنی) اور اب بھی لوگ اعتراض کر سکتے ہیں (میں نے) اللہ تعالیٰ کو عورت دیکھا۔'' (الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۴۷ء ص ۲)

(۳) ''آخر ایک ایسی جگہ میں پہنچا ہوں جہاں ایک میدان ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ایک باغ ہے جس میں میرا مکان ہے۔ میرے پیچھے پیچھے وہ عورت بھی وہاں پہنچ گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جنت میں میرے ساتھ رہنے کے لیے آئی ہے۔ وہ بہت ہی خوبصورت عورت ہے' میں اس کی ٹھوڑی پکڑ کر کہتا ہوں کہ کیا تم بھی میرے ساتھ جنت میں رہو گی' اس نے کہا ہاں میں آپ کے ساتھ جنت میں رہوں گی۔ میں نے اسے کہا کہ تمہیں میری بیویوں کے ساتھ رہنا پڑے گا۔'' (رہنا پڑے گا؟ للمؤلف برنی) وہ کچھ حیرت ظاہر کرتی ہے کہ بیویوں کے ساتھ!! مگر اس نے انکار نہیں کیا' اس وقت ایک دم میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ خوبصورت عورت اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔''

(خواب کے بیان کا اقتباس)

(میاں بشیر الدین محمود احمد کا خواب مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۵ نمبر ۶۷ ص ۲ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۴۷ء)

(۴) ''دوسرا یا تیسرا ہفتہ فروری ۱۹۴۶ء کا تھا کہ میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں مسجد مبارک میں ہوں اور محراب میں بیٹھا ہوں۔ چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب بھی میرے پاس ہیں' کچھ مقتدی بھی ہیں' ان میں چوہدری صاحب کے ماموں چوہدری عبداللہ خاں صاحب مرحوم و

مغفور بھی بیٹھے ہیں۔ چوہدری صاحب سے ایک ناپسندیدہ حرکت ہوئی' جس پر میں جلدی سے نماز کے لیے کھڑا ہو گیا کہ لوگوں کی توجہ اس طرف سے ہٹ گئی (معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناپسندیدہ حرکت ناقابل دید تھی۔ للمؤلف برنی) مگر چوہدری عبداللہ خاں صاحب مرحوم نے ان کو اپنے زمیندارہ طریق پر جیسا کہ ان کی عادت تھی' ایک طنز آمیز لہجہ میں تادیب کی اتنے میں میں نے نماز شروع کردی۔ چوہدری صاحب اس وقت مسجد سے چلے گئے (عجب بے لطفی ہوگئی۔ للمؤلف برنی)

میں نماز پڑھ کر گھر آ گیا کہ وہ واپس آ گئے۔ اور میں نے انہیں کہا کہ آپ نماز پڑھ لیں' انہوں نے مسجد میں نماز شروع کردی' اس وقت میں نے گھر سے جھانک کر دیکھا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ مگر منہ مشرق کی طرف تھا (گویا قبلہ کی طرف پشت تھی۔ للمؤلف برنی) رکوع کی حالت میں میں نے انہیں دیکھا۔ اور ان کے پہلو میں ان کی سالی زہرہ بیگم بھی نماز میں شامل تھیں' میں نے اسی وقت دیکھا کہ دونوں نے جوتیاں پہنی ہوئی ہیں جو دہلی کی طرف کے طلائی کام والی خوبصورت جوتیاں ہیں۔ ان کی خوبصورتی نہایت نمایاں ہے' اس کے بعد میں نے دیکھا کہ خواب میں ہی چوہدری صاحب کو میں یہ خواب سناتا ہوں' اور کہتا ہوں کہ خواب اچھا ہے۔ یعنی انجام اچھا ہو گیا۔" (تو واقعی خواب میں بڑی جدت اور بشارت ہے۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد کا خواب رقم فرمودہ خود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۵۸ ص ۲ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۴۶ء)

۲۳۔ سرسیّد' مرزا قادیانی اور قائداعظم

ہمیں تو شخصی تقابل کی ضرورت نہ تھی' کیوں کہ سرسیّد' مرزا قادیانی آنجہانی اور قائداعظم تینوں ہستیوں کے کارنامے دنیا پر بخوبی روشن ہیں۔ قادیانی اخلاق میں سرسیّد کو آنجہانی لکھا گیا۔ جس طرح ملکہ وکٹوریہ کو آنجہانی لکھا گیا۔ پس اس اتباع میں مرزا قادیانی صاحب کو بھی یہاں آنجہانی لکھا گیا۔ اور سرسیّد کے مقابل بجا طور پر لکھا گیا' تاہم وضاحت کردی گئی کہ کوئی غلط فہمی میں نہ رہے۔ بہرحال خود قادیانی صاحبان نے تقابل کی ضرورت سمجھی۔ پس ان ہی کے تقابل ذیل میں بغرض ملاحظہ درج ہے:

(ا) "ہم ذیل میں کچھ اقتباسات حضور اقدس (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے تحفہ رسالہ قیصریہ سے پیش کرتے ہیں۔ یہ تبلیغی خط ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کو اس کی جوبلی کے موقعہ پر بطور تحفہ ارسال کیا گیا تھا...... ہندوستان میں اس وقت سرسیّد آنجہانی (قادیانی آنجہانی ملاحظہ

ہو۔للمؤلف برنی) مسلمانوں کے رہنمائے اعظم سمجھے جاتے تھے (اور قادیانیوں کو شدید اسی کا حسد اور قلق تھا للمؤلف برنی) لیکن ان کی نظر صرف مسلمانوں کی دنیاوی بہبود تک ہی محدود تھی' ملکہ وکٹوریہ یا قوم انگریز کو دعوت اسلام دینا ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ الغرض تحفہ قیصریہ تاریخ عالم میں ایک ایسی دستاویز ہے کہ جس کی نظیر سوائے انبیاء کے نہیں ملتی۔'' (اور جس کے مضامین سوائے ابن الوقت کے کوئی نہیں لکھ سکتا' کہ اس کی چاپلوسی سے خوددار کو شرم آئے۔ رہیں سرسیّد کی اسلامی خدمات سو وہ اظہر من الشمس ہیں۔ چاند پر خاک پھینک کر خود گرد آلود ہونے سے کیا حاصل کہ قادیانی انگریز پرستی اب کوئی راز نہیں رہی۔للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۳۵ نمبر ۳۱ ص ۱ مورخہ ۶ فروری ۱۹۴۷ء)

(۲) ''چند ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ سیّد صاحب نے (یعنی سرسیّد احمد خاں بانی محمڈن کالج علی گڑھ نے) اپنے ایک دوست کے نام جو سیالکوٹ میں رہتے ہیں۔ اس عاجز (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی تالیفات کی نسبت لکھا تھا کہ وہ ایک ذرہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتیں' یعنی بکلی صداقت سے خالی ہیں' اور نہ صرف اس قدر بلکہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک واقعہ سیّد صاحب نے ایک اخبار میں چھپوا بھی دیا تھا کہ کسی الہامی پیش گوئی کا ظہور میں آنا یا مکاشفات ومخاطبات الہیہ سے مشرف ہونا ایک غیر ممکن امر ہے' اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ مجانین میں سے ہے' اور ایسے خیالات جنون کے مقدمات میں سے ہیں۔ اور اگر یہ خیالات دل میں راسخ ہو جائیں تو پھر پورا جنون ہے۔ اگرچہ اس وقت مجھے ٹھیک ٹھیک یاد نہیں ہے کہ سیّد صاحب کے اپنے الفاظ کیا تھے مگر قریباً ان کا خلاصہ یہی تھا (سرسیّد کے الفاظ ایسے ہوں گے کہ انبیاء اولیاء سے اغراض کیے بغیر مرزا قادیانی صاحب کی حقیقت واضح ہو جائے۔ مرزا صاحب نے جو عام انکار کی جھلک دکھائی ہے۔ وہ مرزا صاحب کے الفاظ کا کرشمہ معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔للمؤلف برنی)

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۰ خزائن ص ۲۳۰ حاشیہ ج ۵)

(۳) ''اس کے بعد وہ گروہ جو سرسیّد کی تحقیقات سے متاثر تھا کہنے لگا کہ کسی مسیح نے نہیں آنا' یہ تو مسلمانوں میں غلط اعتقاد عیسائیوں کی تعلیم سے پیدا ہو گیا تھا۔ اور ان میں سے بعض یہ کہتے سنائی دیے گئے کہ وفات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ قابل بحث ہی نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات میں اس کی کوئی حیثیت ہے۔ یہ خواہ مخواہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

حالانکہ وفات مسیح کا مسئلہ ضروری نہ تھا تو سر سیّد نے کیوں اسے ثابت کرنے کے لیے صفحوں کے صفحے سیاہ کر ڈالے۔(جس سے مرزا قادیانی صاحب کو بھی اس مسئلہ میں راہ ملی۔للمؤلف برنی) کیا اس سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ وفات مسیح علیہ السلام کا اسلام کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔" (اور قادیانیت تو اسی سے شروع ہوئی اور اسی پر اس کی بیل چڑھی۔للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۴۹ ص ۳ مورخہ یکم مارچ ۱۹۴۰ء)

رہے مسٹر محمد علی جناح قائد اعظم سوان کا تقابل مرزا قادیانی صاحب کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ طلب ہے:

"پہلے مسلمانوں کے لیڈر اور مسلمانوں کے نمائندہ سر میاں فضل حسین صاحب رہے۔ اور اس وقت مسٹر جناح کے خیالات کانگریسی تھے۔اور وہ کانگریس کی تائید میں تھے اور مسلم لیگ کا دائرہ اس وقت اتنا وسیع نہ تھا جتنا اب ہے کچھ عرصہ کانگریس میں کام کرنے کے بعد مسٹر جناح مسلم لیگ میں آ گئے۔اور آہستہ آہستہ اپنی قابلیت منواتے چلے گئے یہاں تک کہ تمام مسلمان لیڈران کے پیچھے لگ گئے" اور وہ مسلم لیگ کے صدر بن گئے...... کیا مسٹر جناح دنیا کے سارے مسلمانوں کے نگران ہو سکتے ہیں' اور کیا مسٹر جناح اسلامی دنیا کے تمام نقائص اور خرابیوں کو دور کر سکتے ہیں۔ کیا مسٹر جناح یا کوئی مسلمان نمائندہ آج پھر ایمان کو اسی پہلی حالت میں قائم کر سکتا ہے جو حالت کہ قرون اولیٰ کی تھی۔ ہر انسان جو سوچ اور عقل سے جواب دے گا وہ یہی جواب دے گا کہ مسٹر جناح ہندوستان کے سیاسی لیڈر رہیں۔دنیا ای بھر کے مذہبی لیڈر نہیں ہیں۔یہ کام سوائے ایسے شخص کے نہیں ہو سکتا جو موید من اللہ ہو اور جسے اللہ تعالیٰ خود مقرر کرے۔اور وہ تمام مسلمانوں کا نگران ہو۔مسلمانوں کے ہر مرض کا علاج کرنے والا۔اور مسلمانوں کی ہر تکلیف کا مداوا ہو۔جو اسلام کو ادیان باطلہ پر غالب کرنے والا ہو۔آج ایسے ہی شخص کی ضرورت ہے......پس جس طرح ہر چیز اپنے موسم میں پیدا ہو جاتی ہے' اسی طرح نبوت اور خلافت بھی اپنے وقت پر پیدا ہو جاتی ہے...... حضرت مسیح موعود آئے اور اسی رنگ میں آئے' جس رنگ میں حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ' حضرت داؤدؑ' حضرت سلیمانؑ اور دوسرے انبیاء مبعوث ہوئے تھے اور آپ کے بعد بھی اسی رنگ میں سلسلہ خلافت شروع ہوا جس طرح پہلے انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوا۔اگر ہم عقل کے ساتھ دیکھیں اور اس کی حقیقت کو پہچاننے کی کوشش کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ ایک عظیم الشان سلسلہ ہے (اس عظیم الشان سلسلہ کے جو مذہبی منصوبے اور سیاسی کارنامے تھے وہ

بخوبی ظاہر ہو چکے اور ظاہر ہو رہے ہیں۔ جن سے ثابت ہوا کہ قادیانیت عالم اسلام اور مسلمانوں کے حق میں ایک بڑا فتنہ اور خطرہ تھی' لیکن مدت کے مغالطہ کے بعد مسلمان واقف اور ہوشیار ہو گئے۔ جس سے قادیانیت کا عمل باطل ہو گیا۔

رسیدہ بود بلائے دلے بخیر گزشت

رہے مسٹر جناح سوان کے اسلامی کارنامے مسلم لیگ اور پاکستان کے تعلق سے دنیا پر روشن ہیں۔ المختصر قادیانی سازش یہ تھی کہ اسلامی ممالک پر انگریزی قبضہ اور تسلط ہو جائے اور مسٹر جناح کی کوشش تھی کہ جدید اسلامی سلطنت پاکستان قائم ہو اور اسلامی ممالک سے بیرونی اثرات زائل ہوں۔ عالم اسلام کا وقار محکم ہو۔ للمؤلف برنی)

۲۴- قادیانیت کا ارتقاء

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جو بڑے دعوے کیے ہیں' ان کے چار مراحل نظر آتے ہیں۔ اوّل انہوں نے صرف مجدد اور محدث ہونے کا دعویٰ کیا اور رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر بہت زور دیا۔ بنا براں پیری مریدی کا سلسلہ شروع ہوا اور مسلمانوں کو مرزا قادیانی صاحب کی طرف سے کوئی شک وشبہ پیدا نہیں ہوا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی صاحب نے بتدریج نبوت کی تاویل شروع کی۔ اصطلاحوں کا پیچ اور لفظوں کا کھیل نکالا کہ بیان چیستان معلوم ہونے لگا۔ کوئی کچھ سمجھا اور کوئی کچھ۔ اس ہیر پھیر میں اپنے واسطے نبوت کی راہ نکالی۔ حتیٰ کہ تیسرے مرحلے پر اعلانیہ نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اور چوتھے مرحلہ پر تو بڑے بڑے انبیاء کے ہم پلہ ہو گئے۔ بلکہ فضیلت میں بڑھ گئے ۔

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

چنانچہ کتاب ''قادیانی مذہب'' میں یہ چاروں مرحلے بہت تفصیل سے درج ہیں' جو قابل دید ہیں بلکہ بہت سبق آموز ہیں۔ فی الجملہ یہ چاروں مرحلے بہت واضح ہیں۔ البتہ بوقت ضرورت کبھی پچھلے مرحلے کی بات اگلے مرحلے میں بھی مرزا صاحب دوہرا دیتے تھے تا کہ گرفت سے محفوظ رہیں۔ اسے مصلحت کہیے یا ابن الوقتی مرزا صاحب ضرورت کے وقت اس ترکیب سے بآسانی گریز حاصل فرما لیتے تھے۔ ان پیچوں اور چکروں کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب کے مریدوں میں' مرزا صاحب کے انتقال کے بعد جلد ہی دو جماعتیں بن گئیں۔ ایک قادیانی جماعت قادیان

جن کے خلیفہ مرزا صاحب کے فرزند میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب ہیں۔ اور دوسری قادیانی جماعت لاہور' جن کے امیر جماعت مولوی محمد علی صاحب قادیانی ہیں جو مرزا قادیانی صاحب کے مرید ہیں۔ چنانچہ ان دونوں جماعتوں میں جو فرق ہے' ذیل میں بیان ہوگا۔

دعوائے نبوت سے قبل مرزا صاحب جو طرز بیان اختیار کرتے تھے اس کا ایک نمونہ ملاحظہ طلب ہے:

''مجھے دعویٰ نبوت وخروج از امت ادر میں نہ منکر معجزات ادر ملائک اور نہ لیلۃ القدر سے انکاری ہوں۔ اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لیے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا ہو قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہٗ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بہ لحاظ بعض وجوہ' شان نبوت کے رنگ سے رنگین کیے جاتے ہیں اور ان میں سے میں ایک ہوں'' (میرزا قادیانی صاحب کس طریق سے نبوت شروع کرتے ہیں کہ کسی کو شبہ تک نہ ہو اور سمجھتے ہیں کہ حالات نے موافقت کی تو۔

شاید ہمیں بیضہ برآرد بروبال

اشاروں کنایوں سے ابتداء کر کے دعوؤں تک بڑھ جانا۔ مرزا قادیانی صاحب کا خاص کمال ہے۔ للمؤلف برنی)

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۳۵ ج نمبر ۲۳ ص ۳ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

دعویٰ شروع ہونے کے بعد گریز کی جو صورت بالعموم اختیار کی جاتی تھی اس کی مثال خلیفہ صاحب قادیان کے بیان میں ملاحظہ ہو:

''حضرت امیر المومنین نے ۱۵ مارچ کے خطبہ جمعہ میں جو الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء میں شائع ہوا۔ حیات ووفات مسیح اور مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود کی تبدیلی عقیدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ ''حضرت مسیح موعود نے پہلے لکھا کہ مسیح ناصری زندہ ہے مگر بعد میں وفات پیش کی اور جب لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے صاف طور پر فرمادیا کہ وہ میری غلطی تھی۔ جب تک مجھے علم نہ تھا' میں وہی کہتا رہا جو جمہور مسلمانوں کا عقیدہ تھا۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے مجھے حقیقت سے آگاہ کر دیا تو میں نے اسے بیان کر دیا۔ اسی طرح پہلے آپ لکھتے رہے کہ میں نبی نہیں

مگر بعد میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ لوگوں نے اعتراض کیا تو یہ نہیں فرمایا کہ میرا تو پہلے بھی یہی مطلب تھا کہ میں نبی ہوں ”نہیں“ کا لفظ کاتب نے غلطی سے لکھ دیا۔ بلکہ سادگی سے اقرار کرلیا کہ مسلمانوں کے پرانے عقیدے کے مطابق میں اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کی بارش کی طرح وحی نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہیں رہنے دیا۔“

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۹۱ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۴۰ء)

نئے نئے غیر قرآنی دعوؤں سے جب دیندار مریدوں کو وحشت بدگمانی اور برگشتگی ہوتی تو مرزا قادیانی صاحب ان کو خوب لتاڑتے چنانچہ ایک لعن طعن ذیل میں بطور نمونہ پیش ہے:

”جس قدر لوگ میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں ان کی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کرسکوں بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں، جن کو میرا خداوند جو متولی ہے، مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اوّل ان میں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے، اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت نورانیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ صرف بلعم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں، اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے اکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔ وہ تھک گئے اور درماندہ ہوگئے اور نابکار دنیا نے اپنے دام تزویر کے نیچے انہیں دبا لیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائیں گے۔ بجز اس شخص کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل نئے سرے سے اس کا ہاتھ پکڑ لے۔“

(فتح اسلام ص ۶۷-۶۸ خزائن ج ۳ ص ۴۰)

۲۵- قادیانی تکفیر مسلمین

جب مرزا قادیانی صاحب باضابطہ نبی بن گئے۔ بلکہ انبیاء میں بھی افضل نبی بن گئے۔ اور نبی کا انکار کفر ہوتا ہے۔ پس تمام مسلمان جو مرزا قادیانی صاحب کی نبوت پر ایمان نہ لائیں کافر قرار پائے۔ گویا تمام عالم اسلام پر کفر چھا گیا۔ چنانچہ یہ بحث کتاب میں تفصیل سے درج ہے۔ یہاں بھی مولوی نورالدین صاحب قادیانی خلیفہ اوّل قادیان کا فتویٰ بطور نمونہ درج ہے۔

”۲۷ فروری ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفہ اوّل (نورالدین) نے فرمایا کہ...... ایمان بالرسل

اگر نہ ہوتو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہوسکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں۔ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیوں کر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے ''لا نفرق بین احد من رسلہ'' لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔'' (اخبار الحکم قادیان نمبر ۲۱' ۲۸ فروری ۱۹۱۱ء)

اس حوالہ میں حضرت خلیفہ اوّل نے حضرت مسیح موعود کو زمرہ انبیاء میں تسلیم فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ آپ کے نہ ماننے سے آیت ''لانفرق بین احد من رسلہ'' کی خلاف ورزی ہوئی ہے ''دوسرا مسئلہ کفر واسلام ہے یعنی حضرت مسیح موعود کے نہ ماننے والے مسلمان ہیں یا نہیں۔ اس کا فیصلہ بھی حضرت خلیفہ اوّل فرما چکے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں...... اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی...... (اخبار بدر قادیان ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

''(خلیفہ اوّل) نے پھر ایک تقریر میں فرمایا۔ پہلے نبی آتے رہے ان کے وقت میں دو ہی قومیں تھیں۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ تمہیں پیدا ہوا اور کوئی سوال اٹھا کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں۔ جواب تم کہتے ہو کہ مرزا قادیانی صاحب نبی ٹھہرے تو مسلمان جو ان کو نہ مانیں منطقی قاعدے سے کافر ہوئے۔ لیکن اگر مرزا صاحب متنبی نکلے جیسا کہ مسلمان جانتے ہیں کہ وہ متنبی تھے تو پھر ان کو نبی ماننے والے قادیانی صاحبان کا کیا حشر ہوگا۔ خلیفہ صاحب نے اس صورت کو فراموش کر دیا۔ للمؤلف برنی)

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۰۸ ج ۲۹ مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۴۱ء)

شروع میں تو مدت تک میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مسلمانوں کی تکفیر میں بہت شدت دکھاتے رہے۔ چنانچہ کتاب میں تفصیل موجود ہے۔ وہ زمانہ انگریزوں کے زور کا تھا۔ لیکن بعد میں ملک کی سیاسیات کا نقشہ بدلتا نظر آیا اور مسلمانوں کی نظر بھی بدلتی ہوئی نظر آئی تو پھر فکر لاحق ہوئی۔ مرزا قادیانی صاحب کو پکا نبی مان کر اپنی سابقہ تکفیروں کے مدنظر یہ تو ممکن نہ تھا کہ مسلمانوں کی تکفیر سے توبہ کر لیتے البتہ جو کچھ بن پڑا وہ یہ کہ تکفیر ذرا نرم کر دی' یعنی مسلمان رہے تو کافر' مگر کفر میں ان کا درجہ ہندوؤں سے بلکہ عیسائیوں سے بھی گھٹ گیا۔ یعنی گویا میاں صاحب کے نزدیک مسلمان اب تھرڈ کلاس کافر رہ گئے۔ یہ رعایت بھی بڑی عنایت ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

''خلاصہ کلام یہ کہ مسئلہ کفر واسلام کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ چونکہ غیر احمدیوں نے

حضرت مسیح موعود کا انکار کیا ہے۔ جو خدا کا ایک برگزیدہ مرسل و مامور ہے۔ اور جن کے ماننے کے لیے خدا اور اس کے رسول نے سخت تاکید فرمائی ہے اور اسے اس زمانہ کے لیے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔ اس لیے آپ کا منکر اسلامی اصطلاح کی رو سے کافر ہے اور حقیقت کے لحاظ سے اسے کسی صورت میں بھی مسلمان نہیں سمجھا جا سکتا مگر باوجود اس کے غیر احمدیوں کا یہ کفر اس رنگ اور اس درجہ کا کفر نہیں جو ہندوؤں اور عیسائیوں میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ غیر احمدی مسلمان باوجود اس کفر کے ہمارے بہت قریب ہیں اور انہیں یہ بھی حق حاصل ہے کہ اسلام کی ظاہری اور عرفی تعریف کے لحاظ سے مسلمان کہلائیں۔ مگر حقیقت کے لحاظ سے وہ یقیناً مسلمان نہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱۲۱ مورخہ مئی ۱۹۴۰ء)

اوّل تو جب قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی صاحب دیگر انبیاء کی طرح نبی تھے۔ اور افضل نبی تھے۔ تو ان پر ایمان نہ لانے سے قدرتاً ان کے نزدیک مسلمان کفر میں داخل ہو گئے۔ اس کے سوا ان کے نزدیک یہ فائدہ پہنچا کہ مسلمانوں کی تکفیر سے قادیانیت کی تشہیر ہو گئی۔ چنانچہ اس بارہ میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا نظریہ ملاحظہ طلب ہے:

"پس یہ دو تین سوال ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے احمدیت کو چھپایا ہی نہیں جا سکتا۔ جب کبھی نماز کا موقعہ آئے گا اور ہم ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھیں گے۔ یا اگر جنازہ کا موقعہ آئے گا اور ہم ان کے جنازہ میں شامل نہیں ہوں گے یا شادی بیاہ کا معاملہ ہوگا اور ہم انکار کریں گے تو احمدیت کی بات شروع ہو جائے گی۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان مسائل سے ہم نے اسلام میں تفرقہ پیدا کر دیا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ بغیر ان مسائل کے تبلیغ ہو ہی نہیں سکتی...... "جب سارے مسائل ختم ہو گئے اور پھر بھی وہ یہی کہتے رہے کہ آپس میں مل کر قادیانی اور لاہوری جماعت کو تبلیغ کرنی چاہیے۔ تو آخر میں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ اور مسئلہ بھی ہے جس میں ان کا اور ہمارا اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ (یعنی لاہوری جماعت) حضرت مسیح موعود کے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس پر وہ بڑے جوش میں آ کر کہنے لگے' آپ نے یہ مسئلہ پہلے کیوں نہ بتایا۔ اس مسئلہ کی موجودگی میں اختلاف صحیح اور جائز ہے۔ پھر کہنے لگے تمہارے پاس وہ چیز ہے جس سے تم ترقی کر جاؤ گے اور پیغامی (یعنی لاہوری) ترقی نہیں کریں گے۔"

(میاں بشیر الدین محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۲۴۶ ج ۳۳ مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

یوں تو اندرونی اختلافات مثلاً امامت' خلافت یا فقہ کی بناء پر مسلمانوں کے بعض فرقے بعض فرقوں کے پیچھے نماز پڑھنے میں تامل کرتے ہیں مثلاً سب سے بڑھ کر شیعہ سنی۔ لیکن قادیانی صاحبان اختلاف نبوت کی بناء پر مسلمانوں کی نماز سے انکار کرتے ہیں کہ گویا مسلمان منکر نبی ہو کر کافر ہو گئے۔ چنانچہ یہ بحث بھی کتاب میں وضاحت سے درج ہے' یہاں صرف ایک نمونہ پیش کرتے ہیں کہ آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں بالقابہ کو نماز میں کیا مرحلہ پیش آیا اور کیا صفائی پیش ہوئی:

"(اخبار) پیغام صلح (لاہور) مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۴۱ء میں آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی طرف یہ بات منسوب کر کے کہ انہوں نے لندن میں عثمانی امام خیر الدین آفندی کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھی۔ جناب چوہدری صاحب سے شہادت طلب کی تھی' کہ وہ صحیح واقعات پر روشنی ڈالیں۔ یہ پرچہ جس وقت جناب چوہدری صاحب موصوف کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اسی وقت آپ نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو ایک رجسٹری خط لکھا جس میں واقعات کی روشنی میں جہاں یہ ثابت کیا کہ انہوں نے کبھی کسی غیر احمدی امام کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی۔ وہاں حضرت مسیح موعود کے حسب ذیل وسیع ارشادات سے ثابت کیا کہ غیر احمدی امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا قطعاً ناجائز ہے۔

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۲۹ ص ۶ ج ۲۹ مورخہ ۸ جون ۱۹۴۱ء)

۲۶- قادیانی جماعت لاہور کی دورخی

دو قادیانی جماعتیں سو اول قادیانی جماعت لاہور کو لیجئے۔ اس جماعت میں نہ تو اتنی مذہبی عقیدت ہے کہ مرزا قادیانی صاحب کو اعلانیہ نبی مانیں اور نہ اتنی دینی جرأت ہے کہ توبہ کر کے مسلمانوں میں شریک ہو جائیں۔ یہ لوگ بیشتر مرزا قادیانی صاحب کے ابتدائی اور متوسط دور کے ارشادات میں اپنی عقیدت اور اپنے مسلک کا حصر کرتے ہیں۔ ان کو مجدد' محدث' مہدی اور مسیح موعود کی حد تک مانتے ہیں۔ نبوت کے دعوؤں سے کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ اور دوسری قادیانی جماعت وہ اپنی تکفیر کا خطرہ مول لیتے ہیں۔ لیکن ایسا ادھورا بننا یوں بھی نفاق ہے۔ دیانت کے خلاف ہے کہ دوسروں کو قادیانیت میں فریب دیا جائے' کوئی قبول کرے یا رد کرے۔ پوری قادیانیت پیش کرنی چاہیے اور یہ اخلاقی جرأت اور خلوص قادیانی جماعت قادیان کو حاصل ہے۔

اسی سبب سے قادیانی فرقہ میں جماعت قادیان زیادہ باثر اور مقبول ہے۔ یوں خلیفہ صاحب قادیان سے کچھ قادیانیوں کے ذاتی اختلافات اور جھگڑے ہوں۔ یہ دوسری بات ہے۔ لیکن اس جماعت کی قادیانیت قطعاً زیادہ مستند اور محکم ہے۔ اور یوں تو خود امیر صاحب جماعت لاہور بھی اپنی جماعت میں شکایات واعتراضات سے مبرا نہیں ہیں۔

بہر حال جماعت لاہور اپنی مصلحتوں کے مدنظر آئے دن واویلا کرتی رہتی ہے کہ قادیانیت کی تبلیغ سے اسلام کو اور مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچ رہا ہے۔ مگر لطف یہ کہ خود بھی قادیانی بنی ہوئی ہے اور دوسروں کو بھی قادیانی بنانا چاہتی ہے، مگر اپنی طرح ادھورا قادیانی' کہ مرزا قادیانی صاحب سے ربط اور عقیدت بھی رہے اور ان کی خاص تعلیم اور دعوؤں سے انکار بھی رہے اور سب سے بڑی فکر یہ کہ مسلمانوں میں بھی اپنا پایا جمارہے۔ جماعت لاہور کا یہ چوکھا کھیل بہت انوکھا معلوم ہوتا ہے۔

۲۷- قادیانی جماعت لاہور کا عقیدہ وعمل

یوں تو قادیانی جماعت لاہور کے اکابر مرزا قادیانی صاحب کی زندگی میں اور نیز بعد میں بھی کچھ مدت مرزا قادیانی صاحب کی نبوت کے معتقد تھے، چنانچہ کتاب میں کافی صراحت موجود ہے۔ لیکن بالآخر اس جماعت نے یہ محسوس کر کے کہ نبوت کا دعویٰ مسلمانوں میں نہ چل سکے گا۔ اور تکفیر مسلمین سے بھی کسی وقت الٹی مصیبت آنے کا احتمال ہے۔ اپنے عقیدہ میں ترمیم کر لی۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی صاحب کی تحریرات کے مقابل بھی اپنی ترمیم قائم رکھی۔ چنانچہ ذیل میں چند اقتباسات درج ہیں، جن سے واضح ہوگا کہ بعد ترمیم بھی جماعت لاہور کو مرزا قادیانی صاحب کے ساتھ کیسی عقیدت ہے۔ جماعت قادیان کے مقابل، عقیدہ میں کیا کیا فرق ہے۔ جماعت لاہور کا طریق عمل کیا ہے۔ اس کی کیا مصلحت ہے۔ نیز یہ کہ جماعت لاہور مسلمانوں کو کافر نہ سہی۔ لیکن مرزا صاحب کے انکار کی بناء پر فاسق ضرور سمجھتی ہے۔ گویا خود بڑی مومن متقی ہے۔ علیٰ ہذا جماعت قادیان کے ساتھ بھی اپنی نماز درست نہیں سمجھتی ہے کہ گویا مرزا صاحب کی نبوت کا عقیدہ باطل ہے:

(۱) ''واللہ باللہ ثم تاللہ ہم حضرت اقدس مرزا صاحب کو یقیناً یقیناً سچا مسیح موعود مہدی معہو یقین کرتے ہیں اور آپ کو آپ کی تمام باتوں میں کامل راست باز یقین کرتے ہیں۔ اور ہم دل سے اس بات کو مانتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد ایک باخدا انسان تھے۔ خدا تعالیٰ کے پیارے

تھے۔نہایت مقدس تھے۔البتہ یہ تعلیم ہم ان کی نہیں جانتے جو آج کل ان کو نبی اللہ اور رسول اللہ بنانے کی قادیان کے گدی نشین (یعنی صاحبزادہ صاحب) کی طرف سے دی جاتی ہے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں' کوئی مقدس ہم کو ہرگز قرآن اور حدیث کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکتا اور نہ خاتم النبیین کے بعد کوئی مقدس یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نبی مانو۔''

(مکتوب ڈاکٹر یعقوب لاہوری مندرجہ المہدی نمبر اص ۵۶ مولفہ حکیم محمد حسین قادیانی لاہور)

(۲) اب میں قادیانی اور لاہوری جماعت کے عقائد اور اصول کا بھی فرق بتا دوں تو بہتر ہوگا۔

(۱) ''لاہور والے ہر ایک کلمہ گو اہل قبلہ کو مسلمان سمجھتے ہیں قادیان والے ہر ایک کلمہ گو اہل قبلہ کو کافر' خارج از اسلام سمجھتے ہیں' سوائے ان کے جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل ہوں ان کے نزدیک اگر کوئی شخص مسیح موعود کو صادق بھی مانتا ہو۔ مگر بیعت نہ کی ہو تب بھی وہ کافر خارج از اسلام ہے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو تب بھی وہ کافر خارج از اسلام ہے۔''

(۲) ''حضرت مسیح موعود کو لاہور والے ایک عظیم الشان مجدد مانتے ہیں۔ قادیان والے نبی مانتے ہیں۔ انہیں معنوں میں جو اسلام کی اصطلاح میں نبی ہوتا ہے۔ خاتم النبیین کے معنی لاہور والوں کے نزدیک نبوت کو ختم کرنے والے کے ہیں۔ اور قادیان والوں کے نزدیک اپنی مہر سے نبی بنانے والے کے ہیں۔

(۳) لاہور والوں کا یہ ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ ابتدائی دعوے سے آخر تک ایک ہی دعویٰ تھا اور قادیان والوں کا یہ ایمان ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود اپنے دعویٰ نبوت کو سمجھتے نہ تھے۔ اور جب مخالف علماء آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر کے آپ کو کافر ٹھہراتے تھے تو آپ ان سے خفا ہو کر مباہلہ کے لیے تیار ہو جاتے تھے۔ اور خانہ خدا میں کھڑے ہو کر دعویٰ نبوت کا انکار کرتے تھے تو نعوذ باللہ یہ آپ کی ناسمجھی تھی۔ ۱۹۰۱ء میں آپ کو سمجھ آ گئی اور آپ اسی نبوت کے نعوذ باللہ مدعی بن بیٹھے جس دعویٰ پر آپ ۱۹۰۱ء سے قبل لعنتیں بھیجتے تھے' لاہور والے ان باتوں کو حضرت مسیح موعود پر افتراء جانتے ہیں۔

(۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی احمد کے آنے کے بارے میں جو قرآن شریف میں ''مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' کی آیت میں مذکور ہے۔ لاہور والے اس پیش گوئی کا مصداق آنحضرت ﷺ کو سمجھتے ہیں اور قادیان والے حضرت مسیح

موعود کو۔“

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح، مسیح موعود نمبر لاہور ج ۲۸ نمبر ۳۱-۳۲ مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء)

(۵) ”اسی قسم کا واقعہ ہندوستان کا بھی ہے۔ شروع شروع میں ہم پانچ سات آدمیوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ نہ تو حضرت مرزا صاحب نے کبھی نبوت کا دعویٰ کیا اور نہ ہم میں سے کسی نے ان کو نبی مانا۔ یہ اشتہار مولانا مولوی عبدالباری صاحب لکھنوی فرنگی محلی کو بھی بھیجا گیا۔ انہوں نے جواب میں مجھے لکھا کہ الحمدللہ مجھے بہت بڑی غلط فہمی سے نجات ملی اور آج میرا دل مرزا صاحب کی طرف سے بدگمانیوں سے پاک وصاف ہوگیا۔ چنانچہ ان کے الفاظ شائع کیے گئے۔ غالباً امرتسر میں کانگریس کا اجتماع تھا۔ وہاں لوگ مولوی عبدالباری صاحب کے سرہو گئے کہ آپ نے یہ کیا کیا۔ ایک سند ان کے ہاتھ میں دے دی مولانا عبدالباری نے ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اسلام کے اندر ایسے ایسے لوگ پیدا ہوں جو نبوت کے مدعی ہوں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ایسا نہیں چاہتے۔ تب انہوں نے فرمایا کہ جب یہ فریق حلف اٹھاتا ہے تو تم اس کی بات کیوں نہیں مان لیتے۔ (گویا تحقیق اور تنقیح کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اعلان پر ایمان لانا کافی ہے۔ خواہ اس کے دھوکہ میں ایمان خراب ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اور مسلمان گمراہی میں کیوں نہ پڑ جائیں۔ کیا سطحی سرسری فتویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ للمؤلف برنی) تم کو یہ چاہیے کہ تم اس فریق کو جو ان کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرتا ہے غلطی پر مانو اور ان کو سچا مانو (خواہ ان کا اعلان سراسر غلط ہو، خلاف اصل ہو۔ للمؤلف برنی) جس پر مکفر مولوی خاموش ہو گئے“ شاید فتویٰ پر دم بخود ہو گئے۔“ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۴۹ء)

(۴) ”مجھے تو فاروقی صاحب کی بات پسند آئی۔ ایک قادیانی بزرگ ان کے پاس پہنچے اور تبلیغ کرنے لگے کہ وہ ان کے شکوک دور کر کے حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت ثابت کر دیں گے۔ فاروقی صاحب نے اس تبلیغ کرنے والے کو کیا اچھا جواب دیا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تم جانتے ہو کہ اس کا مجھ پر کیا اثر ہوگا میں ایسی صورت میں حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا قرار دوں گا (یہی خوف تو لاہوری‘ قادیانی کو مرزا صاحب کی نبوت سے انکار کرنے پر مجبور کرتا ہے کہ دعویٰ نبوت سے مرزا صاحب کا جھوٹ بہت نمایاں ہوتا ہے اور لوگ جال میں نہیں پھنستے للمؤلف برنی) تو یہ اس جماعت میں اپنے ہاتھوں سے ایک روک حضرت مرزا صاحب کی قبولیت میں کھڑی کر دی

ہے خدا چاہے یہ بھی دور ہو جائے گی (خدا چاہے تو صحیح حالات معلوم ہونے پر لاہوری مصلحت کا راز فاش ہو جائے گا کہ کس طرح غلط بیانی سے مرزا صاحب کی قبولیت پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔للمؤلف برنی) غلط فہمیوں کے دور ہونے کی رو چل پڑی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔"

(بے شک خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ مغالطہ رفع ہونے پر مسلمان قادیانی عقائد کے فریب سے محفوظ ہو جائیں گے۔للمؤلف برنی)

(مولوی محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار صلح لاہور ج ۳۷ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۹ء)

(۵) "لاہور احمدیہ بلڈنگس میں کچھ لوگ رہتے ہیں جو نہ تو وہ حضرت احمد مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور صادق رسول اور آنے والا عیسیٰ نبی اللہ یقین کرتے ہیں اور نہ غیر احمدی مسلمان میں صدق دل سے شمولیت اختیار کرتے ہیں۔"

(کتاب الحیات مولفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی ص ۳)

(۶) "اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۸ مارچ ۱۹۴۱ء لکھتا ہے کہ "قادیانی بھائی ایسے پکے ثابت ہوئے ہیں کہ لاکھ ان کے سامنے سر رگڑے۔کلمہ کا اقرار کرے۔نمازیں پڑھے۔روزے رکھے۔حج کرے۔ جب تک وہ حضرت مسیح موعود پر ایمان نہ لائے۔نہیں بلکہ ایمان بھی لائے۔ اور ظاہری بیعت نہ کی ہو تو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پیغام صلح نے جو اعتراض کیا ہے۔دراصل یہ اعتراض جماعت احمدیہ قادیان پر نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود پر ہے کیونکہ آپ ارشاد فرما چکے ہیں کہ:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے......

(الذکر الحکیم نمبر ۴ ص ۲۳)

......پھر غیر مبائعین یعنی قادیانی جماعت لاہور حضرت مسیح موعود کو مجدد مانتے ہیں اور ان کے امیر جناب مولوی محمد علی صاحب فتویٰ دے چکے ہیں کہ مجددوں کا ماننا ضروری ہے اور ان کے انکار سے انسان فاسق ہو جاتا ہے۔ (کتاب النبوۃ فی الاسلام ص ۱۸۵)

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص جو کلمہ کا اقرار کرتا ہو نماز قبلہ رو پڑھتا ہو روزے رکھتا ہو حج کرتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو۔مگر حضرت مسیح موعود کو مجدد نہ مانتا ہو تو وہ مومن ہوگا یا کہ فاسق۔اگر فاسق ہوگا تو غیر مبائعین (قادیانی جماعت لاہور) کے متعلق کیوں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ

لاکھ ان کے سامنے کوئی سر رگڑے کلمہ کا اقرار کرے نمازیں پڑھے روزے رکھے حج کرے۔ جب تک وہ حضرت مسیح موعود کو مجدد نہ مانے وہ فاسق ہی ہوتا ہے۔" (پکڑ تو اچھی رہی کافر نہ سہی فاسق ہی سہی۔قادیانیت نے دھبہ تو لگا دیا۔ للمؤلف برنی)

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۹ نمبر ۶۰ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۱ء)

(۷) "۱۹۴۴ء کی ابتداء میں جناب مولوی (محمد علی) صاحب لاہوری کے ساتھ ایک معاملہ پیش آ گیا۔جس میں یہ سوال پیدا ہو گیا کہ کیا جماعت قادیان کی امامت میں نماز ہمیں حرام جاننی چاہیے۔یا ایسی مکروہ کہ بمنزلہ حرام ہو میں نے اس سوال کا جواب صاف چاہا اور آخر مولوی صاحب نے فرمایا۔"سچ تو یہ ہے کہ اگر آپ جماعت علیحدہ رکھنا ضروری سمجھتے ہوں۔تو نماز علیحدہ کرنی پڑے گی۔" (گویا لاہوری جماعت کے قادیانی قادیان کی جماعت والوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔للمؤلف برنی) (مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۷۵ ج ۳۳ ص ۴ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۴۵ء)

۲۸-قادیانی جماعت قادیان کے عقیدہ وعمل پر جماعت لاہور کا واویلا

قادیانی جماعت قادیان کو اپنے خلوص میں یہ دھن لگی رہی کہ مرزا قادیانی صاحب کی نبوت کا ڈنکا بجے چنانچہ بابانگ دہل انہوں نے قادیانی نبوت کا خوب اعلان کیا۔اور جماعت لاہور کی اپنی مصلحت میں یہ فکر دامن گیر رہی کہ نبوت کے دعوے پر پردہ پڑا رہے۔مبادا مسلمان بیدار ہو جائیں اور مخالفت بڑھ جائے ان کے نزدیک مرزا قادیانی صاحب کی عقیدت مجدد محدث مہدی اور مسیح موعود کی حد تک مسلمانوں کے دلوں میں بیٹھا دی جائے تو کافی ہے عجب نہیں کہ بعد کو وہ نبوت تک ترقی کر جائے۔ورنہ ممکن ہے کہ مسلمان کی بیداری اور مخالفت سے عقیدت کی نوبت ہی نہ آ جائے اور تحریک قادیانیت کا خاتمہ ہو جائے۔چنانچہ بالآخر وہ صورت پیدا ہو رہی ہے۔بلکہ ہو چکی ہے۔جس کو قادیانی صاحبان محسوس کرتے ہیں۔اور ذرا ذرا زبان پر بھی لاتے ہیں۔

نہاں کے ماند آں رازے کز وسازند محفلہا

بہرحال باطل کو چند روز فروغ حاصل ہو سکتا ہے اور بالعموم ہوتا ہے۔لیکن اس کو قیام نہیں کہ اس کی خاصیت شر ہے اور شر عدم سے ملحق ہے۔یوں باطل سسکتا رہے تو دوسری بات ہے۔تاریخ شاہد ہے اور شاہد ہوگی انشاءاللہ۔

بہرحال جماعت قادیان کے عقائد واعمال کے متعلق قادیانی جماعت لاہور کی تنقیح و

تنقید باختصار ذیل میں درج ہے۔ تفصیل کتاب میں موجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱) ''جماعت قادیان حضرت مسیح موعود کو ایسا نبی سمجھتی ہے جس کے انکار سے کلمہ گو بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا غلو ہے۔ جس سے غلط فہمیوں کا پیدا ہونا لازمی عمل تھا۔ چنانچہ مسلمانوں میں اس عقیدے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کے متعلق غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔'' (دراصل قادیانی جماعت لاہور کی مصلحت آمیز غلط بیانیوں سے غلط فہمیاں پیدا ہوئیں۔ ورنہ قادیانی جماعت قادیان کا مذہب تو مرزا قادیانی صاحب کی تعلیم کے مطابق صاف اور واضح ہے۔ عقیدہ باطل سہی' لیکن جماعت قادیان قادیانیت کے ساتھ ایقان اور خلوص رکھتی ہے۔ جماعت لاہور کی طرح تاویلی اور نفاق میں مبتلا نہیں ہے۔ للمؤلف برنی)

''مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی پاکستان کانفرنس میں جو خطبہ استقبالیہ پڑھا گیا' اس کا یہ اقتباس کہ (انگریزی سیاست نے اس مردم خیز خطہ میں وطنی نبوت کا انتظام کر دیا' تاکہ مسلمانوں کو مدینہ منورہ جانے کی ضرورت باقی نہ رہے اور عالمگیر اخوت اسلامی کا احساس فنا ہو جائے وغیرہ وغیرہ) بھی ان ہی غلط فہمیوں کا نتیجہ ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ مارچ ۱۹۴۱ء) مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور نمبر ۱۴ نمبر ۲۹ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۴۱ء)

(۲) ''ختم نبوت جیسے عظیم الشان مسئلہ کو برباد کر دیا گیا' اور اجرائے نبوت کا خطرناک عقیدہ جماعت میں جاری کر کے امت مسلمہ کی وحدت اور امن کو تباہ کر دیا گیا۔ اب آئے دن نبی آیا کریں گے اور لوگ کافر بنایا کریں گے اور امت مسلمہ روز ایک نئے نبی کے آنے کی وجہ سے کفر کے گڑھے میں گرتی اور اس کی وحدت...... ٹکڑے ٹکڑے ہوتی رہے گی...... دنیا بھر کے ساٹھ کروڑ مسلمان کو کافر' خارج از اسلام قرار دے کر اسلام کا تختہ الٹ دیا' اور اس طرح حضرت مسیح موعود کے مشن کو برباد کر دیا۔ حضرت اقدس آئے تو تھے تکمیل اشاعت اسلام کرنے اور اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لیے' لیکن اس بدعتی خلافت نے اپنے فتویٰ کفر کے ذریعہ مسلمانوں کی تکفیر کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا اور تیرہ سو سال کی محنت شاقہ سے جو لوگ مسلمان بنے تھے۔ انہیں بھی دائرہ اسلام سے خارج کر کے پادریوں اور دیگر دشمنان اسلام کے مقاصد کی غیر ارادی طور پر تکمیل کر دی۔ اگر اس خلافت محمودیہ کی سلور جوبلی پر وہ لوگ خوشیاں منائیں تو انہیں حق پہنچتا ہے...... حضرت مسیح موعود کو ۱۹۰۱ء تک جو دعویٰ نہ سمجھنے والا ٹھہرا کر ان کی سخت ہتک کی۔

گویا وہ ۱۹۰۱ء تک جو دعویٰ نبوت سے انکار کرتے رہے۔ اور ایسے مدعی پر لعنت بھیجتے رہے تو یہ ان کی نادانی اور لاعلمی تھی۔ بقول محمودی صاحبان ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت مسیح موعود یکا یک اسی دعویٰ نبوت کے مدعی بن گئے جس پر کل تک لعنت بھیجتے رہے تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے آدمی کے دعویٰ پر سے امان اٹھ گیا۔ ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے کچھ اور عرصہ زندہ رہتے تو کچھ اور ہی دعویٰ کر دیتے جو شخص سالہا سال خود اپنے دعویٰ کو سمجھ نہیں سکا۔ اس نے کسی دوسرے کو اپنا دعویٰ کیا سمجھانا ہے۔ اور ایسا شخص یقیناً مذہبی حیثیت سے حکم عدل نہیں قرار دیا جا سکتا...... احمدی جماعت کو تمام دنیا میں بدنام کر دیا۔ خدمت دین کی وجہ سے جو عزت اور ہر دلعزیزی مسلمانوں کے دلوں میں اس جماعت کو حاصل ہوئی تھی' وہ خلافت محمودیہ کے غالیانہ عقائد نے حرف غلط کی طرح مٹا کر رکھ دیا اور سلسلہ کی ترقی کو سینکڑوں برس پیچھے ڈال دیا۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۶ ۴ مئی ۱۹۳۹ء)

(۳) "اگرچہ فریق قادیان زبان سے یہ نہیں کہتا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی نبوت منسوخ ہوگئی ہے یا آپ کا کلمہ منسوخ ہوگیا۔ لیکن وہ عملاً اس اصول پر قائم ہیں۔ ایک شخص ہزار نمازیں پڑھے' روزے رکھے' حج کرے' زکوٰۃ دے اور اشہدان محمد رسول اللہ کا اقرار و اعلان کرتا رہے لیکن پھر بھی قادیانی جماعت کہتی ہے کہ وہ کافر ہے اس کی نماز بیکار' اس کا حج' زکوٰۃ اور تمام ارکان اسلام اس کو مسلمان نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ وہ اس زمانے کے نبی حضرت مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہ لائے' یعنی عملی طور پر قادیانی جماعت یہ کہتی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا زمانہ ختم ہوگیا ہے اور اب ان پر ایمان لانے سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا ہاں ایک نئے نبی پر ایمان لانے سے مسلمان ہو سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا خیال ہے جو ایک مسلمان کے لیے جس کے دل میں ذرہ بھر بھی آنحضرت ﷺ کی عزت اور حرمت ہے' ناقابل برداشت ہے اور اس کے خون کو کھولا دینے والا ہے۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا پیغام صلح لاہور ج ۲۸ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۰ء)

(۴) "لیکن دوسری طرف جماعت قادیان اپنی عمارت کو غیر اسلامی اور تخریبی عقائد پر استوار کر چکی تھی اور دن بدن کوشاں تھی کہ اس عمارت کو زیادہ مستحکم اور بلند کیا جائے' قادیانی جماعت کے اس اقدام نے تمام اسلامی دنیا میں ایک منافرت کی روح پیدا کر دی اور اس سے ہندوستان میں چند ایک پولیٹیکل پیچیدگیاں پیدا ہوگئیں جن سے ایک شدید ردعمل ہوا۔ اور تحریک

احمدیت کے خلاف ملک کے کونے کونے میں زہر آلود زہر دوڑ گئی اور اس نے ساری فضا کو مسموم کر دیا۔ مسلمان جو کہ اس تحریک کو خالص اسلامی تحریک سمجھے ہوئے تھے۔ اس سے بدظن اور متنفر ہو گئے۔ یہ تنفر اور بدظنی قادیانی جماعت کی بے راہ روی سے تھی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس کی سزا صرف قادیانی جماعت کو ہی ملتی۔ لیکن ساتھ ہی جماعت لاہور جو اپنی ہیئت اور تعمیر میں خالص مذہبی اور تبلیغی جماعت تھی' لپیٹ میں آ گئی' اور بغیر کسی وجہ کے گیہوں کے ساتھ گھن کے مانند پسنے لگی......
ہمیں اپنی تعداد کو پوری کوشش کے ساتھ بڑھانا چاہیے اور جماعت تب ہی بڑھ سکتی ہے۔ جب ہم ان غلط فہمیوں کو دور کر دیں جو ہمارے متعلق تمام اسلامی حلقوں میں پھیلائی جا رہی ہیں۔ یہ غلط فہمیاں جب تک دور نہیں ہو سکتیں جب تک ہم ڈٹ کر قادیانی عقائد کا مقابلہ نہ کریں' خواہ ہمیں اس مقابلہ کے لیے قادیان ہی کیوں نہ جانا پڑے۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح ج ۲۷ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۳۹ء)

مولوی محمد علی صاحب لاہوری کو قادیانیت کی تبلیغ کی اتنی فکر ہے کہ تبلیغ کی خاطر وہ قادیانیت میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور قادیانیت کے اساسی اعتبارات سے گھبراتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

(۱) "دراصل میاں صاحب (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کے عقیدۂ نبوت و تکفیر کی وجہ سے ہی احمدیت کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ عام لوگ زیادہ تحقیق نہیں کر سکتے جب وہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت کا بڑا حصہ جو قادیان میں ہے اور خود ان کا بیٹا اس عقیدہ کو مانتا ہے۔ تو انہیں ایک زبردست ٹھوکر لگتی ہے۔" (مگر اب تو بخوبی تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ مرزا صاحب کی تعلیم کے بموجب عقیدہ نبوت و تکفیر لازم ہے۔ پس لاہوری جماعت کے واسطے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ ان کو اختیار ہے کہ قادیانی فرقہ میں گھسے رہیں یا مسلمانوں میں واپس آ جائیں (للمؤلف برنی)

(مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور کا خطبہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۶ نمبر ۴ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۲) "اسی خلافت ہی میں مسئلہ نبوت مسیح موعود کو اسلام میں داخل ہونے کا ایک اصل قرار دیا گیا ہے' اور اسی کے نہ سمجھنے کے باعث ہی اس وقت ان احمدیوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں جنہوں نے حضرت غلام احمد مسیح موعود کو درحقیقت ایک مستقل نبی اور قادیان کو واقع میں ارض حرم کے برابر سمجھ رکھا ہے۔ اور ہمیں نہایت شرم زدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک

غلطیوں کی وجہ سے ہمارے مخالفوں کو موقع ملا ہے کہ وہ احمدیت کو ایک نیا دین اور حضرت غلام احمد مہدی معہود کو ایک نیا پیغمبر اور قادیان کو احمدیوں کے لیے حج کی جگہ قرار دینے میں ہم کو مورد اعتراض ٹھہرادیں۔" (المہدی نمبر ۲-۳ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری ص ۵۶)

(۳) "قادیانی عقیدہ ایک لاش ہے۔ جسے وہ اٹھائے پھرتے ہیں جس کا تعفن اب دنیا میں پھیل رہا ہے۔ اور عنقریب خود ان کے اپنے دماغ اس تعفن کو برداشت نہ کرسکیں گے۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۵ مئی ۱۹۴۲ء منقول از رسالہ فرقہ قادیان ج ۱ نمبر ۵ بابت مئی ۱۹۴۲ء)

(۴) "کیا کوئی بھی معقول انسان تسلیم کرسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی نوحؑ نے خبر دی، خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی ابراہیمؑ نے خبر دی، خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی موسیٰؑ نے خبر دی، خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی عیسیٰؑ نے خبر دی، خدا تعالیٰ کا وہ مسیح جس کی رسول کریم ﷺ نے خبر دی، جس کی یاد میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ائمہ دین اور صلحاء و اولیاء دعائیں کرتے ہوئے اس جہان سے گذر گئے، وہ اس جہاں میں آیا اور چلا گیا، اور سوائے گمراہی اور ضلالت کے دنیا میں کچھ چھوڑ نہیں گیا۔" (تسلیم کرنے نہ کرنے کا سوال باقی نہیں رہا۔ جو کچھ اصلیت ہے۔ تجربہ اور تاریخ سے خود ظاہر ہو رہی ہے۔ اور ہو جائے گی۔ للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۹۰ ص ۱۰ مورخہ ۲۱ اپریل۔ ۱۹۴۰ء)

۲۹- قادیانی جماعت لاہور کا کارنامہ

حال ہی میں جماعت لاہور کی طرف سے ایک دو ورقہ گشتی وصول ہوئی جس کا عنوان ہے "پیغام احمدیت" اس میں جہاں تک قادیانیت کا تعارف درج ہے۔ وہ حسب معمول سخن سازی اور سخن پروری کا اچھا نمونہ ہے کہ واقعیت سے بعید ہے۔ اور صداقت و دیانت کے مغائر ہے۔ کوئی جماعت جو مذہبی کہلاتی ہے۔ اس کے واسطے یہ چالیں نازیبا اور نادرست ہیں۔ ناواقفوں کو دین میں دھوکا دینا، فریب میں لانا سراسر ناجائز ہے۔ اصل قادیانیت اور جماعت لاہور کی طرف سے اس کا یہ تعارف پڑھ کر وہی مقولہ یاد آتا ہے کہ۔

برعکس نہند نام زنگی کافور

اسی دو ورقہ کے آخری صفحہ پر جماعت لاہور کا ۳۵ سالہ کارنامہ درج ہے۔ اوّل ان

کے تبلیغی مشنوں کی فہرست ہے جن کی ووکنگ مشن (انگلستان) سے ابتداء ہوتی ہے۔ ووکنگ مشن کا جو قصہ کتاب میں اور نیز مقدمہ میں درج ہے' اس سے ان کے مبالغوں کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ پھر برلن (جرمنی) ہیگ (ہالینڈ) اور سان فرانسسکو (امریکہ) کا نمبر ہے۔ وہاں کچھ کام ہوتا ہوگا۔ بہر حال برلن میں مسجد کی تعمیر تو امر واقعہ ہے' البتہ اس کی تفصیل تحقیق نہیں۔ تبلیغی مشنوں میں ان کے بعد نائیجیریا' الجیریا' ڈچ گیانا' برٹش گیانا' ٹرینڈاڈ' انڈونیشیا' سیام اور برما کی فہرست ہے۔ ان مقامات میں بہت سی جگہ مسلمانوں کی آبادی خاصی ہے۔ اس کے سوا ہندوستان میں بھی تبلیغی جماعتیں جا بجا پھیلی ہوئی ہیں۔

غرضیکہ قادیانی جماعت لاہور کی طرف سے بھی ہندوستان اور ہندوستان کے باہر مسلمانوں میں قادیانیت کی تبلیغ ہو رہی ہے جس پر اس جماعت کو فخر ہے اور جس کے اجر میں وہ مسلمانوں سے امداد چاہتی ہے۔ گویا مسلمان ان کو پیسہ بھی دیں اور اپنا ایمان بھی ان کے حوالہ کر دیں' ایمان تو ان کی بہن قادیانی جماعت قادیان بھی لیتی ہے مگر اس کو مسلمانوں سے پیسہ کم ملتا ہے۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ قادیان کی قادیانیت گہری عنابی ہے اور لاہور کی قادیانیت ہلکی گلابی۔ رنگ میں فرق ہے۔ لیکن اب جو بھید کھل رہا ہے۔ تو مسلمانوں کی بیداری کہہ رہی ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت رامی شناسم

چنانچہ لاہوری جماعت کی شکایت بڑھ رہی ہے کہ سابق کے مقابل اب مسلمان دن بدن کم ہاتھ آتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے پیسہ بھی کم ملتا ہے۔ یوں بھی سچ پوچھئے تو قادیان کی عنابی قادیانیت سے لاہور کی گلابی قادیانیت مضرت رساں ہے۔ کہ یہ علت مشکل سے تشخیص میں آتی ہے اور ہلکے بخار کی طرح طبیعت میں بیٹھ جاتی ہے۔ چنانچہ کتنے بھولے مسلمان نادانستہ طور پر اس قادیانی دق میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے بیشک قادیان کی جماعت اپنے معیار سے مسلمانوں کو کافر سمجھتی ہے۔ لیکن لاہور کی جماعت بھی کیا کمی کرتی ہے وہ بھی مرزا قادیانی صاحب کے انکار کی بناء پر مسلمانوں کو فاسق سمجھتی ہے گویا لاہوری قادیانی مرزا قادیانی صاحب کو مان کر صالح ہو گئے اور مسلمان مرزا قادیانی صاحب کا انکار کر کے فاسق' بن گئے۔ پس کفر ہو یا فسق قادیان کی باطل منافرت مسلمانوں کے حق میں فتنہ عظیم ہے۔ لیکن شکر ہے کہ کفر و فسق کا بے اصل الزام تو خود الزام دینے پر رجعت کرتا ہے۔ مؤمن محفوظ رہتا ہے۔

مسلمانوں پر سب سے زیادہ رعب لاہوری جماعت اپنی شائع کردہ کتابوں کا ڈالتی ہے خواہ قرآن شریف کا ترجمہ ہو یا اسلام کے متعلق کوئی تالیف' اس میں جس حد تک قادیانیت کی آمیزش ہے' قابل احتیاط ہے۔ کہ عقیدہ کے فساد سے عمل بھی فاسد ہو جاتا ہے اور اس فساد کا نتیجہ دین کی نعمتوں سے محرومی ہے۔ بریں ہم ۔ عیش گفتی ہنرش نیز بگو' جس حد تک بھی ایسی کتابوں سے قادیانیت کے ماسوا اسلام کی تعلیم پیش ہو' غنیمت ہے۔ تاہم مسلمانوں کو ہوشیار رہنا واجب ہے۔ جماعت لاہور قادیانیت کے ایک پھندے سے تو نکل بھاگی' کہ وہ مرزا قادیانی صاحب کو نبی نہیں مانتی' ان کو قرآن مجید کا احمد نہیں مانتی' مرزا صاحب کے منکر کو کافر نہیں جانتی۔ پھر بھی وہ مرزا صاحب کو مجدد' محدث' مہدی اور مسیح موعود ضرور مانتی ہے اور ان کے منکر کو فاسق سمجھتی ہے۔ حالانکہ فاسق کے احکام و آثار بھی قرآن میں بہت سخت ہیں۔ غرضیکہ رسول اللہ ﷺ کے کلمہ گو کو خواہ وہ کیسا ہی دیندار ہو' محض مرزا قادیانی صاحب کے انکار کی سزا میں کافر یا فاسق قرار دینا کیسا ظلم ہے' خاص کر جب کہ خود مرزا صاحب کے عقائد و اعمال خود توبہ و استغفار کے طالب ہوں پس کیا عجب ہے کہ توفیق رفیق حال ہو اور لاہوری جماعت دوسرے پھندے سے بھی نکل کر مسلمانوں میں شامل ہو' اور اس کو حسن انجام حاصل ہو۔

مولوی محمد علی صاحب قادیانی جماعت لاہور کے امیر ہیں اور بڑی حد تک وہی اس جماعت کے روح رواں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی صاحب ان کے مربی تھے پیرو مرشد تھے۔ پس وابستگی لابد ہے۔ لیکن مرشد دین سے عزیز نہیں ہوسکتا۔ اگر مرشد نبوت کا مدعی ہے اور اس کی نبوت سے مرید کو انکار ہے تو پھر جو تعلق باقی ہے وہ محض نمائشی اور تاویلی ہے۔ اس صورت میں مداہنت سے مراجعت بہتر ہے۔ مرزا قادیانی صاحب کی تائید میں کہا جائے کہ وہ اسلام کے تحفظ میں عیسائیوں اور آریوں سے مناظرے کرتے تھے۔ مناظروں کی حیثیت جو کچھ بھی ہو۔ کوئی وکیل کسی جائیداد کے مقدمہ میں پیروی کرے اور محنتانہ کے نام سے اس جائیداد پر قبضہ کرنا چاہے تو ایسی وکالت کو کیا سمجھا جائے گا۔ نقش اسلام اور نبوت کے متعلق جو گل فشانیاں کی گئیں ہیں۔ بیشتر تخیلات کی بھول بھلیاں ہیں جن میں اچھے اچھے سرگرداں پھرتے ہیں۔ چنانچہ جماعت قادیان لاہور کے باہمی بحث و مباحثوں سے پیچیدگیوں کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

علیٰ ہذا جس طرح مرزا قادیانی صاحب اپنے مناظروں کا احسان رکھ کر مسلمانوں سے اپنی نبوت منوانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح یہ دونوں جماعتیں بھی بلالحاظ اس امر کے کہ باطل عقائد کی

تبلیغ کرتی ہیں۔ مسلمانوں پر اپنی تبلیغ کا احسان دھرتی ہیں اور اس کے معاوضہ میں مسلمانوں کا ایمان لینا چاہتی ہیں کہ گویا وہ بھی مرزا صاحب کے حلقہ میں داخل ہو جائیں۔ خواہ وہ حلقہ قادیان کا ہو یا لاہور کا۔

۳۰-قادیانی جماعت قادیان کے عقائد

قادیانی جماعت قادیان جو مرزا قادیانی صاحب کے تمام دعوؤں پر ایمان رکھتی ہے اور جماعت لاہور کی طرح نبوت کے دعوؤں سے اعتراض و انکار نہیں کرتی اور تذبذب و تلون نہیں دکھاتی' قادیانی فرقہ میں بہت زیادہ مقبول ہے۔ جماعت لاہور اپنی دورخی کے طفیل میں اسلام کے نام پر قادیانیت کی تبلیغ کے واسطے مسلمانوں سے بھی امداد حاصل کر لیتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی صاحب کو مجدد' محدث مہدی اور مسیح موعود بھی لازماً مانتی ہے اور ان کو نہ ماننے کی بناء پر وہ بھی مسلمانوں کو فاسق جانتی ہے۔ اور لطف یہ کہ خود واویلا کرتی رہتی ہے کہ جماعت قادیان نے مسلمانوں کو مرزا صاحب کے انکار کی بناء پر کافر قرار دے کر اسلام میں بڑا فتنہ پھیلا دیا۔ گویا خود را فضیحت دیگراں را نصیحت۔ بہر حال ذیل میں قادیانی جماعت قادیان کے عقائد بطور نمونہ باختصار درج کرتے ہیں۔ تفصیل کتاب میں موجود ہے۔ جو چاہے دیکھ لے۔

۳۱-مرزا قادیانی صاحب نبی اللہ' رسول اللہ

قادیانی جماعت قادیان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو پکا نبی اور رسول اللہ مانتی ہے اور بلا تکلف اس کا اعلان کرتی ہے۔ چنانچہ چند اعلان ملاحظہ ہوں:

(۱) ''اسلام میں خدا نے ایک عظیم الشان نبی بھیجا ہے۔ تا وہ اس زندہ خدا کا لوگوں کو پتہ دے جو اسلام نے پیش کیا ہے اور ان کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد ہے جو قادیان (پنجاب) میں مبعوث ہوئے۔'' (قادیانی اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۶۳ ص ۶ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۲) ''ایک دفعہ ایک آدمی میرے پاس آیا اور سوال کیا کہ قرآن کریم سے مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت پیش کریں۔ ایسے لوگ اکثر آتے رہتے ہیں...... میں نے کہا کہ سارا قرآن ہی آپ کی صداقت کا ثبوت ہے۔''

(میاں محمود احمد قادیان کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۳۰ ص ۵ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۸ء)

(۳) ''مرزا غلام احمد صاحب کو وہ امام مہدی اور وہ مسیح مانتے ہیں۔ جس کی خبر تمام

انبیاء سابقین نے بالآخر حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین نے دی۔ ہم بغیر کسی فرق کے بہ لحاظ نبوت کے انہیں ایسا ہی رسول مانتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے رسول مبعوث ہوتے رہے ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۴) "لیکن کیا امتی کہلانے سے آپ کی نبوت' نبوت تامہ' کاملہ نہ رہی۔ یا آپ نبوت کے لحاظ سے پہلے نبیوں سے شان میں کم رہے۔ ہرگز نہیں' آپ کا کسی پہلے نبی سے نبوت کے لحاظ سے کم رہنا تو الگ رہا' آپ تو اپنے متعلق فرماتے ہیں کہ "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔"

(دافع البلاء ص ۱۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

"اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا باوجود امتی نبی ہونے کے وہ درجہ ہے کہ ایسے نبی سے جو امتی نہیں بہت بڑھا ہوا ہے' اور نہ صرف کسی ایک بات میں بلکہ تمام شان میں...... بہت بڑھ کر ہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۴۵ ص ۱۱ مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۱۶ء)

(۵) "اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے' اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ "**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ**"

(مرزا قادیانی صاحب کی کتاب اعجاز احمدی ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

(۶) "مکرمی جناب پیر سراج الحق صاحب نعمانی جمالی احمدی کے نام نامی اور اسم گرامی سے ہماری جماعت کے بہت کم لوگ ناواقف ہوں گے۔ آپ ان خوش قسمت اور بخت رسا رکھنے والے اصحاب میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود کے فیض صحبت سے مستفیض ہونے کا ایک عرصہ تک خاص موقع نصیب ہوا ہے۔ آپ اس وقت تک موجودہ اختلافات کا حسرت ناک نظارہ بڑے صبر و سکون سے دیکھ رہے تھے لیکن معلوم ہوتا ہے اب آپ کا کاسہ صبر چھلک پڑا ہے اور آپ کی مہر سکوت ٹوٹ پڑی ہے۔ اس لیے آپ نے۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
دگر خاموش بنشینم گناہ است

کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت عمدہ طرز سے اپنے ورود دل کا اظہار ایک خط کے ذریعہ کیا ہے جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کی خدمت

اقدس میں بھیجا ہے کاش ہمارے گم گشتہ راہ براوران اس سے فائدہ اٹھائیں...... خبیث وطیب میں ضرور فرق ہونا تھا۔ اوراسی لیے وہ رسول مبعوث ہوا تھا۔ جب سے حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہے تب میں نے برابر آنحضرت (مرزا قادیانی) کو کبھی نبی اللہ اور کبھی رسول اللہ لکھا۔ اور ہمیشہ اس وقت تک کہ آپ کی وفات یا شہادت ہو تین روز پہلے تک سوائے اس القاب کے کچھ لکھا ہی نہیں کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ۔ آنحضرت (مرزا قادیانی) نے کبھی بھی نہیں روکا کہ یہ القاب کیوں لکھتے ہو۔ میں نے خط کے اندر بھی یہی لکھا اور بلکہ اس زمانہ میں جو کہ آغاز تھا اور مولوی عبدالکریم صاحب اور خلیفہ اوّل یہ لکھنے میں جھجکتے تھے اور چند لوگوں نے مجھے اس سے منع بھی کیا کہ لوگ اس سے بدکتے ہیں اور ان کو ابتلاء آتا ہے۔ مگر میں نے نہ مانا کیوں نہ مانا؟ اس لیے کہ حق سے بدکیں تو بدکیں اور رکیں تو رک جائیں۔ جو ارواح سعیدہ ہوں گی وہ ضرور تسلی اور اطمینان اور ایمان وایقان حاصل کر کے قبول کریں گی۔ اور پھر جب حضرت اقدس (مرزا قادیانی) بھی نہیں روکتے تو پھر یہ کون روکنے والے ہیں میں نے چھوٹے چھوٹے پرچے بھی لکھے تو یہی پہلے لکھا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور نبی اللہ۔ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے بار بار فرمایا کہ سیر کے لیے ہمیں رقعہ کے ذریعہ یاد دلایا کرو۔ میں نے جب کبھی یاد دہانی رقعہ کے ذریعہ کی ہے تو اسی طرح لکھا کرتا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ اگر حضور سیر کے لیے تشریف لے چلیں تو لوگ حاضر ہیں۔ بعض وقت جواب لکھ دیتے کہ اچھا آتا ہوں اور کبھی تحریر فرما دیتے کہ آج فرصت نہیں۔ لیکن یہ کبھی نہیں لکھا کہ یہ القاب مت لکھا کرو میں رسول نہیں ہوں نبی نہیں ہوں۔ شیخ غلام احمد صاحب کو یہ واقعہ ضرور یاد ہوگا کہ ایک بزرگ معمر کوٹلہ کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے ایک روز گول کمرہ کے پاس آکر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول میں اجازت چاہتا ہوں کہ چند روز کے لیے کوٹلہ ہو آؤں۔ اور حضرت نے فرمایا کہ جا کر کیا کرو گے۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں اور تم بیمار ہو یہیں پڑے رہو۔ اس بزرگ نے کئی بار باصرار تمام کہا ان الفاظ میں کہ تو اللہ کا رسول ہے اور سچا رسول ہے۔ تو اللہ کا نبی ہے اور سچا نبی ہے میں تیرے رسول اور نبی ہونے پر ایمان لایا ہوں اور بے شک تو سچا رسول اور نبی ہے میں تیرے حکم کے بغیر نہیں جا سکتا ہوں۔ ایم۔ اے صاحب (یعنی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری) بھی وہاں آرونق افروز ہوئے اور کئی احباب اور مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی بھی تھے۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۲۳ ص ۹-۱۰ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۶ء)

۳۲-نبیوں کی شکل میں رسول اللہ کا ظہور

قادیانی عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ہی دوسرے نبیوں کی شکل میں بار بار ظہور فرماتے رہیں گے اور سلسلہ نبوت جاری رہے گا۔ چنانچہ دو ایک صراحتیں بطور نمونہ ملاحظہ ہوں:

(۱) "جہاں انہوں نے (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے متعلق عام دعا کی وہاں تو ان میں بار بار رسول اور امام بھیجنے کی التجا کی' مگر جہاں مکے والوں کے متعلق خاص طور پر دعا کی تو وہاں صرف ایک رسول بھیجنے کی دعا کر دی۔"

"اس اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا ہے کہ بیشک مکے والوں کے متعلق انہوں نے بھی دعا کی تھی کہ ان میں ایک رسول آئے' مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ رسول ایسا کامل تھا کہ اس پر اس قسم کی موت آ ہی نہیں سکتی تھی کہ اس کی تعلیم کا اثر لوگوں کی طبائع پر سے کلیتہً جاتا رہے۔ بلکہ مقدر یہ تھا کہ جب بھی طبعی طور پر یہ اثر جاتا رہے گا' خدا اس رسول کو دوبارہ مبعوث کر دے گا۔ اور چونکہ اس رسول کو اپنے مطبع اظلال کے ذریعہ بار بار دنیا میں آنا تھا۔ اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہت سے رسول مانگنے کی ضرورت نہ تھی۔ غرض اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دعا کی تھی کہ "ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم"تو اس "رسولاً منھم" سے مراد خاتم النبیین تھا' اور چونکہ خاتم النبیین کی نبوت میں بعد میں آنے والے تمام نبیوں اور رسولوں کی نبوت شامل تھی' اس لیے یہ ضرورت ہی نہ تھی کہ "رسولاً منھم"کی بجائے "رسلاً منھم" کہا جاتا۔ پس ہمیں اس آیت سے یہ نکتہ معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی بعثت اپنی ذات میں ہی بعد میں آنے والے رسولوں اور اماموں کی خبر دیتی تھی آپؐ کے علاوہ دنیا میں اور کوئی ایسا رسول نہیں جو اپنی ذات میں آنے والے انبیاء کی خبر دیتا ہو۔"

(میاں محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱۷۳ص ۳ مورخہ یکم اگست ۱۹۴۰ء)

(۲) "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت رسول کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ ہے۔ آپ کے صحابہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کے مثیل ہیں۔ اور آپ کے خلفاء رسول کریم ﷺ کے خلفاء کے مثیل ہیں۔ جو آپ سے محبت کرتا ہے وہ رسول کریم ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ جو آپ سے دشمنی کرتا ہے۔ وہ رسول کریم ﷺ کا دشمن ہے۔ جو آپ کے صحابہ اور آپ کے خلفاء اور آپکی اولاد سے محبت کرتا ہے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ رسول کریم

ﷺ کے صحابہ اور آپ کے خلفاء اور آپ کی اولاد سے محبت کرتا ہے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے، لیکن جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خلفاء کا دشمن ہے۔ وہ یقیناً رسول کریم ﷺ کے خلفاء کا دشمن ہے۔ آنحضرت ﷺ کا پہلا خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا پہلا خلیفہ حضرت مولوی حکیم نورالدین تھے۔ ان دونوں خلفاء کو آپس میں شدید مشابہت ہے...... کتنی شاندار صداقت ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا آنا رسول کریم ﷺ کا آنا ہے اور آپ کے بعد خلیفہ اوّل یعنی حضرت مولوی نورالدین کا وجود رسول کریم ﷺ کے بعد خلیفہ اوّل یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وجود ہے۔

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۶۲ جل ۳۴ ص ۴ مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۴۶ء)

۳۳۔مرزا غلام احمد دراصل قرآنی احمد

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید میں جس احمد کے آنے کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے وہ احمد خود مرزا غلام احمد قادیانی ہیں، نہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ۔ چنانچہ اس قادیانی عقیدہ کی تفصیل کتاب میں موجود ہے۔ یہاں بھی مختصر حوالہ پیش ہے۔ جو عبرت کے واسطے بہت کافی ہے:

(۱) ''اگرچہ یہ امر مسلمہ امر ہے کہ آنحضرت ﷺ ہی کیا باعتبار ذات اور کیا باعتبار وصف محمد و احمد ہیں، اور مسلمانوں میں سے آج تک کوئی ایسا فرقہ نہیں ہوا جس نے کبھی آنحضرت ﷺ کے مصداق بشارت عیسوی (اسمہ احمد) ہونے کا انکار کیا ہو۔ البتہ نصاریٰ نے اس امر کا ہمیشہ انکار ہی کیا اور یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے زمانہ کے مثیل نصاریٰ محمودی قادیانی بڑے زور سے نصاریٰ کے قدم پر قدم مار رہے ہیں اور بلند آواز سے کہتے ہیں کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ بشارت عیسوی (اسمہ احمد) کے مصداق نہیں ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ کا اسم ذات احمد نہیں ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پھر یہ غالی لوگ کہتے ہیں کہ (اسمہ احمد) کی بشارت کا مصداق حضرت مرزا صاحب مجدد زماں ہیں۔ کیوں کہ ان کا نام احمد ہے'' (اور واقعہ یہ ہے کہ ان کا نام غلام احمد ہے۔ للمؤلف برنی)

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور نمبر ۲۸ ج ۲۹ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۴۱ء)

(۲) ''احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے

متعلق ہی ہے۔ میں اس بات کے ثبوت میں اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں اور تمام دنیا کے عالموں اور فاضلوں کے سامنے بیان کرنے کے لیے تیار ہوں۔ حتیٰ کہ میں انعام رکھنے کے لیے بھی تیار ہوں۔ اور اگر کوئی میرے دلائل کو غلط ثابت کردے اور قرآن کریم سے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت کردے کہ احمد آنحضرت ﷺ کا نام تھا' نہ کہ صفت' اور یہ کہ جو نشانات احمد کے قرآن میں آتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ پر چسپاں ہوتے ہیں اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ پیشین گوئی اپنے اوپر چسپاں فرمائی ہے تو میں ایسے شخص کو ایک مقرر تاوان جو فریقین کو منظور ہو دینے کے لیے تیار ہوں۔"

(میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء منقول از اخبار الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۲۲ ص ۱۹ ستمبر ۱۹۱۶ء)

(۳) اس بارہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی تحریرات پیش کرنے سے قبل ایک اصولی امر کا ذکر کردینا بھی ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ کا نام ذاتی طور پر احمد نہ تھا کیونکہ قرآن مجید اور کلمہ طیبہ میں آپ کا نام محمد آیا ہے اور رشتہ داروں نے بھی آپ کا نام محمد رکھا' نہ کہ احمد' ہاں احمد آنحضرت ﷺ کا صفاتی نام ضرور ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذاتی نام بھی "احمد" ہے کیونکہ الہامات میں خدا نے آپ کو "احمد" نام سے خطاب کیا اور اسی نام پر آپ بیعت لیتے رہے اور اس نام کو متعدد کتب میں حضور (مرزا قادیانی) نے درج بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا۔

احمد آخر زماں نام من است
آخریں جامے ہمیں جام من است

اور اس بارہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس آیت کو اپنے وجود پر چسپاں فرماتے ہوئے اپنے آپ کو احمد نام کا صریح مصداق قرار دیا ہے۔ صرف اسی ایک آیت کو نہیں بلکہ اس کے مابعد کی آیت کو بھی اپنے وجود پر چسپاں فرمایا۔

(قادیانی اخبار الفضل قادیان ج ۳۲ نمبر ۲۸۶ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۴۴ء)

۴۴- حلفیہ شہادتیں

چند حلف بھی ملاحظہ ہوں:

(۱) ''واللہ باللہ ثم تاللہ میں نے بارہا حضرت خلیفۃ المسیح (مولوی نورالدین صاحب قادیانی) سے سنا ہے کہ حضرت مسیح کی یہ بشارت ''مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی دعا ہے اور آپ کا اصل نام احمد ہے'' (محمد سرور قادیانی)

(۲) ''بیشک خلیفۃ المسیح مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو مراد لیتے تھے۔ (قاضی امیر حسین قادیانی)

(۳) ''مجھے ایک دن یہ تمام سورہ صف بخصوصیت پڑھائی تھی جس میں احمد والی پیش گوئی کا مصداق حضرت میرزا غلام احمد مسیح موعود کو قرار دیا تھا۔ اور تمام آیتوں کو جو اس پیش گوئی کے بعد ہیں۔ اسی زمانہ پر چسپاں کیا تھا۔ اور میں بحیثیت آپ کا شاگرد ہونے کے یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ اس کا یہی مطلب بیان فرمایا کرتے تھے۔'' (حافظ روشن علی صاحب قادیانی)

(۴) ''میں نے مختلف موقعوں پر حضرت خلیفۃ المسیح سے سنا تھا کہ ''مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' والی پیش گوئی حضرت مرزا صاحب کے متعلق ہے اور یہ کہ آپ کا اصل نام احمد ہے' غلام لفظ زائد ہے۔'' (میر محمد اسحاق صاحب قادیانی)

(۵) ''میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو اس بات پر زور دیتے ہوئے اور قرآن کریم سے اس بات کو ثابت کرتے ہوئے اپنے کانوں سے سنا ہے۔''

(محمد اسمٰعیل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیانا خبار الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۴۳-۴۴ ص ۹ مورخہ ۲ تا ۵ دسمبر ۱۹۱۶ء)

۳۵- نبوت میں رسول اللہ سے بڑھنا ممکن ہے

قادیانی عقیدہ ہے کہ گو فی الواقع اب تک رسول اللہ ﷺ سے کوئی نہیں بڑھا ہے لیکن رسول اللہ سے بڑھ جانا ممکن ضرور ہے' کتاب میں اس کی بھی صراحت موجود ہے۔ یہاں بھی نمونہ ملاحظہ ہو:

(۱) ''تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ جناب خلیفہ صاحب کے معارف میں سے یہ نکتہ معرفت قادیان سے شائع ہوا کہ انسان ترقی کرتے کرتے آنحضرت ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے اور جب قادیانی حضرات کو اس کلمہ سے توبہ کرنے کو کہا گیا اور سمجھایا گیا کہ یہ کلمہ کسی طرح بھی صحیح نہیں' تو مقلدین نے یہ کہنا شروع کیا کہ جناب کبھی شاگرد بھی استاد سے بڑھ جایا کرتا ہے۔ اور جب یہ سمجھایا گیا کہ شاگرد تب ہی استاد سے بڑھ سکتا ہے۔ جب کہ استاد ناقص ہو۔ ورنہ کامل استاد سے

کوئی بڑھ سکتا ہی نہیں۔ اس لیے میاں صاحب کے منہ سے خدا جانے کس حالت میں یہ کلمہ نکل گیا ہے' اس کو آپ رد کر دیں' تو بھی حق کو قبول نہ کیا جو بہت ہی قابل افسوس بات ہے۔''

(مولوی عمر الدین لاہوری کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج ۳۴ نمبر ۳۲ مورخہ ۸ اگست ۱۹۴۶ء)

(۲) ''حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے خطبہ جمعہ مندرجہ ''الفضل مورخہ ۸ نومبر ۱۹۳۹ء میں حسب ذیل سطور شائع ہوئی ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے قرب کی راہیں اتنی غیر محدود ہیں کہ انہیں کلی طور پر طے کرنے کا خیال کرنا بھی کفر ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی سب طے نہیں کیں۔ بیشک اپنے مقام کی سب کیں اور آپ سب سے آگے ہیں۔ مگر یہ کہ خدا تعالیٰ کا احاطہ کر لیا ہو یہ غلط ہے۔'' اس پر ایک صاحب نے بعض اعتراضات کرتے ہوئے حضور سے ان کے جواب طلب کیے ہیں وہ سوال حضرت امیر المومنین کے جواب کے ساتھ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

''پہلا سوال...... کیا آنحضرت ﷺ کو خدا تعالیٰ کا مکمل قرب حاصل نہیں ہوا؟

جواب...... اگر مکمل سے مراد ہے کہ سب انسانوں سے زیادہ' تو محمد رسول اللہ ﷺ کو یہ قرب حاصل ہے۔ اور اگر مراد یہ ہے کہ اس سے آگے قرب کی راہیں بند ہیں تو یہ غلط ہے۔''

''دوسرا سوال...... کیا کسی دوسرے انسان کو اس قرب سے جو آپ کو حاصل ہوا ہے' بڑھ کر قرب حاصل ہو سکتا ہے؟''

جواب...... اگر یہ مراد ہے کہ کوئی بندہ ایسا موجود ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ خدا نے دوسروں کے لیے زیادہ قرب کی راہ بند کر دی ہے۔ تو غلط ہے۔ گویا دوسروں کو رسول اللہ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہونا ممکن ہے نا ممکن نہیں ہے۔ شاید آئندہ خود میاں صاحب ہمت کریں' دنیا بامید قائم۔ للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۲۸۳ ص ۳ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۳۹ء)

۳۶- نبی آئندہ بھی آتے رہیں گے

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ گو رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا بلکہ آئندہ بھی خاص حیثیت سے نبی آتے رہیں گے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نبی بن کر آئے۔ نبوت کا یہ فلسفہ مرزا قادیانی صاحب کا سب سے بڑا

کشفی اور عملی کارنامہ مانا جاتا ہے اور یہی مسئلہ قادیانیت کی بنیاد ہے۔ لیکن قادیانی جماعت لاہور اس مسئلہ سے کتراتی ہے' گھبراتی ہے' شرماتی ہے۔ پھر بھی قادیانیت کا برابر دم بھرتی ہے اور مرزا صاحب قادیانی کے نام پر اسلام کی تبلیغ کرتی ہے۔ اس ابتلا کی وہی صورت ہے۔

نے تاب وصل دارم' نے طاقت جدائی

بہرحال اجرائے نبوت کی تفصیل تو کتاب میں درج ہے' یہاں چند حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) ''اگر کوئی شخص کسی نبی کی اطاعت اور پیروی کر کے نبی بن سکتا ہے تو پھر تمہیں کیا معلوم کہ اس وقت دنیا میں کوئی اور شخص بھی نبی نہیں بن چکا۔ آخر امت محمدیہ دنیا کے تمام حصص میں پھیلی ہوئی ہے اور ہر جگہ ہی ایسے بندگان خدا موجود ہیں جو کم وبیش آنحضرت ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں منہمک ہیں' ہمارے پاس اس بات کا کوئی معیار موجود نہیں کہ کس قدر اطاعت کرنے سے نبوت مل سکتی ہے اور ہو بھی تو ہمیں ہر ایک کا پتہ ہی کہاں ہے؟ پھر کیا ایسے حالات میں یہ ممکن نہیں کہ افریقہ میں کوئی اطاعت گزاری میں اس حد تک پہنچ چکا ہو' جہاں پہنچ کر اسے نبوت مل سکتی ہے۔ تو پس اپنے ایمانوں کا فکر کرو اور جاؤ۔ اخباروں میں ڈھونڈو' اشتہار شائع کرو کہ کہیں دنیا کے کسی کونے میں کوئی نبی تو نہیں بن گیا۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۴۰ ص ۶ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۱۶ء)

(۲) ''بلاشبہ اسلام تاقیامت باقی رہے گا۔ اور کوئی ایسا نبی نہیں آ سکتا جو اسلام کا شعشہ بھی مٹا سکے۔ لیکن جس طرح حضرت موسیٰ ؑ کے بعد شریعت موسوی کی تجدید اور حفاظت کے لیے انبیاء آتے رہے۔ اسی طرح اسلام کی حفاظت کے لیے بھی انبیاء کا آنا ضروری ہے اور اس سے اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ اس کی خوبی ظاہر ہوتی ہے کہ اس پر عمل کرتے ہوئے انسان روحانیت کے سب سے اعلیٰ درجہ نبوت کو حاصل بھی کر سکتا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۱۳۱ ص ۴-۵ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۲۵ء)

(۳) ''بٹالہ کے ایک گیانی صاحب نے جو حضور سے (یعنی خلیفہ صاحب قادیان) شرف ملاقات کرنے کے لیے آئے تھے۔ ملاقات کر کے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ حضور نے خطاب کرتے ہوئے نہایت لطیف عقلی دلائل کے ساتھ یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ہر قوم میں انبیاء آتے رہتے ہیں اور آئندہ بھی آتے رہیں گے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب (مرزا قادیانی) بھی ان رسولوں میں ایک برگزیدہ رسول تھے جنہیں خدا تعالیٰ لوگوں کی رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً

بھیجتا رہا ہے۔" (خلیفہ صاحب قادیان بقول خود اللہ تعالیٰ کے ایماء سے المصلح الموعود تو بن ہی گئے تھے۔اس کے بعد نبوت چنداں بعید نہیں۔کیا عجب ہے کبھی موقعہ پا کر میاں صاحب ہمت کریں اور آئندہ انبیاء کے منجملہ فی الحال مرزا قادیانی صاحب کے ساتھ ایک نبی کا اور اضافہ ہو جائے شاید کہ ہمیں "بیضہ برآرد پروبال" باقی نبی بعد کو آتے رہیں گے۔للمؤلف برنی)

(رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۲۹۷ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۴۶ء)

(۴) "خاتم النبیین کے بعد شریعت ذاتی اور براہ راست نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے' اب جو نبی ہوگا۔آپ کے ہی اتباع فیض سے ہوگا۔یہ مطلب نہیں کہ نبوت اکتسابی ہوگی یا محمد رسول کی وساطت سے مراد ہے کہ وہاں کوئی دفتر ہے جہاں باقاعدہ دستخط ہو کر ترقی دی جاتی ہے۔ بلکہ صرف اس سے یہ مقصود ہے کہ آئندہ نبی آپ کی امت میں سے ہوں گے اور بس۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

(۵) "اگر کوئی شخص ایک بال بھر بھی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی تعلیم کے خلاف چلتا ہے۔وہ اپنے ہاتھوں تباہی کی بنیاد رکھتا ہے اور وہ جواب دہ ہوگا خدا تعالیٰ کے حضور اس تباہی اور بربادی کا' اور دوسرے نبی کے آنے تک جتنے گناہ ہوں گے۔وہ ایسے لوگوں کی گردن پر ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۴ ص ۹ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

(۶) "جون ۱۹۲۴ء کے خطبہ میں میاں محمود احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ "کوئی نبی بغیر کتاب اور شریعت کے نہیں ہوتا حضرت مسیح موعود نبی ہیں تو ضروری بات ہے کہ وہ بھی کتاب اور شریعت لاویں۔پس اب جو قرآن ہے وہ حضرت مسیح موعود کا ہے اور جو شریعت ہے وہ حضرت مرزا صاحب کی ہے۔اور جس طرح نبی زمانہ کے آنے سے گزشتہ نبیوں کے سامنے ایک دیوار کھینچ دی ہے۔اسی طرح حضرت مسیح موعود کی نبوت نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے سامنے ایک دیوار کھینچ دی ہے اور حضرت مسیح موعود بمنزلہ ایک سوراخ کے ہیں۔جس میں سے محمد رسول اللہ ﷺ اور گزشتہ انبیاء نظر آتے ہیں ورنہ قصہ ختم ہے۔یہیں تک نہیں ایک مرتبہ کسی سائل کا جواب دیتے ہوئے میاں محمود احمد صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ "آئندہ جو بھی نبی آئے گا اسے حضرت مسیح موعود کا متبع ہونا ضروری ہے۔"" گویا دوسرے لفظوں میں خاتم النبیین کے اگر محمودی معنی لیے جائیں کہ "اپنی اتباع کی مہر سے نبی بنانے والا" تو نتیجہ یہ نکلا کہ اب ختم نبوت کی مہر حضرت مسیح

موعود کے پاس ہے۔ گویا محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم الانبیاء ہونے سے بھی جواب ہے۔ جب انہیں نبی زمانہ کی کرسی سے اتار کران کی جگہ نئے نبی کو لا بٹھایا تو لازمی بات ہے کہ ختم نبوت کی مہر کا چارج بھی نئے نبی کو لا کے دیا جاتا' سو دے دیا گیا۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۸ نمبر ۳۰۶ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۴۰ء)

(۷) "اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہے گا' یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی (پادری) کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔"

(مرزا قادیانی صاحب کی کتاب حقیقت الوحی تتمہ ص ۷۱ خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۷)

(۸) "اس جگہ ہم اپنے غیر مبائع بھائیوں (قادیانی جماعت لاہور) کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا ایک صریح ارشاد پیش کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ الاوّل سورہ القمر "کذبت ثمود بالنذر کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اگر نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نبی نے نہ آنا ہوتا تو پھر انبیاء اور ان کے مخالفین کے ذکر کی کیا ضرورت تھی؟ کوئی بھی سورہ خالی جاتی ہے جس میں انبیاء' اور ان کے مخالفین کی ہلاکت کا بیان نہ ہو؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی اکرم کے بعد یہ سلسلہ جاری ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اب نبی آپ کی مہر سے بطور آپ کے ظل کے آئے گا۔"

(درس القرآن حضرت خلیفہ اوّل ص ۵۷۲)

"کس قدر واضح اور صاف بات ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات بیان ہوئے ہیں۔ یہ محض گزشتہ زمانہ کا فسانہ نہیں اور نہ ہی واقعات ماضیہ کا اعادہ ہے بلکہ آئندہ کے لیے ان بیانات میں پیش گوئیاں مذکور ہیں' حضرت خلیفہ اوّل فرماتے ہیں کہ اگر آئندہ کسی نبی نے نہ آنا ہوتا تو ان حالات کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ ان حالات کا اس طرح بیان کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ سلسلہ نبوت جاری ہے اور انبیاء علیہم السلام وقتاً بعد وقت آنے والے ہیں۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ اب کوئی نبی براہ راست یا مستقل طور پر نہیں آ سکتا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کی اتباع کی برکت سے اور شریعت محمدیہ کی پیروی میں اس فیضان کو پا سکتا ہے۔ اس فرق کے علاوہ باقی ہر پہلو سے سلسلۂ انبیاء علیہم السلام جاری ہے۔ اور ان کا ماننا ویسا ہی فرض ہے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اور ان انبیاء کے مکذبین کا وہی انجام ہوگا جو قرآن پاک میں مذکورہ انبیاء کے مکذبین کا ہوا۔"

(رسالہ فرقان قادیان ج ۱ نمبر ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۲ء)

۳۷-مرزا قادیانی صاحب نبی اللہ' رسول اللہ کی فضیلت

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نبی رسول ہیں۔ بلکہ بڑے عظیم الشان نبی رسول ہیں اور اکثر انبیاء سے بلکہ رسول کریم کے سوا تمام انبیاء ومرسلین سے افضل ہیں۔ جب یہ رتبہ حاصل تھا تو پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سیّد الشہداء سے الجھنے کی کیا ضرورت تھی کہ فقرہ کس دیا۔

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

علی ہذا امام المتقین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ' حضرت غوث الاعظم غوث الثقلین پر اور اکابر ملت پر مرزا صاحب نے اپنی فضیلت جتائی' نوبت یہ پہنچی کہ خود رسول اللہ ﷺ پر اپنی فضیلت جتائی کہ رسول اللہ ﷺ کو ہلال اور اپنے آپ کو نبوت کے ظہور میں بدر قرار دیا۔ چنانچہ کتاب میں سب تفصیل موجود ہے۔ یہاں بھی چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ ایسے ابتلا سے جس قدر توبہ استغفار کی جائے کم ہے۔ قادیانی جماعت قادیان سے تو شکوہ نہیں کہ وہ مضبوطی سے قادیانیت پر قائم ہے۔ لیکن جماعت لاہور سے شکوہ ضرور ہے کہ وہ اسلام کا دم بھرتی ہے اور مرزا قادیانی صاحب کے نام پر بھی مرتی ہے۔ پس اپنے معیار پر قادیانیت کی تبلیغ کرتی ہے چنانچہ جو مسلمان مرزا قادیانی صاحب کو مجدد' محدث' مہدی معہود اور مسیح موعود نہ مانے' اس کو فاسق سمجھتی ہے۔ مسلمانوں میں گمراہی پھیلانا چاہتی ہے اور لطف یہ کہ ان سے امداد کی بھی طالب رہتی ہے:

(۱) ''میں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر پھر خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ گو میں مسیح ابن مریم کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے کبھی خدائی کا دعویٰ کیا۔ تاہم میں دعویٰ کرنے والے کو تمام گنہگاروں سے بدتر سمجھتا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم اس تہمت سے بری اور راست باز ہے اور اس نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی۔ لیکن ہر دفعہ اپنی عاجزی اور عبودیت ظاہر کی۔ ایک دفعہ میں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا عالم تھا ایک جگہ بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا اور اس نے فروتنی اور محبت سے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ اور میں نے بھی محسوس کیا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ تب سے میں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ سو جو کچھ میں نے دیکھا ہے

اس کے موافق میرا یہی عقیدہ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے گو مجھے حکمت اور مصلحت الٰہی نے اس کی نسبت زیادہ کام سپرد کیا ہے اور اس کی نسبت زیادہ فضل و کرم کے وعدے دیئے ہیں' مگر پھر بھی میں اور وہ روحانیت کی رو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی بنا پر میرا آنا اس کا آنا ہے۔ جو مجھ سے انکار کرتا ہے وہ اس سے بھی انکار کرتا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا اور خوش ہوا پس وہ جو مجھے دیکھتا اور ناخوش ہوتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے نہ مجھ میں سے نہ مسیح ابن مریم میں سے۔ اور مسیح ابن مریم مجھ میں سے اور میں خدا سے ہوں (یہ جدید قادیانی تثلیث تو عیسوی تثلیث سے بھی بڑھ گئی۔ للمؤلف برنی) مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے اور بدقسمت وہ جس کی آنکھوں سے میں پوشیدہ ہوں۔"

(قادیانی رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱ نمبر ۹ ص ۳۴۸ بابت ستمبر ۱۹۰۲ء مضمون از مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اور ایڈیٹر رسالہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی لاہوری)

(۲) "خدا کا سچا مسیح وہ بزرگ ہستی ہے جس کے متعلق عرش سے ذوالجلال خدا نے کہا انی جاعلک للناس اماما میں تجھے تمام لوگوں کا امام بناؤں گا۔ (تذکرہ طبع سوم ص ۸۲) نیز فرمایا "فحان ان تعان و تعرف بین الناس" وہ وقت آ گیا ہے کہ تیری مدد کی جائے اور تجھے لوگوں میں معروف و مشہور کیا جائے۔ (تذکرہ طبع سوم ص ۶۷) نیز فرمایا "تقیم الشریعۃ وتحی الدین" کہ تو شریعت کو قائم کرے گا اور دین کو زندہ کرے گا (تذکرہ ص ۲۴۰ طبع طوم) اور فرمایا "تو جہاں کا نور ہے' تو خدا کا وقار ہے' پس وہ تجھے ترک نہیں کرے گا تو کلمۃ الازل ہے۔ پس مٹایا نہیں جائے گا (تذکرہ ص ۳۱۰-۳۱۱) "تو مسیح موعود ہے۔ تیرے ساتھ ایک نورانی حربہ ہے' جو ظلمت کو پاش پاش کر دے گا۔ اور یکسر الصلیب کا مصداق ہوگا۔" (تذکرہ ص ۲۳۵ طبع سوم)

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں "خدا نے یہ ہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا' وہ کاٹا جائے گا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ' (تذکرہ ص ۳۰۲ طبع سوم) نیز حضور فرماتے ہیں" "اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیش گوئی ہے۔ جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رکھے

گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔" (تذکرہ ص ۴۹۳ طبع سوم)

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا۔ اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا' اور میرے سلسلہ کو تمام زمین پر پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقے کو غالب کرے گا...... اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا۔ اور پھر پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہوں گی اور ابتلاء آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدے کو پورا کرے گا۔" (تذکرہ ص ۶۰۴ طبع سوم) اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ "میں تجھے برکت پر برکت دوں گا' یہاں تک بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ عالم کشف میں مجھے وہ بادشاہ دکھلائے گئے جو گھوڑوں پر سوار تھے اور کہا گیا کہ یہ ہیں جو اپنی گردنوں پر تیری اطاعت کا جوا اٹھائیں گے۔ اور خدا انہیں برکت دے گا۔" (تذکرہ ص ۱۰ طبع سوم)

(۳) "میں اپنے ذوق اور تحقیقات کی بنا پر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت ﷺ سے اتر کر باقی تمام انبیاء سے افضل یقین کرتا ہوں اور اس کے ثبوت کے لیے بفضل خدا تعالیٰ اپنے پاس نہایت قوی دلائل رکھتا ہوں۔"

(صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۷۱ ص ۵ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۱۶ء)

(۴) "اب ہماری جماعت دنیا میں اسلام کا علم بلند کرنے کے لیے کھڑی ہوئی ہے۔ اور ہماری جماعت وہ ہے جسے ایک نبی پر ایمان لانا نصیب ہوا۔ بیشک وہ تابع اور ظلی نبی ہے۔ لیکن بہرحال وہ خدا تعالیٰ کا متکلم نبی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بولتا ہے اور اس سے وسیع انعامات کے وعدے فرماتا تھا۔ جیسا کہ وہ پہلے نبیوں سے فرماتا رہا۔ بلکہ رسول کریم ﷺ کو مستثنیٰ کرتے ہوئے گزشتہ تمام نبیوں پر اس کو اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی ہے اور اتنی فضیلت تو ظاہر ہی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس کا آنا اپنا آنا قرار دیا ہے۔ ایسے عظیم الشان نبی کی جماعت جس قسم کے انعامات کی امیدوار ہو سکتی ہے' وہ ظاہر ہیں' اور ان انعامات کے لیے جس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے وہ بھی ظاہر ہے۔"

(میاں محمود احمد قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳۳ نمبر ۲۹۴ ص ۴ مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۴۵ء)

(۵) "خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں' میں آدم ہوں' میں شیث ہوں' میں نوح ہوں' میں ابراہیم ہوں' میں

اسحاق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں، (مشہور انبیاء میں حضرت سلیمان یاد نہیں رہے یا کچھ خوف ہوا ہو کہ جن ان کے مطیع تھے للمؤلف برنی) اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔" (مرزا قادیانی صاحب کی کتاب حقیقت الوحی ص ۷۲ حاشیہ خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

(۶) "۱۹ اور ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء کے اخبار الفضل میں حضرت میر محمد سعید صاحب حیدر آباد کا خطبہ جمعہ چھپ چکا ہے جس میں انہوں نے آیت "واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا النبیین، میں سب انبیاء علیہم السلام شریک ہیں کوئی نبی بھی مستثنیٰ نہیں۔ آنحضرت ﷺ اس "النبیین" کے لفظ میں داخل ہیں۔ پھر "ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم" کی تشریح میں فرمایا کہ وہ رسول موعود ہے جو قرآن و حدیث کی تصدیق کرنے والا ہے اور وہ صاحب شریعت جدیدہ نہیں...... جب تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مجملاً حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا فرض ہوا، تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں۔ قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ۱۷ اگست ۱۹۴۰ء اس استدلال کو رسول کریم ﷺ کی ہتک قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے: یہ مضمون بڑے طمطراق سے اخبار 'الفضل' کا لیڈر شائع کیا گیا اور اس میں خاص طور پر سے اس بات پر زور دیا گیا اور اپنی طرف سے دلیلیں بھی دی گئیں کہ جن نبیوں سے اس موعود رسول پر ایمان لانے کا اور اس کی مدد کرنے کا عہد لیا گیا تھا۔ ان میں آنحضرت ﷺ بھی شامل تھے...... "پیغام صلح اسی سلسلہ میں کچھ اور رنگ آمیزی کرتے ہوئے لکھتا ہے: 'دیکھ لیجئے کیسی الٹی گنگا بہائی ہے۔ یہی نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی اس خصوصیت کبریٰ کو جو آپ سے مخصوص تھی اور جو آپ کو تمام رسولوں میں ممتاز بنا رہی تھی، آپ سے چھین کر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو دے دی۔ بلکہ بیک گردش چرخ نیلوفری، آقا کو غلام بنا دیا اور غلام کو آقا بنا دیا۔ کیونکر؟ اس طرح کہ آج آنحضرت ﷺ زندہ ہوتے تو آپ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور ان کی مدد کرتے۔ (قادیانی تحریک میں بڑا فریب یہی ہے کہ اپنے بچاؤ کی خاطر رسول کریم ﷺ کی تھوڑی بہت تعریف کر کے مرزا قادیانی صاحب کے حق میں بے تحاشہ مبالغے کرتے ہیں۔ لیکن بہت کم لوگ اس پیچ کو سمجھتے ہیں۔ للمؤلف برنی)

(اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۹۵ ج ۲۸ مورخہ ۲۸ اگست ۱۹۴۰ء)

(۷) "یہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ان نشانات کی وجہ سے ایک

معمولی نبی اور رسول ہیں؛ بلکہ آپ خدا تعالیٰ کے عظیم الشان موعود نبی ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں؛ اس قدر نشان دکھلائے ہیں۔ کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔"

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷ خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

"پھر حضور فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔ اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے۔ اب چاہے کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۶ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۴)

"مندرجہ بالا دلیل سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نہ صرف یہ کہ لازمی طور پر نبی ثابت ہوتے ہیں؛ بلکہ ایک بلند پایہ نبی قرار پاتے ہیں۔"

"کس قدر ظلم ہے کہ خدا تعالیٰ تو اتنے نشان آپ کی صداقت کے لیے ظاہر کرے کہ جن سے ہزار نبی کی نبوت ثابت ہو جاوئے۔ مگر بعض لوگوں کے خیال میں (یعنی قادیانی جماعت لاہور کے خیال میں) ان نشانات کے ہوتے ہوئے آپ کی اپنی نبوت ثابت نہ ہو سکے۔" (اس غلط فہمی کا خاص باعث خود مرزا قادیانی صاحب کی پیچ در پیچ تاویلات ہیں جو وہ اپنی تحریرات میں اختیار کرتے تھے۔ تاکہ لوگ چکر میں آئیں اور وہ خود گرفت میں نہ آسکیں۔ للمؤلف برنی)

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۸۲ ج ۲۹ ص ۵ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۴۱ء)

(۸) اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) (مرزا غلام احمد قادیانی) کا جو بلند تر روحانی مقام قرار دیا ہے؛ اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں:

"میں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص ۳۵ خزائن ج ۱۶ ص ۷۵)

نیز فرماتے ہیں۔

آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آں جام را مرا بہ تمام

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

کہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کے وصل اور عرفان کا جو جام پلایا گیا' وہ تمام جام اپنے کمال کے ساتھ مجھے پلایا گیا۔ گویا رسول کریم ﷺ کو مستثنیٰ کرتے ہوئے (اس استثناء میں بھی خود اپنی ہی حفاظت اور مصلحت ہے۔ للمؤلف برنی) دنیا کا کوئی نبی ایسا نہیں جس کے عرفان سے آپ کا عرفان کم ہو۔ آپ خود فرماتے ہیں۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بہ عرفاں نہ کمترم ز کسے

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

''ذیل میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے بعض الہامات درج کر کے بتایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک آپ کا منصب اور مقام کیا ہے:''یس والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین''

اے کامل سردار (مرزا غلام احمد قادیانی) ہم قرآن کریم کو اس بات کی شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ تو ہمارے رسولوں میں سے ہے۔ (اللہ رے جسارت! للمؤلف برنی)

(تذکرہ ص ۶۶۴ طبع سوم)

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ ''فضلنک علی ماسواک'' کہ تیرے سوا جس قدر انبیاء اولیاء ہیں (باستثناء آنحضرت ﷺ) ان سب پر ہم نے فضیلت دی۔'' (اللہ رے تعلّی! للمؤلف برنی)

(تذکرہ ص ۷۱۳ طبع سوم)

(۹) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ایک شعر ہے۔

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

کہ امام حسین کو تو ایک دفعہ کربلا کا واقعہ پیش آیا' مگر مجھے ہر آن نئی سے نئی کربلا میں

سے گزرنا پڑتا ہے' اور میری یہ حالت ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے دین کے احیاء کے لیے قربانیوں کے میدان میں امام حسین سے بڑھ کر ہوں اور ان سے سو گنے زیادہ دشمنوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنا ہوا ہوں'' ہاں آپ نے اس شعر میں اس حقیقت کا بھی اظہار فرمادیا کہ میں امام حسین سے بڑھ کر ہوں۔ کیونکہ مجھے دشمنوں کی طرف سے خدمت دین کے سلسلے میں جو تکالیف پہنچائی جارہی ہیں' وہ بھی امام حسین ؓ کی تکالیف سے بدرجہ زیادہ ہیں۔ امام حسین ؓ تو شہید ہو کر اپنے مولیٰ سے جا ملے۔ اور دنیوی تکالیف کا زمانہ ان کے لیے ختم ہو گیا۔ مگر میں وہ ہوں جو ہر روز اور ہر لحہ ایک نئی مصیبت سے دوچار ہوں اور مجھے اپنی زندگی کی ہر گھڑی دشمنوں کا مقابلہ کرنے میں گزارنی پڑتی ہے' پس میری تکالیف امام حسین کی تکالیف سے زیادہ ہیں۔ اور میرا درجہ امام حسین کے درجہ سے بڑا ہے یہ ایک امر واقعہ کا اظہار تھا۔ جو حضرت مسیح موعود نے کیا۔ مگر دشمنان سلسلہ نے کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو حضرت مرزا صاحب امام حسین کی ہتک کرتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ سو حسین میرے گریبان میں پڑے ہوئے ہیں۔'' (واقعی مرزا قادیانی صاحب نے نبی اور رسول بن کر اللہ کے واسطے دین کی راہ میں بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائیں جن کے مقابل حضرت امام حسین ؓ کے معرکے ان کو ہیچ نظر آنے لگے۔ مثلاً مرزا صاحب صحت کی خاطر مشک وعنبر و مروارید اور نیز افیون کے مرکبات کھاتے تھے' ٹانک وائن پیتے تھے' پھر بھی کثرت بول' کثرت اسہال' ضعف مردی اور دوران سر جیسے امراض میں مبتلا رہتے تھے۔ پھر انگریزوں کی خوشنودی کی فکر لگی رہتی تھی۔ جو اسلامی جہاد بالسیف منسوخ کرنے سے خوب پختہ ہو گئی۔ پھر مسلمانوں کو اپنی نبوت کے چکر میں ڈالنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ بڑی تاویلیں اور تدبیریں کرنی پڑیں۔ پھر مریدوں کی طرف سے اپنے مال و دولت میں جو اضافہ شروع ہوا وہ بھی دردسر ہی تھا۔ غرض کہ مصائب کا سلسلہ عمر بھر بندھا رہا حتیٰ کہ مرض ہیضہ میں زندگی یکا یک ختم ہو گئی۔ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ للمؤلف برنی)

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۸۵ ج ۲۸ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۴۰ء)

۳۸- قادیان کی فضیلتیں' بیت الحرام مسجد اقصیٰ' مکہ مدینہ' حج' سب میں شامل

قادیان کے متعلق قادیانیوں کا جو عقیدہ ہے اس کی صراحت ذیل میں ملاحظہ طلب ہے۔ خلاصہ یہ کہ بیت الحرام' مسجد اقصیٰ' مکہ مدینہ' حج سب میں قادیاں شامل ہے' بلکہ قادیاں کا حج مکہ کے نفلی حج سے افضل ہے نتیجہ یہ کہ خود ہندوستان میں قادیانی اسلام کا ایک ایسا مرکز قائم ہو

جائے کہ حرمین شریفین کی چنداں ضرورت باقی نہ رہے۔حتیٰ کہ قادیانی اسلام کو ہندوستان میں خود ارادیت حاصل ہو جائے چنانچہ اس تنظیم کو انگریزی سرکار بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ کہ اس سے اسلام کی عالمگیر وحدت شکست ہوتی تھی' بہرحال مختصراً منصوبہ ملاحظہ ہو:

(۱) ''سیّدنا حضرت مسیح موعود کی بعثت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قادیان کے مقام کو جو عزت و رفعت بخشی ہے۔ وہ کسی توضیح اور تشریح کی محتاج نہیں۔ یہ وہ مبارک اور مقدس بستی ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے اور اسے اس زمانہ کے رسول کا تخت گاہ قرار دیا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جسے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلیات اور انوار کے نزول کا مرکز قرار دیا ہے۔ اور قوموں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ اور کوئی شخص احمدی کہلاتے اور حضرت مسیح موعود کے دامن سے وابستگی کا دعویٰ کرتے ہوئے قادیان کی اس عظمت اور بزرگی سے انکار نہیں کر سکتا۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۹ نمبر ۱۲۲ ص ۵ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۴۱ء)

(۲) ''جماعت احمدیہ کے لیے جس طرح مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مقدس مقامات ہیں' اسی طرح قادیان ان کے لیے مقامات مقدسہ اور شعائر اللہ میں سے ہے جیسا کہ حضور میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) فرماتے ہیں:

''مکہ وہ مقدس مقام ہے جس میں وہ گھر ہے جسے خدا نے اپنا گھر قرار دیا۔ اور مدینہ وہ بابرکت مقام ہے جس میں محمد ﷺ کا آخری گھر بنا' جس کی گلیوں میں آپ چلے پھرے اور جس کی مسجد میں اس مقدس نبی نے جو سب نبیوں سے کامل تھا اور سب نبیوں سے زیادہ خدا کا محبوب تھا' نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعائیں کیں۔ قادیان وہ مقدس مقام ہے جس میں محمد ﷺ کی صفات مقدسہ کا خدا تعالیٰ نے دوبارہ حضرت میرزا صاحب کی صورت میں نزول فرمایا۔ یہ مقدس ہے باقی سب دنیا سے' مگر تابع ہے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے'' (ایں ہم غنیمت است' للمؤلف برنی)

(ناظر بیت المال قادیان کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۵۰ ج ۳۵ ص ۲ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء)

(۳) ''مسجد اقصیٰ کے بارے میں حضرت مسیح موعود تحریر فرماتے ہیں:

''پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت ﷺ کا سیر کشفی ہے' مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے: (مبارک مبارک یجعل فیه) اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل

واقع ہوا' قرآن شریف کی آیت "بارکنا حولہ" کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "**سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ**"

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص ج حاشیہ) اخبار الفضل کا خلافت جوبلی نمبر ج ۲۷ نمبر ۲۶۸ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء

مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۹)

(۴) "اسی سال میاں صاحب (محمود احمد خلیفہ قادیان) کا ایک خطبہ شائع ہوا ہے جس میں آپ نے اعلان کیا ہے کہ قادیانی مسجد اقصیٰ قرآن کریم والی مسجد اقصیٰ ہی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے اور مسجد دنیا کے تیسرے درجہ کی مسجد ہے۔ یعنی کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی کے بعد (معاذ اللہ) اور آپ دیکھیں گے کہ تھوڑے عرصہ تک یہ اعلان بھی ہو جائے گا کہ یہ ظلی اور بروزی کعبۃ اللہ بھی ہے (نعوذ باللہ)"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۵ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۳۹ء)

(۵) "۱۹۳۵ء میں جلسہ سالانہ کے معا بعد عید الفطر آئی تھی' اور اب جلسہ سالانہ کے ساتھ عید الاضحیٰ آرہی ہے جس کا پہلا دن یوم الحج ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے ایک طرف قادیان کو ارض حرم قرار دیا ہے' چنانچہ فرماتے ہیں۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اور دوسری طرف قادیان میں آنے کو نفلی حج سے زیادہ ثواب کا مستحق ٹھہرایا ہے' جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے۔ لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں' مگر اس جگہ (یعنی قادیان میں) نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲ خزائن ج ۵ ص ۳۵۲)

"پس ان مبارک ایام میں جو خوش قسمت احباب قادیان آئیں گے وہ نہ صرف حرم میں آکر نفلی حج کا ثواب حاصل کریں گے' بلکہ جس طرح مکہ کے میدان میں حاجی قربانیوں کے جانور ذبح کرتے ہیں اسی طرح قادیان میں عید قربان کے روز قربانیاں کر کے اللہ تعالیٰ کی خاص رضا حاصل کریں گے۔

"گویا اب جلسہ سالانہ میں شمولیت دوہری عظیم الشان برکات کے حصول کا موجب

ہوگی۔انہیں وہ برکات بھی حاصل ہوں گی جو اس اجتماع سے وابستہ ہیں۔اور وہ بھی یوم الحج اور عید سے وابستہ ہیں۔پس احباب کو اس جلسہ میں شمولیت کے لیے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہ عید کی نماز قادیان میں پڑھیں اور قربانیاں کریں۔"

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۹ نمبر ۲۹۲ ص ۱ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء)

(جب مرزا قادیانی صاحب نبی اور رسول ٹھہرے تو پھر قادیان بھی ارض حرم کیوں نہ بنے۔اور ارض حرم بنے تو وہاں حج کا نقشہ کیوں نہ بنے۔چنانچہ مرزا قادیانی صاحب نے بڑی ترکیب سے چکر ڈالا کہ قادیان کو مکہ معظمہ کا بدل اور جانشین بنایا جائے کہ لوگ صرف فرض حج ادا کرنے کے لیے مکہ معظمہ جائیں تو جائیں' ورنہ قادیان آئیں اور حج نفل سے زیادہ ثواب پائیں' رہا مدینہ منورہ تو جب مسلمان مکہ معظمہ کم جائیں گے تو مدینہ منورہ اور بھی کم جائیں گے اور اس ترکیب سے قادیان بتدریج حرمین شریفین کا قائم مقام بن جائے گا۔بالفاظ دیگر ہندوستان میں قادیان ایک ایسا مذہبی مرکز بن جائے گا جس سے حجاز میں حرمین شریفین کی عالمگیر مرکزیت شکستہ ہو جائے گی۔ملت اسلامیہ میں ایسا تفرقہ ڈالنے کی جو سیاسی اہمیت ہو سکتی ہے۔انگریز اس کو بخوبی سمجھتے ہیں۔چنانچہ قادیانیت کو انگریزوں کی جو تائید اور تقویت حاصل رہی وہ رسوائی کی حد تک ظاہر ہو چکی ہے کہ خود مرزا قادیانی صاحب اپنی قادیانی جماعت کو انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا بتاتے تھے اور اس سرکاری پرورش پر ناز کرتے تھے۔لیکن مسلمان قادیانی نبوت کے حیلوں حوالوں کو بالآخر سمجھ گئے اور قادیانیت کے فتنہ سے متنبہ اور محفوظ ہو گئے۔عام خیال ہے کہ "کتاب قادیانی مذہب" کی اشاعت اس عام بیداری کا خاص باعث ہوئی۔" (للمؤلف برنی)

(۶) "حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے ۲۵ دسمبر ۱۹۴۲ء کے خطبہ جمعہ میں جلسہ سالانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے قادیان کو بھی اس حج کا ایک ظلی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بھی حج کا خدا نے ایک رنگ میں ظہور بنایا ہے۔چنانچہ فرماتے ہیں۔

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

"اور حضور نے اس ظلی حج کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ...... جب قادیان میں تمہاری آنکھوں کے سامنے خدا تعالیٰ کا عظیم الشان نشان ظاہر ہو رہا ہے تب تمہیں ماننا پڑے گا کہ ایسا ہی بلکہ اس سے بہت بڑا نشان مکہ مکرمہ میں دکھایا گیا ہے۔پس ہمارا جلسہ حج کا ایک ظلی ہے

اور اس ظل نے ثابت کر دیا ہے کہ مکہ میں ہر سال لوگوں کا جمع ہونا عادتاً نہیں بلکہ بہت بڑی جدوجہد اور خدائی نشان کا نتیجہ ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۳۱ نمبر ۲۱ ص ۱-۲ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۴۳ء)

(۷) "حضرت امیر المومنین (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے حضرت مسیح موعود کے جس حوالہ سے جلسہ سالانہ کو حج کا ایک ظلی قرار دینا بیان کیا ہے اس کا ایک ثبوت تو اوپر والا شعر ہے کہ۔

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

لیکن چونکہ اس سے اخبار پیغام صلح (لاہور) کی تسلی نہیں ہوتی اس لیے تین مزید حوالے پیش کیے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

(۱) "لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ (یعنی قادیان میں) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص نمبر ۳۵۲ خزائن ص ۳۵۲ ج ۵)

(۲) "اصل میں جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں ان کی خدمت میں دین سیکھنے کے واسطے جانا بھی ایک طرح کا حج ہی ہے۔ حج بھی خدا تعالیٰ کے حکم کی پابندی ہے اور ہم بھی تو اسی کے دین اور اس کے گھر یعنی خانہ کعبہ کی حفاظت کے واسطے آئے ہیں۔"

(اخبار الحکم قادیان ۳ مارچ ۱۹۰۲ ص ۱۲ ملفوظات ص ۱۵۵ ج ۵)

(۳) "اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی سلسلہ قائم ہوتا ہے تو وہ بھی ایک حج کی جگہ ہوتا ہے۔" (اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۱۱ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۶ء ص ۲)

"حضرت مسیح موعود کے شعر اور ان تینوں حوالوں سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر المومنین (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور حضرت مسیح موعود کے ارشادات کے عین مطابق"

(اعتراض کا جواب مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۱ ج ۳۱ مورخہ ۵ فروری ۱۹۴۳ء)

کس ترکیب سے حج کے ذریعہ مکہ معظمہ کی اسلامی مرکزیت توڑ کر قادیان میں نیا مرکز جمایا جا رہا ہے۔ یہ قادیانی ترکیبوں کا خاص نمونہ ہے۔ ایسی ہی مرکز گریز ترکیبوں سے انگریز خوش

ہوتے ہیں کہ اسلام میں رخنہ پڑے (للمؤلف برنی)

(۸) ''ایک مدت ہوئی جناب محمود احمد صاحب نے قادیان کے جلسہ سالانہ کو ظلی حج قرار دیا تھا اور یہاں تک کہہ دیا تھا کہ مکہ معظمہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے ہماری طرف سے اسی وقت اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی اور یہ لکھا گیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کو بدلنے اور آپ کی غلامی سے نکلنے کا ایک اور قدم ہے پہلے ظلی نبی کو اصلی نبی بنایا گیا اور لفظ ظل کا مفہوم محض ذریعہ حصول نبوت (متابعت رسول) تک محدود قرار دے کر نفس نبوت میں مسیح موعود اور دوسرے انبیاء کی نبوتوں کو ایک قرار دیا گیا بلکہ یہاں تک کہہ دیا گیا کہ ظل بروز وغیرہ الفاظ حضرت مسیح موعود نے محض کسر نفسی سے استعمال کیے ہیں، خدا کے الہام میں ایسے الفاظ موجود نہیں، اور وہاں آپ کو صرف نبی کہہ کر پکارا گیا ہے۔ تو جب نفس نبوت کے لحاظ سے ظل اور اصل میں کوئی فرق نہیں رہا، تو قادیان کے جلسہ سالانہ کو ظلی حج کہنے والے کل کو کیوں اسے اصلی حج قرار نہ دیں گے۔ بالخصوص جب ان کے نزدیک مکہ معظمہ کی چھاتیوں کا دودھ بھی ختم ہو چکا ہے، تو اس کی طرف جانے کی ضرورت ہی انہیں کیا ہوگی۔ ہمارے اس احتجاج پر ایک مدت تک قادیان سے کوئی آواز نہ اٹھی۔ اب پھر میاں محمود احمد صاحب نے سالہا سال کے بعد اپنی اسی پرانی لے کو دہرایا ہے اور قادیان کے جلسہ سالانہ کو حج کا ایک ظل قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''غیر معمولی طور پر یہ جلسہ جمعہ سے شروع ہوا ہے مجھے اس میں ایک بڑی فال نیک نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ اس دفعہ حج بھی جمعہ کے دن ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود نے قادیان کو بھی اس حج کا ایک ظل قرار دیا ہے کہ یہ بھی اس کا خدا نے ایک رنگ میں ظہور بنایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

''نادانوں نے اس کی حکمت کو نہ سمجھتے ہوئے کہہ دیا کہ قادیانی لوگ اپنے جلسہ کو حج کہتے ہیں حالانکہ یہ پاگل پن کی بات ہے۔ نہ ہم اسے حج کہتے ہیں اور نہ جسے خدا نے حج قرار دیا۔ اسے کوئی اور شخص منسوخ کر سکتا ہے...... جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارا جلسہ حج کا ایک ظل ہے اور کسی چیز کو ظل قرار دینے سے اصل کی شان بڑھا کرتی ہے، کم نہیں ہوا کرتی۔''

بجا ارشاد فرمایا لیکن یہ بھی ارشاد فرما دیجئے کہ آیا یہاں بھی ظل کا وہی مفہوم ہے جو حضرت مسیح موعود کی ظلی نبوت کا مفہوم ہے یا کچھ اور اگر وہی مفہوم ہے تو آپ لاکھ دفعہ کہیں کہ ہم

حج کو منسوخ نہیں کرتے اور ظل سے اصل کی شان بڑھتی ہے۔ عملاً اور مفہوم کے لحاظ سے آپ قادیان کے جلسے اور مکہ معظمہ کے حج کو ایک ہی چیز قرار دے رہے ہیں۔ یوں کہہ لیجئے کہ قادیان کا جلسہ مکہ معظمہ کی متابعت کا نتیجہ ہے۔ لیکن حج وہ بھی ہے اور حج یہ بھی۔ مکہ معظمہ کا حج منسوخ نہ سہی۔ لیکن قادیان جلسہ کو حج ماننے والے اور مکہ معظمہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک سمجھنے والے اس کی طرف جانے اور مکہ کے حج کا عزم کیوں کرنے لگے۔ قادیان نزدیک ہے' آسانی سے وہاں تین دن جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر حج کا ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے۔'' قرآن ہو' نبوت ہو حج ہو' قادیانیت کا منشاء اور نتیجہ ہی یہ ہے کہ اسلام کی وحدت اور مرکزیت کو شکست کیا جائے اور اس کی یہی خصوصیت انگریزوں کی نظر میں خاص سیاسی اہمیت رکھتی تھی' جس کی خاطر وہ قادیانیت کی تائید اور سرپرستی کرتے تھے' اور قادیانی بھی انگریزوں کا کلمہ پڑھتے تھے۔ للمؤلف برنی)

(اخبار پیغام صلح لاہور ج نمبر ۳۱ نمبر ۴ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۴۳ء)

۳۹-قادیان کی آبادی اور بربادی

مرزا قادیانی صاحب کو بشارت ہوئی تھی کہ قادیانیت کی برکت سے قادیان کو بڑا فروغ حاصل ہوگا۔ وہ ایک بہت وسیع' خوشحال اور پر رونق شہر بن جائے گا۔ لیکن فی الحال ایسا ویران ہوا کہ بہت سے قادیانی بلکہ خود خلیفہ صاحب قادیان مع اہل وعیال وہاں سے رخصت ہوگئے۔ اوّل لاہور میں نازل ہوئے اور اب ایک قادیانی آبادی ربوہ کے نام سے بسائی جارہی ہے۔ جس کی تفصیل آئندہ بیان ہوگی۔ ذیل میں قادیان کے متعلق مختصر کیفیت ملاحظہ طلب ہے:

(۱)''اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو خبر دی کہ میں تیرے ذریعہ قادیان کو بڑھانے اور ترقی دینے والا ہوں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کشف میں دیکھا کہ'' قادیان ایک عظیم الشان شہر بن گیا ہے اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دومنزلی یا چومنزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں۔ اور موٹے موٹے سیٹھ بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے۔ بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں اور روپیوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں۔ اور قسما قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں' یکہ' بگھیاں' ٹم ٹم' فٹن' پالکیاں' گھوڑے' شکر میں اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ

موتڈھے سے موتڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔"   (کتاب تذکرہ ص ۱۹۴ طبع سوم)

(مرزا قادیانی صاحب کے زمانہ میں موٹروں' لاریوں اور ہوائی جہازوں کا رواج نہ تھا' ورنہ کہیں مرزا صاحب ان کو دیکھ پاتے تو وہ بھی ضرور کشف میں نظر آتے۔ افسوس ہے اس کمی کے سبب سے قادیان انتہائی ترقی کرنے کے بعد بھی پرانا ہی شہر رہے گا۔ کہ لوگ پالکیوں میں بیٹھ کر پھریں گے اور شکر میں چلائیں گے جن سے راستے رکیں گے۔ کم از کم سائیکلیں ہوتیں۔ کچھ تو کام چلتا۔ مگر وہ بھی مرزا صاحب کے خیال اور کشف میں نہیں آئیں۔ للمؤلف برنی)

"نیز آپ کو بتایا گیا کہ قادیان بڑھتے بڑھتے بیاس دریا تک پہنچ جائے گا۔ یہ ایسی نرالی پیش گوئی ہے جس کی موجودہ زمانے میں کوئی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ اس کی ایک ہی مثال ہے جو پہلے زمانے کی ہے اور وہ رسول کریم ﷺ کے ذریعہ مدینہ کی ترقی ہے پھر اس سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ مکہ کی وادی کا بڑھنا ہے جو غیر ذی زرع تھی۔ ان دو کے سوا اور کوئی مثال نہیں ملتی۔" (جب کہ قادیان کو نبی کا تخت گاہ بنا کر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی صف میں رکھا جائے تو طبعاً یہی دو مثالیں سوجھیں گی اور سوجھیں۔ منشاء یہ کہ حرمین شریفین سے مشابہت' بلکہ مساوات لوگوں کے دلوں میں بیٹھے لیکن عجب نہیں کہ قادیان کا بھی وہی حشر ہو جو جھوٹے مدعیان نبوت کی بستیوں کا ہوتا رہا ہے۔ تاریخ شاہد ہے۔ چنانچہ کچھ آثار نمودار معلوم ہوتے ہیں۔ للمؤلف برنی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد قادیان کی غیر معمولی ترقی کے متعلق مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۵۶ ج ۳۴ ص ۱ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۴۶ء)

(۲) "۲۶ مئی ۱۹۰۸ء منگل کا دن تھا آسمان قادیان پر غم و آلام کے بادل چھائے ہیں (اسی دن مرزا قادیانی صاحب کا لاہور میں انتقال ہوا۔ للمؤلف برنی) یہاں تک کہ قریباً چالیس سال کا لمبا عرصہ گذر گیا اور اگست ۱۹۴۷ء آیا۔ سرزمین ہندوستان دو حصوں میں تقسیم کر دی گئی۔ یقین تھا کہ قادیان مسلم اکثریت کے ضلع گورداسپور میں واقع ہونے کے باعث پاکستان میں آئے گا۔ مگر فیصلہ اس کے بالکل خلاف ہوا...... اور گورداسپور...... انڈین یونین میں شامل کر دیا گیا۔ فرقہ وارانہ تعصب حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا اور ہندو مسلم سوال بہت زور پکڑ چکا تھا۔ اس لیئے مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کو بے دریغ قتل کیا گیا اور اس کے مقابل مغربی پنجاب میں بھی ہندوؤں اور سکھوں کا قتل شروع ہوا۔ اور حالات اس قدر بگڑ گئے کہ ظاہری صورت میں مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا اور مغربی پنجاب میں ہندوؤں اور سکھوں کا رہنا ناممکن ہو گیا۔

''جماعت احمدیہ چونکہ ایک مذہبی جماعت ہے اور سیاست سے بالکل الگ رہتی ہے۔ (حالانکہ انگریزی سیاست ہی قادیانیت کی جان تھی۔للمؤلف برنی) اور اپنے اصولوں کے ماتحت جس حکومت کے ماتحت بھی اس کے افراد ہوں' وہ اس کے فرمانبردار ہو کر رہتے ہیں۔ اس لیے ہم نے انڈین یونین کو اپنی پرانی روایات یاد دلاتے ہوئے کہا کہ قادیان ہمارا مذہبی مرکز ہے' ہم اسے چھوڑنا نہیں چاہتے اور عہد کرتے ہیں کہ ہم حکومت کے پورے پورے فرمانبردار رہیں گے مگر چند لاکھ کی چھوٹی سی مذہبی جماعت کی کون سنتا تھا۔ (یہی وہ اپنی چھوٹی سی جماعت ہے جس کی انگریز خوب سنتے تھے اور اس کو اپنے سیاسی رسوخ پر فخر اور گھمنڈ تھا (للمؤلف برنی) ''ہمارے یقین دلانے اور عہد کرنے کے باوجود ملٹری اور پولیس نے قادیان کے نواحی محلوں پر حملے شروع کر دیئے اور مسلمانوں کو قتل کیا جانے لگا۔ حکومت کو بار بار توجہ دلائی گئی' مگر بے سود۔ یہاں تک کہ حالات اس قدر نازک صورت اختیار کر گئے کہ عاشقان احمد (قادیانیوں) کو ہجرت پر مجبور کر دیا گیا اور نہ صرف دوسرے شعائر اللہ' بلکہ ان کے پیارے اور محبوب آقا کے مدفن مبارک سے بھی محروم کر دیئے گئے وہ تو پہلے ہی اس محبوب کی جدائی کے صدمہ کے باعث ماہی بے آپ کی طرح زندگی گزار رہے تھے۔ اب آپ کے مزار مبارک کی جدائی کے خیال سے ان پر غم و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور اس قدر انہیں صدمہ ہوا کہ ہجرت کے بعد سلسلہ کے بزرگ اور حضرت مسیح موعود کے بعض صحابہ اس دار فانی سے کوچ کر کے اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون...... اے کاش انڈین یونین میری بات کو سمجھے کہ احمدیوں نے قادیان اور قادیان والے کی خاطر ساری دنیا کو چھوڑا تھا۔ اب وہ ان کو چھوڑ کر کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔ **اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد و علی عبدہ المسیح الموعود و بارک وسلم انک حمید مجید**''

(مضمون مندرجہ اخبار الفضل لاہور نمبر ۱۱۸ ج ۲ ص ۲ مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۴۸ء)

(۳) ''پس قادیان اور باہر کی اینٹوں میں فرق ہے۔ اس مقام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اسے عزت دیتا ہوں جس طرح بیت الحرام' بیت المقدس یا مدینہ و مکہ کو برکت دی ہے۔ اور اب اگر ہماری غفلت کی وجہ سے اس کی تقدیس میں فرق آئے تو یہ امانت میں خیانت ہوگی۔ اس لیے یہاں کی اینٹیں بھی انسانی جانوں سے زیادہ قیمتی ہیں۔ اور یہاں کے مقدس مقامات کی حفاظت کے لیے اگر ہزاروں احمدیوں (قادیانیوں) کی جانیں بھی چلی جائیں تو پھر ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی جتنی ایک کروڑ پتی کے لیے ایک پیسہ کی ہوتی ہے۔ پس قادیان اور

قادیان کے وقار کی حفاظت زیادہ سے زیادہ ذرائع سے کرنا ہمارا فرض ہے“

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل ج ۲۲ نمبر ۲۷ ص ۸' ۱۳ دسمبر ۱۹۳۴ء)

(۴) ”افسوس ہے قادیان کے حالات دن بدن زیادہ ابتر ہوتے جا رہے ہیں۔ تازہ اطلاع سے یہ معلوم کرنا حد درجہ افسوسناک ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مکان بیت الحمد اور چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کی کوٹھی لوٹ لی گئی۔ محلّہ دار الرحمت اور دار الانوار میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا گیا جس میں کہا جاتا ہے کہ ڈیڑھ سو آدمی شہید ہوئے۔ مسجد میں گرد و نواح کے ہندو مکانات سے بم پھینکے گئے جس سے دو آدمی شہید ہوئے۔“

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۳۵ نمبر ۳۶ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

(۵) ”ہمارے اکثر احباب قادیان کے حالات دریافت کرتے رہتے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لیے لکھا جاتا ہے کہ جس دن سے قادیان کو مشرقی پنجاب میں شامل کیا گیا ہے وہاں کے حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ پہلے تو سکھوں نے فوج کی مدد سے اردگرد کے دیہات پر حملے کر کے مسلمانوں کو مار بھگایا اور ان کے مال و متاع کو لوٹ کر مکانات کو جلا دیا۔ پھر قادیان کا رخ کیا۔ اور حکومت کی مدد سے رسل و رسائل کے تمام اسباب منقطع کرا دیئے' یہاں تک کہ قادیان کے وہ ہوائی جہاز جو گرد و نواح کے حالات کی خبر لے آتے تھے اور مصیبت زدہ مسلمانوں کی کچھ نہ کچھ امداد کر دیتے تھے ان کی پرواز بھی ممنوع قرار دے دی گئی۔ اس کے بعد قادیان کے دوسر کردہ آدمیوں چوہدری فتح محمد سیال اور سید ولی اللہ شاہ کو دفعہ (۳۰۲) کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ قادیان میں کرفیو نافذ کر دیا گیا اور خلیفہ صاحب قادیان کے مکان اور کئی دوسرے مکانات کی تلاشیاں لی گئیں اور لائسنس والے اسلحہ پر بھی قبضہ کر لیا گیا اور یہ مطالبہ کیا گیا کہ بغیر لائسنس کے جو اسلحہ کسی کے پاس ہو وہ دے دے۔ ورنہ حکومت کے پاس ایسے آلات ہیں جن کے ذریعہ سے مدفون اسلحہ کا پتہ لگ سکتا ہے۔

”اسی اثناء میں سکھوں نے مختلف محلوں میں لوٹ مار شروع کر دی اور جن مکانات سے عورتوں اور بچوں کو نکال کر محفوظ مقامات پر پہنچا دیا گیا' ان پر قبضہ کر لیا۔ خان بہادر نواب محمد دین صاحب سابق ڈپٹی کمشنر و سابق وزیر جودھپور اسٹیٹ کا گھر لوٹ لیا گیا۔ اور بھی کئی گھروں سے ہزاروں روپے کی مالیت کے زیورات نکال لیے گئے۔ ہندوؤں اور سکھوں کے مکانوں پر چاک کے نشان کر دیئے گئے۔ تاکہ پہچانے جا سکیں۔ غرض اس قسم کی اندھی نگری اور سکھا شاہی مچی ہوئی

ہے جس کو روکنے والا کوئی نہیں۔ان حالات کے پیش نظر خلیفہ صاحب قادیان نے اپنا مرکز جودھامل بلڈنگ لاہور میں تبدیل کرلیا ہے اوراس کا نام احمدیہ پاکستان مرکز رکھا ہے۔اس جگہ قادیان سے آئے ہوئے پناہ گزین فروکش ہیں اور الفضل اخبار یہیں سے شائع ہو رہا ہے……
جہاں تک احمدیہ مرکز پاکستان اور معاصر الفضل کی شائع کردہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے'' (قادیان میں) حالات روبہ اصلاح ہونے کی بجائے دن بدن اور لحظہ بہ لحظہ خراب ہو رہے ہیں جو بہت ہی تشویشناک امر ہے۔اللہ تعالیٰ رحم کرے ہمیں قادیاں کے ساتھ بوجہ حضرت مسیح موعود کا مولد و مدفن ہونے کا اور بہت سے نیک لوگوں کی آرام گاہ ہونے اوراس نور کا سرچشمہ ہونے کے جوخدا کے مامور نے دنیا میں پھیلایا اوراسلام کو دنیا کا غالب مذہب ثابت کیا' دلی محبت ہے اور ہم خلیفہ صاحب قادیان اور دوسرے تمام لوگوں سے جو مسیح موعود کے نام لیوا' ہیں دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مقام کی حفاظت میں ان کی ہمتوں اور کوششوں میں برکت دے اوراسے ظالموں اور درندوں کی دست برد سے بچائے۔''

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۳۵ نمبر ۳۵ مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۴۷ء)

۴۰-قادیان کا بدل ربوہ (موجودہ چناب نگر)

قادیان پر کس طرح کیسی تباہی و بربادی آئی کہ خود خلیفہ صاحب ترک قادیان پر مجبور ہوئے۔اس کی مختصر کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے۔لوگوں کو تو ان پیشگوئیاں کے ظہور کا انتظار اور اشتیاق تھا جو مرزا قادیانی صاحب نے قادیان کی آئندہ ترقی کے متعلق کی تھیں لیکن۔

مادر چہ خیالیم و فلک درچہ خیال

یہ جو قادیان پر سانحہ گزرا' تعجب ہے۔مرزا صاحب کی پیشگوئیوں میں اس کی کوئی اطلاع نہیں۔شاید تلاش سے نکل آئے' مگر تخصیص اور توضیح کے ساتھ۔ورنہ عام مبہم پیش گوئیوں کی تو کوئی کمی نہیں۔ جو پیش گوئی چاہو حسب موقع چسپاں کردو۔بہرحال قادیان چھوڑ کر خلیفہ صاحب قادیان نے ایک نئی قادیانی بستی کی بنیاد ڈالی ہے جس کا نام ربوہ قرار پایا ہے۔معلوم ہوتا ہے آئندہ اس کو قادیانیت کا مرکز بنانا مقصود ہے۔چنانچہ ابھی سے اس میں قادیان پر فضیلت کی جھلک نظر آتی ہے۔کہ گویا ربوہ میں مکہ مدینہ کی مماثلت قادیان کے مقابل زیادہ نمایاں ہے۔نبوت کا سلسلہ تو جاری ہے اور بقول مرزا قادیانی صاحب تیرہ سو سال بعد جاری ہوا ہے۔پس کیا

تعجب ہے کہ بطور تلافی مافات یہ سلسلہ تیز تر ہو جائے کہ خلیفہ صاحب قادیان خود بھی اس منصب نبوت پر فائز ہو جائیں اور وہ کمال دکھائیں کہ گویا۔

اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند

تو ایسی صورت میں ربوہ کو لازماً قادیان پر فضیلت حاصل ہو جائے گی اور یوں بھی فضیلت کا اشارہ شروع ہو چکا ہے جو کسی دور اندیشی کی خبر دیتا ہے۔ بہر حال دنیا بامید قائم:

(ا) ''جماعت احمدیہ کا نیا مرکز پاکستان کے ضلع جھنگ میں چنیوٹ سے پانچ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے پار ربوہ کے نام سے آباد کیا جا رہا ہے ربوہ کے معنی بلند مقام یا پہاڑی مقام کے ہیں۔ یہ نام اس نیک فال کے طور پر رکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مقام کو حق وصداقت اور روحانت کی بلندیوں تک پہنچنے کا ذریعہ بنا دے۔ آبادی کے لیے اس جگہ سردست دس سو چونتیس ایکڑ زمین خریدی گئی ہے۔ چنیوٹ سے جانے والی لائن اس زمین میں سے گزرتی ہے۔ یہ جگہ لائل پور اور سرگودھا کے عین وسط میں واقع ہے۔''

''۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء بروز دوشنبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے اس سرزمین میں آبادی کا افتتاح فرمایا۔ حضور لاہور سے بذریعہ کار روانہ ہو کر ربوہ پہنچے۔ حضور نے ایک بڑے مجمع کے ساتھ نماز ظہر ادا فرمائی اور پھر ایک موثر اور درد سے بھری ہوئی تقریر کے بعد ایک لمبی دعا فرمائی...... اس موقع پر ربوہ کی سرزمین کے چاروں کونوں میں ایک ایک بکرا بطور صدقہ ذبح کیا گیا۔ اور ایک بکرا زمین کے وسط میں حضور نے مسنون دعائیہ الفاظ پڑھتے ہوئے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا۔ چار بج کر چالیس منٹ پر حضور واپس لاہور روانہ ہو گئے۔''

''۲۵ مارچ ۱۹۴۹ء کے الفضل میں اعلان ہوا کہ ربوہ کے لیے ہالٹنگ ریلوے اسٹیشن منظور ہو گیا ہے۔ چنانچہ یکم اپریل ۱۹۴۹ء کو صبح سات بجے سب سے پہلی گاڑی اس اسٹیشن پر ٹھہری۔ اس موقع پر مکرم جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب نے جو حضرت مسیح موعود کے تین سو تیرہ صحابہ میں سے ہیں۔ جملہ احباب سمیت لمبی دعا فرمائی۔ ربوہ کے سب سے پہلے اسٹیشن ماسٹر ایک احمدی دوست مقرر ہوئے ہیں۔''

''۱۵-۱۶-۱۷ اپریل ۱۹۴۹ء کو ربوہ میں جماعت احمدیہ کا پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس کا افتتاح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ اپریل کو نو بجے صبح لمبی دعاؤں کے

ساتھ فرمایا۔ اس موقع پر حضور نے تقریر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ ہمیں مل کر دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ربوہ کو اسلام کی اشاعت کا مرکز بنائے (جس طرح پہلے اشاعت کا مرکز قادیان تھا۔ للمؤلف برنی) جلسہ میں دس ہزار مہمانوں کی شرکت کی توقع تھی، لیکن سولہ ہزار سے بھی زیادہ احباب تشریف لائے۔"

"۱۰ اگست ۱۹۴۹ء کو ربوہ میں تار لگ گئی اور تاروں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ۱۴ ستمبر ۱۹۴۹ء کو ربوہ میں ڈاکخانہ بھی باقاعدہ کھل گیا۔ ڈاکخانہ کے پہلے انچارج ایک احمدی دوست مقرر ہوئے ہیں۔"

"۱۹ ستمبر ۱۹۴۹ء بروز دوشنبہ حضرت امیر المومنین ربوہ میں مستقل سکونت اختیار کرنے کے لیے مع حضرت ام المومنین" دیگر اہل بیت رتن باغ لاہور سے بذریعہ کار ربوہ تشریف لے گئے۔ راستے میں حضور مع دیگر اہل قافلہ خصوصیت سے قرآنی دعا "رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔" پڑھتے رہے۔ جب ربوہ کی سرزمین شروع ہوئی تو حضور نے اتر کر یہ دعا پڑھی...... ربوہ پہنچ کر حضور نے سب سے پہلے نماز ظہر ادا فرمائی اور پھر تقریر فرمائی۔"

"اس وقت ربوہ کی آبادی ایک ہزار نفوس تک پہنچ چکی ہے۔ صدر انجمن اور تحریک جدید کے دفاتر کے علاوہ حضرت امیر المومنین کی رہائش گاہ، لنگر خانہ، مہمان خانہ اور نور ہسپتال کی عارضی عمارتیں تیار ہو چکی ہیں اور بازار بن چکے ہیں اور ایک مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔"

(ربوہ کی روداد مندرجہ قادیانی اخبار الرحمت لاہور ج 1 نمبر 1 مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۴۹ء)

(۲) "جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے مکہ بنوایا تو اس وقت اس نے یہی کہا کہ یہاں توکل سے رہنا اور خدا تعالیٰ سے روٹی مانگنا، بندوں سے نہ مانگنا۔ اسی نیت اور ارادہ کے ساتھ ہمیں قادیان میں بھی رہنا چاہیے۔ تھا۔"

گویا وہاں قادیانی اس طرح نہیں رہے کہ توکل کرتے اور شاید اسی لیے قادیان ویران ہوا۔ عاقل را اشارہ کافیست للمؤلف برنی) مگر وہ احمدیت سے پہلے کی بنی ہوئی بستی تھی اور اس میں بہت سے لوگ اس سبق سے ناآشنا تھے۔ (یعنی توکل کے سبق سے ناآشنا تھے، اور بہت سے قادیانی صاحبان ناآشنا تھے، حالانکہ قادیان بقول خود رسول کا تخت گاہ تھا، اور قادیانی رسول کو وہاں خوب نمول اور خوشحالی حاصل ہوئی۔ بہر حال قادیان میں نقص رہ گیا تھا۔ جو ربوہ میں وہ رفع ہو جائے گا۔

اصلیت تو جو کچھ ہے ظاہر ہے لیکن قادیانی تاویل کا فن ضرور قابل داد ہے۔ للمؤلف برنی)

''لیکن یہ نئی بستی یعنی ربوہ جہاں ایک طرف مدینہ سے مشابہت رکھتی ہے' اس لحاظ سے کہ ہم قادیان سے ہجرت کے بعد یہاں آئے' وہاں دوسری طرف یہ مکہ سے بھی مشابہت رکھتی ہے' کیونکہ یہ نئے سرے سے بنائی جارہی ہے۔ اور محض احمدیت کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ بنوایا۔ وہاں بھی خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی نسل سے یہی کہا تھا کہ تم اپنی روٹی کا ذمہ دار مجھے سمجھنا' کسی بندے کو نہ سمجھنا' پھر میں تم کو دوں گا۔ اس طرح دونگا کہ دنیا کے لیے حیرت کا موجب ہوگا۔ چنانچہ دیکھ لو ایسا ہی ہوا۔ مکہ والے بیشک محنت مزدوری بھی کرنے لگ گئے ہیں' لیکن میں سمجھتا ہوں اگر وہ محنت مزدوری چھوڑ دیں۔ تب بھی جس طرح بنی اسرائیل کے لیے خدا تعالیٰ نے جنگل میں من وسلویٰ نازل کیا تھا' اسی طرح مکہ والوں کے لیے بھی من وسلویٰ اترنے لگے کیونکہ وہاں پر رہنے والوں کے رزق کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہے۔'' اسی طرح ہم کو بھی اس جنگل میں جس جگہ کوئی آبادی نہیں تھی' جس جگہ رزق کا کوئی سامان نہیں تھا' جو مکہ کی طرح ایک وادی غیر ذی ذرع تھی۔ (اگرچہ قرب وجوار میں خوب زراعت اور رزق کی فراوانی ہے اور جنگل جو آباد ہوا وہاں ہر طرح کی آسانی ہے۔ چنانچہ سب پہلو دیکھ کر ہوشیاری سے نئی آبادی کا مقام انتخاب ہوا' اور پھر بھی مکہ معظمہ سے بے سروسامانی سے مماثلت قائم رہی کہ قادیانی ذہنیت ہے۔ للمؤلف برنی) اور جہاں مکہ کی طرح کھاری پانی ملتا ہے اور جو اس لحاظ سے بھی مکہ سے ایک مشابہت رکھتا ہے کہ مکہ کی طرح یہاں کوئی منبرہ وغیرہ نہیں۔ اور مکہ کے گرد جس طرح پہاڑیاں ہیں اسی طرح اس مقام کے اردگرد پہاڑیاں ہیں (ان تشبیہات سے قادیانی کا زور ظاہر ہے کہ کس طرح ربوہ مکہ کے مشابہ نظر آنے لگا۔ للمؤلف برنی) اللہ تعالیٰ نے موقع دیا ہے کہ ہم ایک نئی بستی اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لیے بسائیں۔'' (خاص کر جب قادیان چھوٹ چکا ہو اور وہ بمقابل ربوہ ناقص بھی ہو کہ وہ احمدیت سے پہلے کی بنی ہوئی بستی تھی اور یہ نئے سرے سے بنائی جارہی ہے اور محض احمدیت کے ہاتھوں سے بنائی جارہی ہے۔ نتیجہ یہ کہ رسول کی تخت گاہ سے خلیفہ کی تخت گاہ سبقت لے گئی۔ مگر کیا مضائقہ ہے۔ گھر کی بات ہے۔

اگر پدر نہ تواند پسر تمام کند

واقعی میاں محمود احمد صاحب کا یہ کارنامہ بھی یادگار رہے گا کہ قادیان سے بہتر بستی آباد کی۔

(میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کا خطبہ جمعہ قادیانی اخبار الرحمت لاہور ج انمبر ا مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۴۹ء)

۴۱-اختتام مقدمہ

قادیانی مذہب کے ایڈیشن ششم کا مقدمہ پورا ہوگیا۔ مقصد یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مذہب قادیانی فرقہ کا پس منظر اور ہر دو قادیانی جماعتوں کا یعنی جماعت قادیان و جماعت لاہور کا مسلک اجمال مگر وضاحت کے ساتھ پیش ہو جائے تا کہ جن لوگوں کو تفصیل میں جانے کی فرصت یا خواہش نہ ہو وہ بھی قادیانی تحریک کے ''مالہ و ما علیہ'' سے باخبر ہو جائیں اور ہوشیار رہیں۔ چنانچہ اسی خیال سے مقدمہ جداگانہ بھی شائع ہوا حالانکہ وہ ایڈیشن ششم کا جز ہے اور ایڈیشن ششم میں جدید اقتباسات بہ تعداد کثیر شریک ہونے کا نتیجہ یہ کہ اب وہ دو حصوں میں شائع ہوگی، اور اس کا مجموعی حجم تقطیع کلاں پر تخمیناً سولہ سو (۱۶۰۰) صفحات ہو جائے گا، حالانکہ موجودہ ایڈیشن پنجم کا حجم صرف بارہ سو (۱۲۰۰) صفحات ہے۔ توقع ہے کہ قادیانیت کی تحقیق میں یہ کتاب آئندہ ایک قاموس کا کام دے گی اور مذہب کی تاریخ میں یادگار بن جائے گی۔ چنانچہ اس خیال سے جامعیت کی پوری کوشش کی گئی کہ آئندہ اس کا مواد کا فراہم ہونا دشوار ہوتا جب کہ بہت سے اہم ماخذ کمیاب بلکہ نایاب ہو جاتے۔ ابتداء میں متعدد ماخذ ہم کو بھی بہت دشواری سے حاصل ہوئے۔ دشواری کی صورتیں اپنے محل پر بیان ہو چکی ہیں۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں اور اب تو حالات کی ابتری سے دشواریوں میں یوں بھی اضافہ ہوگیا۔ اور خدا جانے آئندہ کیا ہو۔ قادیانی مذہب تو خیر مرکزی کتاب ہے لیکن اس کے سوا ایک خلاصہ بھی قابل دید ہے، یعنی کتاب ''قادیانی قول و فعل''، جو چھوٹی تقطیع کے چار سو صفحات پر ۱۳۵۶ھ میں شائع ہوئی اور اب کمیاب ہے۔ ممکن ہے آئندہ اس کا بھی جدید ایڈیشن شائع ہو۔

۴۲-اپنے رفیق کار اوران کا شکریہ

جب حیدرآباد کے مقامی قادیانی صاحبان کے چیلنج پر ہم نے کتاب ''قادیانی مذہب'' کی تالیف کا کام شروع کیا۔ جس کی ضروری کیفیت تمہید اوّل میں درج ہے تو اچھے اچھوں نے ہمیں روکا، سمجھایا بلکہ بعض نے تو خوف دلایا کہ قادیانیوں سے الجھنا اچھا نہیں۔ یہ بڑا اولوالعزم منظم فرقہ ہے، ان کے پاس پیسہ ہے، رسوخ ہیں ان کے اخبار ہیں، رسالے ہیں، مبلغ ہیں، مقرر ہیں، ان کے قلم اوران کی زبان میں بڑا زور ہے۔ اللہ ان کے پروپیگنڈے سے بچائے۔ آپ بھلا ان کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آپ تاب مقاومت نہ لا سکیں گے تو خواہ مخواہ جگ ہنسائی ہوگی، گویا۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

دل میں جو ولولہ اور عزم پیدا ہو چکا تھا' وہ ان نصیحتوں اور مصلحتوں سے فرو نہ ہو سکا' بلکہ اور شدت بڑھنے لگی' اور نفسیات کا بھی یہ ہی قانون ہے کہ رکاوٹ سے زور بڑھتا ہے' بشرطیکہ جذبہ میں جان ہو۔

تیری نصیحتوں سے ہوا شوق دل دو چند
ناصح خدا کرے تجھے دونا ثواب ہو

جب کام روکے نہ رکا تو یہ مشورہ دیا گیا کہ کوئی کمیٹی بنائی جائے تا کہ کام میں قوت پیدا ہو' لیکن یہ ناچیز کمیٹیوں کا چنداں قائل نہیں' اور عادی بھی نہیں۔ بس اپنے سے جو بن پڑے وہی غنیمت ہے پھر جب کام چل نکلا اور رنگ بدلتا نظر آیا تو پھر دوسری طرف سے مصالحت کے پیام سلام شروع ہوئے۔ لیکن دین میں سمجھوتہ نہ ہوتو وہ مداہنت کے سوا کیا ہو سکتا ہے' خاص کر جب کہ باطل کا علم ہو چکا ہو اور باطل زوروں پر ہو' چیلنج دے چکا ہو۔ چنانچہ مصالحت سے عذر کر دیا گیا کہ اس نوبت پر احقاق حق ہی مناسب بلکہ لازم ہے جماعت لاہور نے بھی بہت چاہا کہ ان کو بحث میں نہ لایا جائے۔ جماعت قادیاں جس سے جھگڑا شروع ہوا اسی کو مخاطب رکھا جائے۔ بلکہ اس صورت میں جماعت قادیان کے مقابل قلمی مدد کی امید بھی دلائی گئی۔ لیکن اپنے پیش نظر تو قادیانیت تھی' اور قادیانیت میں دونوں جماعتیں شامل ہیں۔ صرف استقامت اور مداہنت کا فرق ہے۔ جماعت قادیان کے عقیدہ اور عقیدت میں قوت ہے۔ جماعت لاہور میں تاویل و تزلزل ہے۔ بہر حال دونوں جماعتیں احمدی کے نام سے قادیانی شمار ہوتی ہیں۔ پس دونوں جماعتوں کے مقابل قادیانیت کی تحقیق میں معرکہ آن پڑا' اور جو نتیجہ نکلا محتاج بیان نہیں' آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ پس کمیٹی و میٹی تو کچھ نہیں بنی۔ البتہ چند مخلص طالب علم شریک کار ہو گئے۔ کتابوں' رسالوں' اخباروں کا مطالعہ تو لامحالہ اس ناچیز کے ذمہ رہا۔ البتہ اقتباسات نقل کرنا' مبیضہ کرنا' طباعت کے کام میں مدد دینا' متفرقات میں ہاتھ بٹانا' ان امور میں ان طالب علموں کا تعاون رہا' اور قابل داد تعاون رہا' اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے' چنانچہ تمہید چہارم کے آخر میں ایسے خاص معاونین کا ذکر آ چکا ہے۔ صرف میری بڑی لڑکی کا ذکر ترک ہو گیا تھا کہ گرچہ اس نے اقتباسات کی نقل میں بہت کچھ مدد دی' لیکن اس کی خوشی تھی کہ تمہید میں اس کا ذکر نہ آئے تو بہتر ہے' تاہم اس کو سمجھا کر اب میں نے ذکر کر دیا کہ تعاون کی یادگار رہے۔

ایڈیشن ششم میں جو کثیر اقتباسات شریک ہوئے ان میں سے کچھ تو پہلے سے لکھے رکھے تھے جو بیشتر میاں عبدالخالق خاں سلمہٗ کے لکھے تھے' اور ان سے کہیں زیادہ بعد کو لکھنے پڑے'

اور اتنے اقتباسات جمع ہو گئے اور ایڈیشن ششم سے بھی بچ رہے۔ اس کام میں عجب لطیفہ رہا۔ حلقہ احباب واعزہ میں ہم کو ایسے طالب علم کی تلاش تھی جو اس کام میں مستقلاً ہاتھ بٹائے اور تعطیلات کے ایام میں جم کر کام کرتا رہے توفیق الٰہی کے بھی کیا کرشمے ہیں۔ جب اس ضرورت کا عزیزوں دوستوں میں تذکرہ ہونے لگا تو ہمارے برادر مکرم مولوی محمد انوار الدین صاحب صدیقی کے ایک چھوٹے فرزند میاں محمد عتیق الدین صدیقی سلمہٗ عرف مصطفیٰ پاشا۔ جو یوں بھی دیکھنے میں دبلے پتلے ہیں انہوں نے ہمت کر کے اپنے آپ کو اس خدمت کے واسطے پیش کر دیا۔ بھلا اسکول میں چھٹی جماعت کی کیا قابلیت' اور اب ان کی عمر ہی کیا مگر ان کا اصرار ہوا کہ ان کے کام کا تجربہ کر لیا جائے۔ اگرچہ بظاہر توقع نہ تھی کہ کامیابی ہوگی۔ لیکن مبادا دل شکنی ہو' ان کو کام کا موقع دیا گیا اور خدا کی قدرت کہ دو چار روز میں ہی چل نکلے۔ اور پھر تو ایسا جم کر کام کیا کہ سب قائل ہو گئے۔ خط صاف ستھرا' رفتار تیز' املا صحیح' سمجھ باریک اور پھر گھنٹوں مسلسل لکھنا کہ اسی میں دن تمام ہو جائے' کھیلنے پر ان کو مجبور کیا جاتا تھا تو کھیلتے تھے۔ منشاء یہ کہ صحت اچھی رہے۔ طبیعت شگفتہ رہے۔ کام کے بارے مضمحل نہ ہو جائے۔ خلاصہ یہ کہ میاں مصطفیٰ پاشا سلمہٗ بڑی بڑی تعطیلات میں آ آ کر کام کرتے رہے۔ دو سال یہ سلسلہ رہا اور ان کے قلم کے اکثر اقتباسات ایڈیشن ششم میں شریک ہوئے' اللہ تعالیٰ ان کو عمر' اور اقبال عطا فرمائے۔ آمین

جو طالب علم سابق میں رفیق کار تھے اب وہ ماشاء اللہ عہدیدار ہیں صاحب آل و عیال ہیں۔ تاہم ان میں سے بعض نے اس موقع پر بھی مسودہ کی تبیض میں' اور مباحث کی تنقید میں قابل قدر مدد دی جس سے کام میں بہت سہولت اور خوبی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ مولوی عبدالخالق خاں سلمہٗ' پروفیسر غلام دستگیر رشید سلمہٗ' اور جدید رفیق کار پروفیسر احمد حسین خاں سلمہٗ' کا شکریہ واجب ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو دین دنیا میں شاد و آباد رکھے۔ اور خدمت دین و ملت کی روز افزوں توفیق عطا فرماوے کہ اللہ رسول کی خوشنودی حاصل ہو۔

فالحمدلله على احسانه۔

معروضہ

خادم محمد الیاس برنی

بیت السلام۔ سیف آباد حیدر آباد دکن

ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ



سالانہ رد قادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہر سال ۵ شعبان سے ۲۸ شعبان تک مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع جھنگ میں ”رد قادیانیت وعیسائیت کورس“ ہوتا ہے۔ جس میں ملک بھر کے نامور علماء کرام ومناظرین لیکچرز دیتے ہیں۔ علماء ’خطباء اور تمام طبقہ حیات سے تعلق رکھنے والے اس میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ تعلیم کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے......... رہائش ’خوراک ’کتب ودیگر ضروریات کا اہتمام مجلس کرتی ہے۔

رابطہ کے لئے

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

ناظم اعلیٰ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

قادیانی قول و فعل

حصہ اول

مؤلفہ

پروفیسر محمد الیاس برنی رحمہ اللہ تعالیٰ

سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

فہرست مضامین قادیانی قول وفعل حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

باب اول

قادیانی مسلمات

فصل پہلی

بیداری

قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن ماہ رجب ۱۳۵۲ھ میں تالیف ہوا۔ کس طرح ابتدا ہوئی۔ اور قادیانی فرقہ نے کس طرح یورش کی۔ اس مختصر کیفیت کی تمہید اول میں درج ہے۔ یہ ایڈیشن بہت سرسری اور مختصر تھا۔ تقطیع چھوٹی حجم ۱۱۲ صفحہ۔ پانچ فصلوں کے تحت تقریباً پچاس عنوانات درج تھے مگر سرسری اور مختصر ہونے کے باوجود اس میں قادیانی رنگ کی جھلک صاف نظر آ گئی۔ جس کے سبب چھوٹے سے رسالے نے خاصی ہلچل پیدا کر دی۔

ایک طرف ہمارے مقابل قادیانی فرقہ کا زور وشور دوسری طرف ہماری بے سروسامانی کہ قادیانی کتابیں ندارد۔ مسلمانوں کے پاس موجود نہیں کہ مستعار لے لیں۔ قیمت دے کر کتابیں منگوانا چاہا تو بھی میسر نہ آ سکیں۔ لامحالہ اس کشمکش میں وقت پر جو کتابیں دستیاب ہوسکیں اور ان میں جس قدر مضامین قادیانی کتابوں کے مل سکے ان ہی پر اکتفا کرنا پڑا۔ ان ہی کو پہلے ایڈیشن میں جمع کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی ہم نے کتابیں نہ ملنے کی رکاوٹ کا اعلان کر دیا۔ بالآخر ہم کو قادیانی کتب فروشوں سے کتابیں ملنے لگیں۔ پھر بھی تذبذب کی حالت رہی۔ درمیان میں کبھی کبھی کتابوں میں رکاوٹ ہوتی رہی۔ مگر ہم نے صبر سے کام لیا اور بتدریج بہت کافی ذخیرہ فراہم ہو گیا۔ بہر حال ہم شکرگزار ہیں کہ جس طرح ملیں کتابیں مل گئیں۔

جوں جوں کتابیں ملتی گئیں تحقیق بڑھتی گئی۔ قادیانی مذہب کے نئے نئے ایڈیشن نکلتے

رہے۔ حتیٰ کہ چار سال کے دوران میں جو پانچواں ایڈیشن نکلا وہ بڑی تقطیع کے بارہ سو (۱۲۰۰) صفحات پر شائع ہوا۔ بیس فصلوں کے تحت ہزار سے زیادہ عنوانات درج ہیں۔ ''قادیانی مذہب'' کے تعلق سے اسی دوران میں کیا کیا آثار نمودار ہوئے ہر ایڈیشن کی تمہید میں ان کی کیفیت بطور یادداشت درج ہوتی رہی چنانچہ پانچویں ایڈیشن میں جو پانچ تمہیدیں شریک ہیں۔ اُن سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ چار سال کے مختصر دوران میں عام بیداری کی بدولت قادیانیت کے متعلق ملک میں کیا انقلاب ہوگیا۔ علیٰ ہذا! اس دوران میں قادیانی فرقہ کی طرف سے کیا کیا مخالفتیں اور مزاحمتیں ہوئیں کیا کیا جواب شائع ہوئے۔ ان کی کیفیت بھی ہر ایڈیشن میں بطور ضمیمہ شریک ہوتی رہی۔ چنانچہ پانچویں ایڈیشن میں جو پانچ ضمیمے شریک ہیں۔ وہ قادیانی ردوکد کی مکمل یادداشت ہیں۔

قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن جو ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے۔ جب کہ قادیانی تحریک پورے عروج پر تھی۔ حکومت میں' ملک میں' مسلمانوں میں ہر طرف اس کا اثر تھا۔ وسیع پیمانہ پر اس کو تائید حاصل تھی۔ تقریر میں' تحریر میں' اخبار میں' اشتہار میں۔ بڑھ بڑھ کر مسلمانوں پر خدمت اسلام کا احسان دھرا جاتا تھا۔ اور اس کے معاوضہ میں ان سے ایمان طلب ہوتا تھا کہ قادیانی بن جائیں یا رقم طلب ہوتی تھی' کہ چندے دیں یا داد طلب ہوتی تھی کہ قادیانی کارگزاریوں کا اعتراف کریں۔ چنانچہ مسلمانوں کے حسن ظن اور حسن سلوک سے قادیانی فرقہ دل بھر کر فائدہ اٹھا رہا تھا اور اس کو یقین ہو چلا تھا کہ اس کی حکمت عملی نے ہمیشہ کے واسطے مسلمانوں پر قابو پالیا۔

قادیانی عقائد کیا ہیں' اعمال کیا ہیں' منصوبے کیا ہیں۔ تدبیریں کیا ہیں۔ معاملات کیا ہیں۔ مسلمان اصل حالات سے بے خبر رہے۔ مسلمانوں کو خوش اور مطمئن رکھنے کے لئے جو مضامین شائع ہوتے تھے۔ وہی مضامین مسلمان سنتے رہے' پڑھتے رہے۔ اعتبار کرتے رہے حتیٰ کہ اگر کسی غریب مولوی نے کچھ چون وچرا کی تو اس کو ٹال دیا کہ اختلاف کی ضرورت نہیں۔ اتحاد کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو کیا خبر کہ جو قادیانی فرقہ ان کے اخلاق واحسان سے تقویت اور ترقی پارہا ہے۔ وہی فرقہ سب سے زیادہ اتحاد مٹا رہا ہے۔ نہ صرف ان کو بلکہ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو وہ کافر قرار دیتا ہے۔ اور تکفیر بھی اجتہادی نہیں بلکہ الہامی' کہ مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو نبی اللہ اور رسول اللہ نہیں مانتے حالانکہ قادیانی عقیدے بموجب وہ سب کچھ ہیں۔ یہودیوں کے لئے موسیٰ ہیں' عیسائیوں کے لئے عیسیٰ ہیں' مسلمانوں کے لئے محمد ہیں'

قادیانیوں کے لئے احمد ہیں اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہیں۔ اور فی الجملہ تمام نبیوں کا مجموعہ ہیں اور جو ان کو نہ مانے وہ کافر بلکہ اکفر ہے۔

خود مرزا صاحب اور قادیانی اکابر کی کم وبیش سوسوا سو کتابوں سے تقریباً دو ہزار اقتباسات مع حوالہ جات بیس فصلوں میں مضمون وار ترتیب دے کر ہم نے قادیانی تحریک کے سب پہلو ''قادیانی مذہب'' (ایڈیشن پنجم) میں بخوبی واضح کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اپنی سند اور جامعیت کے لحاظ سے یہ کتاب قادیانیت کی قاموس مانی جاتی ہے۔ اور اسی بناء پر ملک میں اس کی بڑی قدر ہوئی ہے۔ جو چاہے تفصیلی مطالعہ کرے۔ تاہم اطلاع عام کے خیال سے ذیل میں اول قادیانی تحریک کے مسلمات بہ اختصار واضح کرتے ہیں کہ اس کا خاکہ پیش نظر ہو جائے۔ اس کے بعد ہماری کتاب ''قادیانی مذہب'' کا جو قادیانی فرقہ نے حال ہی میں ''بشارت احمد'' کے نام سے جواب شائع کیا ہے اس پر تنقیح کی جائے گی کہ قادیانی عذرات کی حقیقت کھل جائے اور مغالطوں کا انسداد ہو جائے۔ آخر میں قادیانی قول وفعل کے بموجب قادیانیت کی موجودہ حالت دکھائی جائے گی۔

....

فصل دوسری
قادیانی نبوت اور مسلمانوں کی تکفیر

(۱) قادیانی نبی

آنچہ من بشنوم زوحی خدا بخدا پاک دانمش زخطا
ہم چو قرآن منزہ اش دانم ازخطا ہا ہمیں ست ایمانم

....

انبیا گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ دادست ہر نبی را جام داد آں جام مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷ درثمین ص ۲۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم

(نزول المسیح ص ۱۰۰ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۸)

اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے۔ اور اس شخص (یعنی مرزا صاحب) کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۴ خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲)

''(ملک عبدالرحمن) خادم صاحب (قادیانی) نے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی کتب سے چالیس حوالے پڑھ کر سنائے جن میں حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے اور نبوت کا غیر مشروط دعویٰ کیا ہے''۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۲۴ نمبر ۱۲۳ ص ۱۱ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۳۶ء)

''خدا تعالیٰ نے ''جری اللہ فی حلل الانبیاء'' تذکرہ ص ۲۸۸ طبع سوم (یہ مرزا

صاحب کا الہام ہے۔للمؤلف) تمام نبیوں کے قائم مقام ایک نبی مبعوث فرمایا جو یہودیوں کے لئے موسیٰ' عیسائیوں کے لئے عیسیٰ ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے محمد واحمد ہے"۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۱۱ مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۶ء)

"ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں (ہندوؤں کو) دیا گیا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے تھا۔ اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا"۔

(قادیانی جماعت لاہور کے امیر مولوی محمد علی قادیانی کا مضمون مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ نمبر ۱۱ صفحہ ۴۱۰ منقول از رسالہ "تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب" ص ۶۳ مولفہ محمد اسماعیل صاحب قادیانی)

"ہم خدا کو شاہد کر کے اعلان کرتے ہیں کہ...... ہمارا ایمان یہ ہے' کہ حضرت مسیح موعود مہدی معہود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوئے اور آج آپ کی متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور ہم اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتے ہیں اور کسی کی خاطر ان عقائد کو بفضلہ نہیں چھوڑ سکتے"۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اعلان مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور جلد ا نمبر ۳۵ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء منقول از اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۲۵ ص ۷ مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۰ء)

(۲) قادیانی احمد

"**مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ' احمد**" آیت مرقوم الصدر کے الفاظ میں مسیح نے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پیشگوئی کی ہے کہ میں ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا آنا میرے بعد ہوگا۔ اس کا نام احمد ہے۔ پیشگوئی میں آنے والے رسول کا اسم احمد بتایا گیا ہے۔ جس کے مصداق آنحضرت (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس لئے نہیں ہو سکتے کہ قرآنی وحی میں کسی مقام سے آپ کا نام نامی احمد ثابت نہیں ہوتا (قادیانی مغالطہ ملاحظہ ہو۔ للمؤلف) ہاں محمد آپ کا اسم گرامی ضرور ہے۔ جیسا کہ آپ قبل از دعویٰ نبوت محمدؐ کے نام سے ہی مشہور تھے اور ایسا ہی قرآنی وحی میں بھی بار بار...... آپ کا نام محمدؐ ہی بتایا گیا"۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۸ء)

"اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ مسیح موعود

(یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نورالدین صاحب) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں یہی چھپا ہوا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہٗ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ہی ہیں"۔

(انوار خلافت صفحہ ۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۳) مسلمانوں کی تکفیر

خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۵ ص ۸۔ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء تذکرہ ص ۶۰۷)

"مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔

(معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت ج نہم ص ۲۷ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

"آپ نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے مگر مزید اطمینان کے لئے ابھی بیعت میں توقف کرتا ہے' کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا بلکہ ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر ٹھہرایا ہے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۴ ص ۱۴۰ بابت اپریل ۱۹۱۱ء منقول از عقائد احمدیہ ص ۱۰۸ مؤلفہ میر مدثر شاہ صاحب قادیانی لاہوری)

"ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نورالدین صاحب) سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا اگر خدا کا کلام سچا ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی"۔

(رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۱۱ ص ۲۴ بابت ماہ نومبر ۱۹۱۴ء و اخبار بدر ج ۱۲ نمبر ۲ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۳ء اور محمد اسماعیل قادیانی کا رسالہ بعنوان "مولوی محمد علی کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص ۱۳۱)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

''پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا' یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا۔ یا محمدؐ کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے ہے جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لئے'' اولئک هم الکافرون حقاً ''فرمایا ہے۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۰۰)

''جری اللہ فی حلل الانبیاء تذکرہ ص ۷۹ طبع سوم (یہ مرزا صاحب کا الہام ہے۔ للمؤلف) سے صاف ثابت ہوتا کہ حضرت احمد (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) ایک عظیم الشان نبی اللہ ہیں۔ اور ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے''۔

(رسالہ احمدی نمبر ۵، ۷ بابت ۱۹۱۹ء موسومہ النبوۃ فی الالہام ص ۱۰ مؤلفہ قاضی محمد یوسف صاحب قادیانی)

''خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنے الہام میں احمد نام رکھا ہے۔ اس لئے آپ کا منکر کافر ہے کیونکہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے۔'' واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون''۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۴۱)

(۴) لکھنؤ کی بات

''لکھنؤ میں ہم (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے۔ اس نے کہا آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسے وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔ اس سے شیخ یعقوب علی (قادیانی) باتیں کر رہے تھے۔ میں نے (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) ان کو کہا کہ آپ کہہ دیں کہ واقع میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا'' (مسلمان عالموں کا حسنِ ظن اور حسن خلق۔ اور اس کے مقابل قادیانی اکابر کی طرف سے بے توقیری اور تکفیر۔ یہ ذہنیت بہت سبق آموز ہے۔ للمؤلف)

(انوار خلافت ص ۹۲ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۵) چوہدری صاحب

''چوہدری صاحب (یعنی سر ظفر اللہ خان صاحب قادیانی) کی بحث تو صرف یہ تھی کہ

ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے باقی غیر احمدی (یعنی مسلمان) کافر ہیں یا نہیں۔ اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا کہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں اور ہائی کورٹ میں بھی چوہدری صاحب نے اس کی تائید کی''۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۲۱ ص ۷ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۲ء)

(٦) مفتی کا فتویٰ

''اخبار بدر پرچہ ۹ مارچ ۱۹۰٦ء میں ملک مولا بخش صاحب آف رالی کے اس سوال کا کہ ''کیا مرزا (غلام احمد صاحب کو مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہیے'۔ حضرت مفتی (محمد صادق) صاحب (قادیانی) یہ جواب لکھتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے ایک شخص آدم سے لے کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک سب پر ایمان لاتا ہے درمیان میں سے ایک رسول کو (بالفرض مسیح ابن مریم ہی کو سہی) نہیں مانتا کہتا ہے وہ تو کافر ہے۔ بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائے گا یا مسلمان۔ حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں جو خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول کا انکار کرتا ہے۔ اس کا کیا حشر ہوگا...... مگر انصاف شرط ہے''۔

(محمد اسماعیل صاحب قادیانی کا رسالہ بعنوان ''مولوی محمد علی صاحب کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص ۱۴۳)

(۷) مسلمانوں کو دھوکا

''قادیانی اپنی تحریر میں تقریر میں بالعموم مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں تو مسلمان سمجھتے ہیں کہ قادیانی درحقیقت ان کو مسلمان مانتے ہیں۔ مسلمانوں کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ آئی کہ زبان پر کچھ ہے۔ دل میں کچھ' لفظ کچھ ہے اور معنی کچھ چنانچہ لفظ مسلمان کی قادیانی تفسیر سنئے اور بیداد کی داد دیجئے۔ للمؤلف''۔

''چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

''اس الہامی شعر میں (یہ مرزا صاحب کا شعر ہے للمؤلف) اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے

اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے''۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۴۳)۔

''معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں سے غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکا نہ کھائیں اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیئے کہ ''وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں'' جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جائے نہ کہ حقیقی مسلمان...... پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے۔ وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ورنہ آپ حسب حکم الٰہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے۔''

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۲۷)

....

فصل تیسری
قادیانی انقطاع

(۱) دعائے مغفرت کی ممانعت

سوال: ''کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو (یعنی قادیانی نہ ہو۔ للمؤلف) یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے''۔

جواب: ''غیر احمدیوں کا (یعنی مسلمانوں کا۔ للمؤلف) کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں''۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۵۹ مورخہ فروری ۱۹۲۱ء)

قانون یہ ہے کہ:۔

(۱) انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کا بھی انکار کیا جائے تو انسان دائرہ اسلام سے خارج ہوتا ہے۔

(۲) جو شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو بعد از موت اس کیلئے دعائے استغفار جائز نہیں۔

احمدیوں (قادیانیوں) کی پوزیشن یہ ہے:۔

(۱) وہ مرزا غلام احمد صاحب کو ایسا ہی نبی بلحاظ حقیقت نبوت مانتے ہیں جیسے حضرت محمد مصطفےٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نبی تھے۔

(۲) اس لئے جو شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کے لئے دعائے استغفار جائز نہیں۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۳۰ ص ۳ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

(۲) مسلمان کا جنازہ

''حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا تو وہ ابتدائے زمانہ اسلام کی بات تھی۔ جب کہ تبلیغ پورے طور پر نہ ہو چکی تھی بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی اگر حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منکرین کے جنازہ کی اجازت دی تو وہ بھی اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتویٰ کو جاری سمجھا تو وہ اس کی اجتہادی غلطی تھی۔جس کو حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) نے صاف حکم کے ساتھ رد کر دیا کہ غیر احمدی کا (یعنی مسلمان کا۔للمؤلف) جنازہ ہرگز جائز نہیں''۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۱۰ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۶ء)

حضرت (مرزا) صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد مرحوم) کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا (یعنی مسلمان تھا۔للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۴۷ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء)

''اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی۔کوئی مرا ہوا ہو۔اور اس کے مر چکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے تو جنازے کے متعلق کیا کرے؟ اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں، چوں کہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نبی اور رسول کی پہچان اُسے نصیب نہیں اس لئے ہم اس کا جنازہ نہیں پڑھیں گے''۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۳۶ ص ۸ مورخہ ۶ مئی ۱۹۱۵ء)

(۳) معصوم بچے

''ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں؟ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں (گویا قادیانی اپنے میں اور مسلمانوں میں اتنا بعد اور فرق سمجھتے ہیں جتنا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں میں ہے۔للمؤلف) اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔اور اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔

(انوار خلافت ص ۹۳ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴) زندہ باش

''تعلیم الاسلام ہائی سکول (قادیان) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے۔ چراغ الدین نام۔

حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں۔ متوفیہ کو اپنے نوجوان بچے سے بہت محبت تھی۔ مگر سلسلہ میں داخل نہ تھیں اس لئے عزیز چراغ الدین نے ...... اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند کہ قوم (قادیانی) کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔ زندہ باش"۔

(اخبار الفضل قادیانی ج ۲ نمبر ۱۲۹ ص ۱ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء)

(۵) سر فضل حسین مرحوم

"سر فضل حسین مرحوم کا انتقال ہوا جو قادیانیوں کے محسن اعظم تھے۔ جن کی بدولت سر ظفر اللہ خاں قادیانی وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہوئے اور قادیانیوں کو ان کی ذات سے فوائد عظیم حاصل ہوئے۔ لیکن ان قادیانیوں کی محسن کشی اور شقاوت کا یہ حال ہے کہ مرحوم سر فضل حسین کی نماز جنازہ میں انہوں نے شرکت نہیں کی۔ اور جنازہ کے ساتھ جو غیر مسلم ہندو سکھ عیسائی شریک تھے۔ نماز جنازہ کے وقت قادیانی بھی ان کے ساتھ مسلمانوں سے علیحدہ جا کھڑے ہوئے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ قادیانیوں کی جگہ مسلمانوں میں نہیں بلکہ غیر مسلموں میں ہے۔

حکومت پنجاب اور حکومت ہند کو یہ واقعہ معلوم ہوگیا ہوگا۔ اس لئے ان کو چاہیے کہ مسلمانوں کے جو مطالبات قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے متعلق ہیں ان کو عملی جامہ پہنائیں"۔ (اخبار نقیب پھلواری شریف ج ۴ نمبر ۹ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۶) مزید ممانعتیں

"میرا یہ عقیدہ ہے کہ جو لوگ غیر احمدیوں کے (یعنی مسلمانوں کے للمؤلف) پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کا جنازہ جائز نہیں۔ کیونکہ وہ میرے نزدیک احمدی نہیں ہیں (گویا مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کے سبب وہ قادیانیت سے خارج ہوگئے۔ للمؤلف) اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دیدیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں۔ ان کا جنازہ بھی جائز نہیں"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا مکتوب اخبار الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۱۰۲ ص ۱۲ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء)

(۷) شادی ناجائز

"حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا حکم اور زبردست حکم ہے

کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔
(برکات خلافت ص ۷۵ مجموعہ تقاریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)
یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدی مردوں سے (یعنی مسلمان سے۔للمؤلف) کرنے ناجائز ہیں آئندہ احتیاط کی جائے (ناظر امور عامہ قادیان) (اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۹۷ ص ۸ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۳۳ء)

''جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی لڑکے کو دیتا ہے۔ میرے نزدیک وہ احمدی نہیں کوئی شخص کسی کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا ایسے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے۔ جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے۔ جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو'' (پھر وہی اصول کہ قادیانیوں کے نزدیک مسلمان ہندو یا عیسائی کے برابر ہیں۔للمؤلف)
(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا فتویٰ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء)

(۸) اہل کتاب

''غیر احمدیوں کی (یعنی مسلمانوں کی۔للمؤلف) ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب کی قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت بیاہ لاسکتا ہے۔ لیکن مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔ اسی طرح ایک احمدی غیر احمدی عورت کو اپنے حبالۂ عقد میں لاسکتا ہے۔ مگر احمدی عورت شریعت اسلام کے مطابق غیر احمدی مرد کے نکاح میں نہیں دی جاسکتی...... حضور (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) فرماتے ہیں:۔
''غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے۔ بلکہ اس میں تو فائدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو لے بیشک لو۔ لینے میں حرج نہیں۔ اور دینے میں گناہ ہے''۔
(اخبار الحکم بابت ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء) (اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۴۵ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۲۰ء)

(۹) دینی ودنیوی۔ دونوں تعلقات حرام

''غیر احمدیوں سے (یعنی مسلمانوں سے۔للمؤلف) ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو

ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو کیوں سلام کیا جاتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔ ہاں اشد مخالفین کو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے کبھی سلام نہیں کیا۔ اور نہ ان کو سلام کہنا جائز ہے۔ غرض کہ ہر ایک طریق سے ہم کو مسیح موعود (مرزا صاحب) نے غیروں سے (یعنی مسلمانوں سے للمؤلف) الگ کیا ہے۔ اور ایسا کوئی تعلق نہیں جو اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ خاص کیا ہو۔ اور پھر ہم کو اس سے نہ روکا گیا ہو''۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۴ ص ۱۶۹، ۱۷۰)

(۱۰) مسلمانوں سے بیزاری

کیا غیر احمدی کے ساتھ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ۔ للمؤلف) حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کا عمل در آمد کسی پر مخفی ہے آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے اور نہ ان میں سے کسی کو اپنی انجمن کا ممبر بنایا۔ اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا۔ اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا (ابتدا میں تو مدت تک مرزا صاحب نے مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا۔ بلکہ اسی سے بنیاد جمی۔ البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کی رفاہ و فلاح میں مرزا صاحب نے کبھی پیسہ بھی نہیں دیا۔ للمؤلف)

...... پھر سر سید صاحب کے چندۂ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے۔ لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا۔ حالانکہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔ (آج قادیانی کس کس ترکیب سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں گھس رہے ہیں کہ گویا پرانے رفیق ہیں اور گھل مل رہے ہیں کہ گویا منجملہ مسلمانوں کے مسلمان ہیں۔ کس غرض سے گھس رہے ہیں وہ بھی ان کی سرگرمیوں سے ظاہر ہے۔ مسلمانوں کی رو رعایت تو مشہور ہے۔ خدا خیر کرے۔ (للمؤلف)

....

فصل چوتھی

قادیانی ترقی کے دوراز

(الف) طاعون

(۱) طاعون کی دعوت

''حمامتہ البشریٰ میں جو کئی سال طاعون پیدا ہونے سے پہلے شائع کی تھی۔ میں نے یہ لکھا تھا کہ میں نے طاعون پھیلنے کے لئے دعا کی تھی سو وہ دعا قبول ہو کر ملک میں طاعون پھیل گئی''۔

(حقیقتہ الوحی ص ۲۲۴ خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۵)

طاعون پھیلا تو یہ اعتقاد پھیلایا گیا کہ جو لوگ قادیانیت سے انکار کریں گے وہ طاعون کے پنجہ میں بطور عذاب گرفتار ہوں گے۔ اور جو قادیانیت قبول کریں گے وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ جان کے خوف سے توہم پرست لوگ قادیانیت کی طرف دوڑ پڑے قادیانی ہونے پر جو لوگ طاعون کا شکار ہوئے وہ کچے قادیانی قرار پائے اور جو بچے رہے۔ وہ پکے قادیانی مانے گئے۔ بہر حال قادیانیت کی تبلیغ میں طاعون نے خوب مدد دی۔ چنانچہ قادیانی اکابر کو بھی اس کا اعتراف ہو۔

(۲) سلسلہ کی ترقی

''اگر اشاعت سلسلہ کی تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جاوے تو صاف نظر آتا ہے کہ جس سرعت کے ساتھ طاعون کے زمانہ میں سلسلہ کی ترقی ہوئی ایسی سرعت اس وقت تک اور کسی زمانہ میں نہیں ہوئی۔ نہ طاعون کے دور دورے سے قبل اور نہ اس کے بعد چنانچہ خلیفتہ المسیح ثانی (میاں محمود احمد صاحب قادیانی) بیان فرماتے تھے کہ جن دنوں میں اس بیماری کا پنجاب میں زور تھا ان دنوں میں بعض اوقات پانچ پانچ سو آدمیوں کی بیعت کے خطوط ایک ایک دن میں حضرت مرزا

صاحب کی خدمت میں پہنچتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۴۷ روایت نمبر ۳۵۶)

"طاعون خدا کا ایک عتاب ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی تائید کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اگر ہماری جماعت کی رفتار ترقی کو دیکھا جائے تو ثابت ہوگا کہ ساٹھ ستر فیصدی آدمی طاعون کی وجہ سے سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ مجھ کو یاد ہے کہ طاعون کے دنوں میں پانچ پانچ سو ہزار ہزار آدمی کی بیعت کے خطوط حضرت (مرزا) صاحب کے پاس روزانہ آتے تھے۔ (طاعون کا تحفہ بھی عجیب رہا۔ للمؤلف)"

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۲۷ مورخہ ۹ مارچ ۱۹۱۸ء)

(۳) توسیع مکان کا چندہ

مزید برآں طاعون کے دور دورے میں مرزا صاحب کے مکان میں توسیع کی اچھی صورت نکل آئی۔ موقع شناسی بھی بڑی چیز ہے۔ للمؤلف)

"چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے۔ اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں، سخت تنگی واقع ہے۔ اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں گے۔ حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا۔ جس میں ہمارا حصہ ہے۔ اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہوگئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا جزو ہو سکتی ہے۔ دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے۔ اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا۔ اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے۔ کوشش کرنی چاہئے۔ میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے۔ مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے اور نہ عورت کی۔ اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔ المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی۔ (کشتی نوح ص ۶۷ خزائن ج ۱۹ ص ۸۶)

(۴) طاعون کی احتیاطیں

اگرچہ مرزا صاحب کا مکان طاعون کے مقابل کشتی نوح قرار پا چکا تھا۔ تاہم مرزا

صاحب عالم اسباب کی رعایت سے ہر طرح کی پوری احتیاطیں عمل میں لاتے تھے۔(للمؤلف)

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو صفائی کا بڑا خیال تھا۔ خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فنائیل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود گھر میں ایندھن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوا دیا کرتے تھے تا کہ ضرر رساں جراثیم مر جائیں۔ آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی منگوائی ہوئی تھی۔ جسے کوئلہ ڈال کر اور گندھک وغیرہ ڈال کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا۔ اور اس وقت دروازے بند کر دئے جاتے تھے اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا''۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۹ روایت نمبر ۳۷۹)

(۵) طاعون کا خوف

(اتنی بشارتوں اور اتنی احتیاطوں کے باوجود بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ طاعون کا خوف کافی طاری رہتا تھا۔ اور اسی خوف میں بڑی بے خوفی سے گھر کے بعض غریبوں پر طاعون کے شبہ میں بڑا ظلم ہوا کہ بحالت علالت گھر سے نکال دئے گئے۔ للمؤلف)

''اس وقت تک خدا کے فضل و کرم اور جود اور احسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیر و عافیت ہے۔ بڑی غوثاں کو تپ ہو گیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے۔ احتیاطاً نکال دیا ہے (احتیاط اسی کا نام ہے۔ للمؤلف) اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہو گیا اور گلٹی بھی نکل آئی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے۔...... میں تو دن رات دعا کر رہا ہوں اور اس قدر زور و توجہ سے دعائیں کی گئی ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہو گیا کہ وہم گزرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے۔ اور خطرناک آثار ظاہر ہو گئے (وہم کا یہی کمال ہے للمؤلف) اگر آتے وقت لاہور سے دس انفیکٹ کے لئے کچھ رسکپور اور کسی قدر فنائل لے آویں۔ اور کچھ گلاب و سرکہ لے آویں۔ تو بہتر ہو گا۔

(مرزا غلام احمد کا مکتوب مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۰۲ء مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ چہارم ص ۱۱۶' ۱۱۵ مکتوب نمبر ۳۹)

''وبائی ایام میں حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اس قدر احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگر کسی کارڈ کو بھی جو وبا والے شہر سے آتا' چھوتے تو ہاتھ ضرور

دھو لیتے''۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اگست ۱۹۲۸ء ص ۵ منقول از اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۲۲ ص ۵ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

(۶) مکان سے باغ

یوں تو مرزا صاحب کا مکان کشتی نوح قرار پا چکا تھا۔ اور اسی بنا پر معتقدین کے چندے سے اس کی توسیع بھی چاہی گئی تھی۔ پھر بھی کسی نہ کسی خوف سے مکان چھوڑ کر باہر جانا پڑا۔

''کئی بے وقوف کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) طاعون سے ڈر کر باغ میں چلے گئے اور تعجب ہے کہ میں نے بعض احمدیوں کے منہ سے بھی یہ بات سنی ہے (قادیانی ہو کر ایسی بات منہ سے نکالیں واقعی تعجب ہے۔ للمؤلف) حالانکہ طاعون کے ڈر سے حضرت مسیح موعود نے کبھی اپنا گھر نہیں چھوڑا۔ اس وقت چونکہ زلازل کے متعلق آپ کو کثرت سے الہامات ہو رہے تھے۔ اس لئے آپ نے یہی مناسب خیال فرمایا کہ کچھ عرصہ باغ میں رہیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۱۳۴ ص ۶ مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۳۳ء)

(ب) سیاسیات

یوں تو قادیانی سیاسیات کی تفصیل بہت طویل ہے جو قادیانی مذہب' کی چار فصلوں میں درج ہے۔ سچ پوچھیئے تو یہی سیاسیات قادیانی تحریک کی روح رواں تھی۔ یہاں اس کی ایک جھلک کافی ہے۔

(۷) اطلاع

''جو ہدائتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں۔ جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے۔ کہ اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدائتیں میرے اس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو چھپ کر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے۔ جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت ہے۔ جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ کو بھیجی گئی تھی۔ ان ہدائتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدائتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار ان کو تاکیدیں کی گئی ہیں' کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں''۔

(درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ' منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مورخہ ۲۴ فروری

۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۶ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۸۔۱۹)

(۸) قادیانی جماعت

''اس جماعت کے نیک اثر سے جیسے عامہ خلایق منتفع ہوں گی ایسا ہی اس پاک باطن جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انواع واقسام کے فوائد متصور ہوں گے جن سے اس گورنمنٹ کو خداوند عزوجل کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ ازاں جملہ ایک یہ کہ یہ لوگ سچے جوش اور دلی خلوص سے اس گورنمنٹ کے خیر خواہ اور دعا گو ہوں گے''۔

(ازالۂ اوہام ص ۸۴۹ حاشیہ خزائن ج ۳ ص ۵۶۱)

وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے۔ کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اس کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جس کا ظاہر و باطن گورنمنٹ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے (وفاداری تو اچھی اور ضروری چیز ہے لیکن اس کو بار بار شدومد سے جتلانا اور مسلمانوں کے مقابل بڑھا کر دکھانا اس کی مصلحت آئندہ ظاہر ہوگی۔

(تحفہ قیصریہ ص ۱۰ خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۴)

(۹) قادیانی معززین

چونکہ مسلمانوں کا ایک فرقہ نیا جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدیدار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نوتعلیم یاب جیسے بی اے اور ایم اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہو گیا ہے۔ جو اس ملک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس لئے میں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ کے جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کے پیشوا ہوں حضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر کو آگاہ کردوں''۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۸)

''میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجہ کا وفادار اور جانثار یہی فرقہ ہے جن کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لئے خطرناک نہیں'' (مسلمانوں

سے تقابل قابل غور ہے۔ للمؤلف) (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵)

''گزارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں۔ اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلا اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خواں۔ یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں۔ یا ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں۔ یا سجادہ نشینان غریب طبع۔ غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ امور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں۔ اور یا وہ لوگ جو میری اقارب یا خدام میں سے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے۔ جنہوں نے میرے اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھ دوں'' (مریدوں کے واسطے بھی یہ ترکیب بڑی پرکشش ہوگی۔ للمؤلف)

(درخواست بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰)

(۱۰) خود کاشتہ پودا

''میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں معہ اسماء مریدین'' روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہے۔ عنایت خاص کا مستحق ہوں۔...... صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جن کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے۔ اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو (جو بقول مرزا صاحب خود کاشتہ پودا ہے۔ للمؤلف) ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں (اس نظر کا

اثر معلوم ہے۔للمؤلف)......اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں''۔

(درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہٗ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰ تا ۲۲)

(۱۱) ممبران پارلیمنٹ

''جماعت احمدیہ نے جس نے اپنا صدر مقام (ایجویر روڈ (لندن) میں قائم کیا ہے۔ ممبران پارلیمنٹ کے نام ایک گشتی مراسلہ ایک ایڈریس کی کاپی کے ساتھ جو سر اڈورڈ میکلیگن کو پیش کیا گیا تھا۔ روانہ کیا ہے۔ خط منسلکہ میں لکھا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی ایک نئی تحریک ہے جو تیزی سے مختلف حصص سلطنت میں پھیل رہی ہے۔ بنابریں ہم ان پر آشوب ایام میں اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ آپ کو اس جماعت کے سیاسی خیالات سے آگاہ کر دیں۔ اپنی حکومت کا وفادار رہنا' اور ان پر خدا کی رحمت چاہنا اس کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے''۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۷۷ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۲۰ء)

(۱۲) سرکاری محبت

''سلسلہ عالیہ احمدیہ کو امن پسند تعلیم اور احمدیوں کا عملاً برطانیہ کے ساتھ اظہار خلوص اور وفاداری کرنا بعض حکام کے دلوں میں جذبات محبت پیدا کر رہا ہے۔ اور یہ حالت ہندوستان تک محدود نہیں' بلکہ ہندوستان کے باہر بھی یہی حالت ہے۔ چنانچہ ایک دوست لکھتے ہیں کہ ایک شخص جو کچھ مدت تک ایک احمدی کے پاس رہتا تھا' ملازمت کے لئے ایک برطانوی افسر کے پاس گیا۔ جب افسر مذکور نے درخواست کنندہ کے حالات دریافت کئے اور پوچھا کہ کہاں رہتے ہو' تو اس نے جواب دیا کہ فلاں احمدی کے پاس' اس پر ذیل کا مکالمہ ہوا۔

''افسر......کیا تم بھی احمدی ہو

امیدوار......ڈر کر کہ احمدی نام سے ناراض نہ ہو'' نہیں صاحب

افسر......تم اتنی مدت احمدی کے پاس رہا۔ مگر سچائی کو اختیار نہیں کیا۔ جاؤ پہلے احمدی بنو۔ پھر فلاں تاریخ کو آنا۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ بعض حکام احمدیوں کی دیانت' امانت اور جذبات وفاداری کا احساس کرتے ہیں''۔

(اخبار الفضل قادیان جلد ۶ نمبر ۹۳' ۹۴ ص ! مورخہ ۷' ۳ جون ۱۹۱۹ء)

(۱۴۳)شرم کی شکایت

''حضرت مسیح موعود نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے) فخر یہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں، جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے میں انہیں احمدی ہی کہوں گا کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آ جاتی ہے۔ انہیں شرم کیوں آتی ہے۔ اس لئے ان کی اندر کی آنکھیں نہیں کھلیں (گویا ان کو اندرونی بھید معلوم نہیں۔ للمؤلف)

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۰ نمبر ۳ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۲ء)

(۱۴۴)رائے عامہ

''ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آتے ہیں کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے۔ بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں......ٹوڈی کہا جاتا ہے''۔

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۲ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

....

فصل پانچویں

قادیانی نشرواشاعت

بظاہر قادیانی خدمت اسلام کا دم بھرتے ہیں۔ مسلمانوں کے خیرخواہ بنتے ہیں۔ لیکن اس پردہ میں کیا کیا ہوا۔ یہ افسوسناک تفصیل بہت طویل ہے۔ جو چاہے ''قادیانی مذہب'' میں مطالعہ کرے۔ یہاں مشتے نمونہ ازخروارے چند مثالیں درج ہیں۔

(۱) مخبری

''چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں...... لہٰذا یہ نقشہ اسی غرض کے لئے تجویز کیا گیا کہ تا کہ اس میں ان ناحق شناس لوگوں کے نام محفوظ رہیں جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔ اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے آدمی بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایسے مفسدانہ عقیدہ کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھتے ہوں لیکن چونکہ اس امتحان کے وقت بڑی آسانی سے ایسے لوگ معلوم ہوسکتے ہیں۔ جن کے نہایت مخفی ارادے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی پولیٹکل خیرخواہی کی نیت سے اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدے سے اپنی مفسدانہ حالت کو ثابت کرتے ہیں...... لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے ایک پولیٹکل راز کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔''

(مرزاغلام احمد قادیانی صاحب کی تحریک بعنوان ''قابل توجہ گورنمنٹ'' مندرجہ تبلیغ رسالت جلد پنجم ص ۱۱ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۲۷۔۲۲۸)

(۲) پچاس ہزار

''پھر اُن (والد صاحب) کے انتقال کے بعد یہ عاجز (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) دنیا کے مشغلوں سے بکلی علیحدہ ہو کر خدائے تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اُردو' فارسی' عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہء تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئیں۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے' جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکے گا''۔ (ستارۂ قیصریہ ص۳ خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

(۳) خدمت میں مشغول

''میں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ ایسی گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں۔ بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ میں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلامیہ میں پہنچائی ہیں''۔

(عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ ''منجانب مرزا غلام احمد تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۶۵ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۶۶۔۳۶۷)

(۴) قرین مصلحت

''پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا تاہم سترہ برس

سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لئے لوگوں کو ترغیب دی۔ اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں۔ اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اس امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں۔ جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزار ہا روپیہ خرچ ہوا اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔

(اشتہار واجب الاظہار جو خاص اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ قیصر ہند توجہ سے اس کو ملاحظہ فرمائے" منجانب مرزا غلام احمد مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۱۶۰ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۶۱، ۴۶۲)

(۵) عمر کا اکثر حصہ

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اسقدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے"۔

(تریاق القلوب ص ۱۵ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

(۶) مناسب

میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے ص (۱۵۲) میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمے یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی ممانعت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ممالک میں بہت شہرت پا گئی ہیں۔

(تحریر مرزا غلام احمد مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج دہم ص ۲۶ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۴۳)

(۷) تاثیر کے نشان

"میری کتابیں عرب کے لوگوں کو برابر پے در پے پہنچتی رہیں۔ یہاں تک کہ میں نے

ان میں تاثیر کے نشان پائے اور بعض عرب میرے پاس آئے اور بعضوں نے خط وکتابت کی اور بعضوں نے بدگوئی کی اور بعض صلاحیت پر آ گئے اور موافق ہو گئے''۔

(انوار الحق حصہ اول ص ۳۱ خزائن ج ۸ ص ۴۴)

(۸) قاصد

''میں نے عربی اور فارسی میں بعض رسائل تالیف کر کے بلاد شام و روم اور مصر اور بخارا وغیرہ کی طرف روانہ کیئے۔ اور ان میں اس گورنمنٹ کے تمام اوصاف حمیدہ درج کیئے اور بخوبی ظاہر کر دیا کہ اس محسن گورنمنٹ کے ساتھ جہاد قطعاً حرام ہے اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے وہ کتابیں مفت تقسیم کیں اور بعض شریف عربوں کو وہ کتابیں دے کر بلاد شام و روم کی طرف روانہ کیا اور بعض عربوں کو مکہ اور مدینہ کی طرف بھیجا اور بعض بلاد فارس کی طرف بھیجے گئے اور اس طرح مصر میں بھی کتابیں بھیجی گئیں۔ اور یہ ہزار ہا روپیہ کا خرچ تھا جو محض نیک نیتی سے کیا گیا (نیک نیتی تو صاف ظاہر ہے۔ جتانے کی کیا ضرورت ہے؟ للموٗلف)

(اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند اور جناب گورنر جنرل ہند۔ اور لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کیلئے شائع کیا گیا'' منجانب خاکسار غلام احمد قادیانی مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۸۹۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۹۶ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۲۶۔۱۲۷)

(۹) ربط وضبط

میں اپنے اس کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں، نہ روم میں نہ شام میں، نہ ایران میں، نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ (خدا) اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال و شوکت میں تیرے وجود اور تیری دعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ ادھر خدا کا منہ ہے۔

(عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی'' منجانب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۶۹ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۷۰)

(۱۰) یک جان دو قالب

''تمام سچے احمدی جو حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور ایک مقدس انسان تصور کرتے ہیں۔ بدون کسی خوشامد اور چاپلوسی کے دل سے یقین کرتے ہیں کہ برٹش گورنمنٹ ان کے

لئے فضل ایزدی اور سایہء رحمت ہے اور اس کی ہستی کو وہ اپنی ہستی خیال کرتے ہیں''۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۲۳۸ مورخہ ۱۳ ستمبر ۱۹۱۴ء)

''ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے اس وقت کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے ہمارے حالات ہی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ کے اور ہمارے فوائد ایک ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقع ہے اور اس کو خدانخواستہ اگر کوئی نقصان پہنچے تو اس صدمہ سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے اس لئے شریعت اسلام حضرت مسیح موعود کے احکام کے ماتحت اور اپنے فوائد کی حفاظت کے لئے اس وقت جب کہ جنگ و جدال جاری ہے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے گورنمنٹ کی مدد کرے۔''

(اعلان میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ٦ نمبر ۸ ص ۱ مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۱۸ء)

(۱۱) قادیانی ڈھال

''یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی الواقع گورنمنٹ برطانیہ ایک ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اس ڈھال کو ذرا ایک طرف کر دو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے۔ پس کیوں ہم اس گورنمنٹ کے شکر گزار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہو گئے ہیں۔ اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے اور اس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی ہے۔ جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے۔ ہمارے لئے تبلیغ کا ایک اور میدان نکل آتا ہے''۔

(الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۵۱ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(۱۲) قادیانی تلوار

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو کیوں خوشی نہ ہو۔ عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔

(اخبار الفضل قادیان ج ٦ نمبر ۴۲ ص ۹ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

غرض گورنمنٹ برطانیہ کا فتح یاب ہونا' دنیا کے ایک بڑے حصے کے لئے بہت امن و آرام کا باعث ہوگا اور تمہارے لئے تبلیغ اسلام (یعنی قادیانیت ـ للمؤلف) کا میدان بہت زیادہ صاف اور وسیع ہو جائے گا" (اسلامی ممالک میں ـ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۳۸ ص ۴ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۱۸ء)

....

فصل چھٹی

قادیانی تبلیغ

(۱) افغانستان

"ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قادیانی) شہید کی شہادت کی وجہ کیا تھی۔ اس کے متعلق ہم نے مختلف افواہیں سنیں۔ مگر کوئی یقینی اطلاع نہ ملی تھی۔ ایک عرصہ دراز کے بعد اتفاقاً ایک لائبریری میں ایک کتاب ملی جو چھپ کر نایاب بھی ہوگئی تھی۔ اس کتاب کا مصنف ایک اطالوی انجینئر ہے جو افغانستان میں ایک ذمہ دار عہدہ پر فائز تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب (قادیانی) کو اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دیتے تھے۔ اور حکومت افغانستان کو خطرہ لاحق ہوگیا تھا' کہ اس سے افغانوں کا جذبۂ حریت کمزور ہوجائے گا اور ان پر انگریزوں کا اقتدار چھا جائے گا۔...... اس کتاب کے مصنف کی یہ بات اس لئے بھی یقینی ہے کہ وہ شاہِ افغانستان کا درباری تھا اور اس لئے بھی کہ وہ اکثر باتیں خود وزراء اور شہزادوں سے سن کر لکھتا ہے"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان خطبہ جمعہ مندرجۂ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۲۱ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

"ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔ محض اس لئے کہ وہ جہاد کے مخالف تھے اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا۔ صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خان نے صاحبزادہ سید عبداللطیف (قادیانی) کو اس لئے مروادیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کا شیرازہ بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں"۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۲ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۲) حکومت افغانستان کا اعلان

"افغانستان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے:۔ کابل

کے دو اشخاص ملا عبدالحلیم چہار اسیافی اور ملا نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ بن چکے تھے۔ اور لوگوں کو اس عقیدے کی تلقین کر کے انہیں صلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے۔ جمہوریہ نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پنج شنبہ ۱۱ رجب کو عدم آباد پہنچائے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضہ سے پائے گئے۔ جن سے پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھ بک چکے تھے"

(اخبار امان افغان) (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۹۲ ص ۴ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۵ء)

(۳) قادیانی مجاہد کا کارنامہ

"چونکہ برادرم محمد امین خان صاحب (قادیانی) کے پاس پاسپورٹ نہ تھا۔ اس لئے وہ روس میں داخل ہوتے ہی روس کے پہلے اسٹیشن قہقہہ پر انگریزی جاسوس قرار دے کر گرفتار کئے گئے۔ کپڑے اور کتابیں اور جو کچھ پاس تھا ضبط کر لیا گیا اور ایک مہینہ تک آپ کو وہاں قید رکھا گیا۔ اس کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا۔ وہاں سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا۔ اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا۔ اور بار بار آپ سے بیانات لئے گئے۔ تا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں۔ اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کی لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا اور فوٹو لئے گئے تا عکس محفوظ رہے اور آئندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اس کے بعد کوشکی سرحد افغانستان پر لے جایا گیا۔ اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا۔ مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اسی علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے اس لئے واپس آنے کو اپنے لئے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا۔ اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا۔ دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے۔ لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوسی کے شبہ میں گرفتار کئے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت دل ہلا دینے والے مظالم آپ پر کئے گئے اور قید میں رکھا گیا...... اور بخارا سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں سرحد ایران کی طرف واپس بھیجا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس مجاہد کی ہمت اور اخلاص اور تقویٰ میں برکت دے کیونکہ ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی۔ اس لئے پھر کاکان کے ریلوے اسٹیشن سے روسی پولیس کی حراست سے بھاگ

نکلا اور پا پیادہ بخارا پہنچا۔ بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد ان کو گرفتار کیا گیا اور بدستور سابق پھر کا کان کی طرف لایا گیا۔ اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا وہاں سے آپ پھر چھوٹ کر بھاگے اور بخارا پہنچے"۔

(اعلان میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۱۲ ص ۶،۵ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۳ء)

"ہمارے برادر محترم خان محمد امین خان صاحب جنہیں روس کے علاقہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ نے تبلیغ اسلام کے لئے بھیجا تھا یہ بغیر کسی اطلاع کے آج ۲۵ جون وارد قادیان ہوئے جنہیں اچانک اپنے اندر دیکھ کر اہل قادیان خوشی اور مسرت کے جذبات سے بھرپور ہو گئے۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۱۰۱ مورخہ ۲۸ جون ۱۹۲۷ء)

گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور اپنے مقاصد کو پورا کرتے ہیں ...... اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے"۔

(برکات خلافت ص ۶۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴) بے شک

بے شک ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس گورنمنٹ محسنہ کے سچے دل سے خیر خواہ ہوں۔ اور ضرورت کے وقت جان فدا کرنے کو بھی تیار ہوں۔ لیکن ہم اس طرح پر بھی غیر قوموں اور غیر ملکوں میں اپنی محسن گورنمنٹ کی نیک نامی پھیلانی چاہتے ہیں کہ کس طرح اس عادل گورنمنٹ نے دینی امور میں ہمیں پوری آزادی دی ہے۔ عملی نمونے ہزاروں کوسوں تک چلے جاتے ہیں اور دلوں پر ایک عجیب اثر ڈالتے ہیں اور صدہا نادانوں کے ان سے وسوسے دور ہو جاتے ہیں' یہ مذہبی آزادی ایک ایسی پیاری چیز ہے کہ اس کی خبر پا کر بہت سے اور ملک بھی چاہتے ہیں کہ اس مبارک گورنمنٹ کا ہم تک قدم پہنچے ...... کیونکہ جس طرح اچھے دکاندار کا نام سن کر اسی طرف خریدار دوڑتے ہیں۔ اسی طرح جس گورنمنٹ کے ایسے بے تعصب اور آزادانہ اصول ہوں وہ گورنمنٹ خواہ مخواہ پیاری اور ہر دلعزیز معلوم ہوتی ہے اور بہت سے غیر ملکوں کے لوگ حسرت کرتے ہیں کہ کاش ہم بھی اس کے ماتحت ہوتے۔ پس کیا آپ لوگ چاہتے نہیں کہ اس محسن گورنمنٹ کا ان تمام تعریفوں کے ساتھ دنیا میں نام پھیلے اور اس کی محبت دور دور تک دلوں میں جاگزیں ہو۔

(رسالہ البلاغ مسمی بہ فریاد درد ص ۳۳ خزائن ج ۱۳ ص ۴۰۰۔۴۰۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(۵) قدرتی بات

یہ قدرتی بات ہے کہ ہمارے وعظوں لیکچروں کتابوں' اخباروں اور رسالوں میں بار بار یہ ذکر آتا ہے کہ انگریز عادل و منصف ہیں اور وہ اپنی رعایا کے تمام فرقوں سے حسن سلوک کرتے ہیں اور امن قائم رکھتے ہیں۔ اس لئے غیر ممالک کے احمدی بھی ہمارے لٹریچر سے متاثر ہو کر کہتے ہیں کہ گو ہم انگریزوں کے ماتحت نہیں لیکن چونکہ ہمارا مرکز ان کی تعریف کرتا ہے۔ اس لئے وہ برے نہیں بلکہ منصف مزاج حکمران ہیں۔ اس ذریعے سے ہزاروں آدمی امریکہ میں' ہزاروں آدمی ڈچ انڈیز میں' اور ہزاروں آدمی کافی غیر ممالک میں ایسے تھے جو گو اپنی اپنی حکومتوں کے وفادار تھے۔ مگر انگریزوں کے متعلق بھی کلمتہ الخیر کہا کرتے تھے۔ امریکہ جسے کسی وقت جرمن ایجنٹوں نے انگریزی گورنمنٹ کے خلاف کرنے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر دی تھیں۔ وہاں احمدی (یعنی قادیانی) ہی تھے جو اپنی جماعت کا لٹریچر پڑھنے سے جن میں انگریزوں کی تعریف ہوتی آپ ہی آپ ان خیالات کا ازالہ کرتے تھے۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۵ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۳۵ء)۔

(۶) خیال خاص و عام

''دنیا ہمیں انگریزوں کا ایجنٹ سمجھتی ہے۔ چنانچہ جب جرمنی میں احمدیہ عمارت کے افتتاح کی تقریب میں ایک جرمن وزیر نے شمولیت کی تو حکومت نے اس سے جواب طلب کیا کہ کیوں تم ایسی جماعت کی کسی تقریب میں شامل ہوئے جو انگریزوں کی ایجنٹ ہے''

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۲ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

''خواجہ کمال الدین (قادیانی) فرماتے تھے کہ جس ملک میں میں گیا وہاں کے لوگوں کو یہی کہتے سنا کہ یہ قادیانی لوگ گورنمنٹ کے خفیہ جاسوس ہیں یہ بات غلط ہو یا صحیح ہو مگر لوگوں کے قلوب پر یہ بد اثر کیوں پڑا۔ اس لئے کہ میاں صاحب (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان) گورنمنٹ کی خاطر ایسی خفیہ کارروائیاں کیا کرتے تھے۔ جن کا خود انہوں نے اپنی تقریروں میں اعتراف کیا ہے''۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۳۷ء)

''ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور

انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۳۱ ص ۷۔۸ مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۵ء)

....

فصل ساتویں

اسلامی ممالک پر قادیانی التفات

(الف) افغانستان

”اس وقت (بعہد شاہ امان اللہ خاں۔ للمؤلف) جو کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے نادانی سے جنگ شروع کردی ہے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں۔ کیوں کہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لئے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت ہی قیمتی وجود مارے گئے اور ظلم سے مارے گئے ہیں اور بے سبب اور بلاوجہ مارے گئے پس کابل وہ جگہ ہے جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر صداقت کے دروازے بند ہیں اس لئے صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دفع کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے پس کرو تا تمہارے ذریعے وہ شاخیں پیدا ہوں جن کی حضرت مسیح موعود نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے) اطلاع دی ہے“۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۹۰ ص ۸ مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

(ب) عراق

یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عراق میں جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں کیونکہ...... خدا ملک گیری اور جہاں بانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے۔ اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا اہل ہوتا ہے۔ پس ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوتی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعت اسلام کا (یعنی اشاعت قادیانیت کا۔ للمؤلف) میدان بھی وسیع ہو جائے گا اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۰۳ ص ۳ مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء)

(ج) فتح بغداد

''حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔للمؤلف) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی معہود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو۔عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں''......فتح بغداد کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں۔دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی' ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس طرف بھیجا۔دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا تاکہ وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے اس قسم کی مدد کے لئے تیار کریں''۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۶ نمبر ۴۲ ص ۹ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

(د) ترکی

''ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ مذہبا ہمارا ترکوں سے کوئی تعلق نہیں۔ہم اپنے مذہبی نقطۂ خیال سے اس امر کے پابند ہیں کہ اس شخص کو اپنا مذہبی پیشوا سمجھیں جو حضرت مسیح موعود کا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔للمؤلف) جانشین ہو اور دنیاوی لحاظ سے اسی کو اپنا سلطان اور بادشاہ یقین کریں جس کی حکومت کے نیچے ہم رہتے ہیں۔پس ہمارے خلیفہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خلیفہ ثانی (میاں محمود احمد صاحب) ہیں اور ہمارے سلطان اور بادشاہ حضور ملک معظم''۔

(قادیانی جماعت کا اڈریس بحضور سر اڈورڈ میکلیگن (لیفٹیننٹ گورنر پنجاب الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۹ء)

''انگلستان کے وزیر اعظم مسٹر اسکوتھ نے ایک تقریر کے دوران میں صاف کہہ دیا ہے کہ اب ترکی حکومت دنیا میں قائم نہیں رکھی جا سکتی۔جنگ کے بعد اس کے حصص کو بالکل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا اور تقسیم کر دی جائیگی یہ ایک فتویٰ ہے جو انگلستان کے ایک نہایت ذمہ دار انسان کے منہ سے نکلا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وزیر اعظم ایسی بات اس وقت تک منہ سے نہیں نکال سکتے تھے۔جب تک کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو جاتا' اور جب انہوں جلسہ عام میں ایسے

خیالات کا اظہار کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم نہیں۔ اس کا فیصلہ بالکل درست ہے اور راست ہے اور ہم اس کے فیصلہ پر رضامند ہیں'' (گویا قادیانیوں کے نزدیک وزیر اعظم کا فیصلہ اللہ کا فیصلہ تھا۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۶۶ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۱۴ء)

(ہ) فلسطین

''بیت المقدس کے داخلہ پر اس ملک (انگلستان) میں بہت خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ میں نے ایک یہاں کے اخبار میں اس پر ایک آرٹیکل دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ وعدہ کی زمین ہے جو یہود کو عطا کی گئی تھی۔ مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دی گئی جو بت پرست قوم تھی۔ بعد میں عیسائیوں کو ملی پھر مسلمانوں کو۔ جن کے پاس ایک لمبے عرصہ تک رہی۔ اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے تو اس کا سبب تلاش کرنا چاہیے کیا مسلمانوں نے بھی کسی نبی کا (مطلب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا۔ للمؤلف) انکار تو نہیں کیا...... سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے ہیں' آزما چکے ہیں' اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لئے نہیں ہے۔ اس زمانہ میں کوئی مذہبی جنگ نہیں۔ ہاں ہم اپنے نیک نمونے اور روحانی کشش سے یورپ کو مسلمان بنالیں تو پھر ساری حکومتیں ہماری ہی ہیں اور اس میں اسلام کو آئندہ بہتری کی امیدیں ہیں...... بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں انگلستان کے اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے ان کے سیکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں'' (یہ نمونہ ہے قادیانی مبلغ کی انگلستان میں اصلی کارگزاری کا۔ للمؤلف)

(قادیانی مبلغ کا خط مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۷۵ ص ۸۔۹ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۸ء)

(فلسطین میں مسلمانوں پر جو کچھ گزر رہی ہے سب کو معلوم ہے اس وقت ان کو اتحاد و جمعیت کی جس قدر ضرورت ہے محتاج بیان نہیں۔ عین اس نازک زمانہ میں وہاں قادیانی تحریک کی بڑے اہتمام سے تحریک ہو رہی ہے۔ چنانچہ مختصر کیفیت ذیل میں ملاحظہ ہو۔ للمؤلف)

''مولوی محمد سلیم احمد صاحب مولوی فاضل احمدی مبلغ فلسطین لکھتے ہیں:۔ خدائے تعالیٰ

کے فضل سے یہاں یوم التبلیغ نہایت کامیابی سے منایا گیا۔ مختصر کوائف حسب ذیل ہیں۔ وقت مقررہ سے پہلے احباب کو مختلف گروپوں میں تقسیم کر کے ان کے حلقے مقرر کر دیئے گئے پہلا گروپ ...... برائے یافا و مضافات تل ابیب و مضافات۔ دوسرا گروپ...... برائے قصبہ بلسیان و مضافات تیسرا گروپ...... برائے ناصرہ و مضافات (اسی طرح کل ملک کے واسطے گیارہ گروپوں کی تفصیل درج ہے۔ للمؤلف) ۱۲۷۹ ٹریکٹ بزبان عربی' ۸۸۳ ٹریکٹ بزبان عبری اور ۲۰۱ ٹریکٹ بزبان انگریزی گویا کل لٹریچر ہر سہ زبانوں میں ۲۳۶۳ ٹریکٹوں اور اعلانات کی صورت میں تقسیم کیا گیا۔ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہزارہا لوگوں تک ایک دن کے عرصہ میں پیغام حق پہنچا دیا گیا۔ احباب نے ریل پر بھی سفر کر کے تبلیغ کی اور اندازاً آٹھ دس پونڈ کرایوں وغیرہ پر خرچ کیا گیا''۔ (خلاصہ یہ کہ اسلامی ممالک میں آج کل فلسطین سب سے زیادہ قادیانی تحریک کا جولانگاہ بنا ہوا ہے۔ للمؤلف) (اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۱۸ ص ۵ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۷ء)

(و) فرخندہ بنیاد حیدر آباد

(ا) قادیانی تحریک کا آغاز و عروج

''مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی سید سرور شاہ صاحب راستے میں آنے والے شہروں میں ہدایت کے مطابق تبلیغ کرتے ہوئے حیدر آباد پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے تبلیغ شروع کر دی ہے۔ مفتی صاحب نے اپنا قیام مولوی غلام اکبر خان صاحب (سابق وکیل حال نواب اکبر یار جنگ بہادر وظیفہ یاب رکن عدالت العالیہ) کے مکان میں کیا ہے۔ جس میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف کے پاس شہر کے معزز لوگ آتے جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے گفتگو کرنے کا انہیں موقع مل جاتا ہے۔ ۱۸ تاریخ کے خط میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ صبح سے بارہ بجے تک پانچ معزز اشخاص کو تبلیغ کی گئی۔ اور انہوں نے پھر ملاقات کا وعدہ کیا ہے اس طرح انشاء اللہ تبلیغ کا سلسلہ دن بدن ترقی کرتا جائے گا۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۶۷ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۱۴ء)

یہاں (حیدر آباد) ہم نے درس قرآن اور لیکچروں کے واسطے ایک ہال کرایہ پر لیا ہے۔ اس میں بھی کسی نے رکاوٹ کی کوشش کی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس شر سے محفوظ رکھا۔ میں اسسٹنٹ ریذیڈنٹ بہادر سے جا کر ملا۔ تمام سلسلہ کے حالات اُن کو سنائے۔ ریویو انگریزی کے

بعض پرچے دکھائے۔ ٹیچنگ آف اسلام۔ حضرت مسیح موعود کے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے) دعوے اور دلائل پر گفتگو کی۔ بہت توجہ سے سب باتوں کو سنا اور تحریری اجازت دی کہ ہم روزانہ وعظ اور لیکچر کر سکتے ہیں۔ اب وہاں لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ایک دن میں نے سلسلہ احمدیہ کی صداقت پر ایک مختصر تقریر کی چند نوجوان طلباء بھی سامعین میں تھے"۔

(قادیانی مبلغ کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۴۲۔ ۱۴۱ص ۱۱ مورخہ ۲۰/ ۷ امئی ۱۹۱۵ء)

"جس مقصد کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے ہم کو یہاں (حیدر آباد) بھیجا تھا وہ خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ پورا ہو گیا ہے اور ہو رہا ہے۔ کتاب تحفۃ الملوک باوجود بعض روکاوٹوں کے ہز ہائی نس شاہ دکن کے حضور پہنچی اور پڑھی گئی اور قبول ہوئی اور اظہار خوشنودی کا پروانہ ہمیں ملا۔ اس کے بعد اراکین ریاست میں بھی کتاب خوب تقسیم ہوئی۔ بالمشافہ بڑے بڑے نوابوں ججوں اور اہلکاروں اور مشائخ سے گفتگو ہوئی اور پیغام حق سب کو پہنچایا گیا۔ حضرت خاتم النبیین کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود مہدی مسعود کے آنے کی خبر سب کو دی گئی ہر جگہ کم و بیش (قادیانی) سلسلہ کے متعلق گفتگو بھی ہوئی۔ تقسیم کتب کے علاوہ کئی ایک محلوں میں بڑے شاندار جلسوں میں کئی ایک وعظ ہوئے۔ تین جگہ درس قرآن شریف جاری ہوا۔ اتفاقی طور پر بعض علماء کے ساتھ بحثیں بھی ہوئیں۔ اور ان بحثوں کے سننے کے واسطے بعض دفعہ کئی سو آدمی کا مجمع ہو جاتا رہا۔ ان سب باتوں کے علاوہ متفرق طور پر بھی لوگوں میں تبلیغ ہوئی اور ہوتی رہتی ہے کئی آدمی سلسلہ بیعت میں بھی داخل ہوئے۔ شہر اور اس کے نواح میں احمدیت کا خوب چرچا پھیل گیا ہے اکثروں کی بدگمانیاں دور ہو رہی ہیں اور لوگ حق قبول کرنے کے لئے نزدیک آتے جاتے ہیں"۔

(قادیانی مبلغ کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۳۰ص ۵ مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۱۵ء)

حافظ روشن علی صاحب بہ ہمراہی سید بشارت احمد صاحب اضلاع ریاست میں تبلیغی دورہ اور حکام و معززین میں کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کر رہے ہیں۔ مفتی محمد صادق صاحب شہر حیدر آباد میں تبلیغی کام کر رہے ہیں"۔

(قادیانی مبلغ کی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ا مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۱۵ء)

"حیدر آباد جس کام کے واسطے ہم بھیجے گئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت کچھ پورا ہو گیا ہے اور اب ہم اضلاع ریاست میں دورہ کر کے کتاب تحفۃ الملوک تقسیم کر رہے

ہیں اور تبلیغ کرر ہے ہیں۔آج جب کہ میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں ہم شہر گلبرگ میں ہیں جو ریاست کے ایک صوبہ کا صدر مقام ہے۔ یہاں کے اعلیٰ افسر صوبہ دار (گورنر) ہیں جن کے مکان پر جا کر کتاب پہنچائی گئی اور یہاں کے صاحب ڈپٹی کمشنر (تعلق دار) اور ڈویژنل جج اور لیفٹیننٹ افواج اور دیگر عہدیداران سے ملاقات کی گئی۔اور کتابیں دی گئیں اور انگریزی ترجمہ قرآن شریف کے واسطے خریدار بنائے گئے''۔

(تبلیغی رپورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۴۷ ص ۷ مورخہ یکم جون ۱۹۱۵ء)

(۲) مسلمانوں میں بیداری

غرضیکہ قادیانی فرقہ پھیلتا گیا' زور پکڑتا گیا۔اس فرقہ کے بعض سر برآوردہ اراکین معزز عہدوں پر فائز ہو گئے اچھا خاصا رسوخ حاصل ہو گیا تو اور بھی زور بڑھ گیا۔یہی قادیانی عروج کا زمانہ تھا۔جب کہ ہماری کتاب قادیانی مذہب شائع ہوئی اور حقیقت حال کھلنے پر کھلبلی مچی۔مسلمان حیران کہ کیا بے خبری تھی۔قادیانی صاحبان پریشان کہ بنا بنایا کام بگڑ گیا۔

امیر المومنین اعلیحضرت نواب میر عثمان علی خان بہادر آصف سابع سلطان العلوم حکیم السیاست شاہ دکن خلد اللہ ملکہ' کی رواداری اور علم دوستی تو شہرہ آفاق ہے' قادیانی اپنا تبلیغی لٹریچر بارگاہ خسروی میں پیش کرتے تھے۔بطریق معمول کتاب ''قادیانی مذہب'' بھی پیش ہوئی اور اس کو شرف قبول عطا ہوا۔چوتھا ایڈیشن ملاحظہ اقدس سے گزرنے کے بعد ایک مکتوب مبارک خانگی طور پر خواجہ حسن نظامی صاحب کو سرفراز ہوا اور چونکہ یہ مکتوب مبارک اسلامی حکومت کے مذہبی مسلک کا صحیح نقشہ تھا کہ مذہبی آزادی کے کیا شرائط ہیں رواداری کے کیا حدود ہیں' دینداری کی کیا ذمہ داری ہے اور اسلام کی کیا تعلیم ہے۔خواجہ صاحب نے خانگی ہونے کے باوجود مکتوب مبارک کو بنظر ہدایت خاص و عام اپنے اخبار منادی میں شائع کرنے کی عزت حاصل کی۔کلام الملوک ملوک الکلام مکتوب مبارک سے ملک و ملت میں جس قدر بیداری اور ہدایت پھیلی بڑی بڑی تقریروں اور تحریروں سے یہ بات پیدا ہونی دشوار تھی۔ چنانچہ ہم بھی اس ہدایت مآب مکتوب مبارک سے اس کتاب کو مزین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

نقل مکتوب حضور نظام

حیدر آباد دکن

۱۸ مئی ۳۶ء

خواجہ حسن نظامی صاحب

''مولوی محمد الیاس برنی جو کہ یہاں پروفیسر ہیں ان کو تو جانتے ہوں گے کہ یہ کس طرح سے اپنی حد تک مذہبی خدمات انجام دے رہے ہیں یعنی انہوں نے چند کتب قادیانی مذہب کی شرح سے متعلق لکھی ہیں تا کہ اس مذہب کے اسرار نہاں سے پردہ اٹھایا جائے تا کہ کم فہم و استعداد کے اشخاص ان کے گمراہ کن خیالات میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اس ضمن میں یہ کہہ دینا ضروری ہے کہ ہر انسان جو چاہے اپنی حد تک کوئی بھی مذہب اختیار کرے جس کو کہ وہ اچھا جانتا ہے اور جو چاہے اپنے عقائد رکھے بشرطیکہ اس کا اثر دوسرے مذاہب کے اشخاص پر نہ پڑتا ہو اور جب کہ معاملہ ایسا ہو تو پھر کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے مگر معاملہ جب قابل اعتراض ہو جاتا ہے کہ دوسروں سے مخاطب ہو کر کہا جائے کہ اگر کوئی شخص کہنے والے کے مذہب یا اعتقادات کی پیروی نہ کرے گا تو اس کے نزدیک وہ خارج از مذہب بلکہ کافر ہو جائے گا۔

''چنانچہ یہی پوائنٹ ہے جو کہ اس وقت شاید معرض بحث میں ہے جس پر سے خامہ فرسائی اور ہر طرف کتب لکھنے کی بھرمار ہو رہی ہے اور یہ کسی حد تک درست ہے۔ بہر حال ختم نبوت ہو چکی اور یہ اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے جو کہ اٹل ہے ورنہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ سلسلہ خدا کو باقی رکھنا منظور ہوتا تو اس کے لئے بہت سے نفوس قدسیہ اس وقت موجود تھے۔ وہ کون؟ وہی جو کہ ''لحمک لحمی ودمک دمی'' سے مرکب ہے۔...... پس ظاہر ہوا کہ جب نوبت یہاں تک نہیں پہنچی تو ما و شما کا کیا ذکر۔ الحاصل آج کل کی دنیا میں مذہب کی وقعت بازیچۂ اطفال سے زیادہ نہیں ہے۔ برخلاف اس کے مذہب اسلام کی کیا خوبیاں ہیں اور اس میں کون کون سے اسرار و غوامض ہیں اور اس کو سمجھانے والے کس طرح سے ہم کو سمجھنے کی ہدایت فرما گئے ہیں اس پر ہم عامل نہیں ہے ورنہ اسلام کی شان اس وقت اور ہی کچھ ہوتی۔ خیر اب بھی وقت باقی رہ گیا ہے کہ ہم تلافی مافات کر لیں تا کہ اس کے ذریعہ نجات اخروی حاصل ہو۔

''شاباش خواجہ صاحب کہ میرا دوسرا خط بھی شائع کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ میری خانگی تحریرات کو

پبلک میں لانا اچھی چیز خیال کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ میرے ٹوٹے پھوٹے خیالات کا آئینہ ہوتے ہیں جو کہ میرے احباب کی حد سے متجاوز نہ ہونا چاہئیں ...... زیادہ والسلام ع (عثمان علی)

(منقول از اخبار منادی دہلی بابت ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء)

(۴) قادیانی دھمکی

مسلمانوں کی یہ بیداری غالباً قادیانیوں کو بہت شاق گزری کہ اس تلخ کلامی میں بیساختہ ان کے جذبات ظاہر ہو گئے۔ ملک و مالک جن کے احسانات ناقابل فراموش ہیں ان کے واسطے بداندیشی کی نوبت آ گئی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

''ہم چاہتے ہیں کہ مسلمان عموماً اور اسلامی ریاستیں خصوصاً سابقہ جماعت انبیاء اور ہمارے دشمنوں کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور بدفطرت دھوکہ باز ناحق کوش دشمن کی باتوں کی حقیقت معلوم کرنے کے بغیر باور نہ کریں اور نوٹ کر لیں کہ کسی معمولی ندی میں مصری طوفان کا لانا خداوند خدائے موسیٰ کے نزدیک آسان ہے۔ احمدی خدا کے فضل سے اب آریہ سماج اور کانگریس سے بڑھ کر زندہ ہیں۔ عدو ڈر جائے۔ عالمگیر شمالی میدانوں سے قریباً فارغ ہو چکا ہے کوتاہ اندیشی سے کام نہ لے'' (اشارے گرچہ بھونڈے ہیں۔ مگر صاف ہیں قادیانی ادبیت اور تہذیب کے آئینہ دار ہیں۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۷۰ ص ۷ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۶ء)

....

فصل آٹھویں

ہندوستان میں قادیانی سیاست

(۱) خلوت

''ایک مرتبہ صوبہ کے ایک بڑے افسر سے حضرت (مرزا غلام احمد قادیانی) صاحب ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ یوں تو آپ کسی کے پاس نہ جایا کرتے تھے۔ لیکن انہیں اپنا مہمان سمجھ کر چلے گئے۔ ان دنوں گورنمنٹ کا یہ خیال تھا کہ مسلم لیگ سے گورنمنٹ کو فائدہ پہنچے گا۔ ان افسر صاحب نے حضرت (مرزا) صاحب سے پوچھا کہ آپ کا مسلم لیگ کے متعلق کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا میں اسے نہیں جانتا خواجہ کمال الدین صاحب نے جو اس کے ممبر تھے۔ انہوں نے اس کے حالات عجیب پیرائے میں آپ کو بتائے۔ فرمایا کہ میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ سیاست میں دخل دیں صاحب بہادر نے کہا کہ مرزا صاحب مسلم لیگ کوئی بری چیز نہیں ہے۔ بلکہ بہت مفید ہے۔ آپ نے فرمایا بری کیوں نہیں۔ ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب شاید آپ نے کانگریس کا خیال کیا ہوگا۔ لیگ کا حال کانگریس کی طرح نہیں۔ کیونکہ جس کام کی جیسی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ ویسا ہی اس کا نتیجہ نکلتا ہے۔ کانگریس کی بنیاد چونکہ خراب رکھی گئی تھی اس لئے وہ مضر ثابت ہوئی۔ لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ حضرت (مرزا) صاحب نے فرمایا آج آپ کا یہ خیال ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد لیگ بھی وہی کام کرے گی جو آج کانگریس کر رہی ہے''

(تقریر محمود احمد خلیفہ قادیان واقع ۲۷ دسمبر ۱۹۱۴ء رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت جنوری ۱۹۲۰ء)

''مجھے ایک کانگریسی لیڈر نے بتایا کہ ایک ہندوستانی جج اپنی تنخواہ کا بیشتر حصہ کانگریس کو بطور چندہ دیتا ہے...... میں نے اس امر کے متعلق ایک دفعہ دوران گفتگو میں سابق گورنر پنجاب سر جافری سے ذکر کیا کہ سرکاری ملازم اس طرح کی بددیانتی کرتے ہیں۔ تو انہوں نے ایک جج'

نام لیا اور مجھ سے دریافت کیا کہ یہ تو نہیں اور کہا ہمیں بھی اس کے متعلق شکایات پہنچی ہیں۔ مگر چونکہ ہمارا طریقہ جاسوسی اور شکایت کرنے کا نہیں ہے۔ اس لئے میں نے نام تو نہ بتایا۔ مگر جس کا نام انہوں نے لیا وہ نہیں تھا۔ جس کا مجھ سے ذکر کیا گیا''۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۱ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۳۵ء)

(۲) تاکیدی ہدایات

''چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے (یہ مبالغہ ہے ۱۹۰۷ء کا یہ اعلان ہے اور ۱۹۳۰ء کی مردم شماری میں کل قادیانی آبادی ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ ۷۵ ہزار تخمینہ ہوئی۔ للمؤلف) نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں جو تقریباً ۲۲ برس سے تقریری اور تحریری طور ان کے ذہن نشین کراتا آیا ہوں۔ یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔ ان کی ظل حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجے سے محفوظ ہیں''۔

(مرزا غلام احمد کا اعلان اپنی جماعت کے نام مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۷ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم ص ۱۲۲ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۵۸۳/۵۸۲)

(۳) مسلم لیگ

''ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی اور دنیا کے سچے ہادی حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ للمؤلف) کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور (مرزا صاحب) نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی۔ پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے مسلمانوں کے حق میں سازگار و بابرکت ہو سکتا ہے' ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع اور ضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں۔ جن کے

نتائج نہ ان کو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں نہ دین کا۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے اس سے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا"۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۸۷ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۱۶ء)

(۴) سیاسیات

"چونکہ ایک طرف تو سیاسیات ایک ایسی چیز ہے جو اور سب کچھ بھلا دیتی ہے حتیٰ کہ جان تک کی بھی ہوش نہیں رہنے دیتی۔ اور اپنی طرف ہی کھینچتی جاتی ہے اور دوسری طرف آج کل جو اسلام پر نازک وقت آیا ہوا ہے۔ اس سے پہلے اس پر کبھی نہیں آیا۔ اس لئے اس وقت اسلام کو جتنے بھی ہاتھ کام کے لئے مل جائیں اور جس قدر بھی سپاہی اسلام کی حفاظت کے لئے مہیا ہو سکیں اتنے ہی کم ہیں۔ اس لئے آج مسلمانوں کے لئے سیاست کی طرف متوجہ ہونا ایک ایسا زہر ہے جسے کھا کر ان کا بچنا محال بلکہ ناممکن ہے"۔

(تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۸ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء)

(۵) بے تعلق

"پس احمدی مبلغ اپنے امام پاک اس کے خلفائے صادق کی ہدایت کے ماتحت سیاسیات سے کلیتہً پرہیز کرے۔ اس سے اگر ہو سکے تو محض رضائے مولا کے لئے ایسے غلط خوردہ لوگوں کو وعظ کرے جو برائے نام مسلمان کہلا کر سیاسیات میں دخل دیتے یا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ خلیفہ قادیان (میاں محمود احمد صاحب قادیانی) کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے اور قادیان سے حقیقی تعلق رکھنے والے احمدی کا فرض ہے کہ وہ سیاسیات سے بعینہ اس طرح بچے جس طرح خدا کے مسیح نے (یعنی مرزا صاحب نے) فرمایا ہے ہم غیر مبایعین لوگوں (قادیانی جماعت لاہور) کے افعال و خیالات سے اسی طرح بری الذمہ ہیں جس طرح غیر احمدی مسلمانوں کے سیاسی گروہ کے سیاسی دستور العمل سے بے تعلق ہیں"۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۴۹ ص ۳ مورخہ ۶ جون ۱۹۱۵ء)

(۶) آگ کا انگارہ

سلف گورنمنٹ یا حکومت خود اختیاری کوئی بچوں کا کھیل نہیں کہ ہر کس و ناکس اس کے حصول کے لئے تیار ہو جائے بلکہ کانٹوں کی مالا ہے جس کے گلے میں ڈالنے کے لئے خاص دل و

گروہ اور قابلیت کی ضرورت ہے اور جب تک قابلیت پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک اس کا مطالبہ کرنا اسی طرح کا ہے جس طرح ایک چھوٹا بچہ آگ کے انگارہ کو چمکتا ہوا دیکھ کر اس کے پکڑنے کی کوشش کرے۔ اس وقت جس طرح اس کے دانا اور عقلمند محافظ کا فرض ہے کہ اسے انگارہ نہ پکڑنے دے اسی طرح اس وقت گورنمنٹ برطانیہ کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو حکمت سے تدبیر سے اور اگر وہ نہ ہی مانیں تو اثر حکومت سے باز رکھیں۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۸ مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۸ء)

(۷) کانگریس کا مقابلہ

میں نے پھر بھی کانگریس کی شورش کے وقت میں ایسا کام کیا ہے کہ کوئی انجمن یا فرد اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا اگر میں اس وقت الگ رہتا تو یقیناً ملک میں شورش بہت زیادہ ترقی کر جاتی اور یہ صرف میری ہی رہنمائی تھی جس کے نتیجے میں دوسری اقوام کو بھی جرأت ہوئی اور ان میں سے کئی کانگریس کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار ہو گئیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۳۷ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۱ء)

اس کے بعد ہر موقع پر جب کانگریس نے شورش کی ہم نے حکومت کی مدد کی۔ گذشتہ گاندھی موومنٹ کے موقع پر ہم نے پچاس ہزار روپیہ خرچ کر کے ٹریکٹ اور اشتہار شائع کیے۔ اور ہم ریکارڈ سے یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ سینکڑوں تقریریں اس تحریک کے خلاف ہمارے آدمیوں نے کیں، اعلیٰ مشورے بھی ہم نے دیئے۔ جنہیں اعلیٰ حکام نے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۱۹ ص ۶ مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۵ء)

"گورنمنٹ سے خفیہ سازباز کی اگر عادت ہو گی تو جناب میاں صاحب (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کو ہو گی جنہوں نے بقول خود گورنمنٹ کی خاطر کانگریس کے مٹانے پر قوم کا لاکھوں روپیہ صرف کر دیا۔ یہاں تک کہ میاں صاحب کے قول بموجب جس وقت گورنمنٹ کے افسر اپنے گھروں میں آرام کیا کرتے تھے۔ اس وقت بھی میاں صاحب کے مرید گورنمنٹ کا یہی خفیہ کام کیا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کے اکثر ممالک میں یہ قادیانی لوگ جاسوس سمجھے جانے لگے"۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۳۷ء)

(۸) کارنامے

ہم نے ابتدائے سلسلہ سے گورنمنٹ کی وفاداری کی۔ ہم ہمیشہ یہ فخر کرتے رہے کہ ہم

ملک معظم کی وفادار رعایا ہیں۔کئی ٹوکرے خطوط کے ہمارے پاس ایسے ہیں جو میرے نام یا میری جماعت کے سیکرٹریوں یا افراد جماعت کے نام ہیں جن میں گورنمنٹ نے ہماری جماعت کی وفاداری کی تعریف کی ہے (یہ مجموعہ شائع ہوسکتا تو بہت دلچسپ ہوتا۔للمؤلف) اسی طرح ہماری جماعت کے پاس کئی ٹوکرے تمغوں کے ہوں گے ان لوگوں کے تمغوں کے' جنھوں نے اپنی جانیں گورنمنٹ کے لئے فدا کیں۔ یہ اتنے ٹوکرے ہیں کہ ایک افسر کے وزن سے بھی ان کا وزن زیادہ ہے (واقعی بڑے وزن دار ہیں اتنا وزن ہر کسی کے حصے میں نہیں آتا۔للمؤلف)

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۳ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

ہم حکومت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ اس کے پانچ پانچ ہزار روپے ماہوار تنخواہ پانے والے ملازم بھی کیا کریں گے۔ (بے شک)

(ارشاد میاں محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۷۶ ص ۱۴ مورخہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء)

(۹) ملک دشمن

جنھوں نے (قادیانیوں) ملک معظم کی حکومت کو قائم کرنے کے لئے ملک کو اپنا دشمن بنالیا ہے۔احرار کی تقریریں پڑھو۔ان کو زیادہ غصہ اس بات پر ہے کہ ہم حکومت کے جھولی چک ہیں۔وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہم اسی وجہ سے ان کے مخالف ہیں...... کانگریس سے ہمیشہ ہماری جنگ رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم غلام ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ ہم ہرگز غلام نہیں اب ہم انہیں کیا منہ دکھائیں گے۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۱ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۰) قادیانی شکوہ

''تمہاری (یعنی قادیانی) پچاس سالہ خدمات کا حکومت پر ایک بوجھ تھا اس پر بوجھ تھا کہ تم نے جنگ یورپ میں آدمیوں اور روپیوں سے مدد کی' اس پر بوجھ تھا کہ تم نے رولٹ ایکٹ کی شورش کا مقابلہ کیا' اس پر بوجھ تھا' کہ تم لوگوں نے ہجرت کی تحریک کا مقابلہ کیا' اور اس نے تم کو کوئی بدلہ نہیں دیا اس پر بوجھ تھا کہ ہم نے نان کوآپریشن کا مقابلہ مفت لٹریچر تقسیم کرکے اور جلسوں اور لیکچراروں کے ذریعہ کیا' اور حکومت اس کا بدلہ دینے سے عاجز رہی۔اس پر بوجھ تھا کہ تم نے سول ڈس اوبیڈینس کا مقابلہ کیا' ریڈ شرٹ کا مقابلہ کیا۔ بنگال میں ٹیررزم کا مقابلہ کیا۔اور اس نے (یعنی

حکومت نے) کوئی قدر دانی نہ کی (یوں تو ہر طرح سرکاری احسانات مسلم ہیں نہ معلوم کیا قدر دانی مطلوب تھی جس کا شکوہ ہے۔للمؤلف)

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۲ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۱) وفاداری کا سودا

"میں اس امر کے آثار دیکھتا ہوں کہ حکومت کو جلد وفادار جماعتوں کی امداد کی پھر ضرورت پیش آئے گی۔ میں یہ کسی الہام کی بناء پر نہیں کہتا بلکہ زمانہ کے حالات کو دیکھ کر عقل کی بناء پر کہتا ہوں۔ میں نے کانگریس کی تحریک کو خوب غور سے دیکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب کانگریس ایک ایسی اسکیم تیار کر رہی ہے، جس سے گو بظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ میدان سے ہٹ گئی مگر عنقریب وہ گورنمنٹ کو ایسی مشکلات میں ڈال دے گی، جس کے لئے پھر اسے وفاداروں کی ضرورت محسوس ہو گی۔ اور ہم پھر اپنے جھگڑے کو ایک طرف رکھ کر اس کی مدد کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ مگر حکومت نے ہمیں سبق دے دیا ہے کہ سودا کئے بغیر تعلق نہیں رکھنا چاہیے۔ ہم خود بھی آئندہ حکومت سے سودا کریں گے اور دوسروں کو بھی سودا کرنے کا سبق پڑھائیں گے۔ سوائے اس صورت کے کہ حکومت ہم پر جو ظلم ہوا ہے اسے دور کر دے تب ہمارے تعلقات بھی پہلے کی طرح ہو جائیں گے لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری مدد سودا کرنے کے بعد ہو گی اور ہم اپنی خدمات کا معاوضہ طلب کریں گے۔ (لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حالات حاضرہ میں ناکارہ سمجھ کر کچھ پرستش نہیں ہوئی تو لاچار اب کانگریس اور مسلم لیگ میں شرکت کی درخواستیں پیش ہیں ادھر سے بھی بے التفاتی ہو رہی ہے ۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم\
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۱۲ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۲) پیام وسلام

"کانگریس اور مسلم لیگ میں شمولیت کے متعلق کئی ایک اصحاب نے پرزور تقریریں کیں۔ آخر اس بارے میں حضور نے (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فیصلہ فرمایا کہ اس وقت یہ سوال جماعت میں ایک رد پیدا کرنے کیلئے اٹھایا گیا ہے دوست اس پر غور کریں

اور اگلی مجلس مشاورت میں پھر اسے پیش کیا جائے گا۔ اس عرصہ میں کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سے تحریری طور پر پوچھا جائے گا کہ کیا وہ احمدیوں کو (یعنی قادیانیوں کو۔ للمؤلف) اپنے ساتھ سیاسی معاملات میں شریک کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ان کی طرف سے جواب آنے اور غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔

(قادیانی مجلس مشاورت کے اجلاس کی روداد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۶۱ مورخہ ۹ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۱۳) مسلم لیگ کا اعلان

مسلم لیگ تو اعلان کر چکی ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعود کو (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو۔ للمؤلف) خدا تعالیٰ کا مامور اور راست باز مانے اسے وہ مسلمان نہیں سمجھتی اور نہ اپنے ساتھ سیاست میں اس وقت تک شامل کرنے کیلئے تیار ہے۔ جب تک وہ احمدی (یعنی قادیانی) ہونے سے انکار نہ کر دے۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۴۷ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۱۴) صدر کانگریس کا استقبال

۲۹ مئی ۱۹۳۶ء کو جب پنڈت جواہر لال نہرو صدر کانگریس لاہور تشریف لائے تو قادیانی جماعت کی طرف سے ان کا شاندار استقبال ہوا۔ اخبار الفضل (قادیان) میں اس کی تفصیل بصد فخر نمایاں طریق پر فخر وطن پنڈت جواہر لال نہرو کا لاہور میں شاندار استقبال'' کے عنوان سے شائع کی گئی۔ (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح ج ۲۴ نمبر ۴۰ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۶ء)

پنڈت جی (جواہر لال نہرو کے استقبال میں قادیانی رضا کاروں کی شرکت پر طرح طرح کی خیال آرائیاں اور چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ جناب خلیفہ قادیان (میاں محمود احمد صاحب) کانگریس کے اشد ترین مخالف تھے اور قادیانی حضرات نے کانگریس کے مقابلہ میں حکومت کی امداد کی اور کار خاص کی خدمات انجام دیں۔ آج وہ کانگریس کے ایک انتہا پسند اور اشترا کی خیالات رکھنے والے صدر کے استقبال میں حصہ لے رہے ہیں۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۲۵ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۶ء)

(۱۵) قادیانیت کی سیاسی اہمیت

سب سے اہم سوال جو اس وقت ملک کے سامنے در پیش ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے اندر کس طرح قومیت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ کبھی ان کے ساتھ سودے معاہدے

پیکٹ کئے جاتے ہیں۔ کبھی لالچ دے کر ساتھ ملانے کی کوشش کی جاتی ہے کبھی ان کے مذہبی معاملات کو سیاسیات کا جز بنا کر پولٹیکل اتحاد کی کوشش کی جاتی ہے مگر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو الگ قوم تصور کئے بیٹھے ہیں۔ اور وہ دن رات عرب کے ہی گیت گاتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو وہ ہندوستان کو عرب کا نام دے دیں۔

اس تاریکی میں' اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں اور محبان وطن کو ایک ہی امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے اور وہ اشا کی جھلک احمدیوں کی تحریک ہے۔ (یعنی قادیانی تحریک۔ للمؤلف) جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے اور آخر میں محبِ ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلامزم کا خاتمہ کر سکتی ہے آؤ ہم احمدیہ تحریک کا قومی نگاہ سے مطالعہ کریں۔ پنجاب کی سرزمین میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی اٹھتا ہے اور مسلمانوں کو دعوت دیتا ہے کہ اے مسلمانو! خدا نے قرآن میں جس نبی کے آنے کا ذکر کیا ہے وہ میں ہوں آؤ اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ میرے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔ اگر نہیں آؤ گے تو خدا تمہیں قیامت کے روز نہیں بخشے گا۔ اور تم دوزخی ہو جاؤ گے۔ میں مرزا صاحب کے اس اعلان کی صداقت یا بطالت پر بحث نہ کرتے ہوئے صرف یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ مرزائی مسلمان بننے سے مسلمان میں کیا تبدیلی پیدا ہوتی ہے ایک مرزائی مسلمان کا عقیدہ ہے کہ:

(۱) خدا سمے سمے پر لوگوں کی رہبری کے لئے ایک انسان پیدا کرتا ہے جو کہ اس وقت کا نبی ہوتا ہے۔

(۲) خدا نے عرب کے لوگوں میں ان کی اخلاقی گراوٹ کے زمانے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا۔

(۳) حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد خدا کو ایک نبی کی ضرورت محسوس ہوئی اور اس نے مرزا صاحب کو بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی رہنمائی کریں۔

میرے قوم پرست بھائی سوال کریں گے کہ ان عقیدوں سے ہندوستانی قوم پرستی کا کیا تعلق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ایک ہندو کے مسلمان ہو جانے پر اس کی شردھا اور عقیدت رام و کرشن' ویدُ گیتا اور رامائن سے اٹھ کر قرآن اور عرب کی بھومی میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان احمدی بن جاتا ہے تو اس کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ حضرت محمد (صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں اس کی عقیدت کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ علاوہ بریں جہاں اس کی خلافت پہلے عرب اور ترکستان میں تھی۔ اب وہ خلافت قادیان میں آ جاتی ہے اور مکہ مدینہ اس کے لئے روایتی مقامات مقدسہ رہ جاتے ہیں۔...... کوئی بھی احمدی چاہے عرب' ترکستان' ایران یا دنیا کے کسی بھی گوشہ میں بیٹھا ہو وہ روحانی شکتی کے لئے قادیان کی طرف منہ کرتا ہے۔ قادیان کی سرزمین اس کے لئے پنیہ بھومی (سرزمین نجات) ہے۔ اور اس میں ہندوستان کی فضیلت کا راز پنہاں ہے۔ ہر احمدی کے دل میں ہندوستان کے لئے پھریم ہوگا کیونکہ قادیان ہندوستان میں ہے مرزا صاحب بھی ہندوستانی تھے اور جتنے خلیفے اس فرقہ کی رہبری کر رہے ہیں۔ وہ سب ہندوستانی ہیں۔

اعتراض ہوسکتا ہے کہ جب مرزائی قرآن کو الہامی کتاب مانتے ہیں تو وہ اسلام سے الگ کیسے ہوئے...... اس کا جواب ہے۔ سکھوں کی موجودہ ہندوؤں سے علیحدگی گرو گرنتھ صاحب میں رام و کرشن' اندر' وشنو سب ہندو دیوی دیوتاؤں کا درشن آتا ہے۔ مگر کیا سکھوں نے رام کرشن کی مورتیوں کا کھنڈن نہیں کیا۔ گوردواروں سے رامائن اور گیتا کا پاٹھ نہیں اٹھایا۔ کیا سکھ آپ ہندو کہلانے سے انکار نہیں کرتے۔ اسی طرح وہ زمانہ دور نہیں جب کہ احمدی برملا یہ کہیں گے کہ صاحب ہم محمدی مسلمان نہیں' ہم تو احمدی مسلمان ہیں۔ کوئی ان سے سوال کرے گا کیا تم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت کو مانتے ہو تو وہ جواب دیں گے کہ ہم حضرت محمد' عیسیٰ' رام' کرشن سب کو اپنے اپنے وقت کا نبی تصور کرتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ہندو' عیسائی یا محمدی ہو گئے۔...... یہی ایک وجہ ہے کہ مسلمان احمدیہ تحریک کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں' وہ جانتے ہیں کہ احمدیت ہی عربی تہذیب اور اسلام کی دشمن ہے۔ خلافت تحریک میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا۔ کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عرب میں قائم کرنے کے قادیان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بات عام مسلمانوں کے لئے جو ہر وقت پان اسلامزم و پان عربی سنگھٹن کے خواب دیکھتے ہیں کتنی ہی مایوس کن ہو مگر ایک قوم پرست کے لئے باعث مسرت ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شنکر داس صاحب مہرو بی ایس سے ایم پی بی ایس لاہور مندرجہ اخبار بندے ماترم مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء منقول از اخبار ایمان مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء)

"قریب کے زمانہ میں ہی پنڈت (جواہر لال نہرو) صاحب نے ڈاکٹر محمد اقبال کے مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیئے جانے کے لئے لکھے

تھے۔اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر (محمد اقبال) صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۸۷ ص ۴ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء)

"میں خیال کرتا ہوں کہ قادیانیت کے متعلق میں نے جو بیان دیا تھا۔جس میں جدید اصول کے مطابق صرف ایک مذہبی عقیدت کی وضاحت کی گئی تھی۔اس سے پنڈت جی (جواہر لال نہرو اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بنا پر دونوں اپنے دل میں مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی وحدت کے امکانات کو بالخصوص ہندوستان میں پسند نہیں کرتے۔یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہندوستان کے قوم پرست جن کی سیاسی تصوریت نے ان کے احساس حقائق کو مردہ کر دیا ہے اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں کے دل میں خود اعتمادی اور بیداری کا خیال پیدا ہوا ہے...... اس طرح یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی وقار بڑھ جانے سے ان کا مقصد فوت ہو جائیگا کہ رسول عربی (فداہ امی وابی) کی دسترس سے قطع وبرید کر کے ہندوستانی نبی کے لئے ایک جدید امت تیار کریں حیرت کی بات ہے کہ میری اس کوشش سے کہ مسلمانان ہند کو یہ جتادوں کہ ہندوستان کی تاریخ میں اس وقت جس نازک دور سے وہ گزر رہے ہیں۔اس میں ان کی اندرونی یکجہتی کس قدر ضروری ہے۔اور نیز ان افتراق پرور اور انتشار انگیز قویٰ سے محترز رہنا لازمی ہے۔جو اسلامی تحریکوں کے روپ میں ظاہر ہوتے ہیں پنڈت جی (جواہر لال نہرو کو یہ موقع ملا کہ وہ اس قسم کی تحریکوں سے ہمدردی فرمائیں۔

(ڈاکٹر محمد اقبال کا انگریزی مضمون اسلام اور احمدیت ص ۲۔۳ رسالہ اسلام لاہور جلد نمبر ۱۶ مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء ترجمہ بطور اقتباس۔

(۱۶) خلاصہ

مندرجہ بالا تصریحات سے مختصراً واضح ہوگیا کہ قادیانی تحریک کیا ہے۔اسلامیات اور سیاسیات میں اس کی کیا حیثیت ہے۔ملک وملت سے اسے کیا تعلق ہے۔تفصیلات کا اشتیاق ہو تو وہ "قادیانی مذہب" (پنجم ایڈیشن) میں بکثرت اور بترتیب درج ہیں۔قادیانی فرقہ نے اپنے جواب "بشارت احمد" میں جابجا جو عذر ومعذرت کی ہے بہت کچھ اس کی اصلیت یکجا طور پر باب اول میں ظاہر ہوگئی۔باب دوم میں مزید حقیقت کھل جائے گی۔اور باب سوم سے موجودہ حالت کا اندازہ ہوگا۔

باب دوم

قادیانی عذرات

فصل نویں

قادیانی آویزش

قادیانی آویزش کس طرح شروع ہوئی اور بعد کو اس نے کیا شکل اختیار کی اس کی ضروری کیفیت ''قادیانی مذہب'' کی تمہید اول وتمہید دوم اور ضمیمہ اول وضمیمہ دوم میں درج ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ میں میلاد کے ایک بڑے جلسہ میں جو مسلمانان حیدرآباد کی طرف سے منعقد ہوا تھا بر بنائے فرمائش ہم نے ''ختم نبوت'' پر تقریر کی۔ اگرچہ کوئی فرقہ خصوصیت سے مخاطب نہ تھا تاہم قادیانی فرقہ میں کھلبلی پڑ گئی۔ چنانچہ جلد از جلد ان کی طرف سے ایک رسالہ شائع ہوا جس کا عنوان تھا ''ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی'' اس میں کافی تنقیص کے باوجود ان کو تقریر کے اثر کا اعتراف کرنا پڑا کہ ''مقرر کی اپنی وجدانی بے اصل تقریر اس قابل نہ تھی کہ ہم اس پر کچھ خامہ فرسائی کرتے لیکن اسلامی پبلک میں سے اکثروں نے ہم سے سوالات کی بھرمار شروع کردی جس کے لحاظ سے مناسب معلوم ہوا کہ مختصراً کچھ عام فہم دلائل ختم نبوت کی حقیقت پر لکھ دیں'' اسی رسالہ کے آخر میں مندرجہ ذیل اعلان بھی درج کیا گیا:۔

''ہمارے ایک نمائندے نے جو جلسہ میلاد النبی متذکرہ میں شریک تھے۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب سے اس مسئلہ پر تبادلہ خیالات کی دعوت دی تھی۔ لیکن صاحب موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کا عذر کیا اور فرمایا کہ علماء کرام سے رجوع کیا جائے۔ یہ جواب قابل غور ہے''۔

(رسالہ ختم نبوت اور جناب پروفیسر الیاس برنی ص ۸)

اس رسالہ کی اشاعت کے بعد ہی قادیانی فرقہ کی طرف سے کئی جلسے بھی منعقد ہوئے نامور قادیانی واعظ دور دور سے بلائے گئے خوب قادیانی رنگ کی تقریریں ہوئیں۔ان جلسوں میں ہمارا اور ہماری تقریر کا خاص ذکر مذکور رہا۔ پھر کچھ تبلیغی رسالے بھی قادیان سے منگوا کر تقسیم کئے گئے غرض کہ خوب تلا بلی رہی۔......قادیانی فرقہ کی ہی غیر معمولی یورش اور سرگرمیاں دیکھ کر بالآخر مسلمانوں میں بھی توجہ اور حرکت پیدا ہوئی۔ بہت ممکن تھا کہ قادیانیوں اور مسلمانوں میں فرقہ وار کشمکش چل پڑتی۔لیکن بغرض انسداد ہم نے ضرورت وقت کے مدنظر جلد از جلد کتاب ''قادیانی مذہب'' کا پہلا ایڈیشن شائع کر دیا۔اس علمی محاسبہ نے پبلک میں کافی اعتدال پیدا کر دیا چنانچہ مخالفت کے باوجود قادیانی فرقہ کو بھی تسلیم کرنا پڑا کہ ''برنی صاحب کے نام نہاد علمی محاسبہ سے اور کچھ نہیں تو کم از کم اس قدر تو فائدہ ہو چکا ہے کہ بعض طبائع میں اس ذریعہ سے تحقیق حق کی خواہش پیدا ہو گئی ہے اور ہم بھی خدا سے یہی چاہتے تھے کہ لوگوں میں احمدیت کے متعلق تحقیق کا شوق پیدا ہو۔ برنی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے۔

''خدا شرے برانگیزد کہ خیر ما در آں باشد''

(تصدیق احمدیت ص۴)

بریں ہم ''قادیانی مذہب'' کے جواب میں قادیانی فرقہ نے ایک رسالہ شائع کیا جس کا عنوان تھا ''الیاس برنی کا علمی محاسبہ'' یہ حیدر آباد میں بکثرت تقسیم ہوا۔اس رسالہ کے تنقیح میں ہم نے بھی ایک رسالہ ''قادیانی جماعت'' کے عنوان سے شائع کر دیا کہ جو الزام دیئے گئے اور مغالطے پیدا کئے گئے ان کا ازالہ ہو جائے۔ یہ رسالہ بطور ضمیمہ اول ''قادیانی مذہب'' میں شامل ہے۔......
اس کے بعد قادیانی فرقہ نے پھر ایک دوسرا رسالہ ''احمدی جماعت'' شائع کیا۔اور حسب سابق اس کو بھی حیدر آباد میں خوب تقسیم کیا۔مضامین اس کے بھی بہت غیر معتدل تھے مگر اس میں اور پہلے رسالہ میں ایک نمایاں فرق تھا وہ یہ کہ پہلے رسالہ کا لہجہ بہت جارحانہ تھا اور دوسرے کا لہجہ نہایت مظلومانہ۔گویا پہلا رسالہ رجز تھا تو دوسرا نوحہ' مگر الزام اور مغالطوں کی اس میں بھی کمی نہ تھی۔اس رسالہ میں یہ اعلان بھی کیا گیا کہ:۔

''ہم نے پبلک کو برنی صاحب کے جواب کا وعدہ دیا تھا۔اور انتظار کی درخواست کی تھی اب انشاءاللہ پہلا جواب جماعت احمدیہ حیدر آباد کی طرف سے ان سطور کے ساتھ دو یا چار روز بعد پبلک کے ہاتھوں میں پہنچ جائے گا''۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چند روز بعد قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک کتاب ”تصدیق احمدیت“ حیدرآباد میں تقسیم اور فروخت ہونے لگی یہ ہماری کتاب ”قادیانی مذہب“ کے پہلے ایڈیشن کا جواب ہے سید بشارت احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام سے شائع ہوئی اور اس میں ہم کو قادیانی فرقہ کی طرف سے تحقیق مزید کی دعوت دی گئی کہ......

”کیا ہم امید کریں کہ برنی صاحب خود یا تعلیم یافتہ پبلک کے زور دینے سے اس میدان میں آئیں گے۔ اس سے بڑھ کر ہم خرما و ہم ثواب اور کیا ہو سکتا ہے“ (تصدیق احمدیت ص ۴)

قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن تالیف کرتے وقت قادیانی کتابیں ملنے میں رکاوٹ پیش آئی تو ہم نے اس شکایت کا کتاب کے ساتھ ہی اعلان کر دیا۔ اس کی بنا پر ”تصدیق احمدیت“ میں کتابوں کی بہم رسانی کا وعدہ کیا گیا بلکہ یہاں تک لکھا گیا کہ:۔

”آئندہ کے لئے بھی یہ صاف اعلان کیا جاتا ہے کہ وہ جب چاہیں نہ صرف قیمتاً بلکہ مفت یا مستعار بھی کتابیں ہمارے پاس سے طلب کر سکتے ہیں“۔ (تصدیق احمدیت ص ۸)

مذکورہ بالا قادیانی رسالے ”احمدی جماعت“ اور قادیانی کتاب ”تصدیق احمدیت“ ان دونوں کی تنقیح یکجا ”قادیانی حساب“ کے عنوان سے ہم نے ایک رسالہ میں شائع کر دی۔ جو بطور ضمیمہ دوم ”قادیانی مذہب“ کے آخر میں شامل ہے۔ اور جس کا متعلقہ حصہ اس کتاب کی بارھویں فصل میں درج ہے۔

”قادیانی مذہب“ کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو اس کے بعد قادیانی فرقہ کی طرف سے بطور جواب ایک دوسری کتاب شائع ہوئی۔ جس کا نام تھا۔ ”ہمارا مذہب“ یہ گویا ”تصدیق احمدیت“ کا ترقی یافتہ ایڈیشن تھا۔ اس میں بھی بیشتر پہلے ایڈیشن کے حوالہ سے وہی اعتراضات و عذرات مزید تفصیل سے دوہرا لئے گئے اور دوسرا ایڈیشن برائے نام پیش نظر رکھا گیا۔ البتہ اس کی عبارت نسبتاً تصدیق احمدیت“ سے بہتر تھی بہر حال شمار میں ایک قادیانی جواب کا اضافہ ہو گیا اس کتاب کی تنقیح ”قادیانی کتاب“ کے عنوان سے بطور ضمیمہ سوم ”قادیانی مذہب“ میں شامل ہے اس سے پوری کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔...... ”قادیانی مذہب“ کا پہلا ایڈیشن چھوٹی تقطیع کے ۱۱۲ صفحات پر شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد جوں جوں قادیانی کتابیں بتدریج جمع ہوتی رہیں ”قادیانی مذہب“ کے جدید ایڈیشن اضافہ مضامین کے ساتھ نکلتے رہے۔ حتیٰ کہ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ میں اس کا پانچواں ایڈیشن بڑی تقطیع کے ۱۲۰۰ صفحات پر شائع ہوا۔ اس میں بیس فصلوں کے تحت قادیانی

کتب کے اقتباسات مع حوالہ جات درج ہیں۔اس طرح یہ ایڈیشن سوسواسو قادیانی کتب ورسائل پر حاوی ہے۔جن میں سے تقریباً نصف خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی تصنیف ہیں۔اور باقی دیگر قادیانی اکابر کی مستند تالیف ہیں۔بیس فصلوں کے سواشروع میں پانچ تمہیدیں اور آخر میں پانچ ضمیمے بھی شریک ہیں اسی جامعیت اور استناد کی بدولت یہ کتاب (قادیانی مذہب) قادیانیت کی قاموس تسلیم کی گئی ہے۔

اس پانچویں ایڈیشن کے جواب میں قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک کتاب بعنوان ''بشارت احمد'' شائع ہوئی ہے تقطیع بڑی حجم ۲۶۸ صفحات اس کے ساتھ ''تصدیق احمدیت'' بھی بطور ضمیمہ شامل ہے حجم ۱۶۸ صفحات۔یہ وہی تصدیق احمدیت ہے جو'' قادیانی مذہب'' کے پہلے ایڈیشن کے جواب میں شائع ہوئی تھی۔یہ دونوں قادیانی کتابیں سید بشارت احمد صاحب وکیل ہائی کورٹ امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام سے شائع ہوئی ہیں اوران دونوں کتابوں کی تنقیح میں یہ کتاب ''قادیانی قول وفعل'' شائع کرنی پڑی۔ورنہ کتاب ''قادیانی مذہب'' میں قادیانیت کے متعلق وافر معلومات بالترتیب جمع ہیں۔اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہ تھی۔البتہ ایک خلاصہ کی حیثیت سے یہ جدید کتاب بھی کارآمد ہوگی۔

....

فصل دسویں

قادیانی مذہب

اگرچہ تحقیق، ترتیب متانت اور وضاحت کے اعتبار سے کتاب ''قادیانی مذہب'' اعلیٰ طبقوں میں ایک علمی کارنامہ تسلیم کی جاتی ہے'' تاہم قادیانی فرقہ اس پر معترض ہے لیکن اس کے اعتراضات میں جیسی کچھ اصلیت اور اہمیت ہے ظاہر ہے۔ مثلاً ایک اعتراض یہ تھا جو بڑے شدومد سے پیش ہوا تھا اور جواب تک دوہرایا جاتا ہے کہ ''قادیانی مذہب'' کے پہلے ایڈیشن میں اقتباسات کے جو حوالے دیئے گئے ان میں کہیں کہیں صفحات غلط درج تھے گویا ہم نے اصل کتابیں نہیں دیکھیں، لیکن ہم نے تو خود ہی اس دشواری کا اعلان کر دیا تھا کہ پہلے ایڈیشن میں اصل کتابیں بہت کم میسر آسکیں۔ لامحالہ دوسری کتابوں سے مدد لینی پڑی اس پر بھی صفحات کی جو چند غلطیاں نکالی گئیں وہ اکثر کتابت کی غلطیاں تھیں اور لطف یہ کہ قادیانی معترضین جو اصل کتابیں دیکھنے کے دعوے دار تھے خود بھی انہوں نے تصحیح کے ضمن میں صفحوں کے غلط حوالے دیئے چنانچہ اس کی ضروری تفصیل ''تصدیق احمدیت'' کی تنقیح میں درج ہے یہ تنقیح بطور ضمیمہ دوم ''قادیانی مذہب'' میں شریک ہے اور اس کتاب کی بارھویں فصل میں بھی درج ہے۔ ایسے ہی اور بھی رکیک اعتراض ہیں۔ مثلاً ایک قادیانی رسالہ جس کا نام ''ریویو آف ریلیجنز'' بنظر سہولت واختصار حوالہ میں صرف ''ریویو'' لکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ خود قادیانی کتب ورسائل میں ریویو کے نام اس رسالے کے حوالے موجود ہیں۔ لیکن ہم نے جو حوالہ میں ''ریویو'' لکھ دیا تھا تو اس کا بڑا مضحکہ اڑا کہ گویا مختصر نام لکھا تو بہت بڑی فروگزاشت ہوگئی۔ جس سے خود اقتباس غیر معتبر ہوگیا ''تصدیق احمدیت'' میں ایسے اعتراض اور ہماری تنقیح میں ان کے جواب دیکھنے کے بعد اندازہ ہوسکتا ہے کہ ناواقفوں کو متاثر کرنے کی خاطر کیسے خفیف اعتراض کس اہتمام اور مبالغہ سے پیش کیے جاتے ہیں۔ مطلب یہ کہ کسی طرح ناظرین کا خیال اصل واقعات سے ہٹ جائے اور بات ٹل جائے

لیکن ایسی ترکیبیں خود عجز کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔

علیٰ ہذا ابتداء میں جب کہ ہم کو اصل کتابیں کم ملی تھیں۔ اور دوسری کتابوں سے اقتباسات نقل کرنے پڑے۔ بعض اقتباس بطور تلخیص دوسری کتابوں سے نقل ہو گئے لیکن بعد کو جب اصل کتابیں مطالعہ میں آئیں۔ تو اقتباسات کی تصدیق وتوثیق کی گئی جہاں ضرورت تھی تصحیح و تکمیل کی گئی حوالہ جات کی صراحت کی گئی ابتدائی دور میں دو ایک اقتباسات ملخص درج ہو گئے تو قادیانی فرقہ نے ان کو خوب اچھالا کہ گویا ہم نے اپنی طرف سے بے بنیاد لکھ دیا۔ بہتان لگا دیا۔ چنانچہ اس کی خاص مثال یہ اقتباس ہے کہ ''اب حج کا مقام قادیان ہے'' اس تلخیص پر اعتراض کو بہت طول دیا گیا۔ بالآخر اس کتاب میں اس خلاصہ کی صراحت کر دی گئی۔ جس سے واضح ہو گیا کہ قادیانی فرقہ قادیان کے تعلق سے حج کو کیا سمجھتا ہے اور قادیانی اکابر حج بیت اللہ کے پردہ میں کیا کچھ کرنا چاہتے ہیں۔

جب اصل کتابوں سے مقابلہ ہونے کے بعد اس قسم کے معدودے چند اقتباسات کی تصحیح و تکمیل ہو گئی۔ ملخصات ترک ہو گئے۔ تو قادیانی معترضین نے اس پر یہ مضحکہ اڑانا چاہا کہ ہم نے خاموشی سے تصحیح و تکمیل کر لی گویا نہ اس کا اخباروں میں اعلان کیا نہ قادیانی فرقہ کو رجسٹری شدہ نوٹس دیا۔ چنانچہ ''حج قادیان'' کی تلخیص جو پہلے ایڈیشن میں دوسری کتابوں سے نقل ہوئی تھی۔ قادیانی کتب سے مقابلہ کرنے کے بعد ترک کر دی گئی اور اس کے بجائے دوسرے ایڈیشنوں میں قادیانی کتب کے مفصل اقتباسات درج کئے گئے تو قادیانی معترضین کے نزدیک یہ ہماری بڑی پسپائی ہوئی جو بصیغہ راز عمل میں آئی۔ چنانچہ کتاب ''بشارت احمد'' میں لکھتے ہیں ''سبحان اللہ کیا متانت و سنجیدگی ہے اتنا بڑا مورچہ چھوڑ کر ہٹ گئے مگر کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی جنگ عظیم میں باقاعدہ پسپائی کی رپورٹر کو تو خبر ہو جاتی تھی مگر اللہ رے وقار کہ یہاں رپورٹر ایجنسی بھی جناب برنی صاحب کی باقاعدہ پسپائی کا پتہ لگانے سے قاصر رہی'' (ص ۴۷) لیکن کیا مضائقہ ہے بالآخر قادیانی فرقہ کو تو پسپائی کا پتہ چل گیا اور قادیانی فتح کے نقارے دنیا نے سن لئے تاہم اگر حسب معمول کچھ رقم دے کر رپورٹر سے یہ خبر شائع کرا دی جاتی تو یہ قادیانی فتح اور بھی زیادہ قادیانی فرقہ کی ہمت افزائی کا باعث ہوتی۔ لیکن قادیانی حج کے متعلق تلخیص کی جگہ قادیانی بیانات کی جو تفصیل درج ہوئی ہے۔ وہ ملاحظہ طلب ہے۔ کس درجے کدھر پسپائی ہوئی خود نظر آ جائے گی۔ آخر مغالطہ کب تک؟

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی مذہبی زندگی کے دور خود قادیانی فرقہ کو تسلیم ہیں ۴۰۔۱۸۳۹ء میں ولادت ہوئی ۶۴۔۱۸۶۸ء سیالکوٹ کی کچہری میں محرر رہے۔مختاری کا امتحان دیا فیل ہوگئے۔ ملازمت بھی ترک ہوگئی ۶۸۔۱۸۸۴ء مذہب کی طرف خاص توجہ ہوئی۔مطالعہ شروع ہوا۔عیسائی اور آریوں سے مناظرے شروع ہوئے۔ براہین احمدیہ کے حصہ اول و دوم شائع ہوئے حتیٰ کہ ۱۸۸۴ء میں مرزا صاحب نے اپنے مجدد ہونے کا اشتہار شائع کردیا ۱۸۸۸ء میں بیعت لینے کا بھی اعلان شائع کر دیا۔ ۱۸۹۱ء میں مہدی معہود اور مسیح موعود ہونے کا اشتہار شائع کر دیا ۱۹۰۱ء میں نبی ہونیکا اعلان شائع کر دیا ۱۹۰۴ء میں کرشن اوتار ہونیکا اعلان شائع کر دیا۔ ۱۹۰۵ء میں قادیان میں بہشتی مقبرہ قائم کرنیکا اعلان شائع کر دیا۔ ۱۹۰۸ء میں بعارضہ ہیضہ وفات پائی۔

ان تفصیلات سے قطع نظر مرزا صاحب کی مذہبی زندگی کے تین دور نمایاں ہیں۔ پہلے دور میں وہ مولوی اور مناظر معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے دور میں وہ مہدی معہود اور مسیح موعود بن جاتے ہیں۔اور تیسرے دور میں کھلم کھلا نبوت ورسالت کے مدعی نظر آتے ہیں۔حتیٰ کہ بسبیل اوتار اپنے آپ کو کرشن بھی بتاتے ہیں۔تاہم مرزا صاحب کے دعاوی کے سلسلہ میں ایک امر قابل وضاحت ہے وہ یہ کہ مرزا صاحب کی مذہبی زندگی میں گرچہ تینوں دور نمایاں ہیں تاہم مرزا صاحب کی تحریرات میں کسی دور کی پوری پابندی نہیں رہی بلکہ حسب ضرورت ایک دور میں دوسرے دور کی باتیں بھی قلم سے نکل جاتی ہیں حتیٰ کہ کہیں کہیں دور سوم میں دور اول کی باتیں نظر آتی ہیں اور ایسی باتیں بات بنانے میں قادیانی فرقہ کے بہت کام آتی ہیں بہرحال مرزا صاحب کے اقوال میں دور کی پابندی کا کامل لزوم نہیں ہے اور ہونا دشوار بھی تھا مختلف مواقع پیش آتے تھے اور بات مصلحت وقت کے مطابق کی جاتی تھی۔اگرچہ اس سے کبھی تخالف بلکہ تضاد کی نوبت آجاتی تھی تاہم دفع الوقتی ضرور ہو جاتی تھی بایں ہمہ اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ہر دور کی تحریرات کا عام رجحان بیّن طور پر وہی ہے جو اس کی خصوصیت ہے۔اور اسی بناء پر قادیانی فرقہ کی قادیانی جماعت مرزا صاحب کی مذہبی زندگی میں قبل نبوت اور بعد نبوت دو دور قرار دیتی ہے اور جیسا کہ لاہوری جماعت کا دستور ہے مرزا صاحب کے طرز بیان کے مدنظر دو چار اختلافی اقوال پیش کرنے سے کسی دور کے عام اور بیّن رجحان کا بطلان نہیں کیا جاسکتا۔ایسے عذرات کی حیثیت مغالطہ سے زیادہ نہیں۔

ہم نے جو مرزا صاحب کی مذہبی زندگی کے دور واضح کیے تو اس سے وہ اندرونی باتیں

بھی واضح ہوگئیں جن کو قادیانی فرقہ واضح کرنا شاید خلاف مصلحت سمجھتا ہے اور جس سے قادیانی تحریک کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بڑے شدومد سے یہ اعتراض بار بار ہوتا رہا ہے کہ مرزا صاحب کے اقوال کی مضمون وار ترتیب میں ترتیب زمانی کی پوری پابندی نہیں کی گئی اول تو بڑی حد تک یہ اعتراض بے بنیاد ہے فی الجملہ ترتیب زمانی موجود ہے دوسرے جس قلیل حد تک درست ہو یہ اعتراض خود مرزا صاحب کے اصول بیان پر وارد ہوتا ہے کہ مصلحت وقت مقدم رہتی تھی۔ دور کی پابندی کا چنداں لزوم نہ تھا۔ اس میں ترتیب کا کیا قصور ہے لیکن ہم پر قادیانی فرقہ کو اعتراض کرنے سے غرض خواہ وہ اعتراض ان ہی پر عود کرے۔

''قادیانی مذہب'' پر قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس میں جو اقتباسات درج ہیں وہ نامکمل ہیں جن سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ اس اعتراض کی تنقیح ایک تو یوں ہو سکتی ہے کہ قادیانی کتابیں اور رسالے موجود ہیں۔ ہماری کتاب میں اقتباسات بھی موجود ہیں۔ ناظرین مقابلہ کر کے اطمینان کر لیں یقین ہے کہ مقابلہ کے بعد وہ کمال تحقیق کی داد دیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خود قادیانی صاحبان خالی اعتراض کرنے کے بجائے اقتباسات مکمل کر کے شائع کر دیں جن سے غلط فہمی رفع ہو جائے۔ ناظرین خود فیصلہ کر لیں گے کہ اعتراض کس حد تک درست ہے اور کس درجہ بے اصل۔

جو قادیانی لٹریچر کا اور بالخصوص مرزا صاحب کی کتابوں کا بغور مطالعہ کریں گے۔ ان کو واضح ہوگا کہ ابہام' التباس اور تاویل کے سوا بیان میں سلسلہ بہ سلسلہ اتنے پہلو داخل رہتے ہیں کہ مطلب دلنشیں ہو جائے۔ لیکن اگر بات گرفت میں آئے تو گریز کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے اور کسی عنوان پر پابندی عائد نہ ہونے پائے۔ چنانچہ مدتوں یہ ترکیب خوب چلی گنجائش بیان کی بدولت جس وقت جو صورت چاہی سمجھا دی بات بنا دی لامحالہ لوگ چکر میں پڑ گئے کہ کیا سمجھیں کیا نہ سمجھیں وسیع مطالعہ کے بعد عبور حاصل کر کے گوناگوں اقوال جو بجائے خود الجھن اور حیرانی پیدا کرتے تھے ان کو اپنے اپنے صحیح محل پر اس طرح ترتیب دینا کہ الجھی بات سلجھ جائے اور حیرانی کی بجائے فہم پیدا ہو' نفسیاتی اعتبار سے یہ کام کس درجہ نازک اور دقیق ہے اس کا اندازہ وہی بخوبی کر سکتے ہیں جو ایسے علمی کاموں کا کچھ تجربہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ کتاب کی اس خصوصیت کی بڑے بڑوں نے داد دی۔

ایک اعتراض یہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ ''قادیانی مذہب'' میں قادیانیت کی جو تصویر

پیش ہوئی ہے وہ صحیح نہیں ہے اس کے تصفیہ کی بہتر صورت یہ ہے کہ قادیانی معترضین اسی طرح خود بھی مکمل اور معتبر اقتباسات کے ذریعے قادیانیت کی وہ تصویر پیش کر دیں جو ان کے نزدیک صحیح ہو ناظرین خود فیصلہ کر سکیں گے کہ قادیانی لٹریچر کے مدنظر کون سی تصویر صحیح ہے اور کون سی غلط' کون سی اصلی ہے اور کون سی بناوٹی؟ عملی طور سے بخوبی ایسے اعتراضات کا تصفیہ ممکن ہے محض مؤثر الفاظ میں بے اصل اعتراضات کو بار بار دوہرانے سے اصلیت پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ سوسوا سو قادیانی کتابیں اور رسالے جو خود بانی فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ان کے خلفاء ان کے صاحبزادگان اور اکابر فرقہ کی تصنیف و تالیف ہیں ان سب کو مطالعہ کر کے صدہا اقتباسات مع حوالہ جات اس طرح یکجا ترتیب دینا کہ قادیانی تحریک کے کل پہلو خود قادیانی لٹریچر سے واضح ہو جائیں ایک ایسا علمی کام ہے جس کو ملک وملت نے ایک بے نظیر کارنامہ تسلیم کیا ہے اور سند کا معیار مانا ہے اگر قادیانی فرقہ کو اس تحقیق پر اعتراض ہے تو وہ بھی اس طریق پر اپنی تحقیق پیش کرے اور ناظرین کو فیصلہ کرنے کا موقع دے کہ کونسی تحقیق قادیانی لٹریچر کا صحیح مرقع ہے اور کس میں تصرف سے کام لیا گیا ہے۔ اس کی بجائے اگر اپنی طرف سے اعتراضات یا تاویلات وعذرات پیش کیے جائیں تو ان کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

ابہام' التباس اور تاویلات کی طرح تمثیلات بھی قادیانی لٹریچر کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ اور تمثیل بھی ایسی بے دریغ کہ کسی مماثلت کی ضرورت نہیں مثلاً بصورت ضرورت اگر دمشق کو قادیان قرار دیا جائے یا قادیان کی مسجد کو مسجد اقصیٰ مانا جائے تو قادیانی تمثیل میں اس کی بخوبی گنجائش ہے اس تمثیل گری کے فن میں قادیانی تحریک نے بہت فروغ پایا۔ چنانچہ اگر قادیانی تمثیلات کو یکجا کیا جائے تو دلچسپ اور سبق آموز مجموعہ ہو۔

اسی مجرب طریق پر ''قادیانی مذہب'' کو بدنام کتابوں کے مماثل قرار دیا گیا ہے مثلاً عیسائیوں کی کتاب ''امہات المومنین'' یا آریوں کی کتاب ''رنگیلا رسول'' لیکن یہاں بھی وہی واقعہ کا سوال ہے۔ کتابیں موجود ہیں مقابلہ کر کے دیکھ لیا جائے کہ تحقیق کے لحاظ سے' استناد کے لحاظ سے' جامعیت کے لحاظ سے اور متانت کے لحاظ سے ان میں کوئی بھی مماثلت ہے احسان جتانا مقصود نہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ قادیانی تحریک کے مفاخر مثلاً خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے فضائل ومقامات قادیانی خلفاء کے مراتب و درجات قادیانی اکابر کے کمالات اور قادیانی فرقہ کے کارنامہ جات جو قادیانی لٹریچر کا سرمایہ ناز مانے جاتے تھے وہ سب خصوصیت سے ''قادیانی

مذہب‘‘ میں جمع نظر آتے ہیں لیکن اگر حالات بدل جانے سے خود قادیانی فرقہ ان مفاخر سے گھبرائے اور شرمائے تو یہ دوسری بات ہے اس میں کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ کا کیا قصور ہے بہرحال جس قدر قادیانی مفاخر اس کتاب میں جمع ہیں کسی قادیانی کتاب میں یکجا نہیں مل سکتے اور جس تہذیب اور متانت سے اس کتاب میں کام لیا گیا ہے۔ اس کی نظیر قادیانی کتابوں میں بھی نہیں دکھائی جاسکتی۔ اس پر بھی اس کو ان کتابوں کے مماثل قرار دیا جاتا ہے جو بالکل اس کے برعکس ہیں مثلاً کتاب ’’امہات المومنین‘‘ کو لیجئے اس کے متعلق خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب فرماتے ہیں کہ ’’کتاب امہات المومنین کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا‘‘۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۱)

رہی دوسری کتاب ’’رنگیلا رسول‘‘ اس کی حالت اس سے بھی بدتر ہے پس ہماری تالیف ’’قادیانی مذہب‘‘ کو ایسی کتابوں کے مماثل قرار دینا کس درجہ بے اصل اور واقعہ کے برعکس ہے اس کا منشاء مغالطہ کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے لیکن آخر مغالطے کب تک؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آڑ لے کر مرزا صاحب کس طرح اپنی شان بڑھاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بات کو چکر دے کر نبی کریمؐ سے بڑھ جاتے ہیں۔ ’’قادیانی مذہب‘‘ میں اس کی مثالیں درج ہیں ’’تصدیق احمدیت‘‘ کے جواب میں بھی اس کی صراحت کی گئی۔ یہ جواب بطور ضمیمہ دوم ’’قادیانی مذہب‘‘ میں شامل ہے۔ اور نیز اس کتاب کی بارھویں فصل میں درج ہے۔ علیٰ ہذا اولیاء کرام بلکہ انبیاء عظام کے مراتب گھٹانا اور اپنی فضیلت جتانا قادیانی تحریک کا خاص رجحان ہے۔ چنانچہ بہت سی مثالیں ’’قادیانی مذہب‘‘ میں پیش کی گئیں ہیں۔ مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مقابلہ کرکے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ’’ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو‘‘۔ (ملفوظات ج ۲ ص ۱۴۴) یا حضرت امام حسینؓ سے مقابلہ کرکے فرماتے ہیں۔

’’کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است درگریبانم‘‘

(نزول المسیح ص ۹۹ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابل مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں

کہ میں ''وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے''۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۸) چنانچہ ہم کو بفضلہٖ تعالیٰ حضرت خواجہ اعظم خواجہ اجمیریؒ سے جو نسبت عقیدت و بیعت حاصل ہے تو اسی قادیانی ذہنیت کے تحت' کتاب بشارت احمد میں کنایۃً سلسلہ چشتیہ کی تضحیک کرتے ہوئے دھمکی کے انداز میں یہ بھی ایماء کیا گیا ہے کہ کوئی عیسائی یا آریہ مسلمانوں کے خلاف کوئی دل آزار کتاب لکھے تو خوب ہو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ مسلمانوں کے دینی معاملات میں ہمیشہ سے قادیانی فرقہ درگزر کے پیرائے میں عیسائی اور آریوں سے ہمدردی کرتا رہا ہے البتہ خود قادیانیت کے معاملات میں عیسائی اور آریوں سے خوب چلی ہے جس کی نوبت عدالتوں میں مقدمات تک پہنچی۔ بہر حال مسلمانوں کی حد تک ذیل میں چند واقعات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) قادیانی میموریل

''بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ کو یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب ''امہات المومنین'' نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آرمی مشین پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی ...... چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سن کر رنج سے رک نہیں سکتا اس لئے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا کہ گورنمنٹ ایسی تحریک کی نسبت جس طرح مناسب چاہے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے۔...... مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی کی اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب ''امہات المومنین'' کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہیے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطا کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھا دیں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں' یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک لے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں کیوں کہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے

بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے لئے عجز و درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے منہ بند کرنے والے ٹھہریں گے اور گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کرے کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لئے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آکر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی اور وہ کام لیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آنے والے لوگ کیا کرتے ہیں...... ہم گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم دردناک دل سے ان تمام گندے اور سخت الفاظ پر صبر کرتے ہیں جو مصنف (کتاب امہات المومنین) نے استعمال کئے ہیں اور ہم اس مؤلف اور اس کے گروہ کو ہرگز کسی قانونی مواخذے کا نشانہ بنانا نہیں چاہتے۔ یہ امر ان لوگوں سے بہت ہی بعید ہے کہ جو واقعی نوع انسان کی ہمدردی اور سچی اصلاح کے جوش کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

(الراقم مرزا غلام احمد از قادیان مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۰ء تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۳۶ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۰ تا ۴۳)

(۲) قادیانی پاسداریاں

''غرض ان تمام لوگوں نے بے قیدی اور آزادی کی گنجائش پا کر افتراؤں کو انتہاء تک پہنچا دیا اور ناحق بے وجہ اہل اسلام کا دل دکھایا اور بہتوں نے اپنی اپنی بدذاتی اور مادری بدگوہری سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہتان لگائے یہاں تک کہ کمال خباثت اور اس پلیدی سے جو ان کی اصل میں تھی اس سید المعصومین پر سراسر دروغ گوئی کی راہ سے زنا کی تہمت لگائی اگر غیرت مند مسلمانوں کو اپنی محسن گورنمنٹ کا پاس نہ ہوتا تو ایسے شریروں کو جن کے افتراء میں یہاں تک نوبت پہنچی۔ وہ جواب دیتے جو ان کی بداصلی کے مناسب حال ہوتا۔ مگر شریف انسانوں کو گورنمنٹ کی پاسداریاں ہر وقت روکتی ہیں اور وہ طمانچہ جو ایک گال کے بعد دوسرے گال پر عیسائیوں کو کھانا چاہیے تھا۔ ہم گورنمنٹ کی اطاعت میں محو ہو کر پادریوں اور ان کے ہاتھ کے اکسائے ہوئے آریوں سے کھا رہے ہیں۔ یہ سب بردباریاں ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے لحاظ سے کرتے ہیں اور کریں گے۔ کیوں کہ ان کے احسانات کا ہم پر شکر کرنا واجب ہے...... بلاشبہ ہماری جان و مال گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی میں فدا ہے اور ہوگی ہم غائبانہ اس کے اقبال کے لئے دعا گو ہیں''۔ (آریہ دھرم ص ۷۹ خزائن ج ۱۰ ص ۸۰۔۸۱)

(۳) قادیانی نصیحت

ہم کل مسلمانوں کو عموماً اور احمدیوں کو خصوصاً نصیحت کرتے ہیں کہ انھیں اس حملہ پر جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا گیا ہے' برافروختہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم جس نبی کے ماننے والے ہیں وہ خدا کا پیارا ہے اور جو شخص اس پر حملہ کرتا ہے وہ ہمارے جواب کا محتاج نہیں اسے جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر جواب دینے والا اور کون ہوسکتا ہے۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۶۰ ص ۳ مورخہ ۳ نومبر ۱۹۱۴ء)

علی ہذا جب آریہ کتاب ''رنگیلے رسول'' کے اشتعال کے سلسلے میں ایک مسلمان نوجوان کے ہاتھ سے ایک سربرآوردہ آریہ کی جان گئی تو میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اس پر حسب ذیل رائے زنی فرمائی:۔

''وہ خبیث الفطرت اور گندے لوگ جو انبیاء کو گالیاں دیتے ہیں ہرگز اس قابل نہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ان کی قوم اگر اپنے اندر دینداری تقویٰ اور اخلاق رکھنے کی مدعی ہے تو اس کا فرض ہے ایسے افعال کی پورے زور کے ساتھ مذمت کرے اسی طرح اس قوم کا جس کے جوشیلے آدمی قتل کرتے ہیں خواہ انبیاء کی توہین کی وجہ سے ہی وہ ایسا کریں فرض ہے کہ پورے زور کے ساتھ ایسے لوگوں کو دبائے اور ان سے اظہار برأت کرے انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی کے ذریعے نہیں ہوسکتی وہ نبی بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت بچانے کے لئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں۔ جس کے بچانے کے لئے اپنا دین تباہ کرنا پڑے یہ سمجھنا کہ محمدؐ رسول اللہ کی عزت کے لئے قتل کرنا جائز ہے سخت نادانی ہے...... وہ لوگ جو قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھوکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ میرے نزدیک تو اگر یہی شخص قاتل ہے جو گرفتار ہوا ہے تو اس کا سب سے بڑا خیر خواہ وہی ہوسکتا ہے جو اس کے پاس جائے اور اسے سمجھائے کہ دنیوی سزا تو اب تم کو ملے گی ہی لیکن قبل اس کے کہ وہ ملے۔ تمہیں چاہیے کہ خدا سے صلح کرلو اس کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اسے بتایا جائے کہ تم سے غلطی ہوئی۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ (اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۸۲ ص ۷۔۸ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حد تک قادیانی تحریک جس قدر تحمل اور درگزر کی تعلیم دیتی ہے معلوم ہوئی اور بظاہر اس تعلیم سے قادیانی فراخ دلی ظاہر کی جاتی ہے لیکن تعجب اور افسوس یہ کہ جب خود مرزا صاحب کی نوبت آتی ہے تو یہ تعلیم بالکل فراموش ہوجاتی ہے غیرت اور محبت سے قادیانی فرقہ کی طبیعت بے قابو ہوجاتی ہے۔ قانونی چارہ جوئی کی جاتی ہے جان لی جاتی ہے اور پھر ایسی کاروائی کی تعریف اور تائید کی جاتی ہے اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ قادیانی قلوب

کورسول اللہؐ سے کیا نسبت باقی رہ گئی ہے اور مرزا صاحب سے کس درجہ وابستگی ہے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مثلاً قادیانی تاریخ میں مباہلہ کا واقعہ بہت سبق آموز ہے کہ خود قادیانی مریدوں نے خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب پر اور ان کے خاندان پر بقول خود نہایت گندے اور شرمناک الزامات لگائے اور ثبوت بھی پیش کرنا چاہے تو اول بذریعہ عدالت تحت دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری امتناعی احکام جاری کرائے گئے چنانچہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ ''میں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم دیتا ہوں کہ تم ایڈیٹر اخبار مباہلہ آئندہ کسی اخبار یا پوسٹر میں امام جماعت احمدیہ کے چلن کے متعلق کوئی ریمارکس نہ چھاپو نہ چھاپنے میں مدد دو۔ کوئی چھپا ہوا کاغذ چسپاں نہ کرو نہ تقسیم کرو۔ جس میں اس قسم کے ریمارکس درج ہوں اور اس قسم کے جس قدر کاغذات تمہاری تحویل میں ہوں ان کو تلف کردو''۔ (اخبار مباہلہ ص ۱۵ جولائی ۱۹۲۹ء)

لیکن عدالتی کاروائی پر معاملہ ختم نہیں ہوا اور ایک قادیانی قاضی محمد علی نے دوسرے قادیانی منشی عبدالکریم کے شبہ میں جو تحریک مباہلہ کا سرگروہ تھا اس کے ایک مسلمان مہمان حاجی محمد حسین کی جان لے لی۔ عدالت تک مقدمہ گیا پھانسی ملی۔ خلیفہ صاحب قادیان نے مجرم کی ہر طرح ستائش کی اور اس کی غیرت ایمانی کی تعریف کی۔ چنانچہ مختصر کیفیت ملاحظہ ہو:۔

(۴) ایمانی غیرت

ہمارے بھائی قاضی محمد علی صاحب کا حق جو ہمارے ذمہ تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ قانونی پہلو سے ہم ان کے لئے کوشش کرتے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم نے وہ ادا کیا جہاں تک قانون اجازت دیتا تھا' انتہائی طور پر ادا کیا (غالباً پریوی کونسل تک خلیفہ صاحب اپیل لے گئے۔ للمؤلف) باقی جو مقدر تھا وہ خدا کی مصلحت کے ماتحت پورا ہوا یعنی پھانسی ملی (للمؤلف) اور خدا تعالیٰ اپنی مصلحتیں خوب جانتا ہے۔...... میں اس کے متعلق چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جو قاضی صاحب مرحوم کی چند خوبیاں ہیں' پہلی خوبی ان کی جو نمایاں طور پر ظاہر ہے اور جو دل پر گہرا اثر کرتی ہے وہ ان کی ایمانی غیرت ہے جو کچھ ان سے سرزد ہوا خواہ اس کے متعلق کیا رائے ظاہر کریں مگر یہ ضرور کہا جائے گا کہ اس کی محرک اعلیٰ درجہ کی ایمانی غیرت تھی مختلف قسم کے درجات لوگوں کے ہوتے ہیں بعض میں ایک حد تک غیرت ہوتی ہے۔ بعض میں نہیں ہوتی اور بعض میں زیادہ ہوتی ہے جیسا

جیسا ایمان ہو اسی درجے کی غیرت پیدا ہوتی ہے قاضی صاحب مرحوم کے حالات سے جو بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے وہ ان کی ایمانی غیرت ہے جو اس فعل کی محرک ہوئی ان کے فعل پر ایسے لوگوں کو اعتراض کرنے کا حق نہیں جن میں غیرت نہیں پیدا ہوتی یا اگر پیدا ہوئی تو اس حد تک پیدا نہیں ہوئی جس حد تک قاضی صاحب مرحوم کے دل میں پیدا ہوئی۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل ج ۱۸ نمبر ۱۴۱ مورخہ ۶ جون ۱۹۳۱ء)

(۵) محترم بھائی

ہمارے محترم بھائی قاضی محمد علی صاحب نوشہروی کی پھانسی کے لئے ۱۶ مئی ۱۹۳۱ء کی تاریخ مقرر ہو چکی تھی......۱۶ کی صبح کو ٹھیک ۶ بجے آپ نے ہمیشہ کے لئے دنیا کو خیر باد کہہ دیا۔ چار اصحاب قادیان سے لاش لینے کے لئے گئے ہوئے تھے افسران جیل نے ساڑھے چھ بجے لاش ان کے حوالے کر دی اسی جگہ غسل دینے اور کفن پہنانے کے بعد سوا آٹھ بجے لاری روانہ ہوئی اور گیارہ بجے کے قریب قادیان احمدیہ چوک میں پہنچ گئی......اس مقام پر تابوت لاری سے اتارا گیا اور چارپائی پر رکھ کر مقبرہ بہشتی کے قریب کے باغ لے جایا گیا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ (میاں محمود احمد صاحب) نے خود پھر کر صفیں درست کیں اور قریباً پانچ ہزار کے مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی اور لمبی دعا کی اس کے بعد لاش اٹھا کر حضرت مسیح موعود کے باغ کے اس مکان میں لے جائی گئی جس میں وصال کے بعد حضرت مسیح موعود کا جنازہ رکھا گیا تھا۔ جہاں آخری زیارت کی گئی تھی اس مقام پر لاش کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز (میاں محمود احمد صاحب) نے بھی کندھا دیا۔ اسی مکان میں ایک ایک کر کے تمام مجمع کو قاضی صاحب مرحوم کا چہرہ دکھایا گیا اور پھر فوٹو لیا گیا۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۳۳ ص ۱۔۲ مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۳۱ء)

(۶) اعزاز و اکرام

"غرض (قاضی محمد علی قادیانی) کی موت ایک شاندار موت تھی اور جس استقامت اور اخلاص کا ثبوت اس نے مرتے دم تک دیا اس کی وجہ سے وہ اعزاز و اکرام حاصل ہوا جو کسی خوش قسمت کو ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ احباب درد دل کے ساتھ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنے آغوش شفقت میں جگہ دے' بلند سے بلند درجات عطا کرے اور بہترین یاد ہماری جماعت میں قائم رکھے۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۱۳۴ مورخہ ۲۱ مئی ۱۹۳۱ء)

غرض کہ یہ قادیانی اصول قرار پایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اہل بیت کی شان میں خواہ کتنی ہی بے ادبی اور گستاخی کی جائے ضبط وتحمل سے کام لیا جائے اُف نہ کی جائے اور اگر کوئی غیرت ایمانی میں جان پر کھیل جائے تو اس کو اور اس کے ہمدردوں کو مجرم گردان کر مطعون کیا جائے۔ لیکن مرزا صاحب اور ان کے خاندان کے بارے میں یہ قادیانی اصول بالکل الٹ گیا اور قرار پایا کہ قانونی چارہ جوئی کی جائے اور اگر جان بھی لی جائے تو اس کی تائید وتحسین کی جائے۔ چنانچہ مندرجہ بالا واقعات کے سوا اس اصول کی مزید صراحت بطور نمونہ ذیل میں ملاحظہ ہو:۔

(۷) قادیانی عہد

جماعت احمدیہ کو اس کے مخالفین خواہ کتنا ہی غلطی خوردہ سمجھیں گمراہ بے دین قرار دیں لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ جماعت حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو خدا کا سچا رسول اور نبی یقین کرتی ہے اور اس کا ہر ایک فرد سب سے اول دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اعلان کرتا ہوا جہاں یہ اقرار کرتا ہے کہ آپ کی تعلیم اور آپ کے احکام کے مقابلے میں وہ ساری دنیا کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ وہاں یہ بھی عہد کرتا ہے کہ آپ کی حرمت اور آپ کی تقدیس کے لئے اگر اپنی جان بھی دینا پڑے گی تو دریغ نہیں کرے گا۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۸۰ ص ۳ مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۰ء)

(۸) خون کا آخری قطرہ

سب سے پہلی اور مقدم چیز جس کے لئے ہر احمدی کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرنا چاہے وہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اور سلسلہ (قادیانی) کی ہتک ہے۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی تقریر اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۴۳ ص ۵ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۳۵ء)

حاصل کلام یہ کہ قادیانی مذہب کے متعلق قادیانی اعتراضات اور تمثیلات سراسر بے اصل ہیں ان سے صرف ناواقف دھوکا کھا سکتے ہیں یا متعصب اپنے کو دھوکا دے سکتے ہیں کتاب دیکھنے پر اعتراضات وتمثیلات کی ساری حقیقت کھل جاتی ہے رہی یہ دھمکی اور یہ اشارہ کہ عیسائی یا آریہ مسلمانوں کے خلاف کوئی کتاب لکھیں اس میں شک نہیں کہ قادیانی فرقہ ان فرقوں کے ساتھ مسلمانوں کے مقابل ہمدرد رہا ہے تاہم ان سے اس قسم کے تعاون کی توقع رکھنا فضول ہے کہ

قادیانی ایماء پر مسلمانوں کے خلاف کتاب لکھ کر قادیانی فرقہ کے ساتھ کسی ہمدردی کا ثبوت دیں البتہ چونکہ قادیانی لٹریچر میں حضرت مسیح کی بہت عیب چینی کی گئی ہے اور کرشن جی کا اوتار بننے کی بھی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ زیادتی عام طور پر معلوم ہوگئی ہے لہٰذا اگر عیسائی اور آریہ چاہیں تو ان امور میں ان سے حجت کر سکتے ہیں کوئی خاص وجہ نہیں کہ قادیانی ایما پر مسلمانوں سے الجھیں۔

....

فصل گیارھویں
بشارت احمد

(۱) قادیانی اعلان

''قادیانی مذہب (ایڈیشن پنجم) کے جواب میں قادیانی فرقہ کی طرف سے جو کتاب ''بشارت احمد'' شائع ہوئی ہے اس کی تعریف وتوصیف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا قادیانی دل و دماغ کا شاہکار ہے اور قادیانی اکابر کو اس پر بہت بھروسہ ہے کہ بگڑی بات بنادے گی اور قادیانی تحریک کے حق میں مسیحائی کا کام کرے گی۔ چنانچہ اعلانات ملاحظہ ہوں:۔

''ضروری تھا کہ ایسی کتاب شائع کی جائے جو برنی صاحب کے مغالطات اور ان کے پیدا کردہ وساوس کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک زبردست حربہ ہو اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا ایک عمدہ ذریعہ ہو۔ سوالحمدللہ جناب سید بشارت احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کی طرف سے ایسی کتاب ''بشارت احمد'' کے نام سے تصنیف ہو چکی ہے جس کو نظارت تالیف و اشاعت کی طرف سے جناب میر محمد اسحاق صاحب اور نظارت دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے مولوی عبدالرحیم صاحب نیر نے ملاحظہ فرما کر اس امر کا اظہار فرمایا ہے کہ یہ کتاب بہت ہی محنت سے لکھی گئی ہے اور شائع ہونے کے بعد انشاء اللہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کے لئے ایک زبردست ذریعہ ثابت ہوگی''۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۲۶ ص ۹ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۷ء)

''بشارت احمد''۔ اس نئی اور جدید تصنیف میں حیدرآباد کے مشہور معاند سلسلہ پروفیسر الیاس برنی کی کتاب ''قادیانی مذہب'' کا مکمل مدلل اور مفصل جواب دیا گیا ہے۔ کیونکہ برنی صاحب کی کتاب غیر احمدیوں میں متواتر تقسیم کی جارہی ہے اور احمدیت کے خلاف شبہات پیدا کیے جارہے ہیں اس لئے احمدیوں کو چاہیے کہ اس کا جواب ''بشارت احمد'' بھی خرید کر غیر احمدیوں میں بکثرت شائع کریں تاکہ ناواقفوں کو احمدیت کا صحیح رنگ روپ نظر آئے''۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۷۳ ص ۱۱ مورخہ ۲۳ نومبر ۱۹۳۷ء)

بے شک ہماری کتاب ''قادیانی مذہب'' موجود ہے اور قادیانی جواب ''بشارت احمد'' بھی موجود ہے۔ ناظرین دونوں کا مقابلہ کر کے خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اصل کتاب سے جواب کو کیا نسبت ہے خود قادیانی لٹریچر کے مدنظر قادیانی تحریک کا اصلی اور مکمل نقشہ کیا ہے۔ ملک وملت کے مقابل اس کے منصوبے کیا تھے تدبیریں کیا تھیں کس طرح مدتوں ابہام والتباس کے پردے پڑے رہے پردوں میں کام جاری رہا پھر کس طرح یکا یک وہ پردے اٹھے تو ہل چل مچی۔ سماں بدل گیا۔ کس کس طرح قادیانی فرقہ چاہتا ہے کہ تاویلات وعذرات کے سہارے پھر بات بنائے کہ بات رہ جائے لیکن ؎ کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

(۲) قادیانی جوابات

مختصر کیفیت یہ کہ کتاب ''قادیانی مذہب'' جس کے جواب میں کتاب ''بشارت احمد'' شائع ہوئی ہے حسب ذیل بیس فصلوں پر مشتمل ہے اور ان کے تحت ہزار سے زیادہ عنوانات درج ہیں:۔

(۱) فصل پہلی	(مرزا صاحب) ذاتی حالات	۸۲عنوانات
(۲) فصل دوسری	نبوت کی تمہید	۱۸ //
(۳) فصل تیسری	نبوت کی تحصیل	۲۴ //
(۴) فصل چوتھی	نبوت کی تکمیل	۳۹ //
(۵) فصل پانچویں	فضیلت کی تفصیل	۸۹ //
(۶) فصل چھٹی	انکشافات	۸۵ //
(۷) فصل ساتویں	ارشادات	۳۸ //
(۸) فصل آٹھویں	تعلقات	۳۱عنوانات
(۹) فصل نویں	معاملات	۵۹ //
(۱۰) فصل دسویں	سیاسیات (دور اول)	۳۸ //
(۱۱) فصل گیارھویں	سیاسیات (دور ثانی)	۳۴ //
(۱۲) فصل بارھویں	سیاسیات (دور ثالث)	۲۸ //
(۱۳) فصل تیرھویں	قادیانی صاحبان اور مسلمان (دین وملت)	۱۱۹ //

مندرجہ بالا اجمالی فہرست مضامین سے اندازہ ہوگا کہ کتاب ''قادیانی مذہب' وقادیانی تحریک کے تمام پہلوؤں پر کس درجہ حاوی ہے اس کے سوا ابتدا میں پانچ تمہیدیں اور آخر میں پانچ ضمیمے شریک ہیں ''قادیانی مذہب'' کی اشاعت کے بعد سے قادیانی فرقہ پر کیا گزری اور گزر رہی ہے اس کی مسلسل کیفیت تمہیدوں میں درج ہے قادیانی فرقہ کی طرف سے جو جوابات پیش ہوتے رہے ان کی تنقیح ضمیموں میں محفوظ ہے۔

''قادیانی مذہب'' کے جواب میں جو کتاب ''بشارت احمد'' شائع ہوئی ہے بہتر بلکہ ضرور ہے کہ ناظرین خود ہی دونوں کا مقابلہ کر کے تصفیہ کریں کہ اس جواب کو اصل کتاب سے کیا تعلق ہے اور اہم پہلوؤں پر کس درجے سکوت اختیار کیا گیا ہے خلاصہ یہ کہ باب سوم کے شروع میں فصل اول کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے جواب کی جو حیثیت ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ فصل دوم تا ہفتم کے متعلق تجویز ہوئی کہ ان کے جواب میں ''تصدیق احمدیت'' جو ''قادیانی مذہب'' کے سب سے پہلے مختصر ایڈیشن کے جواب میں شائع ہوئی تھی کافی ہے فصل ہشتم کا جواب باب ششم میں دیا گیا ہے اور کیسا جواب دیا گیا ہے ناظرین اصل واقعات سے مقابلہ کر کے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ فصل نو تا بارہ اور فصل چودہ ان پانچوں فصلوں کا جواب غیر ضروری قرار پایا شاید جواب محال محسوس ہوا ہو۔ بہر حال ان پر دو تین صفحے کا تبصرہ کافی سمجھا گیا وہ تبصرہ بھی قابل دید ہے فصل تیرہ کے جواب دینے کی البتہ کوشش کی گئی ہے اور یہ جواب قادیانی ذہنیت کا اچھا نمونہ ہے بعد کی تین فصلیں پندرہ، سولہ، سترہ یہ بھی ناقابل التفات قرار پائیں جواب کی نوبت نہ آئی پھر آخری تین فصل اٹھارہ، انیس، بیس پر تبصرہ کر دیا گیا بس یہ ہے کتاب کا جواب جس کی اتنی دھوم ہے چونکہ اکثر اہم پہلوؤں کا جواب نہیں بن پڑا اور نہ بن پڑ سکتا تھا۔ لامحالہ دوسری بحثوں کو طول دینا

چاہا جو مرزا صاحب پر منطبق نہیں ہوتیں اور مغالطہ کے سوا جن کا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح مرزا صاحب کے احوال واقوال سے اور قادیانی فرقہ کے عقائد و اعمال سے توجہ ہٹائی جائے کہ وہ تنقیح کی تاب نہیں لا سکتے لیکن اس نوبت پر ان ترکیبوں سے دفع الوقتی ممکن نہیں۔

(۳) دینی الفاظ

قرآن' حدیث' اسلام اور خاتم النبیین' قادیانی فرقہ تقریر وتحریر میں بے تکلف ان الفاظ سے کام لیتا ہے جس سے مسلمان دھوکہ کھاتے ہیں۔ ان امور میں قادیانی عقیدہ کیا ہے عمل کیا ہے اور مقصد کیا ہے ذیل میں مختصر کیفیت ملاحظہ ہو:۔

(الف) قرآن

آنچہ من بشنوم زوحی خدا   بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم   از خطا ہا ہمیں ست ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید   از دہان خدائے پاک و وحید
آں یقینے کہ بود عیسیٰ را   برکلامی کہ شد بر والقا
واں یقین کلیم بر تورات   واں یقین ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروے یقیں   ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح ص ۹۹۔۱۰۰ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷۔۴۷۸۔ درثمین ص ۲۸۷ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی)

''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر''

(اربعین نمبر ۴ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا

ہوں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۱ خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے تھے اور اُن کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا (اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۴ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

مرزا صاحب کی وحی اور الہامات قادیانی کتابوں میں درج ہیں ہم نے بھی ''قادیانی مذہب'' میں بقدر گنجائش اُن کو پیش کیا ہے۔ بہت سبق آموز ہیں۔

(ب) حدیث

جب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے اپنے الہامات کو قرآن کے مساوی قرار دیدیا تو پھر ان کے سامنے حدیث کی کیا حقیقت رہ گئی چنانچہ خود مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

''اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰ خزائن ج ۱۷ ص ۵۱ حاشیہ اربعین نمبر ۳ ص ۱۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۱ حاشیہ)

حدیثوں سے آزادی حاصل کرنے کے بعد مرزا صاحب کو اپنے کام میں بڑی سہولت ہوگئی جو حدیث مفید مطلب نظر آئی قبول کر لی خواہ کتنی ہی ضعیف ہو اور جو خلاف مطلب نظر آئی رد کر دی خواہ وہ کتنی ہی مستند ہو غرض کہ حدیث سراسر مرزا صاحب کی صوابدید کے تابع ہوگئی اس کی کوئی اپنی حیثیت باقی نہ رہی چنانچہ یہی قادیانی اصول ہے۔

''وہ احادیث جن سے آپ کا (یعنی مرزا صاحب کا) دعویٰ ثابت ہوتا ہے...... یہ سب محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں مگر خدا کے مامور (مرزا صاحب) نے جب اپنے دعوے کا صدق الہامات کے ذریعے پیشگوئیوں اور دیگر نشانات سے ثابت کر دیا تو پھر ہم نے آپ کو حکم و عدل مان لیا اور جس حدیث کو آپ نے صحیح کہا وہ ہم نے صحیح سمجھی اور جسے آپ نے متشابہ قرار دیا اسے ہم نے محکم کے تابع کر لیا اور جس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ چھوڑنے کے قابل ہے وہ چھوڑ دی''۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۳۳ ص ۶ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء)

مرزا صاحب احادیث کے بارے میں اپنی کمزوری سے بخوبی واقف تھے اور یوں تو مباحثوں کے بڑے بڑے اشتہار نکلتے تھے رسالے شائع ہوتے تھے لیکن اگر کسی عالم سے مقابلہ

آن پڑتا تو حتیٰ الوسیع مباحثہ سے گریز کرتے تھے چنانچہ مشہور عالم مولانا مہرعلی شاہ صاحب چشتی علیہ الرحمتہ کے مقابل یہی صورت پیش آئی ملاحظہ ہو:۔

''کیا میں نے اس کو (یعنی مہر علی شاہ صاحب کو) اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کرلوں (گویا منقولی بحث کے بعد بیعت سے مفر نہ ہوتا......للمؤلف) جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے۔تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت وانجیل وقرآن کریم' پرتو کیا انھیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرے کوسن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بناء ہے......اور جس حالت پر میں نے اشتہار دیدیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف و نیک نیتی کا تقاضہ یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیتے کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا۔پھر''اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے مجھ سے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا''۔

(اربعین نمبر۴ص۲۵خزائن ج۱۷ص۴۵۵)

جب مرزا صاحب نے اپنے الہامات کو قرآن کے مساوی قرار دیدیا اور احادیث کو بالکل اپنی صوابدید کے تابع کر دیا تو حسب مرضی تاویلات کا سلسلہ شروع ہوا۔اگر تاویلات میں احادیث صحیحہ سے تخالف ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لاعلمی یا کم علمی منسوب کرنے میں بھی دریغ نہیں ہوا البتہ طرز بیان ایسا اختیار کیا گیا کہ مطلب بھی نکل جائے اور معذرت کی بھی گنجائش رہے' قادیانی طرز بیان کی یہ خصوصیت ہے اور اس خصوصیت سے مدتوں ناواقفوں کو بہلانے میں بہت مدد ملی چنانچہ ایک ایسی مثال کے متعلق کتاب ''بشارت احمد'' میں بہت موشگافی کی کوشش کی گئی ہے تاہم جو منشاء ہے ظاہر ہے۔ملاحظہ ہو:۔

''اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باغ گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج و ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابتہ الارض کی ماہیت کماہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبیہ اور صور متشابہ اور امور

متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں اور ایسے امور میں اگر وقت ظہور کچھ جزئیات غیر معلومہ ظاہر ہو جائیں تو شان نبوت پر کچھ جائے حرف نہیں (گویا خود مرزا صاحب کی تاویلات وہ جزئیات غیر معلومہ تھیں۔ جن کا مرزا صاحب کے نزدیک خود ان پر وقت ظہور انکشاف ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا علم نہ تھا...... للمؤلف) (ازالہ اوہام ص ۶۹۱ خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

عاقل را اشارہ کافی است۔ چنانچہ اشارے نے اپنا کام کیا اور فوقیت کے خیالات اس کے مطابق پیدا ہونے لگے مثلاً ملاحظہ ہو:۔

''خاکسار (مرزا بشیر احمد صاحب) عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود بیان فرمایا کرتے تھے کہ ابھی ہماری عمر تیس سال ہی کی تھی کہ بال سفید ہونے شروع ہو گئے تھے اور میرا خیال ہے کہ پچپن سال کی عمر تک آپ کے سارے بال سفید ہو چکے ہوں گے اس کے مقابلے میں آنحضرت صلعم کے حالات زندگی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وفات کے وقت آپ کے صرف چند بال سفید تھے دراصل اس زمانے میں مطالعہ اور تصنیف کے مشاغل انسان کی دماغی طاقت پر بہت زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۱ روایت نمبر ۳۱۶)

''حضرت مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تھا...... اس زمانے میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے نبی کریم صلعم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا۔ ورنہ قابلیت تھی۔ اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ (بعثت ثانی) ان کا پورا ظہور ہوا ہے اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ آپ کو موقع ملا اور ذہنی طاقتوں کی نشوونما ہو گئی''

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز خاں قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء)

قادیانیت کا یہ رجحان کہ کسی نہ کسی طرح بات کو چکر دے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرزا صاحب کو فوقیت دی جائے خوب نمایاں ہو چکا ہے۔ چنانچہ ''قادیانی مذہب'' میں کافی مثالیں درج ہیں۔ نوبت یہ کہ خود قادیانی فرقہ میں لاہوری جماعت کو قادیانی جماعت سے شکایت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

ہم نہ صرف یہ ثابت کرنے کا ذمہ لیتے ہیں کہ قادیانی جماعت تحریر و تقریر میں حضرت رسول کریم کی ہتک کرتی رہتی ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ اس جماعت کے اعتقادات میں ہی توہین رسولؐ

مضمر ہے"۔ (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۲۷ مورخہ ۱۲ جولائی ۱۹۳۷ء)

کیا یہ آنحضرت صلعم کی ہتک نہیں کہ حضرت مسیح موعود ذہنی ارتقاء میں نبی کریم صلعم سے بھی آگے بڑھ گئے" یا یہ کہ "محمد صلعم پھر قادیان میں اتر آئے اور اپنی شان میں آگے سے بڑھ کر ہیں" اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ یہ صریح ہتک ہے کہ نہیں؟ غلو کا بدترین مظاہرہ ہے کہ نہیں؟ (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء)

(ج) اسلام

قرآن وحدیث کا قادیانی قلوب میں جو رتبہ ہے معلوم ہوا۔ اب اسلام کو لیجئے کہ اس کا بھی قادیانی فرقہ تقریر وتحریر میں بہت اعلان کرتا رہتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اسلام کا نام ہو اور قادیانیت کا کام ہو۔ چنانچہ اسلام کے متعلق قادیانی تشریح ملاحظہ ہو:۔

"عبداللہ کوئیلم نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا بہت سے لوگ مسلمان ہوئے مسٹر وب نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی مگر آپ نے (یعنی مرزا صاحب نے مطلق ان کو ایک پائی کی مدد نہ دی اس کی وجہ یہ کہ جس اسلام میں آپ پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ کا ذکر نہیں اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا (قادیانیوں) کا اسلام اور ہے"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۸۵ ص ۶ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

"کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود کے زمانے میں اشاعت اسلام کے لئے اٹھے تھے ان کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہیے تھا اور...... آپ ان کی انجمنوں میں شریک ہوتے انہیں چندہ دیتے مگر آپ نے (مرزا صاحب نے) کبھی اس طرح نہیں کیا"۔

(خطبہ سید سرور شاہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۹۷ ص ۷ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء)

ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو میرا یہی مذہب ہے اور حضرت مسیح موعود کے پاس رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے

کہ اسلام کی تبلیغ یہی میری تبلیغ ہے پس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود لایا۔

(منصب خلافت تقریر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ص ۲۰)

قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک تو وہ خاص تبلیغ ہے جو سیاسی اغراض سے اسلامی ممالک میں کی جاتی ہے اور جس کی مختصر کیفیت باب اول میں پیش کی جا چکی ہے اور دوسری وہ عام تبلیغ ہے جو اسلام کے نام سے قادیانیت کے واسطے کی جاتی ہے۔ اور اس کا احسان مسلمانوں پر رکھا جاتا ہے جو اسی تبلیغ کے تحت خود بھی کافر شمار ہوتے ہیں۔ مسلمان ان کاروائیوں کو سمجھیں اور قادیانی حکمت عملی کی داد دیں کہ اتنی مدت مسلمانوں کو کس طرح چکر دیا۔ اور ان ہی کے خلاف ان سے مالی اور اخلاقی تائید حاصل کی۔

(د) خاتم النبیین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک خاص شان قرآن کریم نے خاتم النبیین بیان فرمائی ہے مسلمانوں کو تو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہے چنانچہ خود مرزا صاحب بھی ابتداء میں پختگی سے اسی عقیدہ پر قائم تھے لیکن بعد کو جب خود ان کی نبوت کی تحریک شروع ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس شان اقدس پر قادیانی تحریک کے تحت طبع آزمائیاں شروع ہوئیں ان کی تفصیل ''قادیانی مذہب'' میں موجود ہے یہاں بھی مشتے نمونہ از خروارے ملاحظہ ہو:۔

''اللہ جل شانہ' نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہء کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی''۔ (حقیقت الوحی ص ۹۶ خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰ حاشیہ)

''خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہوسکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے''

(ملفوظات ج ۳ ص ۲۰۷۔ ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۹۰ مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی لاہور)

''مجھے افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور پھر باوجود اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین بھی کہتے ہیں وہ خاتم یعنی مہر ہی کیا ہوئی جو کسی کاغذ پر نہ لگی اور اس نے کسی کاغذ کی تصدیق نہ کی' اسی طرح نبی کریم خاتم النبیین کیا ہوئے جب کسی انسان پر آپ کی نبوت کی مہر نہ لگی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا اگر آپ کی امت میں کوئی نبی نہیں ہے تو آپ خاتم النبیین بھی نہیں ہیں''۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۵۱ ص ۷ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۱۵ء)

''وہ نبوت چل سکے گی جس پر آپ کی مہر ہو گی ورنہ اگر نبوت کا دروازہ بالکل بند سمجھا جائے تو نعوذ باللہ اس سے تو انقطاع فیض لازم آتا ہے اور اس میں تو نحوست ہے اور نبی کی ہتک شان ہوتی ہے...... اس طرح تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرت کی قوت قدسی کچھ بھی نہ تھی۔

(ارشاد مرزا غلام احمد اخبار الحکم قادیان ج ۷ نمبر ۱۴ ص ۸ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء منقول از رسالہ ختم نبوت ص ۶ مؤلفہ فخر الدین صاحب ملتانی قادیانی)

''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے یہودیوں' عیسائیوں' ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیے۔ (امتیاز یہی ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب کو نبی مان لیا جائے۔ للمؤلف)...... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں' اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے۔

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ اخبار بدر قادیان مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء منقول از حقیقۃ النبوۃ ص ۲۷۲ مؤلفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے ختم نبوت پر بہت کچھ اعتراض ہے لیکن تعجب ہے کہ خود اپنے حق میں ختم نبوت کے متمنی اور مدعی معلوم ہوتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

''ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

(کشتی نوح ص ۵۶ خزائن ج ۱۹ ص ۶۰۔ ۶۱)

تاہم جب مرزا صاحب نبی بنے تو ان کے امتی اپنا حصہ کیوں چھوڑنے لگے چنانچہ اسی قادیانی اصول کے تحت نبوت کا دروازہ جو مرزا صاحب اپنے بعد بند کر دینا چاہتے تھے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ چنانچہ مختصر تشریح ملاحظہ ہو:۔

خاتم النبیین آنے والے نبیوں کے لئے روک نہیں ہے انبیاء عظام حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے خادموں میں پیدا ہوں گے اور وہ ہمیشہ اسلام کے محافظ اور شائع کرنے والے ہوں گے۔ (اخبار الفضل قادیان کا خاتم النبیین نمبر ۹۶ ج ۱۵ ص ۵ ابابت ۱۲ جون ۱۹۲۸ء)

اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے' کذاب ہے آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں"۔

"انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدر کو نہیں سمجھا اور یہ سمجھ لیا کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے...... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے"۔ (انوار خلافت ص ۶۵۔۶۲ مؤلفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

قادیانی فرقہ کی قادیانی جماعت نے جو صلائے عام دے کر نبوت کا دروازہ کھول دیا تو قادیانی فرقہ کی لاہوری جماعت اس کی تاب نہ لا سکی چنانچہ اس کا واویلا بہت درد آمیز ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"خدارا غور کرو کہ اگر یہ عقیدہ میاں صاحب کا (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا) درست ہے کہ نبی آتے رہیں گے اور ہزاروں نبی آئیں گے جیسا کہ انہوں نے بالصراحت انوار خلافت میں لکھ دیا ہے تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہوں گے یا نہیں اور اسلامی وحدت کہاں ہوگی یہ بھی مان لو کہ وہ سارے نبی احمدی جماعت میں ہوں گے تو پھر احمدی جماعت کے کتنے ٹکڑے ہوں گے آخر گزشتہ سنتوں سے تم اتنے ناواقف نہیں ہو کہ کس طرح نبی کے آنے پر ایک گروہ اس کے ساتھ اور ایک خلاف ہوتا ہے۔...... یاد رکھو کہ اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آ سکتا کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں اور ہزار ہا ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں ہوں جن کے پجاری اپنی اپنی جگہ ایمان اور نجات کے ٹھیکے دار بنے ہوئے ہوں اور دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر بے ایمان قرار دے رہے ہوں"۔ (ردتکفیر اہل قبلہ ص ۴۹۔۵۰ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور)

قادیانی فرقہ میں دو جماعتیں بن گئی ہیں ایک قادیانی جماعت دوسری لاہوری جماعت۔ شروع میں کوئی جماعت نہ تھی اور سب قادیانیوں کے عقائد ایک تھے لیکن بعد کو لاہوری جماعت اصل سے جدا ہوگئی۔ اور اس نے اپنے عقائد میں بقدر ضرورت و مصلحت ترمیم کر لی اور دونوں جماعتوں کے اکابر کون ہیں ان کے عقائد کیا ہیں اعمال کیا ہیں ''قادیانی مذہب'' میں یہ پوری تفصیل موجود ہے۔ نیز یہ قادیانی جماعت مرزا صاحب کی تعلیم پر قائم ہے اور لاہوری جماعت نے تعلق قائم رکھنے کے باوجود بنظر مصلحت گریز اختیار کیا۔ یہ امر بھی ''قادیانی مذہب'' میں واضح ہوگیا ہے۔ اور اس کا خلاصہ بطور ضمیمہ، چہارم اسی کتاب میں شامل ہے خلاصہ یہ کہ قادیانی جماعت تو مرزا صاحب کو کھلم کھلا نبی مانتی ہے اور ان کے منکر کو کافر قرار دیتی ہے لیکن لاہوری جماعت بھی مرزا صاحب کو مہدی معہود اور مسیح موعود تو برحق مانتی ہے اور اپنے واسطے ان کا اتباع لازم گردانتی ہے البتہ مرزا صاحب کے نبی رسول ہونے کی تاویل کرتی ہے اور مسلمانوں کو کافر مان کر ان سے جدا ہونا نہیں چاہتی۔ اس جماعت کو قادیانی فرقہ کی تائید بہت کم حاصل ہے اس کا جو کچھ کام چلتا ہے۔ وہ بیشتر مسلمانوں کی تائید اور امداد سے چلتا ہے۔ تاہم یہ جماعت اپنے واسطے مرزا صاحب کا تعلق لابد سمجھتی ہے اور اسی تعلق کی بنا پر اپنے آپ کو احمدی کہتی ہے اس کا مسلک عقیدت پر نہیں بلکہ مصلحت پر مبنی ہے۔ ؎ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

بہرحال خاتم النبیین کی قادیانی تاویل جو خود مرزا صاحب کی تاویلات پر مبنی ہے لاہوری جماعت کو اس سے اتفاق نہیں معلوم ہوتا اور وہ اس مسئلہ میں مسلمانوں کی ہم خیال معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

''ختم نبوت ایسا بدیہی مسئلہ ہے کہ کسی مسلمان کو اس سے انکار کرنے کی گنجائش نہیں۔ کیونکہ اس پر قرآن مجید اور حدیث شریف اور آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر مؤمنین و صالحین کا اتفاق ہوچکا ہے۔ مگر یہ مسئلہ متفق علیہ ہونے کے باوجود بھی ایک ایسا فرقہ ہے جو اجرائے نبوت کا قائل یا دوسرے لفظوں میں ختم نبوت کا منکر ہے اس فرقہ کو محمود یہ کہا جاسکتا ہے کیوں کہ میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان) ہی اس کے بانی مبانی ہیں اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

(ختم نبوت اور اسلام'' مضمون مندرجہ پیغام صلح اخبار جماعت لاہور ج ۲۲ نمبر ۲۰ ص ۷ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۴ء)

'' دراصل میاں صاحب (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کے عقیدۂ نبوت و

تکفیر کی وجہ سے ہی احمدیت کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ عام لوگ زیادہ تحقیق نہیں کر سکتے جب وہ دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت کا بڑا حصہ جو کہ قادیان میں ہے اور خود ان کا بیٹا اس عقیدے کو مانتا ہے تو انہیں ایک زبردست ٹھوکر لگتی ہے (لاہوری جماعت کی مصلحت بینی ظاہر ہے۔ لیکن اب تو بخوبی تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ خود مرزا صاحب کی تعلیم کے بموجب عقیدہ نبوت و تکفیر قادیانیت کا جزو لاینفک ہے۔ پس لاہوری جماعت کے واسطے اب کوئی عذر باقی نہیں رہا۔ یکسوئی لازم ہے۔ خواہ قادیانی فرقہ میں شامل رہے اور قادیانی عقائد پر عمل کرے یا قادیانیت سے قطع تعلق کر کے مسلمانوں میں واپس آ جائے اب دورنگی کی گنجائش نہیں رہی۔ للمؤلف)

(مولوی محمد علی امیر جماعت لاہور کا خطبہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۶ نمبر ۴ مورخہ ۷ اجنوری ۱۹۳۸ء)

بہر حال قادیانی جماعت جب خاتم النبیین کا ذکر و اعلان کرتی ہے تو اس کا منشاء اجراء نبوت کا قادیانی عقیدہ ہوتا ہے اور مسلمان ختم نبوت کا اسلامی عقیدہ سمجھ کر قادیانی تقریر و تحریر سے دھوکا کھاتے ہیں حتیٰ کہ لاہوری جماعت نے بھی اس کو قادیانی جماعت کی فریب کاری تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"گویا خاتم النبیین جب ایک محمودی (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا مرید) کہتا ہے یا کسی اخبار یا اشتہار یا اعلان میں لکھتا ہے تو اس کا مفہوم اجرائے نبوت کا ہوتا ہے ختم نبوت کا نہیں ہوتا۔ اس لئے جب یہ قوم آنحضرت صلعم کے متعلق بڑے بڑے پوسٹر لگاتی اور آنحضرت صلعم کو ان میں خاتم النبیین لکھتی ہے تو ظاہر ہے کہ اس سے مقصد فقط پبلک کو دھوکا دینا ہوتا ہے کیونکہ پبلک تو...... خاتم النبیین کے معنی نبیوں کو ختم کرنے والا سمجھتی ہے اور یہ قوم اس سے مراد نبوت کو جاری کرنے والا لیتی ہے...... اس قوم سے کیا گلہ ہے جب ان کے خلیفہ آسمانی جناب محمود احمد صاحب سنا ہے بیعت کے وقت مرید سے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا اقرار لیتے ہیں تو گرفتار مرید اپنی سادگی سے سمجھتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے اور پیر صاحب دل میں ہنستے ہیں کہ احمق میں تجھ سے اجراء نبوت کے عقیدہ کا اقرار لے رہا ہوں اگر یہ کہو کہ نہیں مرید کو بیعت کے وقت خاتم النبیین کے محمودی مفہوم کا پتہ ہوتا ہے تو پھر اس کے یہ معنی ہوئے کہ اجراء نبوت کا عقیدہ مدت محمودیہ کی فہرست ایمانیات میں اس قدر اہم ہے کہ بیعت کے وقت جناب میاں صاحب اپنے مرید سے اجراء نبوت کے عقیدہ کا عہد لینا ضروری سمجھتے ہیں۔

(لاہوری جماعت کے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار پیغام صلح ج ۲۲ نمبر ۳۴ ص ۷ مورخہ ۷ جون ۱۹۳۴ء)

(۴) قادیانی ذہنیت

مختصر طور پر واضح ہو گیا کہ قرآن' حدیث' اسلام' خاتم النبیین' قادیانی فرقہ اپنی تقریر و تحریر میں جب یہ دینی الفاظ استعمال کرتا ہے تو اس کے ذہن میں ان کی کیا حیثیت اور مرتبت ہوتی ہے۔ کس طرح دین قادیانیت کے ماتحت سمجھا جاتا ہے اس بارے میں قادیانی ذہنیت کے چند نمونہ ملاحظہ ہوں۔

''مولوی صاحب (یعنی حکیم نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان) فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود غلام احمد قادیانی صاحب) صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو پھر بھی مجھے انکار نہ ہو کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہ ہی حق ہوگا...... خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہو جائے۔ تو پھر اس کے کسی دعوے میں چون و چرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے''۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۹۹ روایت نمبر ۱۰۹ مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی)

''اگر سچ پوچھو تو ہمیں قرآن کریم پر' رسول کریم صلعم پر بھی اسی کے ذریعے ایمان حاصل ہوا ہم قرآن کریم خدا کا کلام اس لئے یقین کرتے ہیں کہ اس کے ذریعہ آپ کی (یعنی مرزا صاحب کی) نبوت ثابت ہوتی ہے۔ ہم محمد صلعم کی نبوت پر اس لئے ایمان لاتے ہیں۔ کہ اس سے آپ کی (یعنی مرزا صاحب کی) نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ نادان ہم پر اعتراض کرتا ہے کہ ہم کیوں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو نبی مانتے ہیں اور کیوں اس کے کلام کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں وہ نہیں جانتا کہ قرآن کریم پر یقین ہمیں اس کے کلام کی وجہ سے ہوا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یقین اس کی نبوت کی وجہ سے ہوا''۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۳ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۲۵ء)

(۵) قادیانی ارتقاء

بخوبی واضح ہو گیا کہ قادیانیت میں مرزا صاحب کا کیا رتبہ ہے کیا مقام ہے اور مرزا صاحب کے تعلق سے قرآن کی' حدیث کی' اسلام کی اور رسول اللہؐ کی' کیا نوعیت اور کیا حیثیت

ہے۔ قادیانی تحریک میں کس ترکیب اور ترتیب سے دعووں کا سلسلہ بندھا' کہ نوبت کہیں سے کہیں پہنچ گئی یہ تجربہ اس قدر سبق آموز ہے کہ اس کے مختلف پہلو تفصیل و اجمال سے اپنے اپنے محل پر "قادیانی مذہب" میں اور نیز اس کتاب میں پیش ہو چکے ہیں تاہم چونکہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے تعلقات آگے چل کر بیان ہوں گے اس موقع پر قادیانی ارتقاء کا سرسری خاکہ پیش کرنا بے محل نہ ہوگا۔...... شروع میں جب کہ مرزا صاحب دین کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے ساتھ اہل سنت والجماعت میں شمار فرماتے تھے نزول مسیح جس مسئلہ پر قادیانیت کی عمارت کھڑی کی گئی اس کے متعلق خود مرزا صاحب ابتداء میں فرماتے ہیں۔

"اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جز یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے۔ جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانے تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا"۔ (ازالہ اوہام ص ۱۴۰ خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)

لیکن اسی زمانہ میں سرسید نے وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑا اور تاریخی حیثیت سے اس کو نمایاں کیا تو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو یہ میدان وسیع اور امید افزاء نظر آیا چنانچہ اول مثیل مسیح بننے پر اکتفا کیا لیکن روز بروز ادھر جولانی بڑھی یہاں تک کہ بالآخر مرزا صاحب نے اعلان کر ہی دیا کہ:۔

"پھر قریباً ۱۲ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑے شدومد سے براہین (احمدیہ) میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارے میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے"۔
(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص ۷ خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

اس مسئلہ میں سرسید کی اتباع تو بہر طور مسلم ہے البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ سرسید نے اس کو ایک تاریخی مسئلہ بنا کر چھوڑ دیا اور مرزا صاحب نے اس پر ایک مذہب کی عمارت بنا کھڑی کی اور آج قادیانی فرقہ اسی عمارت میں مقیم ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"سب سے بڑا مسئلہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح نے (یعنی مرزا غلام احمد

صاحب قادیانی) سر سید کی تقلید میں بیان کیا ہے وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے سر سید نے اس کا اعلان کیا اور بعد میں مرزا صاحب نے اسی کو پیش کر دیا لیکن غور و فکر سے کام لیا جائے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ سر سید نے جس رنگ اور جس طرز سے اس مسئلہ کا اقرار کیا ہے اس میں اور جس رنگ میں حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب نے) اس کو صاف کیا ہے اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے'' (فرق ظاہر ہے۔ سر سید کی نظر میں وہ تاریخی مسئلہ تھا۔ اور مرزا صاحب نے اس پر اپنا مذہب کھڑا کیا۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۱۵ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۶ء)

بہر حال جب اس مسئلہ کے سہارے بالآخر مرزا صاحب نبی اور رسول قرار پائے۔ ان کے الہامات قرآن کے مساوی قرار پائے اور الہامات کے سامنے حدیثیں ہیچ ہو گئیں تو پھر قادیانی تحریک اپنے اصلی رنگ و روپ میں نمودار ہوئی۔ مسلمانوں سے دینی تعلقات منقطع ہوئے اس انقطاع کی مفصل اور مجمل کیفیت ''قادیانی مذہب'' میں اور اس کتاب میں پیش ہو چکی ہے یہاں صرف ایک قادیانی اقرار پر اکتفا کیا جاتا ہے ملاحظہ ہو:۔

''حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم صلعم' قرآن' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے''۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

(۶) قادیانی صاحبان اور مسلمان

مندرجہ بالا اعتقادات ملاحظہ ہوں۔ اور پھر یہ جسارت دیکھئے کہ وقت پڑا تو کتاب ''بشارت احمد'' میں مسلمانوں کو کس قدر بھولے پن سے یقین دلایا جاتا ہے کہ قادیانی عقائد بالکل وہی ہیں جو فرقہ اہل سنت والجماعت کے ہیں صرف ایک عقیدہ میں ایک حد تک اختلاف ہے اور کچھ نہیں۔ پھر یہ کیا غلط ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں دکھانے کے اور۔ اگر قادیانی فرقہ سے سند پوچھئے تو ہم کو معلوم ہے مرزا صاحب کے قول کی سند موجود ہے یہی ہزار داستانی قادیانی لٹریچر کی وجہ خوبی ہے جو بے تکلف ہر طرح سخن سازی کی گنجائش مہیا کرتی ہے کہ حسب مصلحت جس وقت جو بات جس طرح چاہی بنا دی سمجھا دی' ناواقفیت کے سبب مدتوں مسلمان اسی

سخن سازی کے چکر میں رہے لیکن اب جوزمانی اور نفسیاتی اعتبار سے قادیانی اقوال وافعال کا تجزیہ ہو گیا۔تو وہ پہلی سی سہولت نہ رہی۔ بات پکڑ میں آنے لگی۔ بہرحال کسی زمانے میں خود مرزا صاحب نے بھی یہی فرمایا تھا البتہ بعد کو وہ اس قول سے ہٹ کر کہیں سے کہیں پہنچ گئے یہ دوسری بات ہے۔ بہرحال ”بشارت احمد“ کے قول کی تائید میں ہماری طرف سے مرزا صاحب کی سند ملاحظہ ہو۔

”میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہؐ پر ختم ہو گئی اس میری تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے“

(اعلان مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۲ ص ۲۰ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰۔۲۳۱)

مرزا صاحب کی طرف سے ابتداء میں ایسے اقرار اور بعد میں کیسے کیسے دعوے اور انکار‘ اس پر قادیانی اقوال کا انتشار‘ کبھی قرار کبھی فرار سخن سازی پر کل دار و مدار” فاعتبروا یااولی الابصار “۔

علیٰ ہذا...... شاید اتحاد جتلانے کی غرض سے یہ بھی اعتراف کیا گیا ہے کہ قادیانی فرقہ فقہ حنفی پر عمل کرتا ہے وجہ ظاہر ہے کہ فقہ مدون کرنے کے لئے قابلیت کی ضرورت ہے اگر قادیانی فرقہ نے فقہ حنفی سے کام لیا تو اپنے حق میں خوب کیا انصافاً اس کو مسلمانوں کا شکر گزار ہونا چاہیے لیکن جہاں تک قادیانی عقیدہ کا تعلق ہے خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب تک قطعاً اس بات پر آمادہ تھے کہ اگر مرزا صاحب فرمائیں تو وہ قرآنی شریعت کو منسوخ سمجھیں۔لیکن نئی شریعت کے واسطے کس کو حوصلہ ہو سکتا ہے قرآنی شریعت قائم رہی حتیٰ کہ قادیانی فرقہ فقہ حنفی کا محتاج ہے۔

مرزا صاحب کی نبوت ماننے نہ ماننے کی بناء پر قادیانی فرقہ نے جس شدومد سے مسلمانانِ عالم کی تکفیر کی ہے اس کی تفصیل ”قادیانی مذہب“ میں اور اجمال اس کتاب میں درج ہے لیکن منہ چھپانے کی خاطر ”بشارت احمد“ میں مولویوں کی وہ تکفیر نمونۃً پیش کی گئی ہے جو اپنے اجتہادات کی بنا پر وہ آپس میں عائد کرتے رہتے ہیں اور جن کی قدر و قیمت معلوم ہے۔لیکن کیا قادیانی فرقہ اپنی عائد کردہ تکفیر کو مولویوں کی معمولی تکفیر کے مماثل تسلیم کرتا ہے اگر کرتا ہے تو پھر

بناء تکفیر کیا ہے اور مرزا صاحب کی نبوت کدھر؟ چنانچہ قادیانی فرقہ کی لاہوری جماعت نے بھی اس فرق کو تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

''یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کسی مولوی کا زید یا بکر کو کافر کہنا اور بات ہے اور ملت محمودیہ (قادیانی جماعت) کا غیر احمدیوں کو کافر کہنا اور بات ہے مولوی کا تو اپنا ایک اجتہاد ہوتا ہے۔ جس کے ماتحت وہ کسی کو کافر ٹھہراتا ہے۔ سننے والا اُس کے فتوے کو ماننے یا نہ ماننے اسے اختیار ہے مگر ملت محمودیہ (قادیانی جماعت) جو غیر احمدی کو کافر بناتی ہے تو وہ اس لئے بناتی ہے کہ وہ شخص حضرت مرزا صاحب کی نبوت و رسالت پر ایمان نہیں لاتا اور بات بھی ٹھیک ہے اگر حضرت مرزا صاحب واقعی نبی و رسول ہیں تو ان پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جو شخص ان پر ایمان لائے وہ مسلمان ہے اور جو آپ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر خارج از اسلام ہے...... پس یہ ان کا بنیادی اور امتیازی عقیدہ ہے جسے وہ چھوڑ نہیں سکتے''۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۲۵ نمبر ۳۱ ۱۹۳۷ء)

اگرچہ گنجائش نہ سہی تاہم نمائشی اتحاد کے طور پر سیرت نبوی کے جلسے اور حج و زیارت بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں ان قادیانی مشاغل کی ماہیت بھی متعاقب واضح کی جائے گی۔......

تبلیغ اسلام کا جو ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے مسلمانوں کی حد تک اس کی کیا نوعیت ہے؟ اسلامی ممالک میں اس کی کیا غرض ہے اور غیر مسلموں میں اس کی کیا حقیقت ہے؟ یہ سب تفصیلات ''قادیانی مذہب'' میں موجود ہیں اور ضروری کیفیت اس کتاب میں بھی درج کر دی گئی۔ وقت گزر چکا کہ اخبار اشتہارات کے زور سے اس قسم کا قادیانی پروپیگنڈا چل سکے۔......فخریہ طور پر قادیانی فرقہ کی خوبیاں بھی جتلائی جاتی ہیں کہ اس میں تقویٰ تقدس ہے۔ اخلاق ہیں آداب ہیں تنظیم ہے ترقی ہے۔ لیکن ان دعوؤں کی بھی حقیقت کھل گئی اور اس درجہ کھل گئی کہ کسی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ تقریر میں' تحریر میں' اشتہار میں' اخبار میں' رسالے میں' کتاب میں حتیٰ کہ عدالت کے فیصلوں میں افسوسناک بلکہ شرمناک حالات اعلان پا چکے ہیں۔ بہتر تھا کہ اب یہ دعویٰ پیش نہ ہوتا تاہم چونکہ پیش ہو چکا بغرض تشریح اس کے متعلق مختصر کیفیت باب سوم میں پیش ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ مسلمانوں کا دل بہلانے اور لبھانے کی خاطر جو عذرات پیش کئے گئے ہیں ان کی حقیقت اس درجے ظاہر ہو چکی ہے کہ کسی مغالطہ کی گنجائش نہیں۔

(۷) سیرت کے جلسے

''سیرت کے جلسے جن کی قادیانی فرقہ بہت تشہیر کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دیتا ہے ان کی غرض وغایت ملاحظہ ہو:۔

''اس وقت میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ بعض مقامات کے متعلق شکایت آئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے متعلق جلسوں کے انعقاد میں چونکہ غیر احمدیوں (یعنی مسلمانوں) سے کام لینا پڑا۔ اس لئے بعض لوگوں میں مداہنت پیدا ہوگئی ہے میں کسی کا نام نہیں لیتا مگر ایسے لوگ خود اپنے نفس میں غور کرلیں۔ اگر اصلی چیز (یعنی قادیانیت کی تبلیغ) ہی مٹ جائے تو پھر ایسے جلسوں اور ان تقریروں کا کیا فائدہ۔ ایسے جلسوں کے لئے مسلمانوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو آؤ یہ متحدہ کام ہے تم بھی اس میں شامل ہو جاؤ اگر وہ شامل ہوں تو بہتر ورنہ ان کی منتیں اور خوشامدیں نہ کرو اگر وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور شان کے اظہار کے جلسوں میں شامل ہوں گے تو برکات حاصل کریں گے اور اس کا فائدہ خود انہیں پہنچے گا ہمارا ان کے شامل ہونے سے کوئی فائدہ نہیں لیکن یاد رکھو ان کی بیجا رضامندی کے لئے اپنا دین (قادیانیت) تباہ نہ کرو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تمہاری ہدایت میں کسی کے گمراہ ہونے کی وجہ سے فرق آتا ہے تو گمراہ ہونے والے کی پرواہ نہ کرو تم میں اگر کسی جگہ کوئی اکیلا ہی ہو اور اس کے ساتھ کوئی شامل نہ ہو تو وہ جنگل کے درختوں کے سامنے جا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرنا شروع کردے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اپنی ذمہ داری سے بری سمجھا جائے گا اور اس کا نتیجہ بھی نکلے گا لیکن کسی صورت اور کسی حالت میں بھی مداہنت نہیں اختیار کرنی چاہیے بلکہ احمدیت کی تبلیغ کھلے بندوں کرنی چاہئے''۔

(تقریر جلسہ سالانہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۵۳ ص ۷ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۰ء)

''پھر ان جلسوں میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری حیدرآباد دکن کے صدر الصدور مولانا شیروانی، علماء فرنگی محل، مولانا ابوالکلام آزاد کا کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لینا اس بات کا ثبوت ہے کہ انہیں ایسے جلسوں میں احمدیت کی تبلیغ کرنے کا کوئی احتمال نہ تھا'' (بحالت لاعلمی محض حسن ظن سے اکابر مسلمین کا ایسا تعاون ہی تو مسلمانوں کو دھوکے میں ڈالتا رہا ہے۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۷ ص ۵ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۲۸ء)

(۸) قادیانی حج

اسلامی تعلق کے ثبوت میں قادیانی فرقہ اپنا حج بھی جتلاتا ہے سو حج کے متعلق قادیانی قول و فعل ملاحظہ ہوں:۔

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(دُرِثمین ص۵۲ مجموعہ کلام مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر
تو ارض قادیان فخر عجم ہے

(اخبار الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۷۶ ص۹ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا وہ جلسہ سالانہ شروع ہونے والا ہے۔ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت رکھی اور جس میں شامل ہونے کی یہاں تک تاکید کی کہ آپ نے فرمایا:۔

لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی"

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲ خزائن ج۵ ص۳۵۲)

"جب یہ جلسہ اپنے ساتھ اس قسم کے فیوض رکھتا ہے کہ اس میں شمولیت نفلی حج سے بھی زیادہ ثواب کی انسان کو مستحق بنا دیتی ہے تو لازماً فوائد سے مستفیض ہونے کے لئے جماعت کے ہر فرد کے دل میں تڑپ ہونی چاہیے۔ (اخبار الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۷۶ ص۳ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

"چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں ہی پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غرباء کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا۔ تا وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تا وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں"۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اخبار الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۶۶ ص۵ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

"جان لو کہ کسی کو کوئی عمل بغیر میری شناخت اور میرے اور میری دلائل کی واقفیت کے فائدہ نہیں دیتا۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ عید کے بعد (قادیان سے) جانے کے خیال سے توبہ کرو

اور کچھ مدت ہمارے پاس رہو اور وہ علم حاصل کرو جو خدا تعالیٰ نے ہم کو دیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تم کو صحت ایمان کے بغیر حج کرنے میں کیا فائدہ ہوگا''۔

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا مکتوب موسومہ محمد قدسی) مندرجہ نہج المصلی (فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص ۲۷۰ مولفہ محمد فضل صاحب قادیانی)

''جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح اس حج ظلی کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک حج رہ جاتا ہے۔ کیوں کہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے''۔

(قادیانی جماعت کا عقیدہ مندرجہ اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

بچپن سے میرا یہ خیال ہے اور جس کا میں نے دوستوں سے بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لئے اگر کوئی مضبوط بڑا قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے اور دوسرے درجہ پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت کو پہنچا سکتا ہے وہاں سے ہر ملک کا جہاز گزرتا ہے۔ ٹریکٹ تقسیم کئے جائیں اس طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت (مرزا صاحب) کا نام پہنچ جائے جہاں ہم مدتوں نہیں پہنچ سکتے مگر مکہ مکرمہ سب سے بڑا مقام ہے وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آسکتے ہیں''۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۴ ص ۸ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۲۱ء)

''یہ اللہ کی طرف سے ذرائع ہیں۔ مکہ میں (قادیانی) مشن کی تجویز ہے ایک دوست نے وعدہ کیا ہے کہ اگر مکہ میں مکان لیا جائے تو وہ پچیس ہزار روپیہ مکان کے لئے دیں گے۔ پس شیطان کے مقابلہ میں پوری طاقت سے کام لیں اور میری اس نصیحت کو خوب یاد رکھیں''۔

(تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان جلسۂ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۷ نمبر ۵۰ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۲۰ء)

''مولانا میر محمد سعید صاحب ساکن حیدر آباد دکن نے (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان سے) ملاقات کی۔ مولانا کا عزم امسال حج بیت اللہ کا ہے اور اس سفر پر جانے سے پہلے آپ یہاں آئے ہیں...... سفر حج کے ذکر پر مولوی (میر محمد سعید) صاحب نے کہا کہ عرب کی سرزمین اب تک احمدیت سے خالی ہے شاید خدا تعالیٰ یہ کام مجھ سے کرائے۔

اس پر حضرت خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) نے فرمایا میرا مدت سے خیال ہے کہ اگر عرب میں احمدیت پھیل جائے تو تمام اسلامی دنیا میں بہت جلد پھیل جائے گی...... مولانا

(میر محمد سعید صاحب) نے نماز کے متعلق دریافت کیا کہ وہاں کس طور پر پڑھیں (میاں محمود احمد صاحب نے) فرمایا میں جب گیا تھا اپنے طور پر جماعت کرا کر مسجد حرام میں نماز پڑھتا تھا۔...... مولانا نے عرض کیا کہ عرب میں تبلیغ کا کیا طریق ہونا چاہئے (میاں محمود احمد صاحب نے) فرمایا ان سے بحث کا طریق تو مضر ہے۔ کیونکہ وہ لوگ حکومت کے زیادہ زیر اثر نہیں جلد اشتعال میں آ جاتے ہیں اور جو جی چاہے کر گزرتے ہیں۔ مولانا نے عرض کیا میرا خود بھی خیال ہے ان کا استاد بن کر نہیں شاگرد بن کر ان کو تبلیغ کی جائے۔ (میاں محمود احمد صاحب نے) فرمایا میں نے وہاں تبلیغ شروع کی اور خدا نے اپنے خاص فضل سے میری حفاظت کی اس وقت حکومت ترکی کا وہاں چنداں اثر نہ تھا اب تو شاہ حجاز کے گورنمنٹ انگریزی کے زیر اثر ہونے کے باعث ہندوستانیوں سے بدسلوکی نہیں ہو سکتی۔ مگر اس وقت یہ حالت نہ تھی اس وقت تو وہاں جس کو چاہتے گرفتار کر سکتے تھے۔ مگر میں نے تبلیغ کی اور کھلے طور پر کی۔ لیکن جب ہم وہ مکان چھوڑ کر واپس ہوئے تو دوسرے دن اس مکان پر چھاپہ مارا گیا اور مالک مکان کو پکڑا گیا کہ اس قسم کا کوئی شخص یہاں تھا۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۶۷ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۲۱ء)

''حضرت مولانا میر محمد سعید صاحب قادری امیر جماعت ہائے احمدیہ حیدر آباد دکن بعد حصول اجازت حضرت اقدس خلیفۃ المسیح (میاں محمود احمد صاحب) سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ کا مبارک مقصد لے کر ۳۰۔ اپریل ۱۹۲۱ء کو بمبئی سے ہمایوں نامی جہاز میں مدینہ شریف روانہ ہو گئے۔...... آپ کا خیال ایک دراز مدت تک مدینہ شریف کو مرکز تبلیغ بنا کر ملک عرب میں تبلیغ کرنے کا ہے انشاء اللہ اس مبارک دور خلافت ثانیہ میں بطفیل حضرت اولوالعزم فضل عمر (میاں محمود احمد صاحب) یورپ و امریکہ میں جب کہ اسلام کا بول بالا ہو رہا ہے ضرور تھا کہ وہ مقدس سرزمین عرب کہ جس کے انوار نورانی سے سارا جہان منور ہو گیا تھا دوبارہ اس سرزمین کی منور چوٹیوں سے وہ نور چمک اُٹھے تا کہ مسیح موعود کا یہ الہام پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ مسلمان را مسلمان باز کردند'' (اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۱ء)

اب بخوبی واضح ہو گیا کہ حج میں قادیان کی حیثیت کیا ہے۔ اور قادیانی اکابر جو حج بیت اللہ کے سلسلے میں مکہ معظمہ یا زیارت روضہ رسول اللہ کے سلسلے میں مدینہ منورہ تشریف لے جاتے ہیں اس کی غرض و غایت کیا ہوتی ہے یہی کوشش کہ حرمین شریفین اور حجاز کے مسلمانوں کو قادیانی بنائیں یا بقول ان کے (نعوذ باللہ) وہاں جو کافر آباد ہیں ان کو مسلمان بنائیں اور ہو سکے تو ان

اسلامی مرکزوں کو قادیانی تبلیغ کا مرکز بنائیں گر چہ کچھ نہ ہو سکا اور نہ ہو سکے گا' انشاء اللہ' لیکن یہ منصوبے ضرور تھے اور ہیں۔ یہ ہے وہ حج جو قادیانی فرقہ اپنے اسلام کے ثبوت میں پیش کرتا ہے۔

(۹) مرزا صاحب کے کمالات

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے علمی کمالات میں ان کی مشہور کتاب ''براہین احمدیہ'' پیش کی گئی ہے اور اس کی بہت کچھ تعریف نقل کی گئی ہے۔ لیکن اول تو اس کتاب کا پورا خاکہ ہم نے ''قادیانی مذہب'' میں درج کر دیا ہے دوسرے خود کتاب موجود ہے ہم اگر تنقید کریں تو شاید قادیانی فرقہ کو ناگوار گزرے بہتر ہے کہ ناظرین خود دیکھ کر فیصلہ کریں کہ ایسی کتاب کیسے دماغ کا آئینہ ہے اور اس میں نفسیاتی اعتبار سے کیا امور سبق آموز ہیں اور آیا فی الحقیقت وہ اسی تعریف کی مستحق ہے جو مشتہر کی جاتی ہے معاملہ برعکس ہے۔

علیٰ ہذا...... مرزا صاحب کی پیش گوئیاں بڑے شد و مد سے پیش کی جاتی ہیں اور ان پر بہت کچھ حاشیہ آرائی ہوتی ہے ہم نے بھی اس شعبہ کے متعلق بہت کافی معلومات ''قادیانی مذہب'' میں یکجا کر دی ہیں۔ پیش گوئیوں کی کیا حقیقت ہے ان میں کس درجہ تعمیم ہے کس درجہ ابہام ہے کس درجے دورخی ہے۔ ایسی پیش گوئیوں کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اور پھر وہ کس درجے پوری ہوئیں یہ سب امور غور طلب ہیں ''قادیانی مذہب'' میں ان کی تفصیل قابل دید ہے مرزا صاحب کی جو چند مشہور اور مؤکد پیشگوئیاں تھیں مثلاً پسر موعود' آتھم کی موت' احمدی بیگم کی شادی' ان کا جو حشر ہوا معلوم ہے ان میں سے احمدی بیگم کی شادی کے متعلق جو تاویلات کتاب ''بشارت احمدی'' میں پیش کی گئی ہیں اور بالعموم قادیانی جوابات میں پیش کی جاتی ہیں وہ بہت دلچسپ ہیں۔ ''قادیانی مذہب'' میں واقعات سے ان تاویلات کا مقابلہ کیجئے تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ مرزا صاحب کی چوتھی مشہور پیش گوئی جو پنڈت لیکھ رام کی موت سے متعلق تھی۔ البتہ وہ ضرور شکل قتل ظہور میں آئی اس کے متعلق عدالت تک مقدمے چلے اور آج تک آریہ صاحبوں کو شبہ و شکایت ہے۔

خاص پیش گوئیوں کے سوا مرزا صاحب کی عام پیش گوئیاں بھی پیش کی جاتی ہیں مثلاً یہ کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے بارشیں ہوں گی لڑائیاں ہوں گی وراس میں شک نہیں کہ مرزا صاحب نے ایسی پیش گوئیاں اپنی صداقت کے ثبوت میں پیش کی ہیں لیکن غالباً یہ یاد نہیں رہا کہ خود پیش گوئی کرنے سے قبل وہ ایسی پیش گوئیوں کے متعلق حضرت مسیحؑ کے حق میں کیا فیصلہ دے

چکے تھے۔ مثلاً ملاحظہ ہو۔

''اس درماندہ انسان (مسیح) کی پیش گوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردے کو اپنا خدا بنا لیا کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ نہیں رہتا پس اس ناداں اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا''۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۴ خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ حاشیہ)

اگر ایسی باتوں کو پیشگوئی بھی قرار دیا جائے تو مرزا صاحب نے ابتداء میں تسلیم کیا تھا کہ نبوت کے واسطے مخصوص نہیں ہیں عام لوگ بھی ایسی پیش گوئیاں کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

''دنیا میں بجز انبیاء کے اور بھی ایسے لوگ بہت نظر آتے ہیں کہ ایسی ایسی خبریں پیش از وقوع بتلایا کرتے ہیں کہ زلزلے آویں گے وبا پڑے گی لڑائیاں ہوں گی قحط پڑے گا ایک قوم دوسری قوم پر چڑھائی کرے گی یہ ہوگا وہ ہوگا''

(براہین احمدیہ ص ۴۶۸ خزائن ج ۱ ص ۵۵۹۔۵۵۸)

باایں ہمہ قادیانی فرقہ مرزا صاحب کی پیش گوئیوں پر وہ طومار باندھتا ہے حاشیہ آرائی کرتا ہے کہ مضحکہ معلوم ہوتا ہے۔

(۱۰) سر سید احمد اور غلام احمد

ایک حجت مرزا صاحب کے حق میں یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے زمانے میں وہ بڑے بڑے کام کئے جو ان کے ہم عصر مسلمانوں میں سے کوئی نہ کر سکا لہٰذا ان کو اپنے حق میں مجدد بلکہ مہدی معہود' مسیح موعود حتیٰ کہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرنے کی گنجائش تھی۔ خاص کر جبکہ کسی مسلمان نے ایسا دعویٰ نہیں کیا تو مرزا صاحب کا دعویٰ تسلیم کرنے میں مضائقہ نہیں بلکہ تسلیم کر لینا ہی قرین احتیاط ہے مرزا صاحب نے کیا بڑے بڑے کام کر دیئے دینی' اخلاقی' سیاسی اور معاشرتی اعتبار سے اس کی تفصیلات ''قادیانی مذہب'' میں موجود ہیں اور مختصر کیفیت اس کتاب میں بھی درج ہے۔ مرزا صاحب کے ہم عصر

مسلمانوں کے کارنامے بھی آنکھوں کے سامنے موجود ہیں مثلاً ہندوستان میں سرسید کو لیجئے کہ ملک وملت کی خدمت میں عزم واستقامت ایثار اور اخلاص کی ایسی کامیاب نظیر قائم کی جس پر ہر بیدار قوم فخر کر سکتی ہے یوں تو سرسید کی کامیابی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ہی کیا کم ہے لیکن نظر غور سے دیکھیئے تو مرحوم کی علی گڑھ تحریک ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں کارفرما ہے۔ سرسید کے کارناموں سے انکار کرنا آفتاب کی روشنی سے آنکھ چرانا ہے بریں ہم قادیانی تنگ دلی میں کسی اعتراف کی گنجائش نہیں چنانچہ قادیانی نقطہ نظر سے سرسید احمد اور مرزا غلام احمد کی کارگزاری ملاحظہ ہو اور کارگزاری پر تنقید ملاحظہ ہو کس درجے حقیقت کے برعکس ہے۔

''اگر فرض کے طور پر یہ مان لیں کہ سرسید نے اسلام کی خدمت کی ہے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ اس نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیا کیونکہ اس کی تمام کوشش اور سعی جو اس نے اپنے خیال میں اسلام کے متعلق کی وہ اس کے ساتھ ہی اس کی قبر میں دفن ہو گئی اس کو فروغ دینے والا آگے کوئی پیدا نہ ہوا۔ لیکن حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو دیکھو آپ کی جماعت دن بدن زور شور سے اس کام کو چلا رہی ہے جو ان کا آقا اپنے ہاتھ سے چلا گیا تھا''۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۱۹ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۱۶ء)

لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ علمی لحاظ سے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنی تحقیق مثلاً مسئلہ وفات مسیح میں کس حد تک سرسید کے رہین منت ہیں چنانچہ دبی زبان سے قادیانیوں کو بھی اعتراف ہے کہ کچھ لوگ اس راز سے واقف ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

''ایسے لوگ بھی ملتے ہیں جن کا خیال کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے اگر کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے ان کی صداقت ثابت ہو سکے جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان سے بہت پہلے سرسید وہی کچھ کر گئے ہیں اس لئے مرزا صاحب کے دعوے کو قبول کرنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے اور ہم کیوں کریں''۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۱۵ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۶ء)

معلوم ہوتا ہے کہ سرسید کے بعض احباب بھی ابتداء میں مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی اعانت اور ہمت افزائی کرتے تھے مثلاً سرسید کے خاص دوست مولوی چراغ علی صاحب مرحوم کو مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

''آپ کا افتخار نامہ محبت آمود عز ورود لایا اگرچہ مجھ کو پہلے سے بہ نیت التزام مصم اجتماع براہین قطعیہ واثبات نبوت وحقیقت قرآن شریف میں ایک عرصہ سے سرگرمی تھی مگر

جناب کا ارشاد موجب گرم جوشی و باعث اشتعال شعلہ حمیت اسلام ہوا اور موجب تقویت و توسیع حوصلہ خیال کیا گیا کہ جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی اور دنیوی تہہ دل سے حامی ہو اور تائید دین حق میں دلی گری کا اظہار فرمائے تو بلاشائبہ ریب اس کو تائید غیبی خیال کرنا چاہئے جزاء کم اللہ نعم الجزاء۔ ماسواء اس کے اگر اب تک کوئی دلائل مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت فرمائیں"

(سیرۃ المصنفین مؤلفہ محمد یحییٰ صاحب تنہا)

حاصل کلام یہ کہ شرافت میں اخلاق میں علمیت میں دینی حمیت میں قومی خدمت میں سرسید جیسی ممتاز شخصیت ہندوستان میں مرزا صاحب کے ہم عصر تھی اور دونوں کی کارگزاریاں ملک وملت کے متعلق آنکھوں کے سامنے موجود ہیں اہل انصاف فیصلہ کر سکتے ہیں کس کا کیا کام ہے اور کیا مقام۔

(۱۱) سید جمال الدین افغانی

اگر ہندوستان سے بڑھ کر تمام عالم اسلام پر نظر ڈالئے تو سید جمال الدین افغانی علیہ الرحمتہ کی اسلامی شخصیت سب پر چھائی ہوئی نظر آتی ہے عام جمود کے بعد عالم اسلام میں ملک ملک جو آج بیداری اور حرکت پائی جاتی ہے اس کی ابتداء اسی مجاہد دین وملت کی اولو العزمی میں نظر آتی ہے۔ نہ صرف چودھویں صدی میں بلکہ اسلام کی چودہ صدی میں دین وملت کی خدمت وحمایت کے اعتبار سے سید جمال الدین افغانی علیہ الرحمتہ کی شخصیت بہت اعلیٰ قرار پاتی ہے اسلامی ممالک کے متعلق مرزا صاحب کے جو منصوبے تھے سب کو معلوم ہو گئے سید صاحب کے منصوبے بالکل ان کے برعکس تھے ان کی سعی یہ تھی اور اس سعی میں انہوں نے جان لڑا دی کہ اسلامی ممالک مغربی اثرات سے آزادی حاصل کر کے مسلمانوں کے ہاتھوں از سر نو ترقی حاصل کریں اور چونکہ ان کے دل میں دین و اخلاص تھا اللہ تعالیٰ نے ان کی سعی مشکور فرمائی چنانچہ قلیل مدت میں اسلامی ممالک میں جو بیداری پھیلی اور آزادی حاصل ہوئی اس کی کسے توقع تھی اور روز افزوں ترقی کا سلسلہ جاری ہے بحول اللہ تعالیٰ۔

غرض یہ قادیانی نظریہ بے اصل بلکہ خلاف واقعہ ہے کہ مرزا صاحب کے زمانے میں کوئی مسلمان خادم دین وملت نہ تھا سرسید کے ساتھ تو بخل برتا لیکن سید جمال الدین افغانی کی اسلامی شخصیت تو قادیانی اکابر کو بھی دبی زبان سے ماننی ہی پڑی گرچہ اس کا منشاء مصری

مسلمانوں کی سکی ہے۔ چنانچہ خود میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان فرماتے ہیں کہ:۔

"جمال الدین افغانی نے مصر میں ایک روح پیدا کی اور جس کے ساتھ مذہبی رنگ بھی تھا لیکن وہ اس ملک کا باشندہ نہیں تھا بلکہ اس ملک میں جا ٹھہرا تھا قدرت سے افغانی کا لفظ اس کے ساتھ رہ گیا وہ دراصل وہاں کا باشندہ نہیں تھا بلکہ افغانستان سے وہاں جا بسا تھا اگر افغانی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ قائم نہ رہ گیا ہوتا تو ممکن تھا کہ لوگ اسے مصری سمجھتے مگر مصریوں کی قسمت سے افغانی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ باقی رہ گیا ساری تحریکیں جو کبھی کبھی اس ملک میں اٹھتی رہی ہیں وہ جمال الدین افغانی کی ہی ایجاد ہیں مفتی عبدہ اس کا شاگرد تھا اس کے بعد اس نے ان کو قائم کیا اور اس لحاظ سے کہ ساری تحریکیں جمال الدین افغانی کی ہی ایجاد ہیں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سب ہی ہندوستان ہی سے گئی ہیں اور مصر سے نہیں اٹھیں۔ غرض ان تحریکوں کے موجد جمال الدین افغانی کا مولد یہی ملک ہے اور اگر اس کی تحریکوں کی وجہ سے ہی کسی ملک کو گہوارہ علوم وفنون کہا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان تحریکوں کی بناء پر مصر کو گہوارہ علوم وفنون کہا جائے کیونکہ یہ سب تحریکیں مصر کے کسی آدمی کی طرف سے پیدا نہیں کی گئیں بلکہ ایک دوسرے ملک کے باشندے نے ان کو پیدا کیا پس اگر انہی تحریکوں سے اسے گہوارہ علوم وفنون کہنا ہے تو کیوں نہ افغانستان کو گہوارہ علوم وفنون کہا جائے کہ جہاں کا جمال الدین افغانی رہنے والے تھا"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی تقریر اخبار الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۱۰۸ ص ۹ مورخہ ۷ مئی ۱۹۲۶ء)

سید جمال الدین افغانی علیہ الرحمتہ کی زندگی تاریخ اسلام کے دور جدید کا ایک باب معلوم ہوتی ہے اور تعلیم یافتہ مسلمان جو موجودہ اسلامی سیاسیات سمجھنا چاہیں ان کو سید صاحب کی زندگی کا مطالعہ ضروری ہے ایک مختصر اور مستند سوانح عمری مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی نے شائع کی ہے جو ادبی تاریخی اور سیاسی لحاظ سے قابل دید ہے ملک کے مشہور انشاء پرداز ماہر سیاسیات قاضی عبدالغفار صاحب مراد آبادی اس کے مؤلف ہیں قاضی صاحب نے اسلامی ممالک اور نیز یورپ میں سفر کر کے سید صاحب کی زندگی کے حالات اور واقعات بہت تحقیق سے جمع کئے ہیں مفصل سوانح عمری بھی بہت کچھ تالیف ہو چکی ہے خدا کرے جلد طبع ہو کر شائع ہو جائے کہ مسلمانوں کے واسطے وہ ایک بہترین یادگار ہوگی خلاصہ یہ کہ اگر مرزا صاحب کی زندگی سے سید صاحب کی زندگی کا مقابلہ کیجئے تو اغراض ومقاصد میں بعد المشرقین اور رفعت وعظمت میں

زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے پھر بھی یہ کہنا کہ مرزا صاحب کا زمانہ مسلمان اکابر سے خالی تھا کس درجہ عجیب اور نادرست ہے۔

جہاں تک دعوؤں کا تعلق ہے مسلمانوں میں کیسے کیسے مدعی پیدا ہوئے مہدویت کے اور نبوت کے۔ انہوں نے کیا کیا اہتمام کئے اور بالآخر کیا انجام دیکھے تاریخ اسلام میں ایسے مدعیوں کی سرگذشت بھی بہت دلچسپ اور سبق آموز ہے۔ چنانچہ اسی سال اس باب میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ ''ائمہ تلبیس'' جو دینی اور تاریخی لحاظ سے قابل دید ہے تحقیق اور جامعیت کے لحاظ سے بلا مبالغہ اسلامی لٹریچر میں بے نظیر ہے مولوی ابوالقاسم صاحب رفیق دلاوری اس کے مؤلف ہیں کتاب بڑی تقطیع کے ۵۳۵ صفحات پر شائع ہوئی ہے دارالتصنیف لاہور سے نیز تاج کمپنی لاہور سے ملتی ہے۔ اگر کتاب ''قادیانی مذہب'' کے ساتھ یہ کتاب ''ائمہ تلبیس'' بھی مطالعہ کی جائے تو قادیانی تحریک کی اصلیت اور حیثیت بہت واضح ہو جاتی ہے۔

(۱۲) پرانی رائیں

کتاب ''بشارت احمد'' میں بعض اسلامی اخبار و رسائل کی اور بعض مسلمان اکابر کی رائیں پیش کی گئی ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہے کہ مدتوں مسلمان حسن ظن اور اعتماد کی بناء پر قادیانی تحریک کی تعریف اور تائید کرتے رہے۔ لیکن تابکے آخر کو حقیقت کھل گئی تو مسلمان حیران رہ گئے۔ قادیانی تعلیم قادیانی کتابوں میں موجود ہے اور قادیانی اعمال دنیا پر ظاہر ہو چکے ہیں چنانچہ قادیانی عقائد اور اعمال کی مفصل یادداشت خود قادیانی بیان کے مطابق ''قادیانی مذہب'' میں یکجا موجود ہے۔ حال کھلنے کے بعد اخبار اور رسائل کی رائیں موجود ہیں مسلم اکابر اور مسلم اداروں کی رائیں موجود ہیں۔ حتیٰ کہ سرکاری عدالتوں کے تازہ فیصلے موجود ہیں۔ ایسی صورت میں پرانی رائیں اپنے موافق پیش کرنا۔ قادیانی فرقے کے حق میں مخالف پہلو اختیار کرتا ہے کہ مسلمانوں کا حسن ظن بے بنیاد نکلا اور بالآخر نتیجہ برعکس برآمد ہوا۔

(۱۳) متفرقات

جیسے کوئی ہیبت زدہ سوتے میں ڈر کر چیخ اُٹھتا ہے۔ کتاب ''بشارت احمد'' میں خود ہی ہمارے واسطے لکھا گیا کہ ''قادیان فتح شد'' اور بے ساختہ قلم سے نکل گیا۔

این کار از تو آید مرداں چنیں کنند

لیکن شاید بعد کو ہوش آیا کہ کیا لکھ دیا تو فکر ہوئی کہ ''مرداں'' کی تشریح کیجئے۔ کوئی پہلو نکالئے جہاں تک کہ قادیانی مفہوم کا تعلق ہے ''خصی'' اور ''خوجہ'' یہ دو صفات تو کسی نہ کسی معنی میں قادیانی اکابر نے قادیانی مردوں کے واسطے مخصوص کر دی ہیں۔ چنانچہ ''قادیانی مذہب'' میں ان کی تشریح موجود ہے۔ مزید برآں ''بشارت احمد'' کے مؤلف نے ایک قادیانی عمل لکھا ہے جس کے ذریعہ شائد ان کے ہاں مرد اپنی صورت مثالی منکشف کرتے ہیں۔ بندروں کی طرف اشارہ ہے۔ مرزا صاحب بھی کشف میں اپنے ساتھ بندر دیکھتے تھے۔ لیکن بعض صورتیں تو کشف کی بھی محتاج نہیں رہتیں۔ یوں ہی صاف نظر آتی ہیں۔ شک ہو تو آئینہ سے تصدیق کرائی جاسکتی ہے۔ رہا مرد کا اسلامی مفہوم سو سب کو معلوم ہے۔

جو لوگ اشتہارات سے پیسہ کماتے ہیں۔ یا کم از کم شہرت چاہتے ہیں۔ وہ اشتہارات میں انعامات کا اعلان بھی کرتے رہتے ہیں۔ خاص کر ہندوستانی دوا فروشوں میں آج کل یہ طریق زیادہ رائج ہے۔ ''تصدیق احمدیت'' میں بھی چند انعامات درج ہیں ''بشارت احمد'' میں بھی ان کا حوالہ موجود ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں۔ خود مرزا صاحب کی طرف سے بھی انعامات کے ایسے اعلان ہوتے رہتے تھے۔ چنانچہ ان کی پہلی ہی کتاب ''براہین احمدیہ'' میں انعام کا اعلان درج ہوا لیکن عمل الٹا ہوا۔ یعنی کثرت سے چندہ وصول ہوا۔ اور جب چندے کی بات پوری نہ ہوئی۔ تو خوب تو 'تو' میں میں ہوئی۔ حتیٰ کہ معترضین نے گالیاں کھائیں۔ اور چندے کا قصہ اب تک جاری ہے۔ اعلان ہوتا رہتا ہے کہ جس کو اعتراض ہو اپنا چندہ واپس لے لے۔ اور بحالت استطاعت چندہ کی واپسی کیا بڑی بات ہے۔ لیکن لوگ تو قول کی پابندی چاہتے تھے۔ چندہ واپس لے کر کیا کرتے۔ اب تک انعامات کا اعلان ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اس ذریعے چندہ ملنے کی اب توقع نہیں ہے۔ رہی معلومات کی فرمائش سو ''قادیانی مذہب'' میں خود قادیانی لٹریچر سے اس قدر معلومات جمع کر دی گئیں کہ دنیا نے اس کو قادیانیت کا قاموس مان لیا۔ قادیانی صاحبان کو شکایت ہے کہ وہ گلا پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں مگر لوگ ان کی چیخ و پکار اَن سنی کر دیتے ہیں۔ ان کی بات نہیں سنتے۔ مگر شاید وہ دن یاد نہیں جب کہ وہ نہایت وقار و متانت سے بات کہتے تھے۔ اور لوگ بڑی توجہ بلکہ ادب سے سنتے تھے۔ مگر اس کو کیا کیجئے کہ بات کھل کر بگڑ گئی اب لاکھ بنائیے۔ ڈھول بجائیے ؏

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

بناوٹی بات کا بالآخر یہی انجام ہوتا ہے۔

ایک یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ قادیانی فرقہ اسلام پر جان دینے والی جماعت ہے۔ لیکن پچاس سالہ کارنامہ دیکھئے یا تو اسلامی ممالک کو ضرر پہنچانے میں قادیانی مجاہدین کی جانیں گئیں جیسے کہ افغانستان میں' یا آپس کی اندرونی پیچیدگیوں میں جانیں گئیں' مباہلہ کا واقعہ قتل یا فخر الدین ملتانی کا قتل تو عدالت تک پہنچا۔ لیکن ایسے اور واقعات بھی بیان کئے جاتے ہیں جو راز کے راز میں رہ گئے۔ خدا جانے غلط یا صحیح۔ رہا دین و ایمان کے واسطے جان دینا۔ قادیانیت کی حد تک تو وہ بے شک لازم سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اسلام کے معاملہ میں جو قادیانی تعلیم ہے۔ اس کی تشریح جا بجا مثالوں سے ہو چکی ہے مختصراً یہاں بھی درج ہے:۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۱ خزائن ج ۱۷ ص ۷۷ اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت ج نہم صفحہ ۴۹ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۹۷۔۲۹۸)

اس تعلیم کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ کس ترکیب سے خود رسول اللہ کے پردے میں رسول اللہ سے دل توڑ کر مرزا صاحب سے دل جوڑا جاتا ہے۔

"اس ذات بابرکات (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی تو تعلق پیدا کیجئے جو اپنے پہلے زمانے والی تلوار اور نیزوں کو بند کر کے ایک زرق برق والی جمالی پوشاک زیب تن کر کے آپ ہی کے ملک (ہندوستان) میں تیرہ سو سال کے بعد دوبارہ تشریف لایا ہے"۔ (مراد مرزا غلام احمد قادیانی صاحب المؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۵۰ ص ۵ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۶ء)

اعتراضات کے سلسلہ میں مرزا صاحب کے مقابل جس بیباکی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دیگر انبیاء کو پیش کیا جاتا ہے اور مرزا صاحب کے ساتھ لپیٹا جاتا ہے۔ یہ قدیم قادیانی گر ہے خود مرزا صاحب فرماتے ہیں:۔

''میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جاویں۔ تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو''۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷ خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

مثلاً مرزا صاحب کی صحت کو لیجئے نو عمری میں دق اور سل کا مرض ہو چکا تھا۔ بعد کو ذیابیطس کی شکایت تھی۔ پیشاب بکثرت آتا تھا۔ ضعف معدے کی شکایت تھی۔ اکثر دست آتے تھے۔ قوت مردمی بھی کالعدم ہو چکی تھی۔ لیکن بقول خود بعد کو بحال ہو گئی۔ درد سر اور دوران سر کی شکایت رہتی تھی۔ کبھی تشنج قلب بھی ہوتا تھا۔ ہسٹیریا کے دورے بھی پڑتے تھے۔ بردِ اطراف ہو جاتا تھا۔ اس کی کیفیت یہ بیان کی گئی ہے کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے۔ اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت بدن نہیں سہارا جاتا تھا۔ ایسی حالت میں گرم پانی سے کام لیا جاتا تھا اور ٹانگیں باندھ دی جاتی تھیں۔ مرزا صاحب کے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر صاحب تو باقاعدہ مرگی کے مریض ہو گئے تھے۔ اور اسی مرض میں ان کا انتقال ہوا۔ خرابی صحت کی یہ سب کیفیت خود مرزا صاحب نے اور ان کے اہل بیت نے لکھی ہے اور متواتر لکھی ہے۔ لیکن نبوت کی تمثیل ملاحظہ ہو۔ مرزا صاحب پر جو بے ہوشی کے دورے پڑے تھے۔ تو ان کی مثال میں وہ روحانی استغراق پیش کیا جاتا ہے۔ جو نزول وحی کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوتا تھا۔ اور نیز کافروں کا وہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کیا ہوتی تھی۔ گویا بے ہوشی کا دورہ ہوتا تھا۔ یہ وہ تمثیل گری ہے جس کے ذریعے مرزا صاحب کے خصوصیات نبیوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب پر اعتراض کیجئے تو انبیاء بھی زد میں آتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ خود مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ان کو اعصابی مرض تھا۔ اور اسی طرف سے اس کی تشریح یوں کی گئی ہے کہ ''حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر' درد سر' کمی خواب' تشنج دل' بد ہضمی' اسہال' کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا''۔ (رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۲۶ نمبر ۵ ص ۸ بابت مئی ۱۹۲۷ء)

مگر مرزا صاحب خود بھی طبیب تھے' مفرحات' مقویات' موتی' مشک' عنبر' مجرب' یونانی دوائیں ہمیشہ استعمال میں رکھتے تھے۔ انگریزی مقوی دوائیں بھی استعمال میں رکھتے تھے۔ مثلاً کوکا کولا' مچھلی کے تیل کا مرکب' ایسٹن سیرپ' کونین' فولاد وغیرہ۔ بعض مصلحتوں سے سنکھیا کے مرکبات بھی استعمال ہوتے تھے۔ مرزا صاحب دواؤں کے اس درجہ عادی تھے کہ خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ دوا ہو۔ آپ اس کو بے تکلف پی لیا کرتے تھے اور ایک ہی وقت کئی کئی دوائیں کھاتے تھے کہ نہ معلوم کس سے فائدہ ہو۔

اب ایک قادیانی ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ خرابی صحت کی بدولت مرزا صاحب کے بال جلد سفید ہو گئے۔ لیکن سب کو معلوم ہے کہ آخر عمر تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک بہت کم سفید ہوئے تھے۔ خوبی صحت کی فوقیت بھی قادیانی دلوں میں کھٹکی تو یہ توجیہ کی گئی۔ کہ مرزا صاحب نے رسول اللہ کے مقابل دماغی کام زیادہ کیا اس لئے بال سفید ہو گئے غرض کہ ہر طرح رسول اللہ کے ساتھ تقابل قائم ہے۔

(۱۴) مسکرات

''قادیانی مذہب'' کی فصل اول میں مرزا صاحب کے ذاتی حالات درج ہیں اور مستند قادیانی بیانات کے مطابق درج ہیں۔ کتاب ''بشارت احمد'' کے باب سوم میں فصل اول کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے جواب کی جو حیثیت ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ چونکہ خصوصیت سے ''ٹانک وائن'' پر خامہ فرسائی ہوئی ہے اس بارے میں خود قادیانی بیانات درج ذیل ہیں بحث کی ضرورت نہیں ناظرین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

''محبی اخویم'' حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔

والسلام۔

''مرزا غلام احمد عفی عنہ''

(خطوط امام بنام غلام ص ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد بنام حکیم محمد حسین قریشی مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور)

''حضور (مرزا صاحب) نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لئے ایک فہرست لکھ کر دی جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لئے پلومر کی دوکان سے لیتے آویں۔ میں نے کہا اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین میرے لئے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے حضور ان کو تاکید فرما دیں حقیقۃً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا اس پر حضور اقدس (مرزا صاحب) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو لاہور سے روانہ نہ ہونا میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لئے لازی ہے۔ میں نے پلومر کی دوکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لا دیں ان کی اہلیہ کے لئے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوں گی''۔

(اخبار الحکم قادیان ج ۳۹ نمبر ۲۵ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۳۶ء)

بابو شاہ دین صاحب مرحوم جب سخت بیمار ہوئے۔ اور علالت تشویش ناک ہو گئی تو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو جو ان کے معالج تھے لکھا:۔

''اگر ایسے وقت میں قائی قوت کے لئے تھوڑی تھوڑی برانڈی دی جائے تو کیا مضائقہ ہے یہ دوا قادیان میں مل سکتی ہے (چھوٹے قصبے میں بڑی سہولت ہے۔ للمؤلف) شاید اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعے فضل کرے'' (برانڈی کے ذریعہ فضل تو خاص فضل ہو گا۔ للمؤلف)

(مکتوبات بنام ڈاکٹر رشید الدین ص ۱۲ منقول از اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۲۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء)

''پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو خلاف شریعت نہ تھا چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا ہرج ہو گیا آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض ڈوب جاتی تھی میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطباء یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالت کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے راتوں کو عبادت

کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آ گئی"۔

(از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی جماعت لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح ج ۲۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۲۵ء و ج ۲۳ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

شاید خیال کا اثر ہو خواب میں بھی مرزا صاحب کو کولا وائن نظر آئی چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"۵ مئی ۱۹۰۶ء رؤیا۔ ایک شخص نے ایک دوائی کولا وائن کی بوتل دی جو سرخ رنگ کی دوائی ہے۔ اور بوتل بند کی ہوئی ہے اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں بظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے۔ مگر جس شخص نے دی وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں"

(تذکرہ ص ۶۱۲ طبع سوم۔ مرزا غلام احمد کے مکاشفات ص ۵۲ مؤلفہ منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

افیون کا استعمال

ٹانک وائن کیا بلا ہے اور کولا وائن کیا دوا' برانڈی کے کیا فوائد ہیں جو چاہے تحقیق کر سکتا ہے۔ البتہ یہ ظاہر ہے کہ کم از کم علاج معالجہ میں کچھ نہ کچھ مسکرات کا استعمال رہتا تھا۔ چنانچہ افیون کا بھی خصوصیت سے ذکر ملتا ہے افیون میں اور جو کچھ بھی مضرتیں یا فوائد ہوں اس کے استعمال سے قوت متخیلہ بہت بڑھ جاتی ہے جو چیزیں سراسر بے اصل ہوں افیون کے نشہ میں واقعات نظر آنے لگتے ہیں۔ گفتگو کا ذوق بھی بڑھ جاتا ہے بہرحال افیون بھی استعمال کی خاص چیز معلوم ہوتی ہے مثلاً ملاحظہ ہو:۔

"مجھے اس وقت ایک اپنا سرگزشت قصہ یاد آتا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔ پس اس طرح جب میں نے خدا

پر توکل کیا تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا"۔

(نسیم دعوت ص ۶۷ خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۵/۴۳۴)

"افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دواء نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا......

حضرت مسیح موعود (مرزا) نے تریاق الٰہی دواء خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا۔ اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کو حضور (مرزا صاحب) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔

(مضمون میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶ ص ۲ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

آج سے تیس سال قبل بہت سے لوگ ایسے تھے جو حضرت مسیح موعود کے متعلق کہتے تھے انہیں اردو بھی نہیں آتی اور عربی دوسروں سے لکھا کر اپنے نام سے شائع کرتے ہیں۔بعض لوگ کہتے مولوی نور الدین آپ کو کتابیں لکھ کر دیتے ہیں۔خود حضرت مسیح موعود (مرزا) کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے آپ فرمایا کرتے میرا ایک استاد تھا جو فیون کھایا کرتا تھا وہ حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا کئی دفعہ پینک میں اس سے ایک کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے کئی لوگ اس بات کے مدعی تھے کہ آپ کو کئی سال پڑھانے کی قابلیت رکھتے ہیں"۔

(ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ج ۱۶ نمبر ۶۲ مورخہ ۵ فروری ۱۹۲۹ء)

"مجھے بچپن سے بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے چھ ماہ متواتر دیتے رہے۔مگر ایک دن نہ دی تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا۔اس پر حضرت (مرزا) صاحب نے فرمایا خدا نے چھڑادی ہے تو اب نہ دو"۔

(ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ منہاج الطالبین ص ۴۷ مصنفہ میاں صاحب)

"۲۸ جون بروز جمعہ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مجھے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور میاں ناصر احمد صاحب کو ساتھ لے کر خواجہ (کمال الدین) صاحب کی

عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

خواجہ صاحب نے اپنا قصہ سنانا شروع کیا جو علاج کراتے ہیں اور جو عارضے رہے ہیں سب کا ذکر ہوتا رہا۔ خواجہ صاحب افیون بھی آج کل کھاتے ہیں ایک رتی سے شروع کی تھی ابھی یہ خیال ہے کہ چھ ماہ اور کھائیں تاکہ اعصاب مضبوط ہو جائیں۔

(ڈائری میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نوشتہ عبدالرحیم درد اخبار الفضل قادیان مورخہ ۵ جولائی ۱۹۲۹ء نمبر۲ جلد ۱۷)

(۱۵) وفات

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنی تحریرات میں ہیضے کو قہر الٰہی کا ایک نشان قرار دیتے تھے جو سرکشوں پر بطور عذاب نازل ہوتا ہے چنانچہ بعض مسلمانوں سے مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب سے جو ان کے مقابلے ہوئے تو بھی مرزا صاحب نے یہی بددعا کی کہ جو کاذب ہو اس پر ہیضے وغیرہ کی شکل میں موت نازل ہو اور آج تک قادیانی فرقہ کا ہیضے کے متعلق یہی عقیدہ ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

''محمد عاشق نائب صدر مجلس احرار قصور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی شان میں بے حد بدزبانی کیا کرتا تھا۔ ۲۹ جولائی کو ہیضہ سے نہایت عبرتناک موت مر گیا قصور کے دوسرے احرار کو عبرت حاصل کرنی چاہئے''۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۳۰ مورخہ ۴ ص ۱۲ اگست ۱۹۳۶ء)

خدا کی قدرت کہ اسی مرض ہیضہ میں خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے انتقال کیا تھا اور ہیضہ بھی ایسا تیز کہ اچھے خاصے تھے تصنیف و تالیف میں مشغول تھے شام کو سیر و تفریح کر کے آئے رات کو بیوی صاحبہ کے ساتھ کھانا کھایا یکا یک دست اور قے شروع ہوئے ہزار علاج کیا گھنٹوں میں خاتمہ ہو گیا۔ مقام عبرت ہے۔

قادیانی صاحبان اس واقعہ سے دل میں تو شرماتے ہیں۔ لیکن زبان سے جھٹلاتے ہیں کہ مرزا صاحب گویا اسہال کے مرض میں فوت ہوئے' ہیضہ سے فوت نہیں ہوئے چنانچہ ہم نے قادیانی مذہب کے پہلے ایڈیشن میں سیدھی بات لکھ دی تھی کہ مرزا صاحب ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے لیکن قادیانی فرقہ اس پر بہت چراغ پا ہوا کہ گویا مرزا صاحب ہیضے سے فوت ہوئے تو سارا مطلب فوت ہو گیا چنانچہ پہلی کتاب ''تصدیق احمدیت'' (مصنفہ سید بشارت احمد صاحب قادیانی) میں یہ تنبیہہ کی گئی کہ ''حضور (مرزا صاحب) کے وصال کا باعث ہیضہ

قرار دینا صریح جھوٹ بلکہ قانونی جرم ہے'' دوسری کتاب ''ہمارا مذہب'' ص ۳۶۲۔۳۶۳ (مصنفہ علی محمد صاحب قادیانی) شائع ہوئی تو الزام دیا گیا کہ ''جناب محقق برنی صاحب بالقابہ نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی وفات کے متعلق لکھا ہے کہ ہیضہ سے واقع ہوئی مگر یہ منجملہ آپ کے افتراؤں کے ایک نہایت ہی ناپاک افتراء ہے''۔ (شاید ناپاکی ہیضہ سے پیدا ہوئی۔ للمؤلف)

چونکہ قادیانی فرقہ بوجوہ معلومہ ہیضہ کے نام سے بہت چڑتا تھا ''قادیانی مذہب'' کے بعد کے ایڈیشنوں میں ہم نے اس کی صراحت لکھ دی کہ مرزا صاحب دست اور قے کے مرض میں فوت ہوئے لیکن مثل مشہور جوئندہ یابندہ حقیقت کھلنی تھی بالآخر خود مرزا صاحب کے قول سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ ان کو مرض ہیضہ لاحق ہوا تھا جو باعث وفات ہوا اور مرزا صاحب بھی کون جو قادیانی اعتراف کے بموجب خاندانی طبیب تھے اور علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے چنانچہ یوں تو خود قادیانی چشم دید بیانات کے بموجب ہیضہ کے تمام علامات اور آثار موجود تھے تاہم اس بارے میں مرزا صاحب کے خسر سیر ناصر نواب صاحب کی عینی شہادت نے بالکل ہی ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب ہیضہ میں فوت ہوئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی فرقہ نے لاچار ہو کر ہیضہ کے واقعہ کو تسلیم کر لیا اور خدانخواستہ مرزا صاحب کے آخری قول کو جھٹلانے کی جرأت نہ کی غالباً یہی سبب ہوگا کہ کتاب ''بشارت احمد'' میں ''قادیانی مذہب'' کی فصل اول کا خصوصیت سے جواب دیتے ہوئے وفات اور ہیضہ کے معاملہ میں سکوت اختیار کیا تاہم چونکہ ''تصدیق احمدیت'' ''بشارت احمد'' میں شامل ہے اس اعتراض کا جواب جو ابھی تک باقی تھا ادا کرنا ضرور ہوا۔

مرزا صاحب کی وفات کے متعلق چشم دید بیانات ذیل میں ملاحظہ ہوں اور ناظرین خود فیصلہ کریں کہ موت کس طرح واقع ہوئی۔

''خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا

صاحب) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور ادھر اُدھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے"۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۹ روایت ۱۲)

"خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لئے پاخانہ تشریف لے گئے' اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ پر اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا تم اب سو جاؤ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ میں نہ جا سکتے تھے اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر انتظام کر دیا اور آپ وہیں آپ فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی اس پر میں نے گھبرا کر کہا۔ اللہ یہ کیا ہونے لگا" تو آپ نے کہا یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئیں تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا ہاں"۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۱۔۱۲ روایت نمبر ۱۲)

"ابتداء میں جب کہیں حضرت (مرزا صاحب) باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا چنانچہ جب آپ لاہور تشریف لے گئے جس سفر میں کہ سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا اور اس

شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دو پہر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔

''حضرت (مرزا صاحب) جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا صاحب) کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے'' اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا''۔

(مرزا غلام احمد قادیانی کے خسر میر ناصر نواب کی کتاب ''حیات ناصر ص ۱۴)

(۱۶) عبرت

مرزا صاحب کے آخر وقت کے متعلق مسلمانوں میں اس سے بھی بڑھ کر روایتیں سنی جاتی ہیں۔ لیکن وہ خواہ کتنی ہی معتبر مانی جائیں ہم نے ان کو سند نہیں گردانا اور صرف ان ہی بیانات پر اکتفا کیا جو خود مرزا صاحب کے خاندان کی طرف سے چشم دید شائع ہوئے۔

حقیقت پر کس طرح اور کہاں تک پردہ ڈالا جا سکتا ہے جو قادیانی اکابر تا بقاضائے مصلحت ہیضہ کے مرض سے انکار کرتے تھے وہ بھی اپنے مشاہدہ میں ہیضہ کے مسلمہ آثار و علامات تسلیم کرتے تھے چنانچہ مفتی محمد صادق صاحب قادیانی نے اپنا مشاہدہ لکھا ہے کہ:۔

''وصال سے دو تین گھنٹے قبل حضور (مرزا صاحب) بات نہ کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب (مرزائی) اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب (مرزائی) معالج تھے۔ کاغذ قلم دوات منگوا کر حضور نے لکھا خشکی بہت ہے بات نہیں کی جاتی۔ ایسے ہی کچھ اور بھی الفاظ تھے' جو پڑھے نہ گئے'' (ہیضہ کی خشکی تو مشہور و معلوم ہے۔ تمام خون کا پانی نچڑ کر دستوں میں نکل جاتا ہے اس عمل کو انگریزی طب میں ڈی ہائیڈریشن کہتے ہیں۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۷۴ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء)

خود مرزا صاحب کی وفات تو یوں واقع ہوئی۔ اس کے سوا قادیانی اکابر اور مخلصین جو مرزا صاحب کے بڑے بڑے صحابہ شمار ہوتے تھے۔ بالخصوص مولوی عبدالکریم صاحب اور حکیم نور الدین صاحب وغیرہ۔ یہ بھی جن امراض میں اور جن حالات میں فوت ہوئے وہ خالی

از عبرت نہیں تھے۔ چنانچہ تفصیلی کیفیت قادیانی مذہب میں موجود ہے۔

قادیانی فرقہ کا یہ قدیم مسلک ہے کہ کوئی مسلمان جوان کی آنکھ میں کھٹکتا ہو۔ اگر اس کو کوئی معمولی حادثہ بھی پیش آ جائے تو اس کو بڑھا چڑھا کر مشتہر کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں کہ گویا ان کو آسمانی نصرت حاصل ہوئی چنانچہ اس ذہنیت کا اکثر مظاہرہ ہوتا رہتا ہے جو بالعموم مضحکہ خیز ہوتا ہے۔ قادیانی فرقہ جو مسلمانوں کو عبرت دلانے کے واسطے ہر وقت مضطرب رہتا ہے۔ کبھی تو انصاف سے دل میں سوچے کہ خود اس کو عبرت حاصل کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے اور کس درجہ عبرت آموز واقعات اس کو پیش آ چکے ہیں اور پیش آ رہے ہیں ورنہ ع

ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہوگی

(۱۷) خلاصہ

تازہ قادیانی جواب ''بشارت احمد'' اس کی نوعیت اور حیثیت مندرجہ بالا تنقیح سے بخوبی واضح ہوگی۔ مزید براں۔ ''قادیانی مذہب'' اور ''بشارت احمد'' دونوں کتابیں موجود ہیں۔ ناظرین خود بھی دونوں کتابوں کا مطالعہ کریں اور انصاف فرمائیں کہ ''قادیانی مذہب'' میں تحقیق کی کیا کیفیت ہے اور بشارت احمد میں عذرات و تاویلات اور اعتراضات کی کیا نوعیت ہے۔ آیا ان کا ماحصل مغالطوں کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے۔ اور انکشاف حقیقت کے بعد مغالطوں کی اب کیا گنجائش ہے۔ رہا ''بشارت احمد'' کا ضمیمہ ''تصدیق احمدیت'' جو قادیانی مذہب کے سب سے پہلے مختصر ایڈیشن کا پرانا جواب ہے اس کے متعلق تنقیح آئندہ بارہویں فصل میں درج ہے۔ اور وہ تنقیح بھی اس سے کم سبق آموز نہیں ہے۔

....

فصل بارھویں

تصدیق احمدیت

’’قادیانی مذہب‘‘ کے پہلے ایڈیشن کے جواب میں قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک کتاب ’’تصدیق احمدیت‘‘ شائع ہوئی تھی۔ اور سید بشارت احمد صاحب وکیل سیکرٹری احمدیہ جماعت حیدرآباد دکن کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ کتاب بطور ضمیمہ جدید قادیانی کتاب ’’بشارت احمد‘‘ میں شامل ہے۔ اس کتاب کی تنقیح بطور ضمیمہ دوم بعنوان ’’قادیانی حساب‘‘ قادیانی مذہب میں شریک ہے۔

(نوٹ)

اس کتاب (قادیانی قول وفعل) کی بارھویں فصل دراصل مصنف کا کتابچہ ’’قادیانی حساب‘‘ ہے۔ جو قادیانی مذہب مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے ص ۱۰۴۸ سے ص ۱۰۹۸ تک درج ہے۔ لہٰذا تکرار کے باعث یہ فصل یہاں سے حذف کردی ہے۔ (فقیر اللہ وسایا)

....

باب سوم

خاتمہ

فصل تیرھویں

قادیانی خلافت

(۱) ابن الوقتی

"بشارت احمد" کا خاتمہ تکمیل کو پہنچ کر پہلے ہی شائع ہو چکا تھا۔ بعد کو یہ خاتمہ بشارت احمد میں بھی شامل رہا۔ یہ خاتمہ واقعی خاتمہ ہے کہ اس میں سخن سازی ختم کر دی گئی۔ بہت سبق آموز ہے ایک طرف بڑے اہتمام سے مسلمانوں کی کمزوریوں اور خرابیوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ قادیانیت کی ضرورت تسلیم ہو جائے دوسری طرف بڑی دل سوزی اور ہمدردی کا اظہار ہوا ہے کہ قادیانیت سے امداد لی جائے۔ مطلب یہ کہ گویا ہدایت اور ترقی قادیانیت سے وابستہ ہے اور مسلمان قادیانیت کے محتاج ہیں مگر اس ضمن میں مسلمانوں کی بہی خواہی اور خیر طلبی کے جو جذبات دکھائے ہیں مسلمانوں سے بے اعتنائی اور کشیدگی کے جو شکوے کئے ہیں۔ اور اپنی طرف سے اتحاد و تعاون کی جو خواہش ظاہر کی ہے ان کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کہ آخر ابن الوقتی کی کوئی حد بھی ہے۔ کجا وہ نبوت کے دعوے اور مسلمانان عالم کی تکفیر۔ اسلامی ممالک کو طرح طرح سے دبانے کی تدبیر۔ مسلمانوں سے تعلقات کی ممانعت۔ بات بات میں مخالفت۔ اپنے اثرات پر غرور۔ زعم کے نشہ میں چور۔ یا اب جو سماں بدلا اور نشہ ہرن ہوا تو جو مسلمان کافر تھے۔ معتوب تھے۔ اب انہی کی دوستی مطلوب ہے۔ اور دیدہ دلیری یہ کہ قادیانیت بھی موجود ہے۔ کل کی بات ہے قادیانی دماغ ملاحظہ ہو:۔

''آپ نے یہ کس طرح سمجھ لیا کہ ہم آپ ایسے لوگوں سے کسی اسلامی سلوک کی امید رکھتے ہیں۔ ہمارے تو وہم و خیال میں بھی نہیں آ سکتا کہ آپ لوگ اسلامی سلوک کرنے کے قابل ہیں یا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ لوگ جو ایک نبی وقت (مرزا صاحب) کے منکر ہیں مسلمان ہی نہیں اور جب ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے تو پھر ان سے اسلامی سلوک کی توقع کیا۔ یہ آپ کو محض غلط فہمی ہوئی ہے کہ ہم اسلامی سلوک کے امیدوار ہیں''۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۶۹۔۷۰ ص ۴ مورخہ ۲۶ فروری ۲ مارچ ۱۹۱۸ء)

ہم نے شروع ہی سے ''قادیانی مذہب'' کی تمہید اول میں بتا دیا تھا کہ قادیانیت کا ظاہر و باطن بالکل برعکس ہے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں۔ دکھانے کے اور' تو اس پر قادیانی فرقہ چراغ پا ہوا کہ گویا کہ کوئی بات خلاف واقعہ کہہ دی۔ لیکن جوں جوں تحقیق بڑھتی گئی۔ تجربہ بڑھتا گیا۔ اس قول کی تصدیق و توثیق ہوتی گئی۔ یوں تو قادیانی مذہب میں بکثرت ثبوت موجود ہے۔ لیکن خود اس کتاب میں جو قادیانی قول و فعل پیش کئے گئے ہیں ان کو دیکھئے اور ''بشارت احمد'' سے بالعموم اور اس کے خاتمہ سے بالخصوص ان کا مقابلہ کیجئے تو آپ کو قادیانی سخن سازی کی وسعت معلوم ہوگی اور بیساختہ زبان سے یہی نکلے گا کہ واقعی ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہیں۔ دکھانے کے اور۔

(۲) قادیانی زندگی

مزید برآں تمثیلاً قادیانیت کے دو شعبے قادیانی خلافت اور قادیانی جماعت کو لیجئے۔ تقدی تقدس۔ اخلاق و ادب۔ تنظیم و ترقی۔ تازہ نبوت کی تعلیم و تربیت کے کیا کیا ثمرات بتائے جاتے ہیں۔ امتیازات جتائے جاتے ہیں۔ خاص کر تقویٰ کا لفظ تو قادیانی تقریر و تحریر میں اس درجہ چلتا ہے کہ گویا تقویٰ ان ہی کا حصہ ہو گیا ہے۔ پس ضرور ہوا کہ قادیانی زندگی پر نظر ڈالی جائے۔ ممکن ہے بیرونی نمائش کے سوا کوئی اندرونی جھلک بھی نظر پڑ جائے۔ اور اصل حالت کا کچھ اندازہ ہو جائے۔

(۳) شانِ خلافت

اول خلافت کو لیجئے ۔ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مرزا صاحب کے صاحبزادے بھی ہیں۔ اور خلیفہ ثانی بھی۔ میاں صاحب کا مذہبی خطاب ہے۔ ''حضرت

امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز"۔ میاں صاحب کے مدارج بہت بلند بتائے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک تاویل کے تحت میاں صاحب کی شان میں یہ کہا گیا کہ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" خود مرزا صاحب نے میاں صاحب کی ولادت کے اعلان میں یہ الہام درج فرمایا تھا۔

"اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ زراہ دور آمدہ"

مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۹۲ حاشیہ

مزید برآں مرزا صاحب کا یہ دوسرا الہام بھی میاں صاحب پر چسپاں کیا جاتا ہے کہ "فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء" مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۰۱۔ گویا میاں صاحب کیا پیدا ہوئے' اللہ تعالیٰ آسمان سے اتر آیا' خود میاں صاحب بھی معلوم ہوتا ہے اپنی خلافت و بیعت کو بڑی اہمیت دیتے ہیں کہ جوان کا انکار کرے۔ انبیاء کا منکر ہو جائے۔ اور جوان کو چھوڑے خدا تک اس کا کہیں ٹھکانا نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:۔

"جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے۔ جنہوں نے میرا نام محمود رکھا۔ اور مجھے موعود بیٹا ٹھہرا کر میری تعیین کی"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۷ء)

"مجھے یقین ہے کہ جو شخص مجھے چھوڑتا ہے وہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کو چھوڑتا ہے اور جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کو چھوڑتا ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑتا ہے اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑتا ہے۔ وہ خدا کو چھوڑتا ہے...... پس جو شخص مجھے چھوڑتا ہے' وہ خدا کو چھوڑتا ہے۔

(میاں محمود احمد کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۷۱ ص ۱۲۔ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۴) بیانات و واقعات

لیکن خود قادیانی فرقہ کے جو بیانات و واقعات خود قادیانی اخبار و رسائل میں ملتے

ہیں جو اکثر تازہ ہیں۔ جن میں قادیانی اکابر شریک ہیں اور وہ اکابر زندہ ہیں۔ موجود ہیں۔ غرض پرانی باتیں نہیں کہ جو چاہی روایت کر دی۔ بلکہ بات کہنے والے بھی موجود۔ جن سے بات متعلق ہے۔ وہ موجود۔ سننے اور دیکھنے والے بھی موجود۔ اس سے زیادہ سند اور کیا ہوسکتی ہے۔ بایں ہم ایسے بیانات و واقعات جس حد تک بھی صحیح ہوں یا غلط۔ اندرونی حالت کا عجب نقشہ پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک جھلک ذیل میں ملاحظہ ہو۔

(۵) قدیم اعتراض

''میں مدت سے ان کا یہ اعتراض سنتا چلا آ رہا ہوں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کے زمانے میں بھی بعض لوگ یہ اعتراض کرتے تھے کہ جس قدر چندہ آتا ہے وہ گھر کی زیب و زینت اور مکانات کی آرائش پر خرچ کیا جاتا ہے۔ دین کی اشاعت کا کام اس سے نہیں لیا جاتا۔ اور اب بھی یہی اعتراض کیا جاتا ہے کہ بہت سی شادیاں کر لی ہیں۔ موٹریں رکھ لی ہیں۔ جائیدادیں خرید لی ہیں۔ اور اس شان و شوکت سے رہتے ہیں کہ گویا بادشاہ ہیں۔ مگر درحقیقت یہ اعتراض آپ کی صداقت کو مشتبہ کرنے والا نہیں۔ بلکہ آپ کی سچائی کو ظاہر کرنے والا ہے کیونکہ اگر آپ کے پاس دولت نہ ہوتی۔ آپ صاحب شوکت و عظمت نہ ہوتے تو یہ الہام جو آپ کے متعلق تھا کیونکر پورا ہوتا''۔

(میر محمد اسمٰعیل قادیانی کی تقریر مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۵۸ ص ۸ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۵ء)

(۶) تانک جھانک

''ایک دفعہ میں اپنے بڑے گھر میں تھا۔ یعنی جہاں میری بڑی بیوی رہتی ہیں حضرت مسیح موعود (مرزا) اسی صحن میں رہا کرتے تھے مجھے نیچے گلی میں کچھ کھڑکا معلوم ہوا اور ایسا القا ہوا کہ گویا نیچے منافقین ہیں۔ میں نے نالی کے سوراخ میں سے دیکھا (نالی خوب کام آئی۔ للمؤلف) تو معلوم ہوا کچھ لوگ دیواروں سے لگے کھڑے ہیں اور اندر جھانک کر دیکھنا چاہتے ہیں۔ یا کان لگا کر سننا چاہتے ہیں۔ (خدا جانے ان کو کیا شبہ گذرا ہوگا؟ للمؤلف) جب انہیں معلوم ہوا کہ میں دیکھ رہا ہوں (شاید نالی میں نظر لڑ گئی۔ للمؤلف) تو وہ بھاگے وہ تعداد میں جہاں تک یاد ہے نو تھے۔ بھاگتے ہوئے ان میں سے بعض کو میں نے پہچان بھی لیا۔ اور ایک کا علم تو اب تک ہے۔ مگر بعض کے متعلق اللہ تعالیٰ نے عفو سے کام لیا اور میں ان کو نہ دیکھ

سکا"(ہمت کر کے باہر نکل آتے تو سب نظر آ جاتے۔للمؤلف)

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۹۸ مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۳۷ء)

(۷)تحقیقاتی کمیشن

"میں کہتا ہوں کہ اگر یہ صحیح تھا کہ جو بشارت الٰہی کے ماتحت پیدا ہو وہ نیک اور مومن ہوتا ہے۔تو پھر سیدنا حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) نے کیوں قاضی (محمد یوسف پشاوری قادیانی) صاحب کے ان ہی خلیفہ (میاں محمود احمد) صاحب پر زنا کے عائد کردہ الزام کی تحقیقات کے لئے ایک کمیشن مقرر فرمایا تھا۔اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر محمود پر الزام ثابت ہوگیا تو عاق کر دیا جائے گا فرمایئے اب بھی کوئی عذر باقی رہ جاتا ہے۔حضرت صاحب کا کمیشن مقرر کرنا صاف واضح کرتا ہے کہ وہ اولاد جو بشارت الٰہی کے ماتحت پیدا ہو اس کے گنہگار ہونے کا امکان ہوسکتا ہے۔ورنہ آپ صاف فرماتے کہ جانتے نہیں میری اولاد بشارت الٰہی کے ماتحت پیدا ہوئی ہے۔اس لئے وہ کبھی گنہگار نہیں ہوسکتی۔لیکن حضور نے ایسا نہیں فرمایا۔بلکہ اس کے برعکس کہا"۔

(قادیانی جماعت لاہور کے رکن بشارت احمد کا مضمون اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۶۱ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(۸)ہمت کا کام

"حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین صاحب) کی وفات کے بعد میرا منشاء نہیں تھا کہ میں عورتوں میں درس دیا کروں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی بڑی ہمت کا کام ہے (ہمت میں کیا کلام ہے؟ للمؤلف) کہ ایسے عظیم الشان والد کی وفات کے تیسرے روز ہی امتہ الحی نے مجھ کو رقعہ لکھا اس وقت ان سے میری شادی نہیں ہوئی تھی کہ مولوی صاحب اپنی زندگی میں ہمیشہ عورتوں میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔اب آپ کو خدا نے خلیفہ بنایا ہے' حضرت مولوی صاحب نے اپنی آخری ساعت میں مجھ سے وصیت فرمائی کہ میرے مرنے کے بعد میاں سے کہہ دینا کہ وہ عورتوں میں درس دیا کریں اس لئے میں اپنے والد صاحب کی وصیت آپ تک پہنچاتی ہوں وہ کام جو میرے والد صاحب کیا کرتے تھے اب آپ اس کو جاری رکھیں"۔

(میاں محمود احمد کا قول اخبار الفضل ج ۱۲ نمبر ۶۸ منقول الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۲۶ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۸ء)

(۹) سخت افسوس

''مجھے اس بات کا سخت افسوس ہوا کہ میرا ایک خط اخبار زمیندار میں شائع کرانے اور کرنے والوں نے سخت غلطی کی ہے۔ میری بہو نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (میاں محمود احمد صاحب) پر ناپاک الزام لگایا تھا مگر اس وقت اس کے الزام کو غلط سمجھ کر اس کو طلاق دے کر آزاد کر دیا گیا تھا گذشتہ سال بعض لوگوں نے مجھ سے ایسی باتیں کیں جن سے میں نے دھوکہ کھا کر حضرت (میاں محمود احمد) صاحب سے حلف کا مطالبہ کیا۔ مگر جہاں تک میں نے تحقیقات کی ان واقعات کو سراسر غلط اور بے بنیاد پایا اور میری بیوی اور بچوں نے بھی قسم کھا کر حضرت صاحب کی پاکیزگی کی شہادت دی۔ میں پہلے مباہلہ اور حلف کو ہر امر میں جائز سمجھتا تھا۔ مگر اس کے متعلق جب غور کیا تو میرا خیال غلط ثابت ہوا۔ مباہلہ اور حلف کے متعلق مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار اہلحدیث سے بھی دریافت کیا گیا۔ مگر ان کے جوابات سے بھی یہی پایا گیا کہ زنا کے الزام میں مباہلہ اور حلف کا مطالبہ شرعاً جائز نہیں ہے۔ اس لئے میں نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء سے قبل ہی اس قسم کے شبہات اور مطالبہ حلف سے رجوع کر لیا تھا۔ اب میں بذریعہ اخبار اعلان کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے متعلق کوئی شبہ نہیں۔ میں تمام الزامات کو جو حضور کی طرف لوگوں نے منسوب کیئے۔ سراسر افتراء اور بہتان یقین کرتا ہوں''۔

(بیان احمد دین قادیانی اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۱۰۵ مورخہ ۳ جون ۱۹۳۰ء)

(۱۰) مباہلہ کا معاملہ

''جماعت احمدیہ کے امداد و سہارے سے نہ صرف ان کے (یعنی اخبار مباہلہ والوں کے) بچوں نے تعلیم حاصل کی بلکہ وہ نسبتی طور پر ایک آسودہ حال خاندان ہوگیا...... ان لوگوں نے بعض ذاتی مفاد کے حاصل نہ ہونے پر یہ غیر شریفانہ رویہ اختیار کیا کہ ہمارے مطاع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ (میاں محمود احمد صاحب) پر نہایت گندے اور مفتریانہ اتہامات لگانے شرع کیئے ...... عدالت میں انہوں نے حلفی بیان یہ دیا کہ وہ خود آخر وقت تک مخلص تھے لیکن بعض دوسرے لوگوں سے الزامات انہوں نے سنے اور تحقیق کر کے انہوں نے سچا پایا۔ اور اس وجہ سے الگ ہو گئے۔ ہم قادیانی جماعت یہ بھی اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ ہم

لوگ اس امر سے خوب واقف ہیں کہ اخبار مباہلہ والوں نے حضرت امام (میاں محمود احمد صاحب) اور حضور کے خاندان کی مستورات پر اتہام لگانے میں جھوٹ اور افتراء سے کام لیا ہے"۔ (اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۹۰ مورخہ ۲ مئی ۱۹۳۰ء)

(۱۱) عورت کا خط

"اس قسم کا ایک خط مجھے ایک عورت نے ایک دفعہ لکھا تھا۔ جو یہیں قادیان میں رہتی ہے ان کے خاوند یہاں کارکن ہیں۔ بیوی کو شکایت پیدا ہوئی کہ یہاں کام زیادہ ہے۔ اور دیر تک ان کا خاوند گھر پر نہیں آ سکتا۔ اس غصہ میں مجھے لکھا کہ میں نے اپنے خاوند کو کہا ہے۔ کہ یہاں کی نوکری چھوڑ کر باہر چلے چلو۔ لیکن وہ نہیں مانتے۔ اس لئے اب آپ کو لکھتی ہوں کہ انہیں مجبور کریں کہ یہاں استعفیٰ دیکر باہر چلیں۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو پھر یاد رکھیں کہ میں اب زندگی سے تنگ آ گئی ہوں' میں آپ کا مقابلہ کروں گی اور مجھے آپ کے بہت سے راز معلوم ہو گئے ہیں۔ آپ مجھے مستریوں کی طرح نہ سمجھیں' وہ کمزور تھے۔ مگر میرے ساتھ بڑے بڑے آدمی ہیں۔ میں نے صرف اس کے خاوند کو اس خط کا علم دیدیا' اور کچھ نہ کیا۔ (جو کچھ کرنا تھا خاوند نے کرلیا ہوگا۔ للمؤلف) وہ تو عورت تھی اور میں نے اس کی ان باتوں کو پاگلانہ سمجھ کر کچھ بھی نہیں کیا۔ (صرف اس کے خاوند کو متوجہ کر دیا۔ للمؤلف) مگر مصری صاحب (یعنی شیخ عبدالرحمن مصری صاحب قادیانی) تو تعلیم یافتہ آدمی ہیں۔ ہیڈ ماسٹر تھے۔ معزز عہدوں پر رہ چکے ہیں۔ مصری کہلاتے ہیں۔ کوئی نادان عورت تو نہ تھے (جو پاگل قرار دیئے جاسکتے۔ للمؤلف) انہوں نے پھر کیسے خیال کرلیا کہ میں ان باتوں سے ڈر جاؤں گا"۔ (بڑی غلطی کی۔ ڈرنے کی کیا بات ہے۔ للمؤلف)

(میاں محمود احمد کا خط اخبار الفضل قادیان ج ۱۵ نمبر ۱۷۵ ص ۱۱ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۱۲) شیخ عبدالرحمن مصری

"اس تخیل میں میری نظر میاں فخر الدین سے ہٹ کر شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی طرف منتقل ہوئی اور میں نے دل میں کہا کہ یہ وہ صاحب ہیں جن کا میرے ساتھ میاں فخر الدین کی نسبت بھی زیادہ وسیع اور زیادہ گہرا تعلق رہا ہے۔ یعنی ان کی اہلیہ صاحبہ میری رضاعی بہن ہیں۔ اور ایک مخلص اور پرانے مرحوم صحابی کی لڑکی ہیں۔ وہ خود برسوں ایک صیغہ میں

میرے ساتھ کام کرتے رہے ہیں۔ اور پھر ان کے ساتھ میرے ذاتی دوستانہ تعلقات بھی رہے ہیں۔ میں نے ان باتوں کا خیال کیا تو میرا دل سخت دردمند ہوگیا"۔

(مرزا بشیر احمد قادیانی کا بیان اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۹۷ص ۷ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۷ء)

(۱۳) اصل بات

"اصل بات یہ ہے کہ جن نقائص کو دیکھ کر میں موجودہ خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب) کی بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ اس کا علم مجھے قریباً دو سال قبل ہوا تھا۔ اور میں نے اس وقت سے اس کی تحقیق شروع کردی۔ خلیفہ صاحب کو بھی علم ہوگیا کہ مجھے علم ہوگیا ہے اور میں اس کی تحقیق میں لگا ہوا ہوں۔ تو اس وقت اندر ہی اندر میرے خلاف جماعت میں ایسا پروپیگنڈا شروع کردیا گیا جس کی غرض احباب کی نظر میں مجھے گرانا تھا۔ تاکہ اگر یہ خاکسار کسی وقت اس نقص کو ظاہر کرے تو کہا جاسکے' جیسا کہ اب کہا جارہا ہے فلاں دنیوی غرض کا پورا نہ کرنا اس علیحدگی کا محرک ہوا ہے"۔

(شیخ عبدالرحمن مصری کا بیان بعنوان "جماعت کو خطاب" پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۱۴) جماعت کا فرض

"میں جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ جن نقائص کی وجہ سے بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ وہ یقیناً خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب) میں موجود ہیں۔ اور ان کے اثبات کیلئے میرے پاس کافی دلائل موجود ہیں اور وہ ایسے نقائص ہیں کہ جن کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ نہیں رہ سکتا۔ پس جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی تحقیق کی طرف فوراً توجہ کرے ورنہ وہ مجرمانہ خاموشی کی مرتکب ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی غفلت کی جواب دہ ہوگی۔ جب تک انہیں علم نہیں تھا اس وقت تک وہ معذور تھے۔ لیکن اب جبکہ ان کے علم میں یہ بات آگئی ہے تو اب خاموشی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انہیں قصوروار بنادے گی ...... دوست یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے اس وقت دلیری سے کام لیکر تحقیق نہ کی تو وہ خلیفہ کو ان نقائص میں مبتلا رکھنے میں ان کے ممد اور معاون بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور خود مجرم قرار پائیں گے اور ان نقائص کی وجہ سے جو خطرناک نتائج جماعت میں پیدا ہورہے ہیں' ان تمام کی ذمہ داری خود جماعت پر ہوگی"۔

(شیخ عبدالرحمن مصری قادیانی کا بیان بعنوان "جماعت کو خطاب" منقول از اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۱۵) ثبوت

''پھر جماعت میں بدی اور بے حیائی کی باتوں کا چرچا کر کے فحش کی اشاعت کی جاتی ہے اور گندی باتیں کر کر کے کمزور طبیعت لوگوں میں گندے جذبات کو ابھارا جا رہا ہے ...... اور ثبوت پوچھو تو سوائے اس کے کچھ پیش نہیں کر سکتے کہ فلاں مرد یہ کہتا ہے اور فلاں عورت یہ سناتی ہے اور فلاں لڑکا یہ گواہی دیتا ہے۔ **لاحول ولا قوة الا باالله**. کیا معصوم لوگوں کے چال چلن کی اتنی ہی قیمت رہ گئی ہے کہ زید و بکر کی بیہودہ بکواس سے انہیں داغدار کرنے کی کوشش کی جائے کیا اس شخص کا کریکٹر جس کے ہاتھ میں آپ نے چہارم صدی تک (مراد چوتھائی صدی معلوم ہوتی ہے یعنی ۲۵ سال۔للمؤلف) اپنا بیعت کا ہاتھ دے رکھا اس معیار پر تولے جانے کے قابل ہے کہ آوارہ مزاج اور آزاد منش نوجوان اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ اتنا بھی نہیں سوچا گیا کہ شہادت دینے والے کس قماش کے لوگ ہیں (ایسی شہادت تو اسی قماش کے لوگ دے سکتے ہیں۔للمؤلف) اور جس کے متعلق شہادت دی جا رہی ہے وہ کس پوزیشن کا انسان ہے'' (یعنی خلیفہ قادیان ہے۔للمؤلف)

(صاحبزادہ بشیر احمد کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۹۷ ص ۶ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۷ء)

(۱۶) گواہی

''(شیخ عبدالرحمٰن مصری قادیانی کے) مذکورہ بالا خط میں بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی آزاد کمیشن بیٹھے تو اس کے سامنے میرے (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کے) خلاف لڑکوں اور لڑکیوں اور عورتوں کی گواہیاں وہ دلوا دیں گے بلکہ خود میری بھی گواہی دلوا دیں گے۔ جہاں تک میں سمجھ سکتا ہوں میری اپنی گواہی سے لکھنے والے کی مراد شاید یہ ہو کہ وہ کوئی میری تحریر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اور کوئی معنیٰ اس فقرہ کے میرے ذہن میں نہیں آئے۔''

(میاں محمود احمد خلیفہ کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۷۱ ص ۱۲ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۷ء)

(۱۷) کمیشن کا مطالبہ

''میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ قادیان نے) پھر مصری پارٹی کے فتنہ کے متعلق مفصل تقریر فرمائی جس میں اشتہار کا ذکر کرتے ہوئے جو اس پارٹی نے جلسہ سالانہ کے موقع

پر شائع کیا ہے فرمایا اس میں پھر کمیشن کا مطالبہ کیا گیا ہے حالانکہ جب عبدالرحمن مصری کی غرض مجھ پر الزام لگانے سے یہ ہے کہ مجھے خلافت سے علیحدہ کرائے اور جب میں نے حلفیہ اعلان کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور میں اس کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں اگر میں یہ غلط کہتا ہوں خدا تعالیٰ مجھے گرفت کرے تو اسے کیوں فیصلہ کن طریق نہیں مانا جاتا' اس کے باوجود کمیشن کے مطالبے کا مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ کو خلافت کے متعلق اتنی غیرت نہیں جتنی مصری صاحب کو ہے اس حلف کے بعد خدا تعالیٰ میری نصرت اور تائید کرتا ہے تو مصری خدا سے جا کر لڑے باقی ایک ایک اعتراض پر کمیشن بٹھانے کا سلسلہ تو ایسا ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا'' (حالانکہ مطالبہ چند اہم الزامات کے متعلق صرف ایک کمیشن بٹھانے کا ہے۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۳۰۳ ص ۲ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۷ء)

(۱۸) فخر الدین ملتانی

''انہوں نے (یعنی میاں فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی نے) علی الترتیب حضرت مسیح موعود (مرزا) اور حضرت خلیفہ اول اور حضرت خلیفہ المسیح الثانی ایذ اللہ تعالیٰ کے زمانہ میں اپنی عمر کے ۳۱ سال گزارے ...... خاکسار راقم الحروف کے ساتھ بھی ان کا (یعنی میاں فخر الدین ملتانی صاحب قادیانی کا) قریباً شروع ہی سے تعلق تھا۔ اور وہ میرے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ اور سوائے اپنی عمر کے آخری دو تین سالوں کے میں نے ان میں ہمیشہ اخلاص کا جذبہ پایا...... وفات سے کچھ عرصہ قبل میاں فخر الدین کے دل میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) کے متعلق شبہات پیدا ہونے شروع ہو گئے جو آپ کی ذات اور طریق کاروونوں کے متعلق تھے۔ اور بدقسمتی سے ان ایام میں انہیں صحبت بھی ایسی ملی جس سے اس مرض کو مزید تقویت پہنچی۔ اور وہ جلد از جلد اپنے اخلاص کے مقام سے گرتے گئے اور بالآخر خلیفہ وقت کی طرف سے خطرناک طور پر مسموم ہو کر اس حالت کو پہنچ گئے جبکہ ایک شاخ خشک ہو کر اپنے درخت سے کاٹ دیئے جانے کے قابل ہو جاتی ہے اور حضرت صاحب نے انہیں جماعت سے خارج فرما دیا''۔

(صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۹۷ ص ۴ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۳۷ء)

(۱۹) تحریک جدید

''نیز میں خدا کی قسم کھا کر یہ بھی لکھتا ہوں کہ اس نے (یعنی میاں فخر الدین ملتانی

صاحب قادیانی نے) ایک دن اپنے مکان کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا تھا تحریک جدید کا ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پہلے تو لڑکوں کو تلاش کرنا پڑتا تھا۔ اور اب (لڑکے) جمع شدہ مل جاتے ہیں۔ اس جگہ اس کا مفہوم نہایت ہی گندہ اور حضور (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) پر کمینہ حملہ تھا۔

(مہاشہ محمد عمر قادیانی کا حلفیہ بیان اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۶۵ ص ۲۱ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

''اس شہادت میں ایک اور بات بھی بیان کی گئی ہے جو تحریک جدید کے بورڈنگ کے متعلق ہے اور اس طرح تحریک جدید کے وقف کنندگان کے متعلق ہے۔ اس میں جس قدر شرمناک حملہ مجھ پر کیا گیا ہے وہ میں نہیں سمجھتا کہ احراریوں کے حملوں سے یا دوسرے دشمنان سلسلہ کے حملوں سے کم ہو اگر ایسے لوگ احمدیت میں رہ سکتے ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ خلافت اور نظام سلسلہ سے بدتر اور بے معنی لفظ دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا اس سے یہ بہتر ہو گا کہ جماعت بے خلافت رہے تا کہ لوگوں کو ایسے بے معنی نظام پر ہنسی اُڑانے کا موقع نہ ملے''۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی تقریر اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۶۵ ص ۲۱ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۴۰) قادیانی ذہنیت

صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب اپنے طویل مضمون (بعنوان میاں فخر الدین ملتانی کی موت پر میرے قلبی تاثرات) مندرجہ اخبار الفضل ج ۲۵ نمبر ۱۹۲ ص ۱۲۵ اگست ۱۹۳۷ء میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''فخر الدین صاحب کو یہ دیکھنا چاہیے تھا اور اب ان کے بعد ان کے رفقاء کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر ایک شخص کی خلافت کو خدا نے نوازا ہے...... تو اول تو ہمارا یہ کام نہیں کہ اس کے نقصوں کے متعلق جستجو کریں۔ اور اگر بالفرض ہمیں کوئی نقص نظر آتا بھی ہے تو پھر بھی ہمیں سوچنا چاہیے کہ...... ہم کون ہیں کہ اس پر حرف گیری کریں۔ اور اسے قابل رد قرار دیں۔ ان حالات میں اگر ہمیں کوئی نقص نظر آتا ہے تو اول تو ہمارا فرض ہے۔ کہ استغفار کر کے اس شیطانی خیال کو دل سے نکال دیں۔ اور اگر ہم دل سے نہ نکال سکیں تو ہمیں چاہیے کہ کم از کم اسے ظاہر کر کے فتنے پیدا نہ کریں۔ ......خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب) کے جن غلط یا صحیح نقائص کے تذکرے نے چھوٹے میاں صاحب کو یہ الفاظ لکھنے پر مجبور کیا ہے وہ کس قسم کے ہیں۔ یہ ہم ان کے ماموں میر محمد اسماعیل صاحب کی زبان سے عرض کرتے ہیں وہ فرماتے

ہیں کہ:۔

’’بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے اس کے متعلق میں کہتا ہوں میں ڈاکٹر ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں وہ وہ ہو جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں ریک (WRECK) کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا نہ دماغ کام کا رہتا ہے نہ عقل ...... اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے‘‘۔ (الفضل ج ۲۵ نمبر ۱۵۸ ص ۶۔ ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

’’اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب پر سب سے بڑا الزام عیاشی کا ہے۔ پس اس میں شبہ کی گنجائش نہیں کہ چھوٹے میاں بشیر احمد صاحب نے جناب خلیفہ صاحب کی جن ’’غلط یا صحیح‘‘ نقائص کو نظر انداز کرنے کی قوم کو ہدایت کی ہے وہ اسی الزام سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ نقص ایسا نقص ہے جو کسی انسان کے تقدس میں خلل انداز نہ ہو۔ اور اس کے باوجود انسان مقدس کا مقدس ہی رہے اور قوم اسے واجب الاطاعت تسلیم کرتی رہے۔ اور تحقیقات کی ضرورت نہ سمجھے۔ آخر قادیانی دوست بتائیں کہ یہ کیا ذہنیت ہے‘‘۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۶ نمبر ۶۱ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۷ء)

(۲۱) پُرانا بہتان

’’حال ہی میں جماعت سے خارج شدہ اصحاب کی طرف سے ایک پوسٹر شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اہل پیغام میں سے بعض افراد کے ایک پرانے بہتان کی طرف اشارہ کیا ہے جس کا مدعا یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نور الدین صاحب) کے صاحبزادے مولوی عبدالحیٔ صاحب کو نعوذ باللہ حضرت امیر المومنین خلیفہ المسیح الثانی (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ تعالیٰ نے زہر دلوا کر مروا دیا ہے اور یہ فعل اس لئے کیا گیا تھا کہ مولوی عبدالحی صاحب بے حد ہونہار تھے اور حضور (میاں محمود احمد صاحب) ڈرتے تھے کہ کہیں انہیں خلافت سے معزول کر کے وہ خود خلیفہ نہ بن جائیں (نعوذ باللہ من ذالک)

اس پوسٹر میں محمد امین خاں۔ قاضی محمد علی صاحب مرحوم اور مستری محمد حسین بٹالوی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین (میاں محمود احمد صاحب) ایدہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے

ہوئے لکھا ہے کہ سوچیں حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نور الدین) کے صاحبزادے مولوی عبدالحئی صاحب اور آپ کی صاحبزادی امتہ الحئی کی روحیں آپ کو کیا نصائح کر رہی ہیں گویا نہ صرف مولوی عبدالحئی صاحب بلکہ (میاں محمود احمد صاحب کی بیوی) سیدہ امتہ الحئی صاحبہ کی موت بھی نعوذ باللہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مظالم کی وجہ سے ہوئی کیونکہ ان کے نزدیک یہ دونوں در پردہ حضور کے مخالف تھے۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۷۹ ص ۴ مورخہ ۴ اگست ۱۹۳۷ء)

(۲۲) روحوں کی فریاد

جناب خلیفہ (میاں محمود احمد صاحب! محمد امین مجاہد بخارا کی روح قادیان کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ ذرا سوچیں کہ حضرت مولانا نور الدین خلیفہ اول کے فرزند ارجمند میاں عبدالحئی صاحب مرحوم اور آپ کی دختر نیک اختر صاحبزادی امتہ الحئی صاحبہ کی روحیں آپ کو کیا نصیحت کر رہی ہیں۔ شیخ عبدالعزیز کی روح کیا پکار رہی ہے لاپتہ شیخ فتح محمد منیجر احمدیہ اسٹور کیا آواز دے رہا ہے۔ قاضی محمد علی بٹالوی مقتول (حاجی محمد حسین مرحوم) کیا کہہ رہا ہے اور خود محمد علی کیا چیخ رہا ہے۔ اور بھی بے شمار ارواح آپ کو کیا آوازیں دے رہی ہیں۔ سوچیں علیحدگی میں خوب سوچیں"۔

(سیکرٹری انجمن انوار احمدیہ قادیان کا اعلان اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۴۵ مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۲۳) پنجاب ہائی کورٹ کا فیصلہ

"سیشن جج گرداسپور نے عزیز احمد کو فخر الدین کے قتل اور عبدالعزیز کو مجروح کرنے کے الزام میں مجرم ٹھہراتے ہوئے زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند موت اور زیر دفعہ ۳۲۴ ایک سال قید بامشقت کی سزا دی ہے۔ عزیز احمد اس عدالت میں اپیل کرتا ہے۔...... قریب زمانہ میں ہی فخر الدین قادیانی احمدیوں کے خلیفہ کا پیرو تھا مقتول اور عبدالرحمن مصری کو خلیفہ سے اختلاف کرنے پر جماعت سے خارج کیا گیا یا وہ خود علیحدہ ہو گئے انہوں نے ایک نئی انجمن کی بنیاد ڈالی جس کا بڑا مقصد خلیفہ کی مخالفت کرنا ظاہر ہوتا ہے ان کا قیام قادیان میں تھا اور چونکہ قادیان میں زیادہ آبادی متشدد (آرتھاڈکس) احمدیوں کی ہے اس لئے قدرتی طور پر آرتھاڈکس گروہ اور ان کے درمیان جھگڑے کی صورت پیدا ہو گئی۔

جیسا کہ گواہوں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے، مخالف انجمن کے ارکان کا بائیکاٹ کیا جائے اور ان کے گھروں پر پکیٹنگ لگائی جائے اور یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت ناخوشگوار حالات میں تھے مقتول نے متعدد اطلاعات مقامی پولیس چوکی میں دیں جو احمدیوں کی ان حرکات سے متعلق تھیں جو اس کے خلاف کر رہے تھے ۲۳ جولائی ۱۹۳۷ء کو خلیفہ نے بذات خود مسجد میں ایک اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے عبدالرحمن مصری اور ان کے رفقاء پر ایک طویل ذاتی حملہ کیا۔ چنانچہ یہ تقریر یکم اگست کے الفضل میں جو احمدیوں کا اخبار ہے شائع ہوئی۔ خلیفہ صاحب نے مخالفوں پر جوابی حملہ میں اثناء تقریر میں کہا۔

''لیکن اگر وہ یوں ہی گندے اعتراضات کرنے پر مصر رہے جیسا کہ وہ کر رہے ہیں اور ذلیل حملوں کا سلسلہ جاری رکھا جیسا کہ یہ افواہ ہے کہ وہ اور ان کے رفقاء اس کی تجویزیں کر رہے ہیں وہ اگر تائب نہ ہوئے تو میں اعلان کرتا ہوں کہ احمدیت کا تو ذکر ہی کیا عصمت بھی ان کے خاندانوں سے رخصت ہو جائے گی۔ میں صاف اور بین الفاظ میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو یہ سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ ان کے خاندان عفت سے گرے حملوں کے نتیجوں میں کیسے فحش کا مرکز بن جائیں گے''۔

بعض گواہانِ استغاثہ کا بیان ہے کہ خلیفہ صاحب نے اپنی تقریر میں ''کنجر خانہ'' کا لفظ استعمال کیا تھا۔...... اس خطبے کے جواب میں اور خصوصاً خلیفہ کے اس بیان کے خلاف یعنی ''ان کے خاندان فحش کا مرکز بن جائیں گے''۔ فخر الدین نے احتجاج کے طور پر ۵۔ اگست کو اپنے گھر کے قریب قادیان کے بازار میں ایک اشتہار چسپاں کیا جس کا آخری حصہ درج ذیل ہے...... ''اسی لئے تو ہم جماعت سے ایک آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ کر رہے ہیں تاکہ سب حقائق شہادت اور راز فیصلہ کے لئے اس کے سامنے پیش کئے جائیں کہ وہ فیصلہ کر لے کہ کس کا خاندان فحش کا مرکز ہے یا بالفاظ دیگر یہ وہ ہے جو خلیفہ نے کہا تھا''۔ اس پوسٹر پر سیکرٹری مجلس احمدیہ کی حیثیت سے فخر الدین کے دستخط موجود ہیں۔

۶۔ اگست کی صبح کو اور پھر شام کے وقت تشدد احمدیوں کے دو اجلاس منعقد ہوئے جن میں سب انسپکٹر لالہ رام چند کی شہادت کے مطابق مقتول کے خلاف کئی تقریریں ہوئیں اس دن فخر الدین نے ذیل کی رپورٹ پولیس کی چوکی میں دی۔

''مجلس احمدیہ قادیان (انڈیا) بنام انچارج پولیس چوکی قادیاں۔ جناب عالی! آج

خلیفہ قادیان نے جمعہ کی نماز میں نہایت اشتعال انگیز تقریر کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ کو ارکان مجلس احمدیہ کے خلاف مشتعل کیا ہے جس کے نتیجہ میں احمدی پبلک میں حد درجہ کا اشتعال پھیلا ہوا ہے رات کو ایک جلسہ کا انعقاد کا اعلان بھی ہو رہا ہے کیونکہ اس سے اشتعال پھیلنے کا اندیشہ ہے اس لئے مجلس احمدیہ کے مندرجہ ذیل ارکان کو جان و مال کا خطرہ ہے۔ سو درخواست کی جاتی ہے کہ ان کی حفاظت کا فوری انتظام کیا جائے۔ دستخط فخر الدین ملتانی سیکرٹری مجلس احمدیہ قادیان۔

(۱)...... شیخ عبدالرحمن مصری معہ اہل و عیال نزد بھی بانگرا۔

(۲)...... فخر الدین ملتانی معہ اہل و عیال محلہ باب الانوار۔

(۳)...... شیخ محمد صادق قریشی معہ اہل و عیال محلہ دارالبرکات نزد مسجد۔

(۴)...... حکیم عبدالعزیز محلہ باب الانوار۔

(۵)...... عبدالرب خاں بنگلہ سر محمد ظفر اللہ خاں۔

۷۔ اگست کو اپیل کنندہ نے فخر الدین کو قتل کیا جب کہ وہ حکیم عبدالعزیز اور بشیر احمد کی معیت میں پولیس چوکی جا رہا تھا۔ ...... تاکہ اپنی اور اپنے رفقا کی حفاظت کے لئے درخواست کرے۔ انہوں نے افواہ سنی تھی کہ انہیں ہلاک کرنے کی سازش ہو چکی ہے۔ وہ حقیقت پر مبنی تھی یا نہیں لیکن عین پولیس چوکی کے راستہ میں اپیل کنندہ فخر الدین کے سامنے آ گیا اور اچانک بغیر کسی اشتباہ اس کے سینہ میں چاقو گھونپ دیا حکیم عبدالعزیز کو بھی چاقو کے ساتھ کندھے اور رخسار پر مجروح کیا فخر الدین کو پولیس کی چوکی میں پہنچایا گیا اس نے مقامی ہسپتال میں جانے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ احمدیوں کا ایک ادارہ ہے۔ اپیل کنندہ فی الفور گرفتار کر لیا گیا۔ فخر الدین کو لاری میں گرداسپور پہنچایا گیا۔ انجام کار چند روز بعد وہ مر گیا اس میں مطلق شبہ نہیں کہ اپیل کنندہ نے جو زخم مقتول کے لگایا وہ اس کی موت کا باعث ہوا......

اپیل کنندہ نے فخر الدین کے قتل کو تسلیم کیا ہے یہ اس کے ذمہ ہے کہ اس کا مقدمہ دفعہ ۳۰۰ تعزیرات ہند کی مستثنیات میں آتا ہے یا نہیں اور وکیل کی صفائی نے صرف جس نقطہ کو لیا ہے وہ یہ ہے کہ قتل کا سبب شدید اچانک اشتعال کی حالت ہے یہ کہا گیا ہے کہ پوسٹر چسپاں کرنا ہی اشتعال کے مترادف ہے اگرچہ پوسٹر کے الفاظ مبہم سے ہیں تاہم ممکن ہے یہ کسی احمدی کے لئے جوش کا باعث بن جائیں اگر وہ خیال کر لے کہ فخر الدین خلیفہ کے

خاندان پر حملہ کر رہا ہے جو کہ واضح نہیں ہے ہمیں اس سے اتفاق نہیں کہ یہ شدید یا اچانک اشتعال کے مترادف ہے۔ اپیل کنندہ کو کم از کم دو دن سے اس پوسٹر کا علم تھا سو اسے ہم اچانک اشتعال نہیں کہہ سکتے اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ اپیل کنندہ دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند کے جرم کا مجرم ہے......

فیصلہ......سو ہم سزا بحال رکھتے ہوئے جو عزیز احمد کو دیگئی اس کی اپیل مسترد کرتے ہیں"

(لاہور ہائی کورٹ میں چیف جسٹس سر ڈگلس ینگ اور مسٹر جسٹس عبدالرشید نے قادیانی مقدمہ قتل کی اپیل میں جو فیصلہ دیا اس کے ترجمہ کے اقتباسات منقول از اخبار پیغام صلح لاہور (ج ۲۶ نمبر ۳ مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۳۸ء)

بعدہٗ قادیانی درخواست نظر ثانی کی بنا پر ہائی کورٹ نے فیصلہ کی مزید وضاحت یہ کر دی کہ عدالت نے اس بیان کو صحیح تسلیم کیا کہ خلیفہ صاحب نے اپنی تقریر میں روحانی سزا کا ذکر کیا تھا نہ کہ جسمانی سزا کا۔ البتہ عدالت نے اس نوعیت کی تقریروں کے متعلق یہ خطرہ ظاہر کیا کہ اس ملک میں مذہبی لیڈروں کے پیروکار دونوں قسم کی سزاؤں میں مشکل سے تمیز کر سکتے ہیں۔

(۲۴) فیصلہ کے بعد سخت احکام

"چونکہ ایسے اعلان کا بار بار کیا جانا ضروری ہے اس لئے دوبارہ شائع کیا جاتا ہے۔ نیز اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت امور عامہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کی نسبت یہ امر ثابت ہو کہ اس نے کسی قانون شکنی کا ارادہ کیا ہے خواہ اس کو عمل میں بھی نہ لایا ہو اسے فوراً حضرت امیر المومنین کے حضور اس کا معاملہ پیش کئے بغیر جماعت سے خارج کر دیا جائے گا اس لیے نظارت امور عامہ صاف الفاظ میں اعلان کرتی ہے کہ ایسے معاملہ میں پوری سختی سے عمل کیا جائے گا۔ ناظر امور عامہ"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۱۴ ص ۸ مورخہ ۱۸ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۲۵) فیصلہ کے اثرات

"پانچ تاریخ کو میاں عزیز احمد کی اپیل کا فیصلہ جو ہائی کورٹ کے دو فاضل ججوں نے سنایا ہے اس میں بعض ایسے فقرات بھی ہیں جن سے بعض مخالف اخبارات نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا عدالت عالیہ کے نزدیک میاں فخر الدین کے قتل کی تحریک خلیفہ جماعت احمدیہ کی

تقریروں سے ہوئی ہے' چنانچہ اس مخالف پروپیگنڈے کی وجہ سے جماعت کے دوستوں کو بہت تکلیف ہوئی ہے اور باوجود اس کے کہ الفضل نے اس فیصلہ کے بارے میں کوئی مضمون نہیں لکھا اور اس کی وجہ سے اکثر احباب جماعت جو سوائے الفضل کے اور کوئی اخبار نہیں پڑھتے اس فیصلہ سے بے خبر ہیں جن جن دوستوں کی نگاہ سے اور دوسرے اخبارات گزرے ہیں وہ رنج وغم سے بے تاب ہو رہے ہیں اور ان کے خطوط جو مجھے آ رہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض تو مارے غم کے دیوانے ہو رہے ہیں ...... بعض کے خطوط تو ایسے دردناک ہیں کہ یوں معلوم ہوتا ہے ان کے دل خون ہو گئے ہیں اور ان کے لئے عرصہ حیات تنگ آ گیا ہے ......
بے شک آج پشاور سے لے کر راس کماری تک ہزاروں گھر رنج والم کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہزاروں عورتیں مرد بچے کرب وبلا میں مبتلا ہیں اور خون کے آنسو ان کی آنکھوں سے رواں ہیں لیکن ان کے احساسات ان احساسات کی گہرائی کو کہاں پہنچ سکتے ہیں جو ان ایام میں میرے دل میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں۔

شاید تم میں سے بعض اپنا غصہ اس طرح نکال لیتے ہوں گے کہ وہ اس فیصلہ کی ذمہ داری ججوں پر ڈال دیتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ججوں نے غلطی کی انہوں نے ہمارے امام کو نہیں سمجھا اور بعض اس طرح غصہ نکال لیتے ہوں گے کہ ججوں نے تو محض اس امر کا اظہار کیا ہے کہ مذہبی لیڈروں کو اپنے خیالات کو احتیاط سے ادا کرنا چاہیے تا کہ دوسرے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو کر کوئی خلاف قانون حرکت نہ کر بیٹھیں مگر اے دوستو میں اپنے دل کی آگ کو اس قسم کے خیالات کے پانی سے بھر کر سرد نہیں کر سکتا۔ کیا اس امر کا انکار کیا جا سکتا ہے کہ ججوں نے جو کچھ سمجھا اس کا موجب آپ ہی لوگوں میں سے ایک شخص کی غلطی تھی''۔

(میاں محمود احمد خلیفہ کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیاں ج ۲۶ نمبر ۸ ص ۱ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۲۶) تلخ کلامی

''لیکن میں اپنے لئے موت بھی تو نہیں مانگ سکتا کیونکہ گو ایک بے جان جسم کسی کام کا نہیں لیکن جب تک سانس چلتا ہے ایمان کی ذمہ داریاں اس پر عائد ہیں اور مذہب اور اخلاق کی جنگ کے میدان سے بھاگنا کسی طرح جائز نہیں ...... اگر میری بے عزتی تمہیں عزت دلانے کا موجب ہو اگر میری ذلت تم کو ہمیشہ کے لئے ذلت سے بچا لے۔ اگر میرے

جذبات کی موت تمہیں اخلاقی زندگی بخش دے تو بخدا میں اس سودے کو نہایت سستا سودا سمجھوں گا...... جب میں اس نقطہ نگاہ سے اس معاملہ کو دیکھتا ہوں تو میرے دل سے بے اختیار یہ آواز آتی ہے کہ محمود جس قوم کی خدمت تو نے بچپن سے اپنے ذمہ لی جس کی خدمت جوانی میں تو نے کی جب تیرے بال سفید ہو گئے جب تیری رگوں کا خون ٹھنڈا ہونے کو آیا تو ان میں سے بعض کی وجہ سے تجھ پر اس فعل کا الزام لگایا گیا جس فعل کو دنیا سے مٹانے کیلئے تیرا بچپن و تیری جوانی خرچ ہوئے تھے۔

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیاں کا مضمون متعلق فیصلہ ہائیکورٹ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۸ ص ۲ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۲۷) کیفیتِ مزاج

''میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی صحت کی جو رپورٹ اخبار الفضل میں بحوالہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز معمولاً شائع ہوتی ہے اس کے چند اقتباسات ذیل میں نمونتہً درج ہیں۔ بابت سال حال از مارچ ۱۹۳۷ء لغایت فروری ۱۹۳۸ء۔

(۱) قادیان ۴ مارچ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ (میاں محمود احمد صاحب) کے متعلق آج ۱۰ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ درد نقرس کی حالت کل جیسی ہے اس کے علاوہ دوروز سے ایک پھنسی کی وجہ سے بھی تکلیف ہے۔

(۲) قادیان ۸ مارچ

ساڑھے سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ (میاں محمود احمد صاحب) کے دائیں پاؤں کے انگوٹھے کے ورم اور درد میں پہلے سے نمایاں کمی ہے۔ مگر ابھی تک نہ تو پورے طور پر ورم اترا ہے اور نہ ہی درد دور ہوا ہے۔ گو اب زمین پر پاؤں رکھنے سے درد محسوس نہیں ہوتا۔ مگر ورم کی جگہ پر انگلی سے دباؤ ڈالنے سے بہت درد محسوس ہوتا ہے۔ کل رات سے بائیں پاؤں کے انگوٹھے میں بھی کچھ درد کی شکایت ہو گئی ہے۔ پھنسی کی تکلیف میں خدا کے فضل سے کمی ہے۔ یعنی ورم بھی کم ہے اور درد بھی کم۔

(۳) قادیان ۱۹ مارچ

الحمد للہ ثم الحمد اللہ کہ آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر نہ صرف خدام کو زیارت کی سعادت بخشی بلکہ خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا۔ اور نماز پڑھائی۔ چونکہ حضور کو ابھی تک نقاہت اور کمزوری ہے اس لئے ممبر پر بیٹھ کر آہستہ آہستہ بولتے رہے' جسے سارے مجمع تک پہنچانے کی خدمت چند احباب بجا لاتے رہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کی طبیعت اچھی ہے۔

(۴) قادیان ۲۲ مارچ

آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کے پاؤں میں درد اور ورم زیادہ ہو گیا۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے۔

(۵) قادیان ۳۱ مارچ

آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو گلے اور سر میں درد کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

(۶) قادیان ۴۔ اپریل

آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو پاؤں میں کل کچھ زیادہ تکلیف رہی۔ نیز بعض جوڑوں میں بھی درد محسوس ہوا۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً آرام ہے۔

(۷) قادیان ۹۔ اپریل

میں پچھلے جمعہ کو خطبہ پڑھنے کی وجہ سے جاتے ہی پھر بیمار ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے آج تک باہر نہیں آسکا آج بھی اسی وجہ سے میں نے پاؤں میں جونکیں لگوائی تھیں۔ اور خطرہ ہے کہ اگر زیادہ کھڑا ہوا تو ان کے زخموں سے پھر خون جاری ہو جائیگا لیکن میں نے خیال کیا کہ ان دنوں پانچوں نمازوں میں تو میں آ نہیں سکتا۔ اس لئے کم از کم جمعہ میں شریک ہو جانا چاہیئے۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب)

(۸) قادیان ۱۳۔اپریل

آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو پاؤں میں تکلیف زیادہ رہی۔اور ورم بھی کسی قدر بڑھ گیا۔

(۹) قادیان ۱۹۔اپریل

حضور کے پاؤں پر دردنقرس کی وجہ سے ورم ہو گیا ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا کریں۔

(۱۰) ۱۲مئی

ڈاکٹری رپورٹ آمدہ از ناصر آباد اسٹیٹ سندھ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت بوجہ سر درداور کمر درد علیل ہے احباب حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(۱۱) قادیان ۱۶مئی

۱۴مئی کی جو ڈاکٹری اطلاع موصول ہوئی ہے وہ مظہر ہے کہ تین یوم سے حضور کی طبیعت بوجہ سر دردادر حرارت ناساز ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۱۲) قادیان ۳۰مئی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں تحریک جدید کے مطالبات کے متعلق آج مقامی جماعت کی طرف سے جو جلسہ کیا گیا اس کے دوسرے اجلاس میں جو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں منعقد ہونا قرار پایا تھا۔حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ نوازش لیکچر دینا منظور فرمالیا تھا کہ چھ بجے کے بعد اچانک حضور کی طبیعت پیٹ درد کی وجہ سے سخت خراب ہوگئی۔اور حضور تقریر کے لئے تشریف نہ لا سکے۔اس کے بعد حضور کی طبیعت اور زیادہ ناساز ہوگئی۔چنانچہ ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو اس وقت تک کہ رات کے دس بجے ہیں پندرہ سولہ اسہال ہو چکے ہیں۔اور طبیعت کمزور ہوگئی ہے۔گو کالرا (ہیضہ) کی کوئی علامت نہیں۔اور اب حضور کو قدرے سکون بھی ہے۔تاہم احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائی جائے۔

(۱۳) قادیان یکم جون

آج نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔ البتہ سر میں چکروں کی شکایت ہے جس کا باعث کمزوری ہے۔

(۱۴) قادیان ۴ جون

آج نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو سر کے چکروں سے آرام ہے۔ لیکن انتڑیوں کی تکلیف ابھی باقی ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

(۱۵) قادیان ۷ جون

آج آٹھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت آج پھر ناساز رہی۔ ضعف کی علامات زیادہ ہیں۔

(۱۶) قادیان ۱۰ جون

آج نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو سر درد کے دورہ کی دن بھر تکلیف رہی۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

(۱۷) قادیان ۱۱ جون

میں تحریک جدید کے گذشتہ جلسہ کے موقع پر بوجہ بیماری شامل نہیں ہوسکتا تھا۔ اور گو اب بھی اس بیماری کے اثر کے ماتحت میں اس قابل نہیں ہوں کہ زیادہ بول سکوں بلکہ اس بیماری کے بعد اب تک یہ حالت ہے کہ اگر مجھے کھڑا ہونا پڑے تو سر میں ایسا شدید چکر آتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں شاید گر جاؤں گا۔ اس لئے صحت کے لحاظ سے زیادہ کھڑا ہونے کی طاقت اب بھی نہیں رکھتا۔ مگر چونکہ اس وقت میں حصہ نہ لے سکا تھا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کے بجائے آج اختصار کے ساتھ کوئی بات کہہ دوں تا اس ثواب میں شریک ہوسکوں۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۱۸) قادیان ۲۷ جون

آج ساڑھے آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو پیچش اور نزلہ کی

شکایت ہے۔

(۱۹) قادیان ۸ جولائی ۳۷ء

آج ساڑھے آٹھ شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو نزلہ اور سردرد کی شکایت ہے اور کچھ حرارت بھی ہے۔ احباب حضرت کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۰) قادیان ۲۳ جولائی

آج ۹ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو کل دن بھر دردسر کی سخت تکلیف رہی۔ پھر رات کو بھی اسی درد کی وجہ سے تمام رات نیند نہیں آئی۔ آج جمعہ کے وقت طبیعت کو کچھ آرام ہو گیا اور خطبہ جمعہ حضور نے خود پڑھا۔ لیکن بعد نماز عصر طبیعت پھر ناساز ہو گئی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۱) قادیان ۲۳ جولائی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ میں آج بہت زیادہ دیر سے آسکا ہوں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ کل مجھے شدید سردرد کا دورہ ہوا۔ اور اس کی وجہ سے میں رات بھر جاگتا رہا۔ صبح اٹھ کر میں نے برومائڈ پیا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے سو گیا۔ پھر میں دفتر میں گیا۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۲۲) قادیان ۲۵ جولائی

آج ساڑھے ۹ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو درد شکم کی شکایت ہے۔

(۲۳) قادیان ۲۶ جولائی

آج ساڑھے ۸ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو گلے کے درد کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۴) قادیان یکم اگست

آج دس بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج سردرد کا دورہ رہا۔ ابھی تکلیف پورے طور پر رفع نہیں ہوئی احباب حضور کی صحت کے لئے دعائیں فرمائیں۔

(۲۵) قادیان ۲۔اگست

آج ساڑھے آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج سر درد سے خدا تعالیٰ کے فضل سے آفاقہ رہا لیکن گلے میں درد کی شکایت زیادہ ہے۔

(۲۶) قادیان ۱۱۔اگست

آج ۹ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو ابھی تک پیچش کی شکایت ہے احباب حضور کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

(۲۷) قادیان ۱۷۔اگست

آج آٹھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو کسی قدر حرارت رہتی ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۸) قادیان ۲۴۔اگست

آج ساڑھے ۹ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو سر درد اور زکام کی تکلیف رہی اور انفلوئنزا کی علامات پیدا ہو گئیں۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۲۹) قادیان ۵ ستمبر

آج ساڑھے ۸ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج دن بھر سر درد متلی اور ضعف کی شکایت رہی اور اس وقت بھی گلے میں نزلہ کی شکایت ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۰) قادیان ۷ ستمبر

آج ۸ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو نزلے اور گلے کے درد کی شکایت بدستور ہے علاوہ ازیں حضور کو اس وقت درد شکم اور اسہال کی شکایت بھی ہے۔احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۱) قادیان ۱۳ ستمبر

آج ۸ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو نزلہ اور کھانسی کی تکلیف

بدستور ہے۔ کل سے ضعف بہت زیادہ ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

(۳۲) قادیان ۲۹ ستمبر

آج ۸ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو اس وقت نزلہ سر درد اور حرارت کی شکایت ہوگئی۔

(۳۳) قادیان ۶ دسمبر

آج ۸ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو بخار سر درد۔ اور نزلہ کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۴) قادیان ۱۲ ستمبر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بعارضہ بخار و متلی علیل ہیں۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۵) قادیان ۱۹ دسمبر

آج ۷ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ کل حضور کو پیچش کی تکلیف تھی۔ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً آرام ہے۔

(۳۶) قادیان ۲۲ دسمبر

آج ۷ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو انفلوئنزا کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

(۳۷) قادیان ۶ جنوری

آج ۷ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت بوجہ بخار اور جسم میں درد کے ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳۸) قادیان ۲۱ جنوری ۱۹۳۸ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے) فرمایا:۔

پچھلے جمعہ کے بعد سے مجھے گلے کی تکلیف ہے اور اس وجہ سے میں بلند آواز سے نہیں بول سکتا۔ پس اپنی آواز دوسرے دوستوں کی وساطت سے پہنچاتا ہوں (تین دوست بلند آواز سے خطبے کے الفاظ دہرانے کے لئے مقرر کئے گئے تا حاضرین تک آواز پہنچا سکیں)۔

(۳۹) قادیان ۲۷ جنوری ۱۹۳۸ء

آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت ابھی ناساز ہے گلے کا درد رفع نہیں ہوا کانوں میں بھی درد کی شکایت ہے اور کھانسی بھی ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

(۴۰) قادیان ۳۰ جنوری

آج ساڑھے ۶ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت ابھی ناساز ہے کھانسی میں کمی نہیں ہوئی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۴۱) قادیان ۲ فروری

آج سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت آج صبح اچھی تھی۔ لیکن جامعہ احمدیہ کی طرف سے جو پارٹی آج انٹر کالجیٹ ایسوسی ایشن لاہور کو دی گئی اس میں حضور کو تقریر فرماتے ہوئے پاؤں میں نقرس کی تکلیف ہو گئی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(۴۲) قادیان ۲۰ فروری ۱۹۳۸ء

آج ۷ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو سردی کی وجہ سے نیز زکام کی کثرت کے باعث اعصابی کمزوری کی شکایت ہے کل آنا فانا حضور کو ضعف بصارت کا حملہ ہو گیا جو وہ تین گھنٹے کے بعد رفع ہوا۔ سر کے چکروں کی بھی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعائیں فرمائیں۔

(۴۳) قادیان ۲۲ فروری ۱۹۳۸ء

آج ۸ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو اعصابی کمزوری کے علاوہ گلے میں درد زکام و کھانسی کی بھی شکایت ہے احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

(۴۴) قادیان ۲۷ فروری

آج ساڑھے ۷ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضو کو آج سر اور آنکھوں میں درد کی تکلیف رہی احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرماتے رہیں۔

(۴۵) قادیان ۲۸ فروری

آج نزلہ اور گلے میں خراش کی وجہ سے میں زیادہ بول نہیں سکتا علاوہ ازیں بائیں پاؤں میں درد نقرس کا دورہ ہو گیا ہے اس لئے زیادہ کھڑا بھی نہیں ہو سکتا اس وجہ سے میں آج بہت ہی چھوٹا خطبہ کہنا چاہتا ہوں۔

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(۴۶) ”میری عمر اس وقت سینتالیس سال کی ہوگی“۔

(میاں محمود احمد کی تقریر فرمودہ ۷ اجون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۴۳ص ۵ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۷ء)

میاں صاحب کے حالات خود قادیانی بیانات کے مطابق کتاب ”قادیانی مذہب“ میں مفصل درج ہیں۔

....

فصل چودھویں
قادیانی جماعت

(۱) آغاز وانجام

کل تک قادیانی فرقہ کے کیا دعوے تھے۔ کیا خواب تھے۔ اور آج کیا حالت ہے' کیا تعبیر ہے' یہ روئیداد بہت عبرت آموز ہے تاریخ اسلام شاہد ہے۔ ایسی تحریکات کا ایسا ہی انجام ہوتا رہا ہے۔ پہلے بھی ذکر آچکا ہے۔ اس سلسلہ میں مولوی ابوالقاسم صاحب رفیق دلاوری کی تازہ تالیف ''ائمہ تلبیس'' قابل دید ہے۔ بلامبالغہ تحقیق اور جامعیت کے اعتبار سے اپنے شعبہ کی کتابوں میں بینظیر ہے۔ بڑی تقطیع کے ۵۳۲ صفحات پر شائع ہوئی ہے۔ صرف دو روپے آٹھ آنے قیمت ہے۔ دارالتصنیف فلیمنگ روڈ لاہور سے ملتی ہے۔ تاج کمپنی لاہور سے بھی مل سکتی ہے۔

حال تک قادیانی تحریک کے جو دور دورے تھے۔ پھر ''قادیانی مذہب'' کی اشاعت کے بعد سے چند سال میں جو عام بیداری پھیلی۔ اور اس بیداری کی بدولت قادیانی تحریک کا جو حشر ہوا اس کی سلسلہ وار کیفیت ''قادیانی مذہب'' کی پانچوں تمہیدوں میں درج ہے۔ مختصر ذکر جابجا اس کتاب میں بھی آچکا ہے۔ سرسری خاکہ ذیل میں پیش کرتے ہیں:۔

(۲) آسمانی کارروائی

''دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت سے ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے۔ اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے۔ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو''۔

(ضمیمہ اربعین نمبر۴ ص ۷ خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۳)

(۳) ماتم وشادی

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے — کہ تونے کام سب میرے سنوارے
ترے احسان مرے سر پر ہیں بھارے — چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تونے سب دشمن اتارے — ہمارے کر دیئے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ ہارے — کہاں مرتے تھے پر تونے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُن کے شرارے — نہ ان سے رُک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم' ہمارے گھر میں شادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

(مرزا غلام احمد کی نظم اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۵۵ ص ۸ مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۳۶ء درثمین اردو ص ۴۶)

(۴) میدان کی بات

''عورتوں کی طرح باتیں بنانا یہ طریق کس کو نہیں آتا ہمیشہ بے شرم منکر ہی کرتے رہے ہیں۔ لیکن جب کہ میں میدان میں کھڑا ہوں اور تیس ہزار کے قریب عقلاء علماء اور فقراء اور فہیم انسانوں کی جماعت میرے ساتھ ہے اور بارش کی طرح آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں تو کیا صرف منہ کے پھونکوں سے یہ الٰہی سلسلہ برباد ہو سکتا ہے' کبھی برباد نہیں ہوگا وہی برباد ہوں گے جو خدا کے انتظام کو نابود کرنا چاہتے ہیں...... دیکھو وہ زمانہ جلد آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں' یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات اَنہونی نہیں'' (تحفہ گولڑویہ ۱۹۰۲ء کی تصنیف ہے۔ تقریباً تیس سال بعد ۱۹۳۱ء میں قادیانی فرقہ کی آبادی تمام ہندوستان میں ۷۵ ہزار کے قریب اندازہ ہوئی اس میں مرد' عورت' بوڑھے' بچے' جاہل اور عامی بھی شامل ہیں ۱۹۰۲ء میں مرزا صاحب کو تیس ہزار کی ایسی منتخب جماعت مل گئی۔ عجب حساب ہے۔ اپنی تعداد کے بارہ میں قادیانی مبالغے ''قادیانی مذہب'' میں قابل دید ہیں للمؤلف)

(تحفہ گولڑویہ ص ۹۰ خزائن ج ۱۷ ص ۱۸۱ تا ۱۸۲)

(۵) جماعت کی ترقی

۱۹۰۵ء کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اپنی جماعت کی ترقی کے متعلق

فرمایا:۔

’’جو کام ہونے والا ہوتا ہے اس میں خدا کے فضل کی روح پھونکی جاتی ہے۔ جیسے باغبان اپنے باغ کی آبپاشی کرتا ہے تو وہ ترو تازہ ہوتا ہے ایسے ہی خدا تعالیٰ اپنے مرسلین کے سلسلہ کو ترقی اور تازگی عطا فرماتا ہے...... ہماری جماعت کے متعلق خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے وعدے ہیں کوئی انسانی عقل یا دور اندیشی یا دنیوی اسباب ان وعدوں تک ہم کو نہیں پہنچا سکتے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی سب اسباب مہیا کر دے گا تب یہ کام انجام کو پہنچے گا۔ اگر بالفرض ہماری جماعت کی تعداد بیس پچیس لاکھ تک پہنچ کر ٹھہر جائے تو پھر بھی کیا ہے' کچھ بھی نہیں۔ (حالانکہ پچاس سال میں تعداد پنجاب میں پچپن ہزار اور کل ہندوستان میں پچھتر ہزار کے قریب پہنچی ہے للمؤلف) اتنی تعداد تو سکھوں کی بھی ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں ساری دنیا اس جماعت سے بھر جائے۔ اور یہ انسان کا کام نہیں۔ انسان کی زندگی کا تو ایک دم کا اعتبار نہیں۔ وہ کیا کر سکتا ہے۔ لیکن خدا سب کچھ کر سکتا ہے۔ در اصل بڑا معجزہ یہی ہے کہ فرستادہ کی علت غائی باطل نہ ہو جائے‘‘۔ محمد صادق قادیان یکم اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(قادیانی اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۳۰ ص ۲ مورخہ ۳۔ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

(۶) دنیا کا چارج

’’پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا۔ بلکہ لانیوالا خدا ہے۔ اس لئے تمہیں آنے والوں کا معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیئے‘‘۔

(میاں محمود احمد کا خطبۂ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۴۷/ ۴۸ مورخہ ۲۷ فروری ۲ مارچ ۱۹۲۲ء)

(۷) قادیانی امیدیں

’’غرض ہر قوم ہر طبقہ اور ہر ملک میں گھبراہٹ اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسی جماعت ہے جو اپنے مذہب پر پکی اور امید و یقین سے پر ہے تو وہ احمدی جماعت ہے۔ وہ لوگ جو واقع میں حضرت مسیح موعود (مرزا) پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ سمجھتے اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ سب کچلے جائیں گے۔ صرف ہم باقی رہیں گے۔ ہر ایک کو موت نظر آ رہی ہے اور صرف ہم کو زندگی دکھائی دے رہی ہے۔ کیونکہ ہمارے متعلق ہی کہا گیا ہے ’’آسمان سے کئی

تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا''۔ پس دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں گی۔ مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت دی جائے گی۔ حکمران ڈر رہے ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی۔ مگر ہم خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائے گی''۔

(میاں محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۵ نمبر ۷۸ ص ۶ مورخہ ۳۔ اپریل ۱۹۲۸ء)

(۸) پُرفریب نام

''چند ماہ سے قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم سیاسیات میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں اور ان کی طرف سے تحفظ حقوق مسلمین کے پُر فریب نام سے نہایت مشتبہ کارروائیاں کی جارہی ہیں اور اس سلسلہ میں بعض نہایت عجیب وغریب باتیں معلوم ہوئیں اور جستجو پر بہت سے خوفناک اور رنجیدہ انکشافات بھی ہوئے''۔

(لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۳۰ء)

(۹) سیاسیات میں برتری

''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں سیاسیات میں بھی ایسی ہی برتری عطا کی جیسی دوسرے امور میں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمیں جو کچھ ملتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتا ہے۔ ہماری اپنی قابلیتوں کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اب بیسیوں بڑے بڑے سیاست دان یورپ اور ہندوستان کے لوگوں کی تحریریں موجود ہیں جن میں تسلیم کیا گیا ہے کہ ہم نے ہندوستان کے نظم ونسق کے متعلق جو رائے پیش کی ہے وہ بہت صائب ہے''۔

(تقریر میاں محمود احمد جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۸۲ ص ۵ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۱ء)

(۱۰) ماں رات کو فوت ہوگئی

''آج کل احمدیوں کی جس قدر مخالفت ہو رہی ہے ابتدا میں بھی شاید اتنی نہ ہوئی ہو اور یہ صحیح بھی ہے۔ مگر جماعت بوجہ ان فتوحات کے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے نصیب ہو رہی ہیں اسے محسوس نہیں کرتی اس کی حالت اس بچے کی سی ہے جس کی ماں رات کو فوت ہو گئی صبح کو جب اٹھا تو اسے پیار کرنے لگا اور ہنسنے لگا پھر بھی جب وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئی تو اس نے محبت سے اس کے منہ پر چپت ماری اور یہی سمجھتا رہا کہ یوں ہی چپ ہے حتیٰ کہ جب اسے دفن کرنے کے لئے لے جانے لگے تب اسے معلوم ہوا کہ اس کی نہایت ہی محبوب

چیز ہمیشہ کیلئے اس سے چھڑا دی گئی ہے' اسی طرح جماعت کے وہ ناواقف دوست جو سلسلہ کے حالات سے آگاہ نہیں اور مخالفت کی شدت جن آنکھوں کے سامنے نہیں وہ بھی سمجھ رہے ہیں کہ کیا پروا ہے' ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے مگر جس جماعت کو میں یا جماعت کے دوسرے لوگ دیکھتے ہیں وہ اس سے ناواقف ہیں۔

سب بڑے اور چھوٹے اس وقت ہماری مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ احمدیت کی ابتدا میں انگریز مخالف نہ تھے۔ سوائے چند ابتدائی ایام کے کہ جب وہ مہدی کے لفظ سے گھبراتے تھے مگر اب تو وہ بھی مخالف ہو رہے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو جماعت کی خدمات کو سمجھتے ہیں باقی تو باغیوں سے بھی زیادہ غصے سے ہمیں دیکھتے ہیں اور اگر انگریزوں کا فطری عدل مانع نہ ہوتا تو شاید وہ ہمیں پیس ہی دیں۔ پھر وہ لوگ جو پہلے سیاسی کاموں کی وجہ سے ہمارے مداح تھے ان میں سے بھی کچھ تو کھلے طور پر اور کچھ مخفی طور پر ہماری مخالفت میں لگ گئے ہیں۔ بعض تو صاف احراریوں سے مل گئے ہیں ان کی مجالس میں جاتے ہیں۔ ان کے لئے چندے جمع کرتے ہیں اور چند گنتی کے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب نے یہی طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔

پھر خود ہمارے اندر منافقوں کا ایک جال ہے جو تھوڑے عرصے کے بعد ظاہر ہوتے رہتے ہیں وہ کبھی جھوٹی خبر شائع کرتے ہیں کبھی جھوٹی باتیں بنا کر دوسروں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں' قرآن کریم میں انہیں کے متعلق آتا ہے۔ **والمرجفون فی المدینة** کوئی اچھا کام نہیں جس پر وہ اعتراض نہ کریں اور کوئی نیک آدمی نہیں جس پر الزام نہ لگائیں یہ اندرونی دشمن ہیں جو باہر والوں سے زیادہ خطرناک ہیں کیونکہ ان کی باتیں سننے والا سمجھتا ہے یہ بھی آخر احمدی ہیں مخلص ہیں اور اس وجہ سے ان کے دھوکا میں آجاتا ہے۔ ان کی ایسی حرکات سے اپنوں کے اندر بے چینی پیدا ہوتی ہے اور دشمن دلیر ہوتے ہیں۔

ان سب چیزوں کو دیکھ کر میں تو ایسا محسوس کرتا ہوں کہ گویا ایک چھوٹی سی جماعت کو چاروں طرف سے ایک فوج گھیرے چلی آ رہی ہے اور قریب ہے کہ اس کے نکلنے کیلئے ایک انچ بھی جگہ باقی نہ رہے ایک زلزلہ ہے جو اگرچہ ظاہر تو نہیں ہوا مگر زمین کے نیچے خوفناک آگ شعلہ زن ہے۔ یہ صحیح ہے کہ الٰہی سلسلوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سب ہمارے لئے کچھ نہیں لیکن اگر یہ فتنے جماعت کو کمزور بھی کر دیں تو وہ امانت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے سپرد ہے اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ضرور ہے

اور جس طرح دودھ زمین پر گر جانے کے بعد اٹھایا نہیں جا سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا نور ایک دفع ضائع ہو جانے کے بعد پھر اسے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس کے لئے نئی جماعتیں ہی قائم ہوا کرتی ہیں اور نئے نبی مبعوث ہوتے ہیں"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل ج۲۱ نمبر ۱۱۰ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء)

(۱۱) قادیانی واویلا

"ہم کو فخر تھا کہ ہم نے پوری کوشش کر کے ملک میں امن قائم رکھا ہے اور ملک میں ایسی داغ بیل ڈال دی ہے کہ فساد مٹ جائے۔ مگر حکومت نے ہماری اس عمارت کو گرا دیا ہے اور ہمارے نازک احساسات مجروح کئے گئے ہیں ہمارے دل زخمی کر دیئے گئے ہیں۔ ہم نے کسی کا کچھ نہیں بگاڑا کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ مگر حکومت اور رعایا خواہ مخواہ ہماری مخالف ہے۔ اور مسیح ناصری کا قول بالکل ہمارے حسب حال ہے کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے گھونسلے۔ مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں"۔

(میاں محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۴ ص ۱۲ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

(۱۲) عام ناراضگی

"غرض ہر قوم نے آج چاہا کہ ہمیں کچل دے ایک طرف دنیا کی تمام طاقتیں جمع ہیں۔ احراری بھی ہیں۔ پیرزادے بھی ہیں۔ جمعیۃ العلماء بھی ہے۔ اہل حدیث بھی ہیں۔ دیو بندی بھی ہیں' قادیان کے منافق بھی ہیں اور قادیان کے بعض آریہ اور سکھ بھی ہیں۔ پھر آریہ اخبارات بھی ہیں۔ پادری بھی ان کے ہم نوا ہیں۔ شاعر اور فلاسفر بھی ان کے ساتھ ہیں۔ سیاست دان بھی ان کے ساتھ ہیں عہدیدار بھی اُن کے ساتھ ہیں اور حکومت بھی اپنا زور ان کی تائید میں خرچ کر رہی ہے گویا دنیا اپنی طاقتیں احمدیت کے کچلنے پر صرف کرنے کے لئے آمادہ ہو رہی ہے......"

(میاں محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۷۶ ص ۳ مورخہ ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء)

(۱۳) قریب دو سال

"آپ لوگ قریباً دو سال سے جس وقت کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ اور بوقت ضرورت جن قربانیوں کے لئے تیاری کے پر جوش وعدے کرتے رہے ہیں ان کا وقت آن

پہنچا ہے۔ اب آپ کو شاید ایسے مواقع بہت کم ملیں گے کہ کسی جلسہ میں جمع ہو کر نعرے لگادیں اور پرزور الفاظ میں سلسلے کی خاطر ہر قربانی کا وعدہ کر کے گھروں کو چلے جائیں بلکہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آپ کو عملاً قربانیاں کرنی پڑیں گی اور خدا کی راہ میں ممکن ہے آپ میں سے بعض کو جانیں دینی پڑیں۔ حکومت کی طرف سے انتہائی سزاؤں کا مورد بننا پڑے اور دشمنوں کی طرف سے ہر قسم کی ایذاؤں کا متحمل ہونا پڑے"۔

(قادیانیوں کی نیشنل لیگ قادیان کا ایک اجلاس عام۔ تقریر میاں محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۴۰ ص ا مورخہ ۱۶۔ اگست ۱۹۳۵ء)

(۱۴) مسلم لیگ کا حلف نامہ

"اب تو مسلم لیگ نے بھی جس کے ممبر آزاد خیال اور روادار سمجھے جاتے ہیں اور ہندوستان کی ذہنی روح تصور کئے جاتے ہیں ایک حلف نامہ تیار کیا ہے کہ جو ان کی طرف سے اسمبلی کے لئے امیدوار کھڑا ہو وہ یہ حلف اٹھائے کہ میں اسمبلی میں جا کر احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت منظور کرانے کی کوشش کرونگا"۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح ج ۲۴ نمبر ۶۰ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۶ء)

(۱۵) بے عملی کا شکوہ

"پس میں اپنی جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم باتیں کرتے ہو مگر کام نہیں کرتے۔ یہاں مجالس شوریٰ ہوتی ہے دھڑلے سے تقریریں کی جاتی ہیں۔ لوگ رو بھی پڑتے ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کلیجہ باہر آنے لگا ہے مگر جب یہاں سے جاتے ہیں تو سست ہو جاتے ہیں۔ لوگ چندے لکھواتے ہیں مگر دینے کے لئے نہیں بلکہ لوگوں میں نام پیدا کرنے کے لئے وہ کہتے ہیں کہ ہم احمدیت کے لئے ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں مگر وہ قربانی کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۲ ص ۹ مورخہ ۲ جولائی ۱۹۳۶ء)

(۱۶) اندرونی ابتری

"باقی رہیں دوسری قربانیاں ۔ ان کا بھی یہی حال ہے۔ ابھی تک میں یہی سنتا ہوں کہ فلاں کی فلاں سے لڑائی ہے۔ حتیٰ کہ نماز بھی الگ پڑھی جاتی ہے۔ ایک دوست نے

سنایا کہ ایک جگہ پانچ احمدی ہیں اور پانچوں الگ الگ نماز پڑھتے ہیں ...... میں نے بارہا کہا ہے کہ خدا کی عبادت میں ایسا نہ کرو۔ مگر بعض لوگوں پر ایسی لعنت برسی ہے کہ ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا...... پھر میں نے توجہ دلائی ہے کہ صلح کرو اور آپس میں محبت پیدا کرو مگر اس کی طرف بھی پوری توجہ نہیں کی جاتی۔ غرض کہ جماعت کا ایک معتد بہ حصہ ایسا ہے۔ یہ نہیں کہ ساری کی ساری جماعت ایسی ہے مگر غرباء میں بھی اور امراء میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ہمارے ملک میں اس عام مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ لوگ وعظ مزے لینے کے لئے سنتے ہیں۔ عمل کے لئے نہیں۔ اگر عمل کے لئے سنتے تو آج تک ولایت اور سلوک کی کئی منازل طے کر چکے ہوتے (گویا واعظ صاحب خود طے کر چکے ہیں۔ للمؤلف) مگر وہ مزے لینے کے لئے سنتے یا اخبار میں پڑھتے ہیں"۔ (وعظ ہوتے بھی ہیں مزیدار۔ کیا کیا جائے اگر کسی کو بے اختیار مزہ آ جائے۔ للمؤلف)

(میاں محمود احمد کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷۰ ص ۵ تا ۷ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۳۶ء)

(۱۷) خلافت کی شکایت

"میں نے ہمیشہ بتایا اور اب بھی دو سال سے متواتر بتاتا چلا آ رہا ہوں کہ خلافت کی غرض وغایت کچھ نہ کچھ ضرور ہونی چاہیے اور جب کوئی شخص خلیفہ کی بیعت کرتا ہے تو اس کی بیعت کے بھی کوئی معنی ہونے چاہئیں، مگر تم بیعت کے بعد اور میرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے بعد میری سنتے ہی نہیں اور اپنی ہی کہے چلے جاتے ہو۔ تو ایسی بیعت کا فائدہ ہی کیا۔ اس صورت میں تو ایسی بیعت کو تہہ کر کے الگ پھینک دینا زیادہ فائدہ مند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ انسان دنیا میں بھی ذلیل ہو اور خدا تعالیٰ کی نظر میں بھی لعنتی بنے ...... پس سچی قربانی کرو اور لغو باتیں چھوڑ دو کہ خدا تعالیٰ فضول اور لغو باتوں سے خوش نہیں ہوتا۔ یہ باتیں میں نے اتنی بار کہی ہیں کہ اب کہتے کہتے میرا گلا بھی اس قدر متورم اور زخمی ہو چکا ہے کہ خطبہ جمعہ اور اس کے بعد نماز میں قرات بھی بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتا اور گلا بیٹھ جاتا ہے۔

پس میں تو اب اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل سے ایسے لوگ مجھے عطا کرے جو سچے طور پر میری باتیں سن کر ان پر عمل کرنے والے ہوں، مجھے اس سے کیا فائدہ کہ لاکھوں آدمی میرے ساتھ ایسے ہوں جو میری باتوں پر عمل کرنے والے نہ ہوں۔ سچے مومن

تو میرے ساتھ اگر دس بیس ہوں تو وہی لاکھوں آدمیوں سے میرے لئے زیادہ خوشی کا موجب ہوسکتے ہیں"۔

(میاں محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۹۹ ص ۴ و ۹ مورخہ ۲۵ جون ۱۹۳۶ء)

(۱۸) اثر کا اعتراف

"ہمیں نظر یہ آتا ہے کہ ہم دشمن کے عمل سے متاثر ہو رہے ہیں اور اس کی غلطیاں بار بار ہمارے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتی ہیں ہم میں سے جو کمزور لوگ ہیں بسا اوقات وہ ان غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور دشمن کے بداثرات سے متاثر ہو جاتے ہیں ...... دشمن ہمارے گھروں میں گھس گھس کر ہماری جماعت کے نوجوانوں اور کمزور طبع لوگوں میں نقص پیدا کرتا رہتا ہے اور ہمارا سارا وقت اس اندرونی نقص اصلاح میں ہی صرف ہو جاتا ہے"۔

(میاں محمود احمد ی کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷۹ ص ۳۔۴ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۱۹) اکثر

"اب تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شیطان آتا ہے اور ہمارے ایک آدمی کو بہکا کر لے جاتا ہے ہم سارا دن اس کی تلاش اور جستجو میں لگے رہتے ہیں لیکن جب شام ہونے کے قریب ہوتی ہے اور ہم اسے تلاش کر کے واپس لا رہے ہوتے ہیں تو ہمیں آواز آتی ہے کہ ہم میں سے دو اور آدمیوں کو شیطان بہکا کر اپنے ساتھ لے گیا ہے پھر ہم ان کی تلاش میں نکلتے ہیں تو آواز آتی ہے کہ فلاں آدمی کو بھی شیطان پکڑ کر لے گیا ہے۔ غرض ہم میں اور شیطان میں ایک جنگ جاری ہے اور جنگ بھی ایسی کہ جس میں ہماری مثال دشمن سے بھاگے ہوئے شکست خوردہ لوگوں کی سی ہے۔ ہم ایک بچاتے ہیں تو دشمن دو کو لے جاتا ہے۔ ہم دو کو بچاتے ہیں تو وہ تین آدمی لے جاتا ہے ہم تین کو بچاتے ہیں تو وہ چار کو لے جاتا ہے"۔

(میاں محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷۹ ص ۴۔۵ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۲۰) ایک' دوسرا' تیسرا

"ایک شخص مرتد ہوتا ہے۔ پھر دوسرا مرتد ہوتا ہے۔ پھر تیسرا مرتد ہوتا ہے۔ مگر آج تک کسی بھلے مانس نے یہ نہیں بتایا کہ اس کے ارتداد کے وجوہات کیا ہیں۔ غالباً اُن کے زعم میں کوئی ایسی ہی نجس' ناپاک اور گندی وجوہات ہیں جن کے اظہار میں انہیں خود بھی شرم محسوس

ہوتی ہے۔ ورنہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک شخص مرتد ہو اور پھر وہ اپنے ارتداد کے وجوہ نہ بیان کر سکے" (قیاس صحیح معلوم ہوتا ہے۔ غالبًا وجوہ ناگفتہ بہ ہوں گے تاہم بعض نے اخلاقی جرأت سے کام لے کر وجوہ کی طرف اشارہ کیا لیکن وہ اشارہ سخت ناگوار ثابت ہوا۔ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی تازہ مثال بہت سبق آموز ہے۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۵۸ ص ۳ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۷ء)

(۲۱) فرار بے قرار

"غرض عقیدے کی جنگ میں جہاں ہم نے دشمن کو ہر میدان میں شکست دی اور نہ صرف میدانوں میں اس کو شکست دی بلکہ اس کے گھروں پر حملہ آور ہوئے اور ہم نے اسے ایسا لتاڑا ایسا لتاڑا کہ اس میں سر اٹھانے کی بھی تاب نہیں رہی۔ دشمن کے ہر گھر میں گھس کر ہم نے اس کے باطل عقائد کو کچلا اور اسے ایسی کھلی شکست دی کہ دشمن کے لئے اس سے زیادہ کھلی اور ذلت کی شکست اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ وہاں عمل کے میدان میں ہم دشمنوں میں محصور ہو گئے۔ اور ہمارے لئے ان سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں آدمی وہ ہم میں سے نقائص اور عیوب میں مبتلا کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہم ایک جگہ سے بھاگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دوسری جگہ امن ملے گا مگر وہاں بھی نقص آموجود ہوتا ہے پھر وہاں سے بھاگ کر تیسری طرف جاتے ہیں تو وہاں بھی دشمن موجود ہوتا ہے تیسری جگہ سے بھاگ کر چوتھی جگہ جاتے ہیں تو اس جگہ بھی دشمن ہمارے مقابلہ کے لئے موجود ہوتا ہے۔ گویا جس طرح چاروں طرف جب آگ لگ جاتی ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے اور وہ نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کیا کرے۔ یہی اس وقت ہماری حالت ہے"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیاں کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۲۷۹ ص ۵ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۲۲) سچی تصویر

"ابھی تو ہم اس شخص کی طرح پریشان پھر رہے ہیں جو بغیر سواری اور کسی ساتھی کے ایک مہیب اور پر خطر جنگل میں بھٹک جائے اور اسے اپنی منزل مقصود پر پہنچنے کا راستہ نہ ملے ہم بھی حیران و پریشان ایک ایسی زمین میں پھر رہے ہیں جس میں نہ کوئی انیس ہے نہ

جلیس، نہ سواری ہے نہ ٹھہرنے کا مقام۔ ایسی حالت کے ہوتے ہوئے خالی عقیدوں کو ہم نے کیا کرنا ہے۔ اور ان سے دنیا میں کیا تغیر ہو سکتا ہے"۔

(میاں محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۲۷۹ ص ۶ مورخہ ۲ جون ۱۹۳۶ء)

(۲۳) آدھی چوتھائی یا کم

"ذاتی طور پر مجھے اس بات کا قطعاً درد محسوس نہیں ہو سکتا اگر ہماری جماعت موجودہ تعداد سے گھٹ کر آدھی رہ جائے یا چوتھا حصہ رہ جائے یا اس سے بھی زیادہ گر جائے کیونکہ میں اس یقین پر ہوں کہ مخلصین وہ کچھ کر سکتے ہیں جو تعداد نہیں کر سکتی"۔

(میاں محمود احمد کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۶۹ ص ۳ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۹ء)

(۲۴) اقلیت کی ضرورت

"اس سلسلہ میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) نے حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اقلیت بھی بیکار نہیں ہوتی اور گورنمنٹوں پر ایسے اوقات آتے ہیں جب انہیں اقلیتوں کی امداد کی ضرورت ہوتی ہے حکومت کو بہت جلد ایک بہت بڑی جنگ پیش آنے والی ہے اگر ہمارے ساتھ اس کا یہی رویہ رہا جواب ہے، تو اس وقت بحیثیت جماعت ہم کوئی امداد نہ دیں گے بلکہ ایک تماشائی کی حیثیت سے الگ رہ کر تماشہ دیکھیں گے"۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۳۰۲ ص ۱ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۷ء)

(۲۵) کانگریس اور مسلم لیگ

"اس کے بعد حضور (میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) نے ملکی سیاست کا ذکر فرماتے ہوئے اس سوال پر روشنی ڈالی کہ جماعت احمدیہ کو کانگریس میں شریک ہونا چاہئے یا مسلم لیگ میں۔ حضور نے فرمایا ابھی تک ہم نے اس بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی اور نہ ابھی کوئی دوست رائے قائم کریں، کانگرس جب تک علی الاعلان بغیر کسی پیچ اور بغیر شک وشبہ یہ اعلان نہیں کرتی کہ تبلیغ مذہب اور تبدیلی مذہب پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں ہوگی اس وقت تک ہم کانگرس سے نہیں مل سکتے اسی طرح مسلم لیگ یہ کہہ چکی ہے کہ کوئی احمدی اس کا ممبر نہیں ہو سکتا پھر کون بے غیرت احمدی ہے جو اس میں شامل ہو جب تک کہ لیگ صاف طور پر یہ اعلان نہ کر دے کہ احمدی مسلم لیگ کے ممبر ہو سکتے ہیں مسلمانوں کے حلقوں سے امیدوار کے

طور پر کھڑے ہو سکتے ہیں"۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۳۰۳ ص ۲ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۹۳۷ء)

(۲۶) ذلیل وخوار

"ہم ذلیل اور حقیر وجود ہیں اور آخر ایک غیر حکومت کے تابع ہیں اور ایک کمزور جماعت کا فرد ہونے کے لحاظ سے اور ایک چھوٹی سی اقلیت کا ممبر ہونے کے سبب سے ہمیں نہ کوئی دنیاوی وجاہت حاصل ہے جس کی کوئی قیمت سمجھی جائے اور نہ کوئی سیاسی رتبہ حاصل ہے جس کا کوئی لحاظ کیا جائے"۔

(میاں محمود احمد کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۸ ص ۲ مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۳۸ء)

(۲۷) سلسلہ کی عمر

"ہمارے سلسلہ کو قائم ہوئے تقریباً 48 سال ہو گئے۔ اب دو سال میں پچاس سال کی مدت ختم ہو جائیگی"

(ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ للمؤلف)

(میاں محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۷۶ ص ۱ مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۷ء)

....

ضمیمہ اول

قادیانی فریقین

قادیانی جماعت لاہور و جماعت قادیان

۳نومبر ۱۹۳۶ء کو جو اخبار پیغام صلح لاہور (ج ۲۴ نمبر ۷۰) شائع ہوا اس میں قادیانی فرقہ کی لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب قادیانی کا خطبہ جمعہ اوران کے رفیق کار ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی کا ایک مضمون درج ہے دونوں صاحبان نے ہماری تالیف ''قادیانی مذہب'' کا ذکر کیا ہے جو کوئی چاہے اپنے خیال کے مطابق کتاب پر رائے زنی کرسکتا ہے اور لوگ کتاب پڑھ کر تصفیہ کر سکتے ہیں کہ وہ رائے کہاں تک اصلیت پر مبنی ہے۔ لیکن اس کتاب کے سلسلہ میں اس جماعت نے جس ذہنیت کا اظہار کیا ہے وہ بہت سبق آموز ہے چونکہ خود انہوں نے کتاب کے حوالہ سے قادیانی اور لاہوری جماعت کی بحث چھیڑی ہے۔ مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس بحث کی حقیقت واضح کر دی جائے۔

ابتداء میں جب یہ کتاب ''قادیانی مذہب'' اور اس کے متعلقہ رسالے شائع ہوئے تو لاہوری جماعت کی طرف سے ایک ذمہ دار رکن نے بذریعہ خط وکتابت سلسلہ جنبانی شروع کی' کہ دراصل قادیانی جماعت سب خرابیوں کی ذمہ دار ہیں۔ جس سے لاہوری جماعت بھی بیزار ہے۔ لہٰذا اس جماعت کی جس قدر بھی تردید کی جائے۔ اس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہے۔ اس کار خیر میں لاہوری جماعت بھی ساتھ دینے کو تیار ہے۔ ایسی صورت میں قادیانی جماعت کو جو مرزا صاحب کا پیرو اور مخلص پیرو قرار دیا گیا ہے۔ وہ سراسر ظلم ہے۔ البتہ مرزا صاحب کی قلمی لغزشیں قابل درگذر ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی لاہوری جماعت کے کارنامے قابل داد ہیں لاہوری جماعت کی طرف سے اس مضمون کے خطوط متواتر پہنچے۔ چنانچہ خطوط کے چند اشارے ملاحظہ ہوں۔

(۱) ...... ''معلوم ہوا کہ جس طرح دیگر علاقہ جات میں قادیانیوں نے اپنے گمراہ کن عقائد اور مخالف اسلام سیاست کی وجہ سے سلسلہ کو بدنام کر رکھا ہے۔ یہی حال آپ کے ہاں بھی ہے۔ آپ کو غالباً اچھی طرح علم ہوگا کہ ہمیں شروع سے ہی ان کی مذہبی اور سیاسی روش سے اختلاف رہا ہے ہماری جماعت نے آج تک کسی ایسی سیاسی تحریک میں کبھی بھی حصہ نہیں لیا۔ جو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہو'' (۲۸ فروری ۱۹۳۴ء)

(۲) ...... اگر قادیانی ایسے گندے عقائد نبوت اور تکفیر مسلمین کے جاری نہ کرتے تو جماعت میں تفرقہ کیوں پیدا ہوتا حضرت مرزا صاحب کے صحبت یافتہ لوگوں نے یہ پسند نہ کیا کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف ایسے فاسد عقائد منسوب ہیں۔ اس لئے قادیان چھوڑ کر لاہور چلے آئے حضرت مرزا صاحب کی شخصیت کو چھوڑ کر اگر آپ قادیانیوں کی تردید کریں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ کیونکہ ان کے عقائد اسلام کی بیخ کنی کرنیوالے ہیں اور عملاً رسالت محمدیہ کو منسوخ کرنے والے ہیں''۔

''قادیانیوں کا سیاسیات میں ٹانگ گھسیڑنا بھی مفاد اسلام و مسلمین کے خلاف ہے۔ اس لئے ہم ان کی سیاسی چالوں سے بھی متنفر ہیں۔ (۱۸ مارچ ۳۸ء)

(۳) ...... ''آپ مرزا صاحب کی مخالفت سے باز آ کر قادیانیوں کے غالیانہ عقائد کی تردید کریں۔ جس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہے''۔

''اگر آپ کی تردید قادیانی گروہ تک محدود رہتی تو ہم آپ کے ساتھ تھے''

(۲۸ فروری ۳۴ء)

(۴) ...... '' مجھے ابھی تک آپ کے اس نظریہ کی سمجھ نہیں آئی کہ قادیانی صاحبان جناب مرزا صاحب کے مسلک سے مجموعی طور پر قریب تر ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں کا قول و فعل ہر دو حضرت مرزا صاحب کے مخالف پڑے ہوئے ہیں''۔ (۲۸ فروری ۳۴ء)

(۵) ...... آپ کا یہ کہنا کہ قادیانی حضرت مرزا صاحب سے زیادہ نزدیک ہیں ظلم نہیں تو اور کیا ہے'' (۲۸ فروری ۳۴ء)

(۶) ...... ''عربی مثل ہے کہ تیز گھوڑا بھی نہ کبھی ٹھوکر بھی کھا جاتا ہے اس لئے اتنا لکھنے والا آدمی اگر کسی جگہ تحریر میں ٹھوکر کھا جائے تو قابل درگذر ہوتا ہے۔ ہاں جو اصولی بات ہے اس کے خلاف ہو تو قابل گرفت ہے''۔ (۱۲ مارچ ۳۴ء)

(۷)...... ''قادیانیوں کو چھوڑ کر جن کو گدی بنانے کا الزام دیا جا سکتا ہے۔ ہماری جماعت لاہور کی جو سب سے پہلے اپنی جیبوں سے ہزار ہا روپیہ اشاعت وتبلیغ اسلام کے لئے کئی سالوں سے خرچ کر رہی ہے۔ کونسی ذاتی غرض وابستہ ہے جو لوگ ہم سے ذاتی طور پر واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ دنیاوی طور پر ہم نے اس راہ میں کچھ گنوایا ہی ہے۔ دنیا داروں کی طرح کچھ جائیداد پیدا نہیں کی''۔ (۳ ستمبر ۳۴ء)

غرضیکہ لاہوری جماعت کی طرف سے کافی تفہیم کی گئی کہ ہر طرح قادیانی جماعت ہی ذمہ دار اور قصور وار ہے۔ اس جماعت کی تردید اسلام کی بڑی خدمت ہے۔ اور اس کام میں لاہوری جماعت بھی ہاتھ بٹانے کو آمادہ ہے لیکن جب منصوبہ نہ چل سکا تو لاہوری جماعت نے سکوت اختیار کر لیا۔ بات ختم ہوگئی۔ اب پھر باسی کڑھی میں ابال آیا ہے اخبار میں کتاب کا ذکر نکلا اور اس سلسلہ میں قادیانی اور لاہوری جماعت کی تفریق پر زور دیا گیا تو لازم ہوا کہ بقدر ضرورت معاملات کی صراحت کر دی جائے تاکہ بات صاف ہو جائے اور حقیقت کھل جائے۔

مولوی محمد علی صاحب قادیانی اپنے خطبہ میں شکایت فرماتے ہیں کہ ''جن لوگوں نے اس کتاب (قادیانی مذہب) کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اس میں کوئی ترتیب نہیں ہے۔ نہ کوئی لاہوری اور قادیانی کا امتیاز اور حد بندی ہے۔'' مولوی صاحب غالباً اس کتاب کے مطالعہ کی تاب نہ لا سکے اور نہ ایسے شخص سے رائے حاصل کر سکے جس نے اس کا مطالعہ کیا ہو ورنہ ان کو معلوم ہو جاتا کہ ترتیب ہی اس کتاب کی بڑی خصوصیت ہے اس میں قادیانی اور لاہوری جماعت کا ایسا امتیاز کر دیا گیا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی صاف نظر آ جاتا ہے کہ کونسی جماعت مرزا صاحب کی تعلیم پر ثابت قدم ہے اور کون سی جماعت منافقت میں مبتلا ہے یہی امتیاز اور وضاحت تو لاہوری جماعت کے واسطے سب سے زیادہ تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے کہ اصل حقیقت کھل گئی۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنے مضمون میں زیادہ کھلے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ''ہم ہزار بار لکھ چکے ہیں کہ ہم مرزا غلام احمد کی امت نہیں ہم محمد رسول اللہ صلعم کی امت ہیں ...... مرزا غلام احمد کی امت ہمیں قرار دیا جانا کہاں تک انصاف پر مبنی ہے شاید یہ کہا جائے کہ ہماری مراد اس سے مرزا محمود احمد اور قادیانی جماعت ہے تو پھر ان کا فرض تھا کہ قادیانیوں سے ہمیں الگ رکھتے، صاف طور پر یہ لکھتے کہ لاہوری جماعت ان لوگوں سے علیحدہ ہے۔ مثل مشہور ہے

"جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے" خود لاہوری جماعت نے دعوے کے طور پر تسلیم کرلیا کہ وہ مرزا صاحب کی امت سے خارج ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب نے اپنی جماعت کو اپنی امت سے بھی تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ لاہوری جماعت کو بھی اعتراف ہے کہ اگر کوئی مرزا صاحب کی امت مراد ہوسکتی ہے تو وہ بقول ان کے مرزا محمود احمد اور قادیانی جماعت ہے اور وہ قادیانی جماعت سے اس درجہ مغائر ہیں کہ چاہتے ہیں بات بات پر اعلان ہوتا رہے کہ وہ الگ ہیں الگ ہیں الگ ہیں۔

بایں ہمہ لاہوری جماعت کا ادعا ہے کہ وہ مرزا صاحب کی سچی پیرو اور اس کا امیر مرزا صاحب کا حقیقی جانشین ہے۔ نیز یہ کہ قادیانی جماعت مرزا صاحب کی تعلیم سے گذر کر غلط راستہ پر جارہی ہے۔ اور اس کا خلیفہ اس گمراہی کا علمبردار ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے پیرو کم از کم نوے فیصدی قادیانی جماعت میں اور زیادہ سے زیادہ دس فیصدی لاہوری جماعت میں شریک ہیں اور لطف یہ کہ ابتداء میں جماعت بندی کے وقت لاہوری جماعت کا غلبہ تھا۔ بعد کو لاہوری جماعت گھٹی تو قادیانی جماعت بڑھی' حتی کہ آج لاہوری جماعت بھی اس کا غلبہ کراہت کے ساتھ تسلیم کرتی ہے۔ اب اگر لاہوری جماعت کا دعویٰ درست ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ چند ہی سال میں مرزا صاحب کے پیرووں میں کثیر جماعت نے بسرعت مرزا صاحب کی تعلیم فراموش کر کے گمراہی اختیار کر لی اور قلیل جماعت ان کی تعلیم پر قائم رہ سکی۔ سو وہ بھی روبہ زوال ہے۔ قادیانی جماعت کے خلیفہ میاں محمود احمد صاحب اس عام گمراہی کے بانی قرار دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ مرزا صاحب کے فرزند دلبند ہیں۔ جن کے متعلق مرزا صاحب نے فخریہ انداز میں بشارتیں دی ہیں اس کے برعکس لاہوری جماعت کے امیر مولوی محمد علی صاحب مرزا صاحب کی تعلیم کے محافظ اور معلم بتائے جاتے ہیں جن کی عقیدت مندی اور استقامت کے متعلق مرزا صاحب اپنی زندگی میں شکایت کی حد تک بے اطمینانی ظاہر کر چکے ہیں۔

اگرچہ لاہوری جماعت اس فیصلہ پر چراغ پا ہوتی ہے۔ لیکن حقیقت پر کہاں تک پردہ ڈال سکتی ہے کہ فی الواقعہ قادیانی جماعت مرزا صاحب کی تعلیم بلاکم وکاست قبول کرتی ہے اور مرزا صاحب سے خاص خلوص رکھتی ہے۔ اس کے مقابل لاہوری جماعت مرزا صاحب کی تعلیم میں ترمیم وتخفیف کر کے اس کو اپنی مصلحتوں کے تابع رکھنا چاہتی ہے اور اپنی

صوابدید کی حد تک مرزا صاحب کی بابت اظہار عقیدت کرتی ہے۔

لاہوری جماعت نے اپنی حیثیت اس چمگادڑ کی سی بنا رکھی ہے جو چاہتی تھی کہ پرندوں میں پرندہ شمار ہو اور چوپایوں میں چوپایہ بنی رہے۔ ایک طرف تو اس کی یہ کوشش ہے کہ مسلمان اس کو اپنی جماعت سمجھیں اور دوسری طرف یہ کہ قادیانی اس کو اپنی جماعت مانیں۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اس کی مالی اور اخلاقی مدد کرتے رہیں اور وہ مصلحت آمیزی سے قادیانی تعلیم کی تبلیغ کرے۔ چنانچہ اب تک یہی ہوتا رہا ہے۔ اور وہ چاہتی تھی کہ یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رہے۔ لیکن انجام وہی ہوا جو منافقت کا ہوا کرتا ہے۔ مسلمان بھی بیدار و خبردار ہوگئے اور قادیانی بھی بیزار نظر آتے ہیں۔ غدار سمجھتے ہیں ؏

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

لاہوری جماعت کی مصلحت آمیزیاں تو اس درجہ واضح ہو چکی ہیں کہ قادیانیت کے متعلق ان کی کتابیں نہ قادیانیوں میں معتبر شمار ہوتی ہیں اور نہ مسلمانوں میں۔ ان کا بیشتر مصرف یہ ہے کہ لاہوری جماعت کے نفاق کا ثبوت دیں۔ لطف یہ کہ خود لاہوری جماعت کے اکابر کی بھی قدیم تحریریں جب کہ مصلحت آمیزی شروع نہ ہوئی تھی۔ قادیانی جماعت کے موجودہ عقائد سے متفق ہیں۔ ان تحریرات کی بابت جو عذرات کئے جاتے ہیں وہ بدتر از گناہ معلوم ہوتے ہیں مثلاً امیر جماعت لاہوری مولوی محمد علی صاحب جب اپنی سابقہ تحریرات کا انکار نہ کر سکے اور کوئی تاویل بھی نہ کر سکے تو ان کی زد سے بچنے کے لئے کیسے بھولے بن گئے۔ فرماتے ہیں۔

’’اگر آپ احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق کوئی فتویٰ دینا چاہتے ہیں۔ تو جماعت کے مطبوعہ عقائد آپ کے سامنے ہیں۔ تیس سال قبل کی میری ذاتی تحریرات سے ان کا کوئی تعلق نہیں ان عقائد کی بنا پر ان پر جو فتوے دینا چاہیں دیں۔ اگر ذاتی طور پر مجھ پر فتوے کا سوال ہے تو ایسا کفر کا فتویٰ جس کو تیس سال قبل کی تحریروں سے سہارا دینے کی ضرورت ہو شاید ہی مفید ثابت ہو سکے‘‘۔ (اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۸ بابت ۲ فروری ۱۹۳۶ء)

گویا کنایتہً مولوی محمد علی صاحب قادیانی تسلیم کرتے ہیں کہ تیس سال قبل خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی حیات اور صحبت میں ان کے جو عقائد تھے۔ اور جن کو وہ شائع بھی کرتے تھے۔ تکفیر کا موجب ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس دوران میں ان کے عقائد بالکل بدل گئے گویا کہ وہ مسلمان ہو گئے۔ لیکن پھر بھی وہ مرزا صاحب کے کامل متبع رہے اور اب بھی قادیانی

جماعت لاہور کے امیر ہیں۔

معشوق مابمشرب ہر کس موافق است
باما شراب خورد و بزاہد نماز کرد

قادیانی نوحوں میں معمولاً جو مقطع کا بند رہتا ہے وہی اس مضمون میں بھی درج ہے یعنی ہم نے دین کے ایسے خدمات انجام دیئے اور مسلمان ہم سے مدتوں خوش اور مطمئن رہے ہمارے مدد معاون رہے تو پھر ہم پر کیوں گرفت کی جاتی ہے۔ ہم سے کیوں باز پرس کی جاتی ہے یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے خاص کر جدید تعلیم یافتہ طبقہ نے قادیانیوں پر بالعموم اور لاہوری جماعت پر بالخصوص مدتوں اعتماد کیا۔ اور ہر طرح مالی و اخلاقی امداد کی۔ حسن ظن اور وسعت اخلاق کا پورا ثبوت دیا۔ لیکن اصلیت آخر کہاں تک چھپتی بالآخر ثابت ہو گیا کہ دین وملت میں مسلمانوں کے مار آستین کون ہیں۔ اور اس نمائشی دو افروش کا اندرونی منشا کیا ہے۔ متنبہ ہونے پر لامحالہ مسلمان محتاط ہو گئے۔ اور یہی حزم اور احتیاط قادیانی صاحبان کو سخت زہر معلوم ہوتی ہے۔ اور اسی پر واویلا ہو رہی ہے حسن ظن کے زمانے میں مسلمانوں سے جو حسن خدمت کے پروانے حاصل کئے تھے۔ وہ اب ان کے بیدار ہونے پر شکایتاً شائع کئے جا رہے ہیں۔ گویا ایک مرتبہ فریب کھا کر مسلمانوں کو حق نہیں کہ وہ ہوشیار ہوں اور اپنی حفاظت کریں۔

تقریباً تمام مسلم اکابر جنہوں نے مدتوں سطحی واقفیت کی بنا پر قادیانی نمائشات کی خوب داد دی خوب امداد کی حقیقت کھلنے پر چونک پڑی اور اس بیداری کا قادیانیوں کو قلق ہے پرانی عنایات یاد دلا دلا کر قادیانی صاحبان مسلمانوں سے شکوہ کرتے ہیں۔ حالانکہ شکوہ مسلمانوں کو کرنا چاہیے کہ ان کے حسن ظن اور حسن اخلاق سے بیجا فائدہ اٹھایا گیا۔ بہر حال علماء ومشائخ ہی نے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ طبقہ کے سر برآوردہ مسلمانوں نے بھی بخوبی سمجھ لیا۔ اور اقرار کیا کہ قادیانیت واقعی عجیب دام فریب تھا' نہ یوں بھانڈا پھوٹے اور نہ یہ طلسم ٹوٹے' کیسے کیسے باوقار اور صاحب اقتدار مسلمان جو کل تک قادیانیوں کے مداح اور حامی کار تھے۔ آج قادیانیوں سے بیزار ہیں اور اپنی سابقہ معاونت سے شرمسار ہیں لیکن ہم کو قادیانی صاحبان کی طرح اشتہار بازی منظور نہیں اور اس کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ خود قادیانی صاحبان کو اس کا اقرار ہے ملاحظہ ہو۔

''ایک وقت تھا کہ یہ سلسلہ (قادیانی) سب کو کھائے جا رہا تھا۔ دنیا کی نگاہیں بار

بار اٹھتی تھیں کہ حقیقی عامل یہ جماعت پیدا ہو گئی ہے...... اور آج یہ حالت ہے کہ اچھے اچھے لوگ بھی جن کے دل ادھر کھنچے ہوئے تھے وہ نفرت کرنے لگ گئے“۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۴ نمبر ۶۳ مورخہ ۳۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

لاہوری جماعت کی دورخی اب نہیں چل سکتی اتنی مدت چلی یہ بھی تعجب ہے۔ اب اس کو اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنا ناگزیر ہے خواہ وہ یکسوئی سے مسلمان ہو جائے۔ اور تبلیغ اسلام میں لگ جائے اور خواہ وہ جی کڑا کر کے پکی قادیانی بن جائے۔ اور قادیانیت میں کھپ جائے۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا

....

ضمیمہ دوم
بھگوان کرشن قادیانی

(۱) قادیانی تاویلات

قادیانی تحریک کے تین رخ ہیں۔ایک حکومت کی طرف۔ایک مسلمانوں کی طرف اور ایک ہندوؤں کی طرف۔حکومت سے کیسے کیسے تعلقات بڑھائے کام بنائے اور کیوں کر بالآخر کھٹ پٹ ہوگئی اس کی تفصیل ''قادیانی مذہب'' میں اور مختصر کیفیت جابجا اس کتاب میں درج ہے۔علیٰ ہذا مسلمانوں کے مخالف کیا کیا تدبیریں ہوئیں۔کیا کیا کوششیں ہوئیں۔اور کس طرح مدتوں دھوکے میں رہ کر مسلمان بیدار اور خبردار ہوئے۔یہ تفصیل بھی ''قادیانی مذہب'' میں اور اس کی مختصر کیفیت جابجا اس کتاب میں درج ہے۔لیکن ہندوؤں سے جو قادیانی فرقہ معاملہ کرنا چاہتا ہے۔وہ سب سے آخری سودا ہے۔فی الوقت فریقین اس سودے پر بہت آمادہ معلوم ہوتے ہیں۔گرم جوشی سے ہاتھ بڑھ رہے ہیں۔ملا چاہتے ہیں۔دیکھئے یہ سودا کیا رنگ لاتا ہے۔قادیانی ہندوؤں کو جذب کرتے ہیں۔یا ہندوؤں میں جذب ہو جاتے ہیں۔کس کا رنگ غالب رہتا ہے۔

قادیانی ہندو اتحاد کے دو پہلو ہیں۔ایک سیاسی دوسرا مذہبی۔اول سیاسی پہلو کو لیجئے۔کل کی سی بات ہے کہ قادیانی جماعت حکومت کی طرف داری میں کانگریس سے ٹکر لیتی تھی۔اور اپنی اس کارگزاری پر فخر کرتی تھی کانگریس بھی اس سے بیزلد معلوم ہوتی تھی۔چنانچہ خود قادیانی اعتراف ملاحظہ ہو:۔

''پھر یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے؟

ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری ہیں ایک دفعہ قادیان آئے اور

انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال صاحب نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ اگر انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ ہر شخص کا یہ خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے"۔

(میاں محمود احمد خلفیہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۳۱ص ۷۔۸ مورخہ ۶۔اگست ۱۹۳۵ء)

لیکن مدتوں کے مغالطہ کے بعد حال میں جب یہ امر پایہ تحقیق کو پہنچ گیا۔ کہ قادیانی تحریک کا منشاء اور نتیجہ اسلام اور مسلمانوں کا انشقاق و افتراق ہے۔ تو مسلمانوں نے حفاظت خود اختیاری کے طور پر قادیانیوں کو اپنے دائرہ سے خارج کر دیا۔ حتیٰ کہ انجمن حمایت اسلام لاہور اور مسلم لیگ جیسے قومی اداروں نے اس اخراج کا اعلان کر دیا۔ اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں بھی اخراج کا سوال زیر بحث ہے۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال اس تحریک اخراج کے بانی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس بارہ میں مفصل اور مدلل مضامین شائع کئے۔ جو مسلمانوں میں ازحد مقبول ہوئے۔ لیکن کس قدر تعجب ہے کہ قادیانی فرقہ کی حمایت میں پنڈت جواہر لال نہرو صاحب نے ڈاکٹر صاحب موصوف کے مضامین کے جواب شائع کئے۔ اول تو پنڈت جی کو نفس مذہب سے جس قدر اعراض ہے۔ مشہور ہے۔ پھر مذہب اسلام سے کیا تعلق؟ لامحالہ ڈاکٹر سر محمد اقبال یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوئے کہ شاید پنڈت جی کو مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق گوارا نہیں اور چاہتے ہیں کہ قادیانی فرقہ کو تقویت دی جائے تا کہ وہ مسلمانوں میں مذہبی کشمکش کے ذریعے انتشار پیدا کر کے ان کی اجتماعی قوت مٹا دے۔

بہرحال یا تو قادیانی فرقہ کانگریس کا ایسا شدید مخالف تھا یا پنڈت جواہر لال نہرو صاحب بحیثیت صدر کانگریس بتاریخ ۲۹ مئی ۱۹۳۶ء لاہور تشریف لائے تو قادیانی جماعت نے پنڈت جی کے استقبال میں وہ جوش و خلوص کا مظاہرہ کیا کہ سب حیران رہ گئے۔ لیکن خلیفہ قادیان میاں محمود احمد صاحب نے خود ہی اس انقلاب کی وجہ ظاہر فرما دی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"اگر پنڈت جواہر لال نہرو صاحب اعلان کر دیتے کہ احمدیت کو مٹانے کیلئے وہ اپنی تمام طاقت خرچ کر دیں گے جیسا کہ احرار نے کیا ہوا ہے تو اس قسم کا استقبال بے غیرتی ہوتا۔ لیکن اگر اس کے برخلاف یہ مثال موجود ہو کہ قریب کے زمانے میں ہی پنڈت صاحب

نے ڈاکٹر اقبال صاحب کے ان مضامین کا رد لکھا ہے جو انہوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ قرار دیئے جانے کے لئے لکھے تھے اور نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے احمدیت پر اعتراض اور احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا سوال بالکل نامعقول اور خود ان کے گزشتہ رویہ کے خلاف ہے تو ایسے شخص کا جب کہ وہ صوبے میں مہمان کی حیثیت سے آ رہا ہو۔ایک سیاسی انجمن کی طرف سے استقبال بہت اچھی بات ہے"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۸۷ ص ۴ مورخہ ۱۱ جون ۱۹۳۶ء)

غرض کہ ایک طرف قادیانی فرقہ کی سیاسی ضرورت ہندوؤں نے اور دوسری طرف ہندوؤں کی حمایت کی ضرورت قادیانی فرقہ نے بخوبی محسوس کر لی۔ اور اس اتحاد کا منشا یہ کہ مسلمانوں پر زور پڑے۔ قادیانی اثرات بڑھیں تو مسلمانوں کی جمعیت ٹوٹے' قوت ٹوٹے' پنجاب' سندھ' کشمیر اور بنگال' ان علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اور یہ اکثریت رقیبوں کی نظر میں بہت کھٹکتی ہے۔ان ہی علاقوں میں قادیانی تحریک پھیلانے کی خاص کوشش ہو رہی ہے۔ چنانچہ کانگریسی فریق بنگال میں مسلمانوں کی اکثریت اور مسلمانوں کی وزارت کو بہت گراں محسوس کر رہا ہے کہ کسی طرح اس میں تخفیف ہو جائے اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ یوں تو جو بھی تدابیر چل رہی ہوں۔ایک تازہ واقعہ بہت معنی خیز ہے اوائل مارچ ۱۹۳۸ء میں اعلان شائع ہوا کہ صدر انجمن احمدیہ فرقہ کی ترقی کے لئے ایک مشن سینٹر یعنی دارالتبلیغ بنایا جائے گا۔ اسی تقریب میں جو افتتاحی جلسہ ہوا اس کی مختصر روداد ملاحظہ ہو:۔

"کلکتہ ۵ مارچ ۱۹۳۸ء (بذریعہ ڈاک) احمدیہ دارالتبلیغ کلکتہ کی تقریب افتتاح کے سلسلہ میں آج شری پت سنت کمار رائے صاحب چوہدری میئر آف کلکتہ کے زیر صدارت البرٹ ہال میں جلسہ منعقد ہوا۔ رسم افتتاح ادا کرتے ہوئے جناب نواب اکبر یار جنگ صاحب بہادر حیدر آباد دکن نے حاضرین کے سامنے جماعت احمدیہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ مسجد احمدیہ لندن کی طرح دارالتبلیغ کلکتہ بھی خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے تمام لوگوں کے لئے کھلا ہے۔ جلسہ میں ایک بہت بڑا نمائندہ شریک ہوا۔ (نام درج نہیں کیا۔ شاید اس سے مراد مسٹر سرت چندر بوس ہوں۔ جو کانگریس کے موجودہ صدر مسٹر سبھاش چندر بوس کے بھائی ہیں۔ اور جنہوں نے اس تقریب میں دوسرے دن بحیثیت صدر جلسہ قادیانی

تحریک کی تائید میں ایک انگریزی اڈریس بھی پڑھا جس کا ترجمہ بعد کو اخبار الفضل قادیان میں شائع ہوا۔ للمؤلف)

حاضرین نے جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کے متعلق گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ تقریب نہایت کامیابی کے ساتھ عمل میں آئی۔ مسٹر ارڈشیر ڈین شامسز نراپردا چکرورتی، پروفیسر آدھی کاری اور خان بہادر چوہدری ابوالہاشم خاں صاحب امیر بنگال پراونشل احمدیہ ایسوسی ایشن نے بھی تقریریں کیں۔ کلکتہ کے مشہور روزنامہ امرت بازار پترکا (۶ مارچ) نے بھی اس تقریب کی کارروائی شائع کی ہے (نامہ نگار) (بہرحال یہ مسلم ہے کہ کسی مسلمان نے اس جلسہ میں شریک ہو کر تقریر نہیں کی۔ جلسہ ایک خاص سرپرستی میں منعقد ہوا۔ اور اس کا ماحول ظاہر ہے۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۵۷ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۸ء)

۶ مارچ ۱۹۳۸ء کو احمدیہ دارالتبلیغ کلکتہ کے افتتاح کے موقع پر البرٹ ہال میں صدر آل انڈیا کانگریس بابو سبھاش چندر بوس کے بھائی مسٹر سرت چندر بوس نے احمدی احباب کے اجتماع میں انگریزی میں جو اڈریس پڑھا۔ اس کا ترجمہ ذیل میں دیا جاتا ہے:۔

''میرے لئے یہ بات بہت بڑے فخر اور عزت کا موجب ہے کہ آپ نے مجھے اس جلسہ کی صدارت کی دعوت دی......

فی الحقیقت جماعت احمدیہ کی تعلیم اپنی نوعیت میں دور حاضرہ کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ بانی جماعت احمدیہ نے جب یہ دعویٰ کیا کہ وہ گزشتہ پیشگوئیوں کے مطابق مبعوث ہوئے ہیں۔ اور وہ وہی مہدی معہود اور مسیح موعود نیز عیسیٰ زمان ہیں۔ تو میرے خیال میں اس سے آپ کی مراد یہ تھی کہ ہر زمانہ کے لئے ایک نبی ہونا چاہیے جو صداقت ازلی کو اس زمانہ کی ضروریات کی روشنی میں دوبارہ دنیا کے سامنے واضح کرے۔ اور اس فریسیانہ تنگ ظرفی سے پاک کردے جو مرور زمانے سے تمام مذاہب کے اندر پیدا ہو جاتی ہے۔

اس نقطہ نگاہ سے وہ لوگ بھی جو خواہ آپ کی جماعت کے احکام پر پوری طرح عمل پیرا نہ ہوں جماعت احمدیہ کے بانی کو دل سے ایک سچا اور بہت بڑا نبی تسلیم کر سکتے ہیں بہرحال خاص دنیوی اور تاریخی زاویہ نگاہ سے یہ امر تمام دنیا کو مسلم ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد کی تحریک دور حاضرہ میں اسلام کی ایک بہت بڑی اصلاحی تحریک ہے۔ نیز اتحاد عالم کے نقطہ

نگاہ سے یہ ایک ایسی تحریک ہے۔ جس میں خیر و برکت کی لاانتہا قوتیں پنہاں ہیں۔ ہم صدق دل سے اس کی ترقی کے خواہاں۔ اوران الفاظ کے ساتھ میں اس کی کارروائی ختم کرتا ہوں۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۶۷ ص ۳ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۳۸ء)

مسٹر سرت چندر بوس نے اپنے خطبہ صدارت میں قادیانی تحریک کے متعلق جن جذبات کا اظہار کیا ہے کہ ''اس میں خیر و برکت کی لاانتہا قوتیں پنہاں ہیں۔ اور ہم صدق دل سے اس کی ترقی کے خواہاں ہیں'' کانگریسی حلقہ کے دوسرے اکابر سیاسیات بھی آج کل صدق دل سے قادیانی تحریک کی ترقی کے خواہاں معلوم ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر سر اقبال کے مقابل پنڈت جواہر لال نہرو صاحب نے قادیانی جماعت کی جو تائید کی وہ تو مشہور ہے۔ اس کتاب میں بھی ذکر آ چکا ہے۔ مسٹر سرت چندر بورس کے بھائی مسٹر سبھاش چندر بوس موجودہ صدر کانگریس کا قول بھی مشہور کیا جا رہا ہے ''کہ موجودہ وقت کا لحاظ کرتے ہوئے ملک میں اتحاد پیدا کرنا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ احمدیہ فرقہ مذہبی تحمل کے ذریعے ملک میں اتحاد پیدا کرنا چاہتا ہے''۔ مطلب یہ کہ قادیانی تحریک تائید کی مستحق ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا صرف مسلمانوں کے مقابل قادیانی تحریک کی یہ توصیف و تائید ہو رہی ہے۔ یا ہندوؤں کو بھی اس تحریک کی خیر و برکت سے مستفیض ہونے کی اجازت ہے کہ مرزا صاحب سری کرشن جی مہاراج کا اوتار ہونے کے بھی دعویدار ہیں۔ اور ہندوؤں پر اپنی پیروی اوتار کر حیثیت سے لازم قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مختصر کیفیت ذیل میں پیش کی جائے گی۔

قادیانی فرقہ سری کرشن جی مہاراج کو جو نبی مانتا ہے تو اپنے اس عقیدے کا بڑے شدومد سے اعلان کرتا رہتا ہے کہ ہندوؤں کے دل میں جگہ پیدا ہو تو ممکن ہے۔ خود مرزا صاحب کے واسطے جانشینی کی گنجائش نکلے۔ تو اب اکبر یار جنگ بہادر حیدر آباد میں قادیانی جماعت کے سر برآوردہ رکن ہیں۔ اور عرصہ تک نواب صاحب موصوف عدالت عالیہ کے بھی رکن رہے ہیں۔ مدت ملازمت ختم ہونے پر حال میں وظیفہ ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کلکتہ میں قادیانی جماعت کا دارالتبلیغ افتتاح فرماتے ہوئے نوابصاحب موصوف نے اپنی ایک سابقہ تحریر بھی تقسیم فرمائی جس میں سری کرشن جی مہاراج کی نبوت کا باصرار اقرار تھا اور یہ تقریر صدر جلسہ مسٹر سرت چندر بوس کو بہت پسند آئی۔ چنانچہ صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

''میرے نقطہ نگاہ سے اس عقیدے کی نہایت خوش کن تشریح نواب اکبر یار جنگ

بہادر نے اپنی اس تقریر میں کی ہے جو انہوں نے سری کرشن جی کے جلسہ یوم ولادت میں کی۔ اس تقریب میں نواب صاحب نے بیان کیا کہ حضرت سری کرشن جی اس طرح کے ایک نبی ہیں جیسے سامی نسل کے انبیاء جنھیں اسلام نے باقاعدہ طور پر تسلیم کیا ہے"۔

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۶ نمبر ۶۷ ص ۳ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۳۸ء)

غالباً نواب اکبر یار جنگ بہادر کی اس کی تقریر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو نواب صاحب موصوف نے بتاریخ ۱۱۔ اگست ۳۶ء حیدر آباد دکن میں سری کرشن جی مہاراج کے جشن ولادت میں فرمائی تھی اور جو اخبار رہبر دکن میں بتاریخ ۲۶۔۲۷۔ اگست ۱۹۳۶ء شائع ہوئی تھی۔

"چنانچہ سری کرشن جی مہاراج کی نبوت پر زور دیتے ہوئے نواب صاحب موصوف نے فرمایا کہ "میں تو ایک ایسے ملامتیہ فرقہ سے تعلق رکھتا ہوں جو پہلے ہی سے اس ملامت کو اٹھائے ہوئے ہے اس لئے میں آزاد اور نڈر ہوں اور اس لئے سری کرشن جی مہاراج کو حضرت کرشن علیہ السلام کہنے اور نبی ماننے میں کوئی تامل نہیں کرتا ہوں"۔

گیتا کے فلسفہ پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ "گیتا یہی فلسفہ بیان کرتی ہے کہ حق و انصاف قائم کرنے کے لئے جان و مال کی قربانیوں سے دریغ نہیں ہونا چاہئے یہ بے دھری ہے کہ حق و انصاف کو اپنی آنکھوں کے سامنے کچلتے ہوئے دیکھا جائے اور کوئی قربانی نہ کی جائے ایک نہیں اگر ہزار جانیں بھی ضائع ہو جائیں تب بھی حق و انصاف بچانے کے قابل چیز ہے اس لئے جان کے بچانے کی فکر عبث ہے۔ دنیا کا کوئی فلسفہ اور کوئی قانون حفاظت خود اختیاری کے فطری حق سے انکار نہیں کر سکتا۔ جب جان و مال کی حفاظت کے لئے ظالم سے جنگ اور اس کا دفعیہ جائز ہے تو مذہب جیسی جان سے زیادہ عزیز چیز کی حفاظت کے لئے جنگ کو کوئی بھی ناجائز نہیں تصور کر سکتا"۔

غرض کہ قادیانی جماعت کو سری کرشن جی مہاراج کے ساتھ از حد عقیدت اور ان کی کتاب گیتا کے ساتھ خاص شغف ہے لیکن اس کے ساتھ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ قادیانی فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنے آپ کو کرشن جی کا اوتار بتاتے ہیں اور گیتا میں جو کرشن جی نے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا ہے اس وعدہ کا مصداق اپنے آپ کو قرار دیتے ہیں کہ گویا مرزا صاحب کی شکل میں سری کرشن جی نے بحیثیت اوتار جنم لیا گویا جو سری کرشن

جی ہیں وہی مرزا صاحب ہیں۔ اب یہ ہندو فرقوں کی قدر شناسی اور احسان شناسی پر منحصر ہے کہ مرزا صاحب سے سری کرشن جی کی تعریف وتکریم سن کر مرزا صاحب کو سری کرشن جی کا اوتار مان لیں۔ احسان کا بدلہ احسان ہوتا ہے۔

بہر حال مرزا صاحب کو سری کرشن جی کا اوتار ماننے کے متعلق جو قادیانی عقیدہ ہے وہ بالتفصیل ''قادیانی مذہب'' میں درج ہے۔ یہاں بھی اس عقیدے کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

(۲) ہندو اور مرزا صاحب

''ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے۔ جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے میں ہجوم میں سے ایک ہندو بولا

ہے کرشن جی رو در گو پال''

(تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات ومکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص ۳۸۱ طبع سوم)

''دو دفعہ ہم نے رویاء میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نذریں رکھتے ہیں۔ پھر ایک دفعہ الہام ہوا:۔

ہے کرشن رودر گو پال تیری مہما ہو
تری استتی گیتا میں موجود ہے

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی صاحب قادیانی لاہوری)

''برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں''

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تذکرہ ص ۶۲۰ (یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات ومکاشفات مرزا صاحب)

(۳) مرزا کرشن

''آخر پر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مجھے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس

سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کے لئے جن سے زمین پر ہوگئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی (کرشن ہوں"

(مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا لیکچر سیالکوٹ واقع ۲ نومبر ۱۹۰۴ء ص ۲۴ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸)

"جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام کا بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱/۵۲۲)

(۴) وہی ہمارا کرشن

"اے ہندو بھائیو! اس زمانے کا اوتار کسی خاص قوم کا نہیں وہ مہدی بھی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی نجات کا پیغام لایا ہے۔ وہ عیسیٰ بھی ہے کیونکہ عیسائیوں کی ہدایت کا سامان لایا ہے وہ نہ کلنک اوتار بھی ہے کیونکہ وہ تمہارے لئے ہاں اے ہندو بھائیو تمہارے لئے خدا تعالیٰ کی محبت کی چادر کا تحفہ لایا ہے۔

اس نہ کلنک اوتار کا نام مرزا غلام احمد ہے جو قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے تھے خدا نے ان کے ہاتھ پر ہزاروں نشان دکھائے ہیں اور ان کے ذریعے سے وہ پھر دنیا کو انصاف اور عدل سے بھرنا چاہتا ہے جو لوگ ان پر ایمان لاتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ بڑا نور بخشتا ہے اور ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی سفارش پر لوگوں کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے اور عزتیں بخشتا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ ان کی تعلیم کو پڑھ کر نور حاصل کریں"۔

(میاں محمود احمد کا مضمون "وہی ہمارا کرشن" اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۲۷ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء)

(۵) بھگوان کرشن قادیانی

اس سے جب کہ ہندو قوم نانا پرکار کے پاپوں میں لین ہو چکی ہے اور سارے ورن

اپنے دھرم سے گر چکے تھے۔ بھگوان کرشن اپنے دعویٰ انوسار جو کہ آپ نے گیتا میں کیا تھا کہ میں لوگوں کی ہدایت اور پاپوں کے ناش کے لئے اس سنسار میں جنم لیا کروں گا۔ قادیان کی پوترنگری میں ایک پرماتما کے اپاسک کے ہاں جنم لیا جن کا نام حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہے۔ آپ نے پرماتما سے گیان حاصل کر کے سارے سنسار کو سنایا کہ اے بھائیو پرماتما نے تمہارے اُدھار کے لئے مجھ کو بھیجا ہے تاکہ میں تم کو پاپوں سے دور کر کے پرماتما کے آوز لے جاؤں اور ایشور کی کرپا سے لاکھوں انسانوں نے آپ کی اس آواز کو سویکار کر کے آپ کے دامن کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کر دیا......

جماعت احمدیہ کا اعتقاد جو کہ بھگوان کرشن کے متعلق ہے ظاہر ہے کہ وہ صادق راستباز تھے اور پرماتما کی طرف سے گیان لے کر آئے تھے چنانچہ بھگوان کرشن قادیانی اپنے ایک بھاشن میں فرماتے ہیں:۔

”واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی وہ اپنے زمانہ کا درحقیقت نبی تھا جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت سی باتوں میں بگاڑ دیا گیا وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا“۔

(لیکچر سیالکوٹ ص ۳۴ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸۔۲۲۹)

شریمان آنند کند بھگوان کرشن قادیانی نے اپنے اس بھاشن میں یہ بات اچھی طرح سپشٹ کر دی ہے کہ بھگوان کرشن اپنے سمے کا اوتار اور پرماتما کا پیارا اور راستباز تھا اور جماعت احمدیہ کا ایک ایک بچہ ان کے متعلق یہی وچار رکھتا ہے اور جماعت احمدیہ جس طرح اور راستبازوں کی عزت کرتی ہے اور ان کی ہتک ہرگز برداشت نہیں کرتی اسی طرح کرشن بھگوان کے متعلق بھی ہمارا یہی طریق عمل ہے“۔

(مہاشہ محمد عمر شرما قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۲۳۲ ص ۴ مورخہ ۸۔ اپریل ۱۹۳۶ء)

(۶) یوم ولادت حضرت کرشن علیہ السلام = (عنوان مندرجہ اخبار الفضل قادیان)

”حضرت کرشن علیہ السلام کے یوم ولادت (جنم اشٹمی) کی تقریب پر جماعت احمدیہ حلقہ مزنگ لاہور نے ایک جلسہ ۹۔ اگست ۱۹۳۶ء بوقت ساڑھے آٹھ بجے شب کیا جس کا اعلان بذریعہ اشتہارات کیا گیا تھا۔ اور سناتن دھرم پرتی مذہبی سبھا سے درخواست کی گئی تھی

کہ وہ اپنا کوئی نمائندہ حضرت کرشن کے حالات سنانے کے لئے ہمارے جلسہ میں بھیجیں"۔
(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۳۸ ص ۲ مورخہ ۱۳۔اگست ۱۹۳۶ء)

(۷) حضرت مسیح اور کرشن علیہ السلام = (عنوان منقول از ریویو)

"ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہو جائے اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے کھل جائیں جو دین اسلام تعلیم دیتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا"۔
(مولوی محمد علی قادیانی صاحب امیر جماعت لاہور۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ج ۳ نمبر ۱۱ ص ۴۰۹ تا ۴۱۱ منقول از رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی صاحب ص ۶۲ مولفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی)

(۸) مرلی کی نئی دُھن

"ہندوستان کا مستقبل اس وسیع براعظم کے فرزندوں کے باہمی سمجھوتہ اور فرقہ وارانہ اختلافات کے حل پر منحصر ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی لامذہبیت ہماری بگڑی کو نہیں بنا سکتی کیونکہ ہم فطرتاً مذہب پسند ہیں۔ آریہ سماج کی خشکی۔ ملاؤں کی خونخواری۔ نئی نئی بننے والی سوسائٹیوں کی صلح کن پالیسی بھارت کی قسمت کو نہیں پلٹ سکتی۔ ہمارے دکھوں کا علاج ہماری سیاسی غلامی کی آزادی کرشن کی مرلی کی جدید دھن پر موقوف ہے۔ ہمارے زمانے کا کرشن (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ للمؤلف) وہ (سابق زمانہ کا کرشن۔ للمؤلف) نہیں جو ارجن کو بازی تیر چلانے اور کوروں کو خاک میں ملانے کا وعظ کرے بلکہ مرلی کی نئی دھن زمین پر صلح اور زمین کی طرف پیغام آشتی ہے ہم نے آج سے ۳۲ سال قبل (یعنی ۱۹۰۴ء میں جبکہ مرزا صاحب نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا اور دعویٰ کا اعلان کیا۔ للمؤلف) اس جمال جہاں آرا (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ للمؤلف) کو دیکھا اور درخواست کی۔ "تنگ نجریا کینو ہمری اور گوپال" نظر التفات ہوئی۔ بیڑا پار ہوا جو بھگت سو درما کو ملا وہ سب کو ملنا چاہئے۔ اسی لئے جی چاہتا ہے۔ کہ ہندو خوش ہوں کہ احمدی مسلمان سری کرشن کو اللہ کا نبی مانتا ہے اور

ہندوؤں کی محبوب ترین ہستی سے محبت رکھتا ہے" (اور اس کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو کرشن جی کا اوتار مانتا ہے اور ان سے افضل جانتا ہے۔ للمؤلف)

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۸۹ ص ۷ مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء)

"اس زمانہ کے نبی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے بڑے زور سے اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ کرشن کو نبی مانیں" (مصلحت ظاہر ہے خود مرزا صاحب کرشن جی کا اوتار ہونے کے مدعی ہیں۔ للمؤلف) (اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۳۸ ص ۲ مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۶ء)

(۹) یاد رکھو

"یاد رکھو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) مہدی اور مسیح ہی نہیں بلکہ کرشن بھی ہیں یعنی آپ ہندوؤں کے لئے بھی ہادی ہیں۔ اب ہم ان میں تبلیغ شروع کردیں گے۔ اور جب تک ہم ہندوؤں میں تبلیغ نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود کرشن کیسے ثابت ہوسکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود مسیح ہیں۔ آپ کی جماعت کو مسیحوں پر غلبہ ملے گا۔ آپ مہدی ہیں مسلمانوں کو دوبارہ ہدایت آپ کے ذریعہ ملے گی۔ آپ کرشن ہیں ہندوؤں میں آپ کی جماعت کو غلبہ اور آپ کی قبولیت پھیلے گی۔ ہمارے لئے حق پھیلانے کی راہیں کھل رہی ہیں۔ ہم ہندوؤں میں کام کریں گے۔ اور وحشیوں تک میں دین پھیلائیں گے"۔

(خطبہ میاں محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۷۱ ص ۶ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء)

(۱۰) ہندو عورتوں سے نکاح جائز

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے فرمایا کہ "ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی کیونکہ وہ مسلمانوں ہی کا بگڑا ہوا فرقہ ہیں"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۵ ص ۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

"ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح ناجائز ہے۔ بہت کم ہیں۔ مج... ایسے لوگوں کی ہے جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں سوائے سکھوں اور جینیوں کے عیسائیوں کی عورتوں اور ان تمام لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں نکاح جائز ہے"۔

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا فتویٰ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶۵ ص ۸ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء)

(۱۱) خلاصہ

ہندوؤں کا کانگریسی فرقہ جو سیاسی اغراض سے قادیانی فرقہ کو مسلمانوں کے مقابل بڑھانا چاہتا ہے۔ خود بھی انعام سوچ لے کہ قادیانی ہندو اتحاد کن شرائط پر کب تک ممکن ہے۔ اور مسلمانوں کی بیداری کے بعد وہ کس حد تک مفید مطلب ہوگا؟



انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی قول و فعل

حصہ دوم

مؤلفہ

پروفیسر محمد الیاس برنی مدظلہ تعالیٰ

سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن

فہرست مضامین قادیانی قول وفعل (حصہ دوم)

شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے!

شیزان کی مشروبات ایک قادیانی طائفہ کی ملکیت ہیں۔ افسوس کہ ہزارہا مسلمان ان کے خریدار ہیں۔ اسی طرح شیزان رستوران جو لاہور' راولپنڈی اور کراچی میں بڑے زور سے چلائے جا رہے ہیں۔ اسی طائفے کے سربراہ شاہ نواز قادیانی کی ملکیت ہیں۔ قادیانی شیزان کی سرپرستی کرنا اپنے عقیدہ کا جزو سمجھتا ہے۔ کیونکہ اس کی آمدنی کا سولہ فیصد حصہ چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں جاتا ہے۔ جس سے مسلمانوں کو مرتد بنایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کی ایک خاصی تعداد ان رستوران کی مستقل گاہک ہے۔ اسے یہ احساس ہی نہیں کہ وہ ایک مرتد ادارہ کی گاہک ہے اور جو چیز کسی مرتد کے ہاں پکتی ہے وہ حلال نہیں ہوتی۔ شیزان کے مسلمان گاہکوں سے التماس ہے کہ وہ اپنے بھول پن پر نظر ثانی کریں۔ جس ادارے کا مالک ختم نبوت سے متعلق قادیانی چوچلوں کا معتقد ہو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانے اور سواد اعظم اس کے نزدیک کافر ہو اور جہاں ننانوے فیصد ملازم قادیانی ہوں ایک روایت کے مطابق شیزان کی مصنوعات میں چناب نگر کے بہشتی مقبرہ کی مٹی ملائی جاتی ہے۔

اے فرزندان اسلام!

آج فیصلہ کرلو کہ شیزان اور اسی طرح کی دوسری قادیانی مصنوعات کے مشروبات نہیں پیؤ گے اور شیزان کے کھانے نہیں کھاؤ گے۔ اگر تم نے اس سے اعراض کیا اور خورد ونوش کے ان اداروں سے باز نہ آئے تو قیامت کے دن حضور ﷺ کو کیا جواب دو گے؟۔ کیا تمہیں احساس نہیں کہ تم اس طرح مرتدوں کی پشت پناہی کر رہے ہو۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

تعارف

اپنی تالیف۔ قادیانی قول وفعل۔ چند سال پہلے شائع ہوئی تھی۔ جو مدت سے کمیاب ہے۔اس کا یہ دوسرا حصہ اب شائع ہورہا ہے۔جس میں سابق کے چار مضامین اصلاح واضافہ کے ساتھ درج ہیں۔ یہ مضامین پہلے متفرق رسالوں میں شائع ہوئے تھے۔اب کتاب میں یکجا ہو گئے۔محفوظ ہوگئے۔ایک جدید مضمون بھی شریک ہوگیا۔یعنی قادیانی صحیح نشانی۔

قادیانیت کے متعلق اپنی جو تالیفات اب تک شائع ہوئیں۔ان میں کتاب قادیانی مذہب۔سب سے جامع اور مفصل ہے۔ جو بڑی تقطیع کے ہزار صفحات پر درج ہے۔اور بیس فصلوں کے ساتھ پانچ تمہیدوں اور پانچ ضمیموں پر مشتمل ہے۔ بنابراں تحقیق میں یہ سند مانی جاتی ہے۔اوراس لحاظ سے قادیانی قاموس بھی کہلاتی ہے۔

مزید براں ایک تالیف ہے جس کی طباعت کی نوبت اب تک نہ آسکی۔یعنی تتمہ قادیانی مذہب۔یہ ان زائد اقتباسات کا مجموعہ ہے۔جن کو عدم گنجائش کے سبب خود کتاب قادیانی مذہب میں جگہ نہ مل سکی۔ممکن ہے اس کی اشاعت کا بھی کبھی موقع نکل آئے۔اور یہ محفوظ ہو جائے۔قادیانی قول وفعل کا پہلا ایڈیشن تو مدت سے ندارد ہے۔البتہ خدا کا شکر ہے کہ یہ دوسرا حصہ شائع ہوگیا۔عجب نہیں تیسرے حصہ کی بھی نوبت آجائے۔

قادیانی تحریک (بزبان انگریزی) Qadiani Movement یہ انگریزی مقالہ قادیانت کا واضح خلاصہ ہے۔آرٹ پیپر پر خوشنما باتصویر شائع ہوا ہے۔جنوبی افریقہ میں مشہور مخیّر تاجر مسٹر محمد مکی نے اپنے شہر ڈربن Durban سے اس کو شائع کیا ہے۔

لیکن یہ کتاب یورپ۔امریکہ۔افریقہ۔ایشیا اور آسٹریلیا کے معزز طبقوں اور علمی حلقوں میں بطور خاص محدود پیمانہ پر ہدیۃً تقسیم ہوئی کہ قادیانیت کی اصلیت دنیا پر ظاہر ہوجائے۔

اوراس مشن سے جو مغالطہ اسلام کے متعلق پیدا ہوتا ہے۔اس کا ازالہ ہو جائے۔

اس انگریزی کتاب کا دوسرا حصہ زیر تالیف ہے۔جو وقت پر شائع ہو گا۔عجب نہیں مزید حصے سلسلہ وار شائع ہوں۔

الدیانة القادیانیة (بزبان عربی) الیاس برنی کی مشہور کتاب قادیانی مذہب۔کا جامع خلاصہ جس کو مولانا عبدالقدوس ہاشمی ندوی بہاری نے عربی زبان میں تالیف کیا۔یہ کتاب بھی عربی ممالک میں ہدیۃً تقسیم ہوگی۔انشاءاللہ (طباعت طلب۔)

غرض کہ قادیانیت کے متعلق اردو میں پانچ کتابیں تالیف ہو کر چار شائع ہو چکیں۔ مزید براں۔ایک انگریزی میں شائع ہوئی۔ایک عربی میں طباعت طلب ہے۔انگریزی کی دوسری کتاب بھی زیر تالیف ہے۔وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ فقط۔

محمد الیاس برنی

بیت السلام سیف آباد

حیدرآباد

ماہ اکتوبر ۱۹۵۸ء

۱۔ جھلکیاں

''اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔ اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا متر ہویں برس کا میں تھا۔ اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں (ہوا) تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے.......... لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا۔'' (ص ۱۵۹ خزائن ج ۱۳ کتاب البریہ ص۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸)

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ اور جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر اور کہیں چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے (جوانی دیوانی اسی کو کہتے ہیں۔ للمرنی) اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں۔ اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳ روایت نمبر ۴۹)

۲۔ لطیف اشارہ

''میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ ''یا آدم اسکن انت وزوجک الجنة'' جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی۔'' (تو کیا اس لڑکی کے ساتھ جنت بھی فوت ہو گئی۔ للمرنی) (تریاق القلوب ص ۱۵۷ خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

۳۔ انثیت کا مادہ

''حضرت مرزا صاحب توام پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ کے ساتھ پیدا ہونے والا دوسرا بچہ لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ وہ چند دنوں کے بعد فوت ہو گئی۔ اور فی الواقعہ جنت ہی میں چلی

گئی۔ مرزا صاحب نے اس معصومہ کے فوت ہونے پر اپنا خیال یہ ظاہر کیا کہ "میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدائے تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بالکل الگ کر دیا۔" (ایسے خیالات سے قادیانی ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اچھا ہوا انثیت کا مادہ مرزا صاحب سے جلد الگ ہو گیا ورنہ کیا معلوم وہ مادہ کیا رنگ لاتا۔ للبرنی۔)

(حیات النبی جلد اول ص۔۵۰ مؤلفہ یعقوب علی قادیانی کی کتاب البریہ ص ۵۹ اخزائن ج ۱۳ ص ۷۷ حاشیہ)

۴۔ دایاں ہاتھ

"بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کے ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا قادیانی للبرنی) اپنے چوبارہ کی کھڑکی سے گر گئے۔ اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے سامنے اسٹول رکھا تھا۔ وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے۔ اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور یہ ہاتھ آخری عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ منہ تک لے جاسکتے تھے۔ مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔" (گویا الٹے ہاتھ سے پانی پیتے تھے جو مکروہ ہے۔ مگر مجبوری۔ للبرنی)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۱۶ روایت نمبر ۱۸۷)

۵۔ دندان مبارک

"دندان مبارک آپ کے (یعنی مرزا صاحب کے۔ للبرنی) آخر عمر تک کچھ خراب ہو گئے تھے۔ یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا۔ جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا۔ تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے" (شاید دیر میں مسواک شروع کی۔ ورنہ کیڑا دانتوں کو نہ لگتا۔ للبرنی)

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۵ روایت نمبر ۴۴۴)

۶۔ چشم نیم باز

"مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) صاحب

کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں۔.......... ایک دفعہ حضرت (مرزا) صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھچوانے لگے۔ تو فوٹوگرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں۔ ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہوگئیں۔ (فطری ساخت کا کیا علاج۔ للمرنی) (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۷۷ روایت نمبر ۴۰۳-۴۰۴)

۷۔ عصبی کمزوری

''حضرت (مرزا) صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر' دردسر' کمی خواب' تشنج دل' بدہضمی' اسہال' کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا۔ اور وہ عصبی کمزوری تھا۔ (رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ قادیان مئی ۱۹۲۷ء ج ۲۶ نمبر ۵ ص ۲۶)

۸۔ ہسٹیریا

''ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا' گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا۔ وغیرہ ذالک۔'' (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۵ روایت نمبر ۳۶۹)

''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹیریا یا مالیخولیا کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔''

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۶-۷۔ ج ۲۵ نمبر ۸)

۹۔ پہلا دورہ

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی والد صاحب) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا رات کو سوتے

ہوئے آپ کو اتھو آیا۔(یعنی قے آئی۔ للبرنی) اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی، مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے۔ کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے، والدہ صاحب نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو۔ میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہو گئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا۔ اور غشی کی سی حالت ہو گئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحب نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے۔ اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہ رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہو گئی۔ خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۶ اروایت نمبر ۱۹)

۱۰۔ مراق کا سلسلہ

"مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوئے ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا۔ اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دورانِ سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔"

(ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۰ ج ۲۵ نمبر ۸ بابت اگست ۱۹۲۶ء)

۱۱۔ دائم المرض

"میں ایک دائم المرض آدمی ہوں .... ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب، تشنج،

دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔........... بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے۔ اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے۔ اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں۔ وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر۳۔۴ص۴ خزائن ج۱۷ص ۴۷۰۔۴۷۱)

۱۲۔ مرزا صاحب کی نماز

"پنجاب میں حاجی (ریاض الدین احمد) صاحب فقط وحشت دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کو گئے تھے۔ دل میں آئی کہ چلو ذرا مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی مل لیں۔ دیکھیں کس قماش کے بزرگ ہیں۔ لاہور سے روانہ ہو کے قادیان میں پہنچے۔ مرزا صاحب مرحمت واخلاق سے ملے۔ اپنے کانگریگیشن کے رکن اعظم حکیم نورالدین صاحب سے ملایا اور پھر مرزا صاحب نے اپنے حجرے میں جو مسجد سے ملحق تھا اپنی خلوت خاص میں جگہ دی۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ حکیم نورالدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کے نماز پڑھائی اور مرزا صاحب اپنے حجرے میں ہی کھڑے ہو گئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں۔ مرزا صاحب نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی صاحب سخت حیران! کیا آفت پیش آئی جو مرزا صاحب کو نماز کی نیت توڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔ نماز کے بعد حاضرین مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مرزا صاحب پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے۔ تو آپ بیتاب ہو کر اندر چلے جاتے ہیں۔" (رسالہ دلگداز لکھنؤ بابت مارچ ۱۹۱۶ء)

"بیان کیا ہے کہ حضرت ایک رکعت کے بعد نماز کی نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے۔ اگر کسی بیماری کے غلبہ کی وجہ سے ایسا ہوا ہو تو محل اعتراض نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق دوران سر اور برد اطراف کا مرض تھا اور یہ وہ زرد چادریں تھیں جو روز اول سے خدا نے اپنے مسیحا کے لئے بطور خلعت خاص مقدر فرمائی تھیں۔"

(اخبار الفضل قادیان ج۳ نمبر ۱۰۷ مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

۱۳۔ نماز میں معذوری

"حالت صحت اس عاجز کی (یعنی مرزا قادیانی صاحب کی) بدستور ہے۔ کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے

لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے۔ کہ نماز کھڑے ہوکر پڑھی نہیں جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے۔ (گویا غیر مسنون وضع پر نماز پڑھی جاتی ہے۔ للبرنی) اور قرا ئت میں شاید "قل ھو اللّٰہ" بمشکل پڑھ سکوں (گویا قرآن پڑھنا بھی نماز میں دشوار ہو گیا۔ للبرنی) کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔" (تلاوت قرآن میں عجیب روکاوٹ ہے نماز رسول اللہ کی بڑی نعمت ہے۔ اور نماز کی ابتری بڑی آفت ہے جو عبرت آمیز ہے۔ نعوذ باللہ۔ للبرنی)۔

(مکتوبات احمدیہ ج پنجم نمبر ۲ ص ۸۸ مکتوبات نمبر ۶۴۔ ۵ فروری ۱۸۹۱ء مجموعہ مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی)

۱۴۔ ایک ابتلاء

"ایک ابتلاء مجھ کو اس (دہلی کی) شادی کے وقت پیش آیا کہ بباعث اس کے میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس درد سر مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں۔ جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا اس لئے میری حالت مردی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی .... غرض اس ابتلاء کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور اس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعے سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی۔ کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے۔ وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے۔ .... میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا۔ اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا" (نامردی کی حالت میں قوت مردی پچاس مردوں کے برابر حاصل ہو جانا واقعی بڑی بات ہے۔ للبرنی)

(تریاق القلوب ص ۳۵۔ ۳۶ خزائن ج ۵ ص ۲۰۳۔ ۲۰۴)

۱۵۔ بڑا نشان

"دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس

وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا۔ اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے مجھے افسوس کیا۔ کیونکہ میری حالت مردی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا جواب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہئے تھی ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آئے۔ (گویا مرزا صاحب کی نامردی کوئی شخصی راز نہ تھی۔ کم از کم دوست احباب کو بخوبی علم تھا کہ مرزا صاحب شادی کے قابل نہیں ہیں اور خوف تھا کہ آئندہ شکوک وشبہات کے چرچے پھیلیں تو عجب نہیں۔ للبرنی۔) مگر باوجود ان کمزوریوں کے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی۔ چار لڑکے عطا کئے۔ (نزول المسیح ص ۲۰۹ حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۷ حاشیہ)

۱۶۔ نامردی کا یقین

"جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے۔ مجھے یقین نہیں کہ آپ کو (حکیم نور الدین قادیانی) ایسا ہی عارضہ ہو جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں (پھر شادی کس کی ہمت پر کی۔ اول اپنی صحت کو درست کرنا لازم تھا۔ ورنہ فتنہ کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ رازداں دوست محمد حسین بٹالوی نے بھی یہی اندیشہ ظاہر کیا تھا۔ للبرنی) آخر میں نے صبر کیا (آپ سے زیادہ صبر آپ کی اہلیہ صاحبہ پر لازم ہوا ہوگا۔ پھر بھی غالباً اولاد شادی کے بعد جلد ہی شروع ہوگئی۔ للمؤلف برنی) اور اللہ تعالی سے دعا کرتا رہا۔ تو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔" (عجیب معمہ ہے۔ اول تو طفلی اور پیری کی سی مطلق نامردی دوسرے شدید ضعف قلب مستقل۔ مزید براں عمر بھر کے دیگر امراض ذیابیطس و اسہال وغیرہ۔ اس بدحالی میں شادی خانہ آبادی اور اولاد مسلسل۔ مرزا صاحب کی یہ کرامت تو بہر حال قابل داد ہے للمولف برنی۔)

(خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۲ فروری ۱۸۸۷ء مکتوبات احمدیہ ج پنجم نمبر ۲ خط نمبر ۱۴ ص ۲۱)

(ب) مد دوم۔ دوائیں مجرب

۱۷۔ خاندانی طبیب

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان

اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ذخیرہ رکھا کرتے تھے۔ جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۴ روایت نمبر ۵۰)

"آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔ للبرنی) خاندانی طبیب تھے۔ آپ کے والد ماجد اس علاقہ میں نامی گرامی طبیب گزر چکے ہیں۔ اور آپ نے بھی طب سبقاً سبقاً پڑھی ہے۔ مگر باقاعدہ مطب نہیں کیا۔ کچھ تو خود بیمار رہنے کی وجہ سے اور کچھ چونکہ لوگ علاج پوچھنے آجاتے تھے۔ آپ اکثر مفید اور مشہور ادویہ اپنے گھر میں موجود رکھتے تھے۔ نہ صرف یونانی بلکہ انگریزی بھی۔ اور آخر میں تو آپ کی ادویات کی الماری میں زیادہ تر انگریزی ادویہ ہی رہتی تھیں۔ مفصل ذکر طبابت کا نیچے آئے گا۔ یہاں اتنا ذکر کر دینا ضروری ہے۔ کہ آپ کئی قسم کی مقوی دماغ ادویات کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً کوکا کولا' مچھلی کے تیل کا مرکب' ایسٹن سیرپ' کونین' فولاد وغیرہ۔ اور خواہ کیسی ہی تلخ یا بدمزہ ہو۔ آپ اس کو بے تکلف پی لیا کرتے تھے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۷ روایت نمبر ۴۴۴)

۱۸۔ توحید کا گُر

"حضرت مسیح موعود (مرزا) کی عادت تھی کہ آپ جب کسی بیماری میں دواؤں کا استعمال کرتے تو صرف ایک دوائی کھانے پر ہی اکتفا نہ کرتے بلکہ بہت سی دوائیں کھا لیتے اور فرمایا کرتے کہ میں اس لئے کرتا ہوں تا جب شفاء حاصل ہو جائے تو دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ فلاں دوائی سے شفا ہوئی ہے۔ اور اس طرح اس پر اس قدر اعتماد ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹا لے۔ یہ ایک توحید کا گر ہے جو حضرت مسیح موعود نے سکھایا۔ آپ خدا ہی کی طرف اپنی توجہ رکھنے کے لئے صرف ایک دو نہیں بلکہ اکٹھی بہت سی دواؤں کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔"

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۸۱ مورخہ ۷ جنوری ۱۹۳۲ء)

۱۹۔ مجرب دوائیں

"مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'............ وہ دوا جس میں مروارید داخل ہیں جو کسی قدر

آپ لے گئے تھے۔اس کے استعمال سے بفضلہٖ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔قوت باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور مقوی معدہ ہے اور کاہلی اور سستی کو دور کرتی ہے اور کئی عوارض کو نافع ہے۔ آپ ضرور اس کو استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ مجھ کو تو یہ بہت ہی موافق آ گئی۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔" (خاکسار غلام احمد۔۳۰ دسمبر ۱۸۸۶ء)

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ مکتوب نمبر ۹ ص ۱۳)

"مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ........ کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہم دست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا۔ جب آپ قادیان آئیں گے۔ یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔اس میں بہت بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک' عنبر' نربسی' مروارید' سونے کا کشتہ' فولاد' یاقوت' احمر' کونین' فاسفورس' کہربا' مرجان' صندل' کیوڑہ' زعفران' یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں' اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ' مقوی جگر' مقوی معدہ' مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی اور مصفی خون ہے مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا.................خوراک اس کی اول استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ تاکہ گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے۔ اور خارش اور شبورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے زہرناک امراض کے لئے مفید ہے۔اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ
۲۹ اگست ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۴ مکتوب نمبر ۱۳ ص ۱۰۵)

۲۰۔افیون

"مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آتا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے۔اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا

ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی.......... پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔" (نسیم دعوت ص ۶۷ خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴۔۴۳۵)

"افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطباء کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ پس اؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ بغیر یا علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا۔.......... حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی۔ اور اس کا ایک بڑا جزو افیون تھا۔ اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین صاحب) کو حضور چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے۔ اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔" (بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔ للمؤلف برنی)

(مضمون میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ نمبر ۶ مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

"جب آپ (یعنی مرزا قادیانی صاحب) پہلی بار میرے مطبع میں تشریف لائے تو آپ تکیہ دار موڑھے پر بیٹھ گئے۔ اور ایک موڑھے پر میں بیٹھ گیا۔ اور مجھ سے کتاب کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے آپ کی آنکھوں کو خوابیدہ دیکھ کر دھوکہ کھایا کہ شاید آپ پوست یا افیون استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ رئیسوں کا حال عموماً دیکھنے میں آیا۔ مگر جب میں حضرت کی تقریر یا گفتگو سنتا تھا اور براہین احمدیہ کے مضامین پر غور کرتا تھا تو سخت حیرت ہوتی تھی کہ افیون وغیرہ کے استعمال کرنے والے کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ ایسی تصنیف اور تحریر ایسا آدمی کب کر سکتا ہے۔ پھر حضرت صاحب تشریف لے گئے.......... اب مجھے اپنی پہلی غلطی اور دھوکہ کھا جانے پر افسوس ہوا اور ندامت ہوئی اور خوب معلوم ہوا کہ یہ نشہ معرفت الٰہی کا نشہ ہے۔ نہ افیون وغیرہ کا جسے میں اس وقت سمجھا تھا۔" (مرزا قادیانی صاحب تو افیون کے اس درجہ قائل تھے کہ گویا بعض اطباء کے نزدیک افیون نصف طب ہے۔ یوں بھی قادیانی تحروں میں اس کا ذکر خیر ملتا ہے۔ افیون

کا عیب اور کمال یہی ہے کہ تخیل کو مضبوط اور وسیع کر دیتی ہے اور اس کے نشہ میں وہ وہ باتیں سوجھتی ہیں کہ عقل حیران رہ جائے آدمی تیز اور طباع ہو تو پھر سونے پر سہاگہ۔ للمولف برنی۔)

(قادیانی صحابی شیخ احمد مالک مطبع ریاض ہند کا بیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۲۴ مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۴۶)

۲۱۔ سنکھیا

''جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود (مرزا) کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط وصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کئے۔ تاکہ خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔''

(ارشاد میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۴ ص ۴ مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء)

۲۲۔ مشک

''آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلی اور صوف نہ ہوں۔ اور تازہ و خوشبودار ہو بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل ارسال فرمادیں کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اور باعث دورہ مرض ضرورت رہتی ہے۔''

(خطوط امام بنام غلام ص ۶۔ ۲۸ اپریل ۱۹۰۴ء مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی)

''پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اس لئے پچاس روپیہ بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشیوں میں علیحدہ علیحدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرمائیں (ص ۲)

''آپ بیشک ایک تولہ مشک بقیمت ۳۶ روپیہ خرید کر کے بذریعہ وی پی بھیج دیں ضرور بھیج دیں۔'' (ص ۳)

''پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جس میں چھیچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہئے کہ خوشبودار ہو ضرور ویلیو پے کرا کر بھیج دیں جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں۔ مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو۔ چھیچھڑا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے وہی اس میں ہو۔'' (ص ۶)

(خطوط امام بنام غلام مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی۔

۲۳۔عنبر

''عنبر سفید در حقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا۔تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے۔اور دوران خون تیز کر دیتا ہے۔یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامن گیر ہے۔کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اول ص ۲۷ مکتوب نمبر ۶۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)

''عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ......

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ......میں بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا۔میری کچھ ایسی حالت ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب حالت ہو جاتی ہے اور دوران خون ایک دفعہ ٹھہر جاتا ہے جس میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے۔آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا۔اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے۔رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا۔پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا۔میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدائے تعالیٰ کے بھروسے پر زندگی ہے ورنہ دل جو رئیس بدن ہے۔بہت ضعیف ہو گیا ہے۔''

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۳۰ جون ۱۸۹۹ء

(مکتوبات احمدیہ جلد پنجم چہارم ص ۹۸ مکتوب نمبر ۲۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)۔

۲۴۔مفرح عنبری

''یاقوت' مروارید' مرجان' یشب' کہربا' کستوری' زعفران' وغیرہ کا ہر دلعزیز مرکب مفرح عنبری تازہ بڑی محنت سے تیار ہو گیا۔قیمت ایک ڈبہ ۵ روپیہ۔''

''اشتہار مندرجہ سرورق ص ۲ خطوط امام بنام غلام مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

''میں (حکیم محمد حسین) اپنے مولائے کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لئے بے اندازہ فخر و برکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا صاحب) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے۔حضور کو چونکہ دورۂ مرض کے وقت اکثر مشک و دیگر مقوی دل ادویات کی ضرورت رہتی تھی۔جو اکثر میری معرفت جایا کرتی تھیں۔''

(خطوط امام بنام غلام ص ۸ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

۲۵۔دو بوتل برانڈی

''حضور (مرزا) نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لئے ایک فہرست لکھ کر دی۔ جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لئے پلومر کی دوکان سے لیتے آئیں میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ ''حضور مہدی حسین میرے لئے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے۔ حضور ان کو تاکید فرما دیں۔'' حقیقتاً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا صاحب) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین! جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لئے لانا لازی ہے۔ میں نے پلومر کی دوکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لا دیں۔ ان کی اہلیہ کے لئے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوگی۔'' (اخبار الحکم قادیان ج ۳۹ نمبر ۲۵ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۳۶ء)

۲۶۔ٹانک وائن

''مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ......

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ' ...... اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی' خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام۔

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(خطوط امام بنام غلام ص ۵ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

''ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دوکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں۔ حسب ارشاد پلومر کی دوکان سے دریافت کیا گیا جواب حسب ذیل ملا۔

''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سر بند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ۵ روپیہ آٹھ آنہ ہے۔'' ۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء

(سودائے مرزا ص ۳۹ حاشیہ مصنفہ حکیم محمد علی صاحب پرنسپل طیبہ کالج امرتسر۔)

۲۷۔ٹانک وائن کافتویٰ

’’پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہوا کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے۔ کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا۔ تو اطباء یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آ گئی۔‘‘

(از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح ج ۲۳ نمبر ۱۵ مورخہ ۴ مارچ ۱۹۳۵ء ج ۲۳ نمبر ۶۵ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

۲۸۔کولا وائن کا خواب

’’۵ مئی ۱۹۰۶ء رؤیا ایک شخص نے ایک دوائی کولا وائن کی بوتل دی۔ جو سرخ رنگ کی دوائی ہے۔ اور بوتل بند کی ہوئی ہے۔ اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے۔ مگر جس شخص نے دی وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔‘‘ (خواب میں بھی اپنے ہی خیالات کا عکس نظر آتا ہے۔ للمرنی۔) تذکرہ ص ۶۱۲ طبع سوم

(مرزا غلام احمد قادیانی کے مکاشفات ص ۵۲ مولفہ منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

(ت) مد۔سوم۔سفر آخرت

۲۹۔ہیضہ کا فیصلہ

’’بخدمت مولوی ثناء اللہ۔‘‘ ’’السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ‘‘ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچے میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی

زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمے اور مخاطبے سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں۔ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔" (واقعہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی صاحب مرضِ ہیضہ میں مبتلا ہو کر یکا یک انتقال کر گئے۔ اور حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری بعد میں بھی مدت دراز تک بخیر و عافیت قادیانیت کی سرکوبی میں مشغول رہے۔ للبرنی۔)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو اخبار "بدر" قادیان میں مرزا صاحب کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ:

"ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا۔ یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا صاحب کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔" (بعد کے واقعہ سے بھی یہی ظاہر ہوا۔ للمولف برنی) (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸ (اخبار قادیان مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء)

۳۰۔ مرزا صاحب کی وفات

"برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے کہ حضرت اباّنا و مولانا حضرت مسیح موعود و مہدی موعود (مرزا) کو اسہال کی (دستوں کی) بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے۔ تو بڑھ جاتی تھی، حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کے تھی اور چونکہ دل بہت کمزور تھا۔ اور نبض ساقط ہو جایا کرتی تھی۔ اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دن پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو جبکہ آپ سارا دن "پیغام صلح" کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا۔ اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے مجھے حکم بھیجا تو بنوا کر بھیج دی گئی۔ مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور قریباً گیارہ بجے اور ایک دست آنے پر طبیعت از حد کمزور ہو گئی اور مجھے اور

حضرت خلیفہ نورالدین صاحب کو طلب فرمایا۔ مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی نیند آنے سے آرام ہو جائے گا۔ ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے۔ مگر تقریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آ گیا جس سے نبض بالکل بند ہو گئی۔ اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفہ المسیح مولوی نورالدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا۔ اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے۔ آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا۔ چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی۔ اس لئے پاس ہی ٹھہرے رہے۔ اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔ مگر پھر نبض واپس نہ آئی۔ یہاں تک کہ سوا دس بجے صبح ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(اعلان منجانب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ قادیانی مندرجہ ضمیمہ اخبار الحکم قادیانی غیر معمولی مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

۳۱۔ ایک سخت بیماری

"اگر آپ احمدؑ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی ڈائری کو (اخبار) بدر کے پرچوں سے ملاحظہ کریں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ آپ کی موت ناگہانی ہوئی آپ آخر دن تک اپنی معمولی صحت کی حالت میں رہے۔ اس شام سے پہلے جب آپ بیمار ہوئے آپ سارا دن ایک رسالہ کے لکھنے میں مشغول رہے۔ جس کا نام "پیغام صلح" ہے اور تاریخ مقرر کی گئی کہ اس پیغام کو ٹاؤن ہال میں ایک بڑے مجمع کے سامنے پڑھا جائے اور اس دن کی شام کو حسب معمول سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ اور کسی آدمی کو خبر نہ تھی کہ یہ آپ کا آخری سیر تھا۔ رات کو وہ ایک سخت بیماری میں (یعنی دست وقے میں للمرنی) مبتلا ہو گئے۔ اور صبح دس بجے کے قریب آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کی وفات کی خبر احمدی جماعت کے لئے بالکل ناگہانی تھی۔ چنانچہ جس جگہ خبر پہنچی لوگوں کو اس کی صداقت پر اعتبار نہ آیا۔"

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۲۳۱ نمبر ۶ جلد ۱۲ بابت ماہ جون ۱۹۱۳ء)

(۱) حدیثوں میں ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ موت فجاۃ (ناگہانی موت) سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور رات کو بھی اس دعا کی تلقین فرمائی کیونکہ توبہ وغیرہ کا موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے یہ بدترین موت ہے لیکن مرزا قادیانی اسی طرح سے مرے فافہم (مدیر)

۳۲۔موت کی ہلچل

''یوم الوصال کی صبح کو گوعلالت کی خبر مل چکی تھی۔مگر یہ معلوم نہ تھا کہ یہ صبح ہمارے لئے شام فراق بننے والی ہے۔ مجھے سماچار پریس میں بھیج دیا گیا۔لیکن میں نے اپنے قلب میں کچھ اس طرح اضطراب پایا کہ نہیں سمجھتا تھا کہ مجھے کیا ہو گیا۔ بجائے بارہ بجے کے سوا نو بجے ہی واپس چلا آیا۔ آتے ہی کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ سراسمہ پریشان اور حیران پھر رہے ہیں۔ایک سے پوچھا۔ مگر کچھ جواب نہیں ملا۔(شاید ہیضہ کے آثار میں گوگمو کا عالم ہو للبرنی) آخر معلوم ہوا کہ حضور اس وقت نازک حالت میں ہیں:(گویا نزع کی عام صورت نہیں تھی۔للبرنی) تھوڑی دیر بعد انگریز ڈاکٹر آیا۔مگر آتے ہی چلا گیا۔(آخر تک موت کی خاص صورت ظاہر ہے۔للبرنی۔) اور ادھر ایک دوست کو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے سن لیا۔کلیجہ پکڑے دل مسوس کر رہ گیا۔''

(قاضی اکمل قادیانی کا مضمون یاد ایام مندرجہ اخبار الحکم کا خاص نمبر جلد نمبر ۳۷ نمبر ۱۸۔۱۹ مورخہ ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء)

۳۳۔مرض الموت

خاکسار مختصر عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحب کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی۔رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا۔یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود(مرزا صاحب) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں۔اور حالت نازک ہے اور ادھر ادھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔اور میرے دل پر بھی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۹ روایت نمبر ۱۲)

۳۴۔وقت آخر

''خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ

صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے۔ اور آرام سے لیٹ کر سو گئے۔ اور میں بھی سوگئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لئے پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا۔ تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر آپ کو اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جاسکتے تھے۔ اس لئے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔ اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا۔ ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔'' تو آپ نے فرمایا یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں۔ کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا ''ہاں'' (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱۔۱۲ روایت نمبر ۱۲)

۳۵۔ ہیضہ کا واقعہ

''آج کل ہمارے گھر کے لوگ بمقام چھاؤنی انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس یعنی اپنے والد میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں۔''

(اشتہار واجب الاظہار منجانب غلام احمد قادیان مورخہ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۷۲ مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۱۳)

''ابتداء میں جب کہیں حضرت (مرزا) صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے۔ تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے۔ تو بندہ بھی ہم رکاب ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے۔ جس سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آیا تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا۔ اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں ہوئی۔ اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا جب میں حضرت (مرزا) صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی کے میر ناصر نواب صاحب قادیانی کے خودنوشتہ حالات مندرجہ "حیات ناصر" ص ۱۴)

"ہانگ کانگ سے ایک مبلغ نے لکھا ہے کہ یہاں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کی وفات مرض ہیضہ سے ہوئی۔ (ہیضہ کی خبر بھی ہیضہ کی طرح دور دور تک پھیل گئی۔ للمرنی) نیز اور باتیں بھی اعتراضی رنگ میں وفات کے متعلق کرتے ہیں۔ (شاید یہ بات کہ روایت ہے کہ آخر وقت منہ کی راہ سے غلاظت خارج ہوئی استغفر اللہ للمرنی) اسی لئے کسی صحابی سے اس وقت کے حالات لکھوا کر بھیجے جائیں لہذا ناظم صاحب تحریک جدید کے حکم کی تعمیل میں عاجز نے مفصلہ ذیل مضمون لکھا ہے۔ جو فائدہ عام کے واسطے درج اخبار کیا جاتا ہے۔

(محمد صادق عفا اللہ عنہ)

۲۱ نومبر ۱۹۳۷ء

"وصال سے دو گھنٹہ قبل حضور بات نہ کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب معالج تھے۔ کاغذ قلم دوات منگوا کر حضور نے لکھا "خشکی بہت ہے بات نہیں کی جاتی۔" ایسے ہی کچھ اور بھی الفاظ تھے جو پڑھے نہ گئے۔" (گویا آخری وقت کلمہ بھی زبان سے نہ نکلتا ہو گا دل کا حال کسی کو کیا معلوم بظاہر بدحواسی معلوم ہوتی تھی۔ کہ ان کی تحریر بھی پڑھنے میں نہ آ سکی۔ مرض ہیضہ میں بھی رطوبات اصلیہ نکل جانے کے بعد خشکی کی بہت شکایت ہو جاتی ہے۔ حقیقت حال سے اللہ ہی بہتر واقف ہے۔ البتہ بظاہر بڑی عبرت معلوم ہوتی ہے۔ للمرنی۔)

(مرزا کے صحابی محمد صادق قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۷۴ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۳۷ء)

۳۶۔نعوذ باللہ

''چندروز ہوئے مجھے ایک قادیانی بزرگ سے جولاہور میں سکونت پذیر ہیں۔ لاہور سے باہر ایک جگہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا اثنائے گفتگو میرے منہ سے یہ نکل گیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم موت کے وقت بہت خوش تھے۔ وہ بزرگ جھٹ بول اٹھے کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ محمود (یعنی میاں محموداحمد صاحب خلیفہ قادیان) کا دشمن موت کے وقت خوش ہو۔ موت کے وقت خواجہ صاحب کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔'' میں نے ان بزرگوار سے دریافت کیا کہ ''کیا آپ نے موت کے وقت دیکھا۔'' ارشاد ہوا'' دیکھا تو نہیں مگر جو میں کہتا ہوں سچ ہے۔''میں نے آیت''مالیس لک به علم'' کی طرف توجہ دلائی۔ مگر بے سود مجھے بہت تعجب ہوا۔ بالکل ایسے ہی الفاظ (کہ موت کے وقت منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ للمرنی) مخالفین حضرت اقدس مسیح موعود (مرزاغلام احمد قادیانی صاحب۔ للمرنی) کے متعلق کہتے ہیں اور لاکھ تردید کرو نہیں مانتے۔ نہاں کہ ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

(چوہدری محمد اسمٰعیل لاہوری کا بیان جو قادیانی جماعت لاہور کے اخبار پیغام صلح ج ۲۷ نمبر ۱۳ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۹ء میں شائع ہوا۔)

''اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ نہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے۔ وہ بہت بری موت سے مرتا ہے۔ اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔''

(غالباً مرزا قادیانی کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۱ مورخہ ۱ مارچ ۱۹۴۰ء)

فاعتبروا یا اولی الابصار.

فصل دوم

قادیانی چالبازی

(الف) تعارف۔ قادیانیت کا ماضی و مستقبل

ایک زمانہ تھا کہ قادیانی بڑے زعم میں اعلان کرتے تھے۔ کہ وہ خود تو مسلمان ہیں اور مسلمان جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی رسول نہیں مانتے وہ کافر ہیں۔ بلکہ اکفر۔ خارج از اسلام۔ گویا قادیانیت ہی اسلام ہے اور اسی اسلام کی تبلیغ مطلوب و مقصود ہے۔ چنانچہ مختلف زبانوں میں جو قادیانی ترجمے قرآن شریف کے شائع ہوئے وہ حسب گنجائش قادیانی عقائد سے بھر دیئے گئے۔ اور وہی تعلیم ہو رہی ہے۔ اس پر بھی مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ کہ اسلام کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ حالانکہ خود مسلمانوں کے بے خبر حلقوں میں تبلیغ قادیانیت کی ہو رہی ہے۔ اس فرق کی تفصیل ہماری کتاب قادیانی مذہب کے تازہ ایڈیشن ششم میں قابل دید ہے۔ کہ گندم نما جو فروش فن فریب میں کیسا کمال رکھتے ہیں۔ "نعوذ باللہ من ذالک" لیکن بالآخر بیداری پھیلی۔ جوں جوں مسلمانوں کو قادیانی مکر و فریب کا پتہ چل رہا ہے۔ ہر طرف قادیانیوں پر دھتکار ہو رہی ہے۔ پھٹکار پڑ رہی ہے۔ اور روز بروز مسلمانوں کا مطالبہ بڑھ رہا ہے کہ واقعات کے مطابق قادیانیت کو اسلام سے جدا شمار کیا جائے۔ فتنہ و فساد کے سوائے اسلام میں قادیانیت کا کوئی مقام نہیں ہے۔ بنا براں آجکل قادیانیوں میں واویلا ہے کہ ان کو اسلام سے خارج کیا جا رہا ہے اور ان کی فریاد ہے کہ ان کو اسلام میں رہنے دیا جائے۔ ان کو مسلمان سمجھا جائے حالانکہ کسی زمانہ میں وہ خود مسلمانوں کو مسلمان نہیں مانتے تھے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

چنانچہ اس قسم کا فریاد نامہ قادیانی اخبار "آزاد نوجوان" مدارس کے سلطان القلم نمبر

(دسمبر ۱۹۵۵ء) میں بھی موجود ہے اور اس کا عنوان ہے ”یہی وہ قادیانی ہیں جن کو تم کافر کہتے ہو۔“ اس کا صاف جواب یہ ہے کہ ”یہی وہ قادیانی ہیں جو ہم کو کافر کہتے ہیں۔“ عطائے تو بلقائے تو

خلاصہ یہ ہے کہ آجکل قادیانی کیفرکردار سے سخت حیران و پریشان ہیں کہ خدا جانے کیا حشر ہوگا۔ اگر ہم کچھ کہیں تو قادیانی برا مانیں گے۔ خود ان کے بھائی براور جماعت لاہوری کا فیصلہ ہے۔ کہ

”قادیانی عقیدہ ایک لاش ہے جسے وہ اٹھائے پھرتے ہیں جس کا تعفن اب دنیا میں پھیل رہا ہے۔ اور عنقریب خود ان کے اپنے دماغ اس تعفن کو برداشت نہ کر سکیں گے۔“

(قادیانی جماعت لاہور کا پیغام صلح لاہور۔ ۵ مئی ۱۹۲۲ء)

(ب) مداول۔ دین وملت سے قادیانی روگردانی

۱۔ قادیانیوں کا نام نہاد اسلام

”عبداللہ کوئلیم نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا۔ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مسٹر وب نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی مگر آپ نے (مرزا صاحب نے) مطلق ان کو ایک پائی کی مدد نہ دی۔ اس کی وجہ یہ کہ جس اسلام میں آپ پر (مرزا قادیانی صاحب پر۔ للمرنی) ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ کا ذکر نہیں اسے آپ اسلام ہی نہیں سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اول نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے۔ (یعنی قادیانیت۔ للمرنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۸۵ ص ۶ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

۲۔ نام نہاد احمدیت ہی گویا اسلام

”کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کام صرف اشاعت اسلام تھا اور اس کے لئے لوگوں کو تیار کرنا تھا اور یہی احمدیت ہے۔ اگر یہی احمدیت تھی تو اور لوگ جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے اٹھے تھے۔ ان کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو خوشی کا اظہار کرنا چاہئے تھا۔ اور .... آپ ان کی انجمنوں میں شامل ہوتے انہیں چندہ دیتے مگر آپ نے (مرزا صاحب نے) کبھی اس طرح نہیں کیا۔“ (کشیدگی کی وجہ ظاہر ہے کہ دراصل

قادیانیت کی تبلیغ مقصود تھی۔اسلام کا نام تھا۔للمرنی)

(خطبہ سید سرور قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۷۹ ص ۷ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۵ء)

۳۔مسلمانوں سے قادیانی اختلاف

''حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات' رسول کریم ﷺ' قرآن' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے (مسلمانوں سے للمرنی) اختلاف ہے۔''

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۳ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

۴۔اسلام کی تبلیغ دراصل قادیانیت کی تبلیغ ہے

''ہندوستان سے باہر ہر ایک ملک میں ہم اپنے واعظ بھیجیں۔مگر میں اس بات کے کہنے سے نہیں ڈرتا۔کہ اس تبلیغ سے ہماری غرض سلسلہ احمدیہ کی صورت میں اسلام کی تبلیغ ہو۔میرا یہی مذہب ہے۔اور حضرت مسیح کے پاس رہ کر اندر باہر ان سے بھی یہی سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اسلام کی تبلیغ میری تبلیغ' یہی میری تبلیغ ہے۔پس اس اسلام کی تبلیغ کرو جو مسیح موعود لایا۔''

(یعنی اسلام کے نام سے قادیانیت کی تبلیغ کی جائے۔للمرنی) (منصب خلافت ص ۲۰)

۵۔مسلمانوں سے قادیانیوں کی علیحدگی

''کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروں کو یہود بے بہبود سے الگ نہیں کیا؟ کیا وہ انبیاء جن کی سوانح کا علم ہم تک پہنچا ہے اور ہمیں ان کے ساتھ جماعتیں بھی نظر آتی ہیں۔انہوں نے اپنی ان جماعتوں کو غیروں سے الگ نہیں کر دیا۔ہر ایک شخص کو ماننا پڑے گا کہ بیشک کیا ہے۔پس اگر حضرت مرزا صاحب نے بھی جو کہ نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے الگ کر دیا تو نئی اور انوکھی بات کونسی تھی۔'' (مسلمان خوب نوٹ کرلیں۔للمرنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۶۹ ـ ۷۰ ص ۳ مورخہ ۲۶ فروری تا ۲ مارچ ۱۹۱۸ء)

۶۔ قادیانی اور مسلمان دو گروہ جدا جدا

''براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۲ خزائن ج ۲۱ ص ۱۰۹ میں آپ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) تحریر فرماتے ہیں کہ۔)

۱۔ ''ان ہی دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک کرنا بجائے گا۔ اور اس کرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچ آئے گا۔ بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔'' (مراد مسلمان جو قادیانی نہ ہوں۔للبرنی)

ایسا ہی اشتہار حسین کامی سفیر سلطان روم میں آپ لکھتے ہیں۔

۲۔ ''خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۱۶)

پھر ایک حضرت مسیح موعود کا الہام ہے جو آپ نے اشتہار معیار الاخیار مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۸ پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے :

۳۔ ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (مراد مسلمان جو قادیانی نہ ہوں۔للبرنی) (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

''اختصار کے طور پر اتنے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ ورنہ حضرت مسیح موعود۔ (مرزا صاحب نے) بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نور الدین صاحب) کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ چنانچہ جب ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا۔

۴۔ ''اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔''

(دیکھو اخبار بدر نمبر ۲ ج ۱۲ ص ۲ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

مولوی محمد علی کے اپنی سابقہ تحریرات کے متعلق جوابات پر نظر ص ۱۳۲ مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی۔

''اب جبکہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی تو

کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔"

(کلمتہ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۲۹ نمبر۲ ج۱۴)

۷۔ مسلمان مسلمان نہیں

مسلماں را مسلماں باز کردند
چوں دور خسروی آغاز کردند

اس الہامی شعر میں اللہ تعالیٰ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے۔ مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے۔ کہ وہ خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔" (یعنی قادیانی بنایا جائے للمولف برنی)

(کلمتہ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۴۳ نمبر۳ ج۱۴)

۸۔ خبیث عقیدہ

"حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کی اس تحریر سے بہت سی باتیں حل ہو جاتی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں اور نہ صرف یہ اطلاع دی بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔ دوسرے یہ کہ حضرت صاحب نے عبدالحکیم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے۔ چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے۔ پانچویں یہ کہ جو شخص مسیح موعود کی دعوت کو رد کرتا ہے۔ وہ قرآن شریف کی نصوص صریحہ کو چھوڑتا ہے اور خدا کے کھلے نشانات سے منہ پھیرتا ہے۔ چھٹے یہ کہ جو مسیح موعود کے منکروں کو راست باز قرار دیتا ہے۔ اس کا دل شیطان کے پنجے میں گرفتار ہے۔" (گویا مسلمانوں کو راست باز ماننا شیطان کا کام ہے للمرتی۔)

(کلمتہ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۲۵ نمبر۱۳۵ جلد۱۴)

۹۔قادیانی فیصلہ

''اب مسیح موعود کے اس فیصلہ کے بعد ہم کسی ایسے شخص کی بات کو پر پشہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے جو احمدی کہلا کر غیر احمدیوں کو مسلمان جانتا ہے۔ ہم مجبور ہیں۔ ہم نے مسیح موعود کو مصلحت وقت کے لئے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اسے واقعی حکم سمجھ کر مانا ہے اور اس کی ہر ایک بات کو سچا پایا ہے۔ پس جب مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کہتا ہے کہ اس کے لئے منکروں کو خدا مسلمان نہیں جانتا تو ہم کون ہیں کہ اس بات کا انکار کریں۔'' (قادیانی یہ فیصلہ یادرکھیں۔للمرنی)

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص۱۳۲ انمبر۳ ج۱۴)

۱۰۔عدالت میں تکفیر مسلمانان کی قادیانی توثیق

۱۔ ''میرے نزدیک غیر احمدی کافر ہیں۔''

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان باجلاس سب جج عدالت گورداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶و۲۹ جون ۱۹۲۳ء جلد ۹ نمبر ۱۰۱۔۱۰۲ ص ۶)

۲۔ ''جن بعض لوگوں نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ فتویٰ غلط ہے۔ ان کو کوئی حق نہ تھا۔ کہ وہ ہمیں کافر کہتے۔''

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کا بیان اجلاس سب جج عدالت گرداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶و۲۹ جون ۱۹۲۲ جلد ۹ نمبر ۱۰۱۔۱۰۲ ص ۷)

۳۔ ''چوہدری صاحب (ظفر اللہ خان صاحب قادیانی) کی بحث تو صرف یہ تھی کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہم کو کافر قرار دینا غلطی ہے۔ باقی غیر احمدی کافر ہیں یا نہیں۔ اس کے متعلق عدالت ماتحت میں بھی احمدیوں کا یہی جواب تھا۔ ہم ان کو کافر کہتے ہیں۔ اور ہائیکورٹ میں بھی چوہدری صاحب نے اس کی تائید کی۔''

(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۲۱ ص ۷ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۲ء)

۴۔ میں نے بتا دیا کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں غیر احمدی نبی نہیں مانتے۔

وہ ہمیں کافر محض جوش نفس سے کہتے ہیں۔" (اور قادیانی مسلمانوں کو کافر جوش ایمان سے کہتے ہیں۔ للبرنی)

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا بیان اجلاس سب جج عدالت گرداسپور مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۶ و ۲۹ جون ۱۹۲۲ ج ۹ نمبر ۱۰۱۔۱۰۲ ص ۷)

(ت) مد۔ دوم۔ مسلمانوں کے خلاف قادیانی تکفیر

۱۱۔ تکفیر کی توضیح

۱۔ "خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں۔"

(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر ۴ ص ۲۳ مؤلفہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب منقول از اخبار الفضل ج ۲۲ نمبر ۸۵ ص ۸ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

۲۔ "جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔" (اس دھمکی کا برعکس بھی قابل لحاظ ہے۔ للبرنی) تبلیغ رسالت ج ۹ ص ۲۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵

۳۔ "آپ نے (مسیح موعود نے) اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کے دل میں سچا قرار دیتا ہے۔ اور زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتے لیکن بیعت میں اسے کچھ توقف ہے کافر ٹھہرایا ہے۔"

(ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ تشحیذ الاذہان ج ۶۔۴ اپریل ۱۹۱۱ء منقول از عقائد احمدیہ ص ۱۰۸)

۴۔ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

۱۲۔آیت کے ماتحت

''پس اس آیت کے ماتحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا' یا محمد کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔اور یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں ہے۔بلکہ اس کی طرف سے ہے۔جس نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کے لئے'' اولٰئک ہم الکفرون حقًا '' فرمایا ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۱۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

۱۳۔قادیانی فرض

''ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔یہ دین کا معاملہ ہے۔اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے (قادیانیوں کے متعلق مسلمانوں کا فرض اس کے برعکس ہے۔للبرنی)

(انوار خلافت ص ۹۰ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

۱۴۔مسلمان حیران

''لکھنؤ میں ہم (یعنی میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان) ایک آدمی سے ملے جو بڑا عالم ہے اس نے کہا کہ (وہ) آپ لوگوں کے بڑے دشمن ہیں جو یہ مشہور کرتے پھرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔میں نہیں مان سکتا کہ آپ ایسا وسیع حوصلہ رکھنے والے ایسا کہتے ہوں۔اس سے شیخ یعقوب علی باتیں کر رہے تھے۔میں نے ان کو کہا آپ کہہ دیں کہ واقع میں ہم آپ لوگوں کو کافر کہتے ہیں۔یہ سن کر وہ حیران سا ہو گیا۔'' (انوار خلافت ص ۹۲)

۱۵۔محض اس لئے

''حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے (فضل احمد صاحب مرحوم) کا جنازہ اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ ج ۹ نمبر ۴۷)

۱۶۔ زندہ باش

"تعلیم الاسلام ہائی اسکول (قادیان) میں ایک لڑکا پڑھتا ہے۔ چراغ الدین نام۔ حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہوگئیں۔ متوفیہ کو اپنے اس نوجوان بچہ سے بہت محبت تھی۔ مگر سلسلہ میں داخل نہ تھیں۔ اس لئے عزیز چراغ الدین نے.........اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول اور مذہب پر قائم رہا۔ (کہ قادیانیوں کے نزدیک مسلمان کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ للبرنی) شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند کہ قوم (قادیانی۔ للبرنی) کو اس وقت تجھ سے غیور بچوں کی ضرورت ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۱۲۹ ص ۱ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء)

۱۷۔ دعائے مغفرت کی ممانعت

سوال: کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے؟

جواب: غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے مغفرت جائز نہیں۔"

(روشن علی محمد سرور قادیان اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۵۹ مورخہ ۷ فروری ۱۹۲۱ء)

۱۸۔ تین فتوے

"ایک شخص کے خط کے جواب میں حضور (میاں محمود احمد صاحب) خلیفہ قادیان نے لکھوایا۔

۱۔ "تلاوت قرآن کا ثواب مردہ کی روح کو نہیں پہنچتا۔

۲۔ قبر پر قرآن پڑھنا بروایت وفتویٰ حضرت مسیح موعود (مرزا) بے فائدہ بلکہ ڈر ہے کہ بد نتیجہ پیدا کرے۔

۳۔ غیر احمدی بچہ کا جنازہ پڑھنا درست نہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۹ نمبر ۸۶ ص ۱ مورخہ ۴ مئی ۱۹۲۲ء)

۱۹۔ معصوم بچہ

''ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر مبایع (لاہوری جماعت) کہتے ہیں غیر احمدی بچہ کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔

اس کے متعلق (میاں محمود احمد خلیفہ قادیانی نے) فرمایا۔ ''جس طرح عیسائی بچہ کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ اگر چہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی بچہ کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔'' (گویا عیسائی اور مسلمان یکساں کافر ہیں۔ للبرنی)

(ڈائری میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۲ ص ۶ مورخہ ۲۳ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

''اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں جوان کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے۔ شریعت وہی مذہب ان کے بچہ کا قرار دیتی ہے۔ پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔'' (قادیانیت کا جنازہ نکلے تو کیا حکم ہے۔ للبرنی) (انوار خلافت ص ۹۳)

۲۰۔ مسلمان فاسق

''پھر غیر مبایعین (یعنی قادیانی جماعت لاہور) حضرت مسیح موعود کو مجدد مانتے ہیں اور ان کے امیر جناب مولوی محمد علی لاہوری فتوے دے چکے ہیں۔ کہ مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔ اور ان کے انکار سے انسان فاسق ہو جاتا ہے۔'' (گویا مسلمان جو قادیانی نہ ہوں وہ کافر نہیں تو کم از کم فاسق ضرور شمار ہونگے۔ للبرنی) (کتاب النبوۃ فی الاسلام ص ۱۸۵)

''اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص جو کلمہ کا اقرار کرتا ہو' نماز قبلہ رو پڑھتا ہو۔ روزے رکھتا ہو۔ حج کرتا ہو اور زکوۃ دیتا ہو۔ مگر وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو مجدد نہ مانتا ہو تو مؤمن ہوگا یا کہ فاسق۔ اگر فاسق ہوگا تو غیر مبایعین (قادیانی جماعت لاہور) کے متعلق کیوں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ لاکھ ان کے سامنے کوئی سر رگڑے' کلمہ کا اقرار کرے' نماز پڑھے' روزے رکھے' حج کرے' جب تک وہ حضرت مسیح موعود (مرزا) کو مجدد نہ مانے وہ فاسق ہی ہوتا ہے۔''

(پکڑ تو اچھی رہی کافر نہ ہی فاسق ہی سہی۔ قادیانیت نے مسلمانوں کو دھبہ تو لگا دیا۔للبرنی) (مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۹ نمبر ۶۰ مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۴۱ء)

۲۱۔مسلمانوں سے قادیانی قطع تعلق

ان دنوں جو ہوا کا رخ بدلا تو قادیانی جماعتیں خائف ہو کر اپنے اقوال و اعمال پر پردہ ڈالنے کی ہر طرح کوششیں کر رہی ہیں۔لیکن خدا کی قدرت کہ چند سال قبل تالیف قادیانی مذہب کی شکل میں قادیانی اعمال نامہ اپنے پاس مرتب و محفوظ ہو چکا تھا۔جو مسلمانوں کی بیداری میں کام آرہا ہے۔مثلاً مسلمانوں سے قادیانیوں کا قطع تعلق ملاحظہ ہو۔

''یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا۔نہ اپنی طرف سے'' (گویا بحکم خدا مسلمانوں سے قطع تعلق کیا گیا۔للبرنی) اور دوسرے وہ لوگ ریاء پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔اور ان (لوگوں) کو ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے۔اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔(مرزا قادیانی مسلمانوں میں کیڑے ڈالتے تھے۔آج قادیانیوں میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں۔وہ مسلمانوں میں گھسنا چاہتے ہیں مگر مسلمان ان سے بیزار ہیں۔للبرنی) اسی وجہ سے ہماری جماعت (قادیانی۔للبرنی) کسی طرح ان سے (مسلمانوں سے للبرنی) تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے۔'' (بڑے بول کا سرنیچا قادیانی کل جس تعلق کے منکر تھے آج اس تعلق کے محتاج ہیں دنیا سازی کا یہی انجام ہے۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(مرزا غلام احمد قادیانی کا ارشاد مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ج۶ نمبر۸ ص۱۱ ۳ مورخہ اگست ۱۹۱۱ء)

ش۔مد۔سوم۔قادیانیوں میں حکومت کی معاونت اور مسلمانوں سے عداوت

۲۲۔مسلمانوں سے بیزار

''کیا غیر احمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا عملدر آمد کسی پر

مخفی ہے۔آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے............اور نہ کبھی ان کو چندہ دیا۔اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا" (ابتداء میں تو مدت تک مرزا صاحب نے مسلمانوں سے خوب چندہ مانگا اور خوب وصول کیا۔ بلکہ اسی سے بنیاد جمی۔البتہ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کی رفاء میں مرزا صاحب نے کبھی بھی پیسہ نہیں دیا۔للبرنی) حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڑھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی اور وہاں کے جناب سیکریٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہو۔لہذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں۔مگر باوجود جناب مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی کوشش کے حضور نے انکار ہی فرمایا۔پھر سرسید احمد صاحب کے چندۂ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے۔لیکن حضور (مرزا صاحب) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا۔حالانکہ اپنا خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔" (اور بعد کو مرزا صاحب کی اولاد نے بھی سرسید کے مدرسہ میں علی گڑھ جا کر تعلیم حاصل کی۔للبرنی)

(کشف الاختلاف ص۲۴ مصنفہ سید سرور شاہ قادیانی)

۲۳۔دوسروں سے پیار

"حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک وفد نے جو جناب سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور" اور مولانا جلال الدین صاحب شمس پر مشتمل تھا۔۲۲ فروری ۱۹۳۵ء کو کرنل سردار گھبیر سنگھ صاحب سردار ڈیوڑھی وسیکریٹری گردوارہ پٹنہ صاحب کمیٹی کو مبلغ پانچ سو روپیہ کی رقم گوردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیر کے لئے پیش کی............یہ وفد ہز ہائنس مہاراجہ دھیراج پٹیالہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا جو گردوارہ پٹنہ صاحب کی تعمیری کمیٹی کے صدر ہیں۔ہز ہائنس نے جماعت احمدیہ کے اس طریق عمل کی بہت تعریف کی۔"

(قادیانی جماعت کا اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۰۸ ص ۲ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۳۵)

۲۴۔مرزا غلام احمد قادیانی اور سرسید احمد دہلوی

"ایسے لوگ بھی بستے ہیں جن کا خیال ہے کہ حضرت مسیح موعود نے آ کر کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے ان کی صداقت ثابت ہو سکے جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان سے بہت پہلے سرسید احمد وہی کچھ کر گئے ہیں۔اس لئے مرزا صاحب کے دعاوی کو قبول کرنے کی ہمیں کیا ضرورت

ہے۔اور ہم کیوں کریں۔اس کے متعلق صرف یہی ں کہوں گا۔ کہ اگر ایسے لوگ آنکھیں، کان، اور دل رکھتے تو کبھی اپنے لئے یہ فیصلہ نہ کرتے۔لیکن افسوس کہ وہ دیکھتے، ہوئے نہیں دیکھتے سنتے ہوئے نہیں سنتے اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتے۔ میں یہاں نہایت اختصار کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی وہ خصوصیات بتاؤں گا جن کا حامل سرسید کیا آنحضرت ﷺ کے بعد اس زمانہ تک کوئی انسان بھی پیش نہیں کیا جا سکتا (اللہ رے قادیانی تعلّی۔للبر نی) اور جن کو دیکھ کر ایک حق پسند اور صداقت شعار انسان نہایت آسانی سے فیصلہ کر سکے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود کی شان ہے۔'' (یعنی یا تو رسول اللہ ہیں یا مرزا قادیانی للبر نی۔) سب سے بڑا مسئلہ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے سرسید کی تقلید میں بیان کیا ہے وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے سرسید نے اس کا اعلان کیا اور بعد میں مرزا صاحب نے اس کو پیش کر دیا۔لیکن غور وفکر سے کام لیا جائے۔تو صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ سرسید نے جس رنگ اور جس طرز سے اس مسئلہ کا اقرار کیا ہے۔اس میں اور جس رنگ میں حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اس کو صاف کیا ہے اس میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔'' (یعنی سرسید نے اپنے نزدیک تاریخی انکشاف کیا۔لیکن مرزا قادیانی صاحب نے اس انکشاف میں اپنی نبوت کا گھر بنا لیا۔ گویا سرسید نے پودا لگایا۔مرزا قادیانی نے پھل کھایا۔ للبر نی) (اخبار الفضل قادیان جلد۳ نمبر۱۱۵ مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۶ء)

''اگر فرض کے طور پر ہی مان لیں کہ سرسید نے اسلام کی خدمت کی ہے۔تو پھر ہم کہتے ہیں اس نے حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں کچھ نہیں کیا۔ کیونکہ اس کی تمام کوشش اور سعی جو اس نے اپنے خیال میں اسلام کے متعلق کی وہ اس کے ساتھ ہی اس کی قبر میں دفن ہو گئی۔اس کو فروغ دینے والا آگے کوئی پیدا نہ ہوا لیکن حضرت مسیح موعود کو دیکھو کہ آپ کی جماعت دن بدن زور وشور سے اس کام کو چلا رہی ہے۔ جو ان کا آقا اپنے ہاتھ سے چلا گیا تھا۔اور دنیا میں پھر پھر کر غافل لوگوں کو جگا رہی ہے۔کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی وہی طریق اسلام کی اشاعت کا پسند ہے جو اس کے مسیح نے استعمال کیا ہے۔ کیونکہ اس کو دن بدن فروغ دے رہا ہے۔اور سرسید کی کوششیں اگر ہوتی تھیں تو اس کے ساتھ ہی چل بسی ہیں۔'' (گویا علی گڑھ کالج اور مسلم یونیورسٹی کو سرسید سے کوئی تعلق نہیں یا ان اداروں سے اسلام کی تبلیغ میں کوئی مدد نہیں ملی۔ للبر نی۔) (اخبار الفضل قادیان ج۳ نمبر۱۱۹ مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۱۶ء)

۲۵۔مرزا قادیانی کی دلی تمنا حکومت کی توجہ فرمائی

''بار ہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد میں اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے اسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔ہم نے قبول کیا کہ ہماری اردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شائع ہوئیں ان کے دیکھنے سے گورنمنٹ عالیہ کو یہ خیال گزرا ہوگا کہ ہماری خوشامد کے لئے ایسی تحریر لکھی گئی ہیں۔ ....(دل کی چوری زبان پر خواب آئی۔للبرنی) لیکن یہ دانشمند گورنمنٹ ادنیٰ توجہ سے سمجھ سکتی ہے۔کہ عرب کے ملکوں میں جو ہم نے ایسی کتابیں بھیجیں جن میں بڑے بڑے مضمون اس گورنمنٹ کی شکرگزاری اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں تھے۔ان میں گورنمنٹ کی خوشامد کا کونسا موقع تھا۔(یہ موقع تو پہلے سے بھی بڑا تھا۔للبرنی) کیا گورنمنٹ نے مجھ کو مجبور کیا تھا۔کہ میں ایسی کتابیں تالیف کر کے ان ملکوں میں روانہ کروں اور ان سے گالیاں سنوں۔میں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کی قدر کرے گی۔'' (بیشک خوب قدر کی جو اظہر من الشمس ہے۔للبرنی)

(اشتہار مرزا غلام احمد مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۲ دوم ص ۲۸ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۴۵۔۴۴۶)

۲۶۔صدہا کتابیں

''میں نے صدہا کتابیں جہاد کے مخالف تحریر کر کے عرب اور مصر اور بلادِ شام اور افغانستان میں گورنمنٹ (انگریزی) کی تائید میں شائع کی ہیں۔کیا آپ نے بھی ان ملکوں میں کوئی ایسی کتاب شائع کی۔(خدا نہ کرے مسلمان اس طرح دین فروشی پر اتر آئیں للمولف برنی) باوجود اس کے میری یہ خواہش نہیں کہ اس خدمت گزاری کی گورنمنٹ کو اطلاع دوں یا اس سے کچھ صلہ مانگوں۔جو انصاف کی رو سے اعتقاد تھا' وہ ظاہر کر دیا۔'' (مرزا قادیانی صاحب نے اشتہار شائع کر دیا گورنمنٹ کو ہرگز اطلاع نہیں دی۔رہا صلہ کا سوال سو اس کی بابت گونا گوں رنگ میں متعدد درخواستیں موجود ہیں جو کہیں کہیں خودداری سے بہت گر گئی ہیں۔للمؤلف برنی۔)

(مرزا غلام احمد کا اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۴ حاشیہ ص ۴۶ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۸۰ حاشیہ۔)

۲۷۔ پچاس الماری

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔ اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روائتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب ص ۲۷۔ ۲۸ خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵۔ ۱۵۶)

۲۸۔ حکومت کا خود کاشتہ پودا

''میری اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمت خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریز کی خوشنودی کے لئے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں.......... صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس ''خود کاشتہ پودے'' کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے۔ اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے۔ (اشارہ کی خوب کہی۔ للمرنی) کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی سے دیکھیں۔ (ایک خاص عنایت و مہربانی کی نظر عاقل را اشارہ کافیست۔ للمرنی) ہمارے خاندان نے سرکار انگریز کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ (البتہ اللہ کی راہ میں جہاد بالسیف خاص کر انگریزوں کے مقابل مرزا قادیانی کے نزدیک منع اور حرام ہے۔ اللہ رے دینداری۔ للمرنی) لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی پوری عنایات اور خصوصی توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔''

(قادیانی سخن سازی کا اچھا نمونہ ہے۔للبرنی)

ا۔ خان صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔'' وغیرہ (اس فہرست میں ۳۱۶ مریدوں کے نام درج ہیں۔للمولف برنی۔)

(۲۴ فروری ۱۸۹۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۷۔ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰۔۲۱)

۲۹۔حکومت کی نمک پروردہ جماعت

غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہے۔ (نمک پروردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ! یہی قادیانی جماعت کی مختصر مگر جامع خصوصیت ہے۔للبرنی) اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیے ہیں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ (گویا خود کاشتہ پودے کے نمونہ کے پھل۔للبرنی) آپ کے ملاحظہ کے لئے لکھ دوں۔'' (مریدوں کے ناموں کی سرکار کو اطلاع دینا بہت ضروری ہے تاکہ حسب درخواست ان پر ''ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر'' رہے۔للبرنی) (تبلیغ رسالت ج ۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۰)

۳۰۔قادیانی گروہ

''ہمارے گروہ میں عوام کم اور خواص زیادہ ہیں۔ اس گروہ میں بہت سے سرکار انگریزی کے ذی عزت عہدہ دار ہیں۔ جو ڈپٹی کلکٹر اور ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور تحصیلدار وغیرہ معزز عہدوں والے آدمی ہیں۔ (جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے' واقعی سرکار کے معزز عہدیداروں کو جلد از جلد قادیانی مرید بننا لازم تھا کہ سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے کا یہ بھی ایک مجرب نسخہ تھا۔ اس کے بعد رئیسوں کو' جاگیرداروں کو' اور بالآخر نوجوان تعلیم یافتہ جو تلاش معاش اور حصول ملازمت پر مجبور تھے' ان کو بھی قادیانیت میں ہی کاربراری اور کامیابی کا راستہ سہل اور قریب نظر آیا۔ چنانچہ وہ بھی اسی راستہ پر پڑ لئے ورنہ نفس دین سے ان کو جو دلچسپی ہو سکتی ہے' معلوم ہے' خدانخواستہ سب پر یا اکثر پر تو نہیں' البتہ بہت سی کمزور طبیعتوں پر یہی دور گزر گیا۔ اللہ تعالیٰ پھر ہدایت عطا فرمائے۔للمولف برنی) ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے کئی رئیس اور جاگیردار' اور اکثر

تعلیم یافتہ ایف اے' اور بی' اے اور ایم' اے اور بڑے بڑے تاجر (ایسے تاجر جن کے سرکار سے کاروباری معاملات رہتے ہیں۔للمولف برنی) اس جماعت میں داخل ہیں۔غرض ایسے لوگ جو عقل اور علم اور عزت واقبال رکھتے تھے۔یا بڑے بڑے عہدوں پر سرکار انگریزی کی طرف سے مامور تھے' یا رئیس' جاگیردار اور تعلقہ دار' اور نوابوں کی اولاد تھے۔اور ہندوستان کے قطبوں اور غوثوں کی نسل سے تھے جن کے بزرگوں کو لاکھوں انسان اعلیٰ درجہ کے ولی اور قطب وقت سمجھتے تھے وہ لوگ اس جماعت میں داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہیں۔'' (آخر میں قطبوں اور ولیوں اور غوثوں کی اولاد کا مبالغہ بلکہ غلو بھی ظاہر ہے۔للمؤلف برنی)

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اعلان ''تزک احمدی' مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ج ۳۷ نمبر ۱۸۔۱۹ مورخہ ۲۰۔۲۱ مئی ۱۹۳۴ء)

۱۳۱۔مسلمانوں کے خلاف حکومت میں قادیانی مخبر

مسلمانوں کے ساتھ قادیانی قطع تعلق کا نمونہ اوپر ملاحظہ ہوا۔اب مسلمانوں کے خلاف قادیانی بغض وعناد کا نمونہ ملاحظہ ہو۔غدر ۱۸۵۷ء کے بعد سے مسلمان سرکار انگریزی کی نظر میں جس قدر مخدوش ومعتوب تھے سب کو معلوم ہے۔مرزا قادیانی نے مسلمانوں کی اس مصیبت سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی یہ تدبیر سوچی کہ مسلمانوں کے خلاف سرکار میں خفیہ مخبری شروع کردی' اور مخبری بھی بے اصل' مبالغہ آمیز' فتنہ انگیز مقصد یہ کہ خود سرکار انگریزی کے بھلے مانس بنیں۔اور خوف دلا کر مسلمانوں کو اپنی طرف کا لالچ دیں۔ابتداء میں ایک حد تک یہ تدبیر خاصی کامیاب رہی۔مسلمانوں کے جو طبقے حکومت سے وابستہ تھے۔اپنی حفاظت کیلئے قادیانیت کی طرف دوڑے کہ شک وشبہ سے محفوظ ہو جائیں۔چنانچہ قادیانی مخبری کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

۱۔''چونکہ قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دار الحرب قرار دیتے ہیں.......... (فتنہ انگیزی ملاحظہ ہو۔للبرنی) لہذا یہ نقشہ اس غرض کے لئے تجویز کیا گیا تاکہ اس میں حق ناشناس لوگوں کے نام (یعنی علمائے اسلام کے نام۔للبرنی) محفوظ رہیں۔جو ایسی باغیانہ سرشت کے آدمی ہیں۔اگرچہ گورنمنٹ کی خوش قسمتی سے برٹش انڈیا میں مسلمانوں میں ایسے لوگ معلوم ہو سکتے ہیں۔(بالخصوص قادیانیوں کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں اور اس میں انگریزوں اور قادیانیوں دونوں کی خوش قسمتی ظاہر ہے۔للبرنی) جن کے نہایت مخفی

ادارے گورنمنٹ کے برخلاف ہیں۔ (تاہم قادیانی خفیہ کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں۔للبرنی) اس لئے ہم نے اپنی محسن گورنمنٹ کی ''پولیٹکل خیرخواہی'' کی نیت سے (نیت تو صاف ظاہر ہے۔ نعوذ باللہ۔للبرنی۔) اس مبارک تقریب پر یہ چاہا کہ جہاں تک ممکن ہو ان شریر لوگوں کے نام ضبط کئے جائیں جو اپنے عقیدہ سے اپنی مفسدانہ چالیں ثابت کرتے ہیں۔ (بالفاظ دیگر اسلام کا دم بھرتے ہیں۔للبرنی)..........لیکن ہم گورنمنٹ میں باادب اطلاع کرتے ہیں کہ ایسے نقشے'' ایک پولیٹکل راز'' کی طرح اس وقت تک ہمارے پاس محفوظ رہیں گے۔ جب تک گورنمنٹ ہم سے طلب کرے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ''ملکی راز'' کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔'' (خفیہ کی مخبری تو یوں بھی اکثر راز میں رکھی جاتی ہے لیکن چونکہ مرزا قادیانی کا ضمیر غالباً مجرم تھا۔مزید تاکید کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مسلمانوں کو بھی کیسے مار آستین سے سابقہ پڑا۔لیکن بالآخر غیب کی مار سے خود بھی عبرت کی موت مر گیا۔ چنانچہ اس کی تفصیل ہماری کتاب قادیانی مذہب میں قابل دید ہے۔للبرنی)

(مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریک بعنوان ''قابل توجہ گورنمنٹ'' مندرجہ تبلیغ رسالت ج پنجم ص ۱۱ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۲۷۔۲۲۸)

۳۲۔قادیانی تلوار

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے۔ (گورنمنٹ برطانیہ مرزا قادیانی کی تلوار ہے یا خود مرزا قادیانی گورنمنٹ برطانیہ کی تلوار ہیں کہ اسلام کا خون ہو۔للبرنی) جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ (یعنی سرکار برطانیہ کے زیر حمایت مرزا قادیانی صاحب کے مقابل علمائے اسلام کی کچھ نہیں چلتی۔للبرنی) اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح (بغداد) سے کیوں خوشی نہ ہو۔ (ضرور خوشی ہونی چاہئے کہ مرزا صاحب کی دعاؤں کی برکت سے بغداد شریف انگریزوں کے ہاتھ آ گیا۔للبرنی) عراق عرب ہو یا شام ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔'' (یعنی اسلامی ممالک میں ہر جگہ سرکار برطانیہ کا دور دورہ دیکھنا چاہتے ہیں۔قادیانی سیاسی جذبہ کا یہی عروج ہے۔یعنی برطانیہ کی غلامی۔نعوذ باللہ۔للبرنی۔)

(اخبار الفضل قادیان ج ٦ نمبر ۴۲ ص ۹ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۱۸ء)

بہرحال سرکار انگریزی کی تائید کے آثار قادیانی معاملات میں ظاہر ہونے لگے تو دنیا طلب لوگ جو بالعموم دین کی اہمیت کم سمجھتے ہیں۔ ترقی کے شوق میں قادیانیت پر گرنے لگے۔ کہ گویا زندگی کی کش مکش خاص کر سرکاری ملازمتوں میں' سرکاری ٹھیکوں میں اور دوسری سرکاری کارروائیوں میں ان کا میدان ہموار ہوگیا۔ اور ہر طرف سرکاری محکموں میں قادیانی صاحبان کی آؤ بھگت ہونے لگی۔ چنانچہ دنیا طلب لوگ کس طرح قادیانیت کی طرف لپکے اس کی کیفیت خود مرزا قادیانی کی زبانی ہماری کتاب قادیانی مذہب میں قابل ملاحظہ ہے۔ للبرنی۔

۲۳۔ کابل میں قادیانی غداری

''ہمارے آدمی کابل میں مارے گئے۔ محض اس لئے کہ وہ جہاد کرنے کے مخالف تھے۔ اٹلی کے ایک انجینئر نے جو حکومت افغانستان کا ملازم تھا۔ صاف لکھا ہے کہ امیر حبیب اللہ خاں نے صاحبزادہ سید عبداللطیف کو اس لئے مروادیا کہ وہ جہاد کے خلاف تعلیم دے کر مسلمانوں کے شیرازہ کو بکھیرتا تھا۔ پس ہم نے اپنی جانیں اس لئے قربان کیں کہ انگریزوں کی جانیں بچیں۔ مگر آج بعض حکام سے ہمیں یہ بدلہ ملا ہے۔ کہ ہم سے باغی اور شورش پسند والا سلوک روا رکھا گیا۔'' (چاہ کن راچاہ درپیش۔ للبرنی)

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۵۴ ص ۱۲ مورخہ یکم نومبر ۱۹۳۴ء)

۲۴۔ قادیانی انگریز کے ایجنٹ

''پھر یہ خیال کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کی ایجنٹ ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس قدر راسخ تھا کہ بعض بڑے بڑے سیاسی لیڈروں نے مجھ سے سوال کیا کہ ہم علیحدگی میں آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کا انگریزی حکومت سے اس قسم کا تعلق ہے۔ (یعنی آپ انگریزوں کے ایجنٹ ہیں۔ تجاہل عارفانہ مطلب ظاہر ہے۔ للبرنی) ڈاکٹر سید محمود جو اس وقت کانگریس کے سیکرٹری ہیں۔ (تھے) ایک دفعہ قادیان آئے اور انہوں نے بتایا کہ پنڈت جواہر لال نہرو جب یورپ کے سفر سے واپس آئے تو انہوں نے اسٹیشن پر اتر کر جو باتیں سب سے پہلے کیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے اس سفر یورپ میں یہ سبق حاصل کیا ہے کہ انگریزی حکومت کو ہم کمزور کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس سے پہلے احمدیہ جماعت کو کمزور کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ ہر شخص کا خیال تھا کہ احمدی جماعت انگریزوں کی نمائندہ اور ان کی ایجنٹ ہے۔''

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل قادیان نمبر ۳۱ جلد ۲۳ ص ۷۔۸ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۵ء)

۳۵۔ قادیانیوں کے متعلق رائے عامہ

"ہماری جماعت وہ جماعت ہے جسے شروع سے ہی لوگ کہتے چلے آئے ہیں کہ یہ خوشامدی اور گورنمنٹ کی پٹھو ہے۔ بعض لوگ ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے جاسوس ہیں۔ پنجابی محاورہ کے مطابق ہمیں "جھولی چک" اور نئے زمینداری محاورہ کے مطابق ہمیں "ٹوڈی" کہا جاتا ہے۔" (بجا اور درست ہے۔ للمرنی)

(خطبہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۵۸ ص ۲ مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۴ء)

۳۶۔ مرزا قادیانی اور شرم کی بات

"حضرت مسیح موعود نے (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے) فخر یہ لکھا ہے کہ میری کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں میں نے گورنمنٹ کی تائید نہ کی ہو مگر مجھے افسوس ہے کہ میں نے غیروں سے نہیں بلکہ احمدیوں کو یہ کہتے سنا ہے۔ میں انہیں احمدی ہی کہونگا کیونکہ نابینا بھی آخر انسان ہی کہلاتا ہے کہ ہمیں حضرت مسیح موعود کی ایسی تحریریں پڑھ کر شرم آجاتی ہے۔" (انہیں شرم کیوں آتی ہے اس لئے کہ اندر کی آنکھیں نہیں کھلیں۔ گویا ان کو اندرونی بھید معلوم نہیں۔ للمرنی)

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۳ مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۲ء)

۳۷۔ قادیانیت کی لاش

واقعہ یہ ہے جوں جوں مسلمانوں کو قادیانی مکر وفریب کا پتہ چل رہا ہے ہر طرف قادیانیوں پر دھتکار ہو رہی ہے۔ پھٹکار پڑ رہی ہے۔ اور روز مطالبہ بڑھ رہا ہے۔ کہ واقعات کے مطابق قادیانیت کو اسلام سے جدا شمار کیا جائے۔ فتنہ وفساد کے سوا اسلام میں قادیانیت کا کوئی مقام نہیں۔ بنابراں آج قادیانیوں میں واویلا ہے کہ ان کو اسلام سے خارج کیا جا رہا ہے اور ان کی فریاد ہے کہ ان کو اسلام میں رہنے دیا جائے۔ ان کو بھی مسلمان سمجھا جائے۔ حالانکہ کسی زمانہ میں وہ خود مسلمانوں کو مسلمان نہیں مانتے تھے۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

چنانچہ اس قسم کا فریاد نامہ سلطان القلم نمبر میں بھی موجود ہے۔ اس کا عنوان ہے۔" یہی وہ قادیانی ہیں جن کو تم کافر کہتے ہو۔" اس کا صاف جواب یہ ہے۔" کہ یہی وہ قادیانی ہیں جو

ہم کو کافر کہتے تھے۔" عطائے تو" بلقائے تو خلاصہ یہ کہ آج کل قادیانی کیفر کردار سے سخت حیران پریشان ہیں کہ خدا جانے کیا حشر ہوگا۔ہم کچھ کہیں تو برا مانیں گے۔خود ان کے بھائی برادر لاہوری جماعت کا فیصلہ یہ ہے کہ:

"قادیانی عقیدہ ایک لاش ہے جسے وہ اٹھائے پھرتے ہیں۔جس کا تعفن اب دنیا میں پھیل رہا ہے اور عنقریب خود ان کے اپنے دماغ اس تعفن کو برداشت نہ کرسکیں گے۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور مورخہ ۵ مئی ۱۹۲۲ء)

۳۸۔قادیانیت اور سیاسیات

قادیانیت بڑی حد تک سیاسی تحریک ہے یہ تحریک انگریزوں کی سرپرستی میں جاری ہوئی اور خوب پھولی پھلی۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی صاحب فخریہ اقرار بلکہ اعلان کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودا ہے' اور واقعی انگریزوں نے بھی اس پودے کی خوب آبیاری کی۔ انگریزوں کی غرض یہ تھی کہ قادیانیت پھیلے تو خود قرآن اور رسالت کی اساس پر مسلمانوں میں نفاق' شقاق اور افتراق پھیلے اور ملت اسلامیہ کا رہا سہا اتحاد پاش پاش ہوجائے پھر قادیانی تعلیم کے بموجب جہاد بالسیف منسوخ ہوجائے اور اس کی جگہ انگریزوں کے لئے راستہ کشادہ اور ہموار ہوجائے حتیٰ کہ قادیانی تمناؤں اور دعاؤں کے بموجب انگریز اسلامی ممالک پر قابض ہوجائیں' حکمران بن جائیں اور ان کا سایۂ عاطفت میں وہاں قادیانیت بھی فروغ پائے' جیسے کہ ہندوستان میں انگریزی سرپرستی سے قادیانیت کو فروغ ہوا۔اِنا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ چنانچہ اس کی تفصیل ذیل میں پیش ہوگی خود مرزا قادیانی اپنی تحریک کا سرکار انگریزی کے ساتھ کیسا تعلق سمجھتے ہیں' صرف چند اشارات ملاحظہ ہوں خوشامد' لجاجت کسی بات میں بھی تکلف نہیں' اور تکلف کی گنجائش بھی نہیں' جبکہ بقول مرزا قادیانی' قادیانی جماعت سرکار انگریزی کی ایک پروردہ ہے اور نمک حلالی کی اہمیت تو بہر صورت مسلم ہے۔

۳۹۔مسلمانوں کے مقابل قادیانی انگریزی اتحاد

"یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی جاتی ہے کہ فی الواقع گورنمنٹ برطانیہ ڈھال ہے جس کے نیچے احمدی جماعت آگے ہی آگے بڑھتی جاتی ہے۔اس ڈھال کو ذرا ایک طرف کردو اور دیکھو کہ زہریلے تیروں کی کیسی خطرناک بارش تمہارے سروں پر ہوتی ہے' پس کیوں ہم اس

گورنمنٹ کے شکر گزار نہ ہوں۔ ہمارے فوائد اس گورنمنٹ سے متحد ہو گئے ہیں۔ اور اس گورنمنٹ کی تباہی ہماری تباہی ہے۔ اوراس گورنمنٹ کی ترقی ہماری ترقی ہے جہاں جہاں اس گورنمنٹ کی حکومت پھیلتی جاتی ہے ہمارے لئے تبلیغ کا ایک اور میدان نکل آتا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۵۱ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

(چنانچہ افریقہ کے انگریزی مقبوضات مثلاً نائیجیریا' گولڈ کوسٹ' کینیا وغیرہ میں قادیانیوں کا یہ سیاسی ڈرامہ مسلمانوں کے حق میں بہت خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ سابقہ فتنوں کی طرح قادیانیوں سے بھی خدا کرے اسلام اور مسلمانوں کو جلد نجات حاصل ہو۔ (للمر نی)

۴۰۔ سیاسی آلۂ کار

غضب یہ ہے کہ اسلام کی حریف اور انگریزوں کی حلیف بن کر قادیانیت برطانوی سیاست کا آلہ کار بن گئی۔ حتیٰ کہ انگریزوں کی حمایت میں مسلمانوں کی بدخواہ بن گئی بیخ کنی پر کمر بستہ ہوگئی۔ ابتداء ہی سے تعلقات کی یہ صورت رہی کہ خود مرزا قادیانی صاحب نے فخریہ طور پر اپنے فرقہ کو سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودا اور سرکار انگریزی کی نمک پروردہ جماعت تسلیم کیا۔ خوشی میں سچی بات قلم سے ٹپک گئی۔ ورنہ اب تو قادیانی بہت شرماتے ہیں۔ باتیں بناتے ہیں۔ لیکن

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

یہ شرمناک حقیقت ہماری کتاب قادیانی مذہب کی چار طویل فصلوں میں بہت عبرت آموز ہے۔ فصل نمبر ۱۱ تا ۱۴ اششم جو چاہے مطالعہ کر کے اطمینان کر لے۔

وما علینا الا البلاغ.

فصل سوم

قادیانی چکر

(الف) مد۔اول۔مرزا قادیانی نبی ورسول

ا۔قادیانی نبی کی شان

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بزعم خود نبیوں میں کسی سے کم نہیں۔ بلکہ سب کے ہم پلہ ہیں۔ملاحظہ ہو:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں　　ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین ص ۲۸۷ نزول المسیح ص ۹۹۔۱۰۰ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷۔۴۷۸)

(مندرجہ بالا نظم کا آخری مصرعہ۔(ہر کہ گوید دروغ ہست لعین) عجب معنی خیز معلوم ہوتا ہے۔للمرنی)

۲۔قادیانی نبی کی وحی مثل قرآن

تورات‘ انجیل‘ قرآن اور مرزا قادیانی کی وحی۔بقول خود۔سب کا ایک ہی رتبہ ہے۔ملاحظہ ہو:

(الف)　مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔جیسا کہ توریت‘ اور انجیل اور قرآن کریم پر۔‘‘

(اربعین نمبر ۴ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

(ب)　’’میں خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں۔ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ تورات اور انجیل مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج ہشتم ص ۶۴ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵۴)

(ت)　"اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر (نازل) ہوا ہے۔ کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔ (اور اگر اس کو قادیانی قرآن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ للمرنی)

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، ۲۱۱ خزائن ج۲۲ ص۴۰۷)

(ث)　"ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی للمرنی) اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے تھے۔ اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا ہے۔"

(اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۸۴ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء اور منکرین خلافت کا انجام ص۴۹ مصنفہ جلال الدین شمس قادیانی۔)

(زیر بحث وحی اور الہام قادیانی کتابوں میں موجود ہیں۔ جو پڑھیں تو ادعا کی جسارت پر نعوذ باللہ پڑھیں۔ للمرنی)

۳۔ ہلال و بدر کا مقابلہ

ا۔ جان کے ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے۔ ایسا ہی مسیح موعود (مرزا قادیانی۔ للمرنی) بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔ (اور یہ ثبوت "یضل بہ کثیرا" کا ثبوت ہے۔ للمرنی)......... بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرتؐ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔ (بمقابل پہلی رات کے للمرنی)　　(خطبہ الہامیہ ص۱۸۰ خزائن ج۱۶ ص۲۷۰ تا ۲۷۲)

(ب)　"آنحضرت کے بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن ان کے بعثت ثانی میں (بصورت مرزا غلام احمد قادیانی للمرنی) آپ کے منکروں کو (یعنی مسلمانوں کو للمرنی) داخل اسلام سمجھنا۔ یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات اللہ سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے (مرزا قادیانی نے للمرنی) آنحضرتؐ کی بعثت اول (محمدی للمرنی) وثانی (قادیانی۔ للمرنی) کو ہلال و بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔" (یعنی محمد رسول اللہؐ ہلال اور مرزا

قادیانی بدر ٹھہرے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن. للمر نی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ص ۱۰ مورخہ ۵ جولائی ۱۹۱۵ء)

(ت) آپ نے (قادیانی مقرر نے) ہلال و بدر کی مثال سے یہ دقیق مسئلہ کمال خوبی کے ساتھ ہر کس و ناکس کے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا کہ چودھویں کا چاند مسیح موعود۔ (مرزا قادیانی۔للمر نی) ہی تو ہے جو چاند رات کے وقت تھا۔یعنی رسول کریم۔پس اس کا پہلی حالت سے بڑھ چڑھ کر شاندار ہونا محل اعتراض کیونکر ہوسکتا ہے

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ص ۷۶ مورخہ یکم جنوری ۱۹۱۶ء)

۴۔استاد و شاگرد کا معاملہ

''پس میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی۔للمر نی) اس قدر رسول کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلے کہ وہی ہو گئے۔لیکن کیا استاد شاگرد کا ایک مرتبہ ہوسکتا ہے۔ گو شاگرد علم کے لحاظ سے استاد کے برابر بھی ہو جائے تاہم استاد کے سامنے زانوئے ادب خم کر کے ہی بیٹھے گا۔یہی نسبت آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی۔للمر نی) میں ہے۔(مساوات کا قادیانی تخیل۔استغفر اللہ۔للمر نی)

(ذکر الٰہی ص ۱۹ تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان منقول از کتاب ''جماعت مبائعین کے عقائد صحیحہ'' ص ۱۱ مؤلفہ فضل الدین قادیانی۔)

(ب) ''آنحضرت ﷺ معلم ہیں۔اور مسیح موعود (مرزا قادیانی۔للمر نی) ایک شاگرد۔ شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے۔مگر استاد بہرحال استاد ہی رہتا ہے۔اور شاگرد شاگرد ہی۔(اللہ رے جسارت زبان درازی للمر نی)

(تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۱۴ء منقول از المھدی نمبر ۲۔۳ ص ۴۹ مولفہ حکیم محمد حسین صاحب قادیانی لاہوری۔)

۵۔امت کا واحد نبی مرزا قادیانی

''اس وجہ سے امت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی (مرزا قادیانی ہی للمرنی) مخصوص کیا گیا۔اور دوسرے لوگ (یعنی امت محمدی کے صدیقین وشہداء وصالحین للمرنی) اس نام (نبی) کے مستحق نہیں۔(اللہ رے خود فریبی للمرنی)..........اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا..........تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔وہ پیش گوئی پوری ہو جائے۔''

(حقیقۃ الوحی ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

(ب) ''آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے۔اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔'' (خیر کم از کم مرزا قادیانی نے تو نبی کے نام سے دل خوش کر لیا للمرنی)

(تشحیذ الاذہان قادیان ج نمبر ۸ ص ۱۱ بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

(ت) ''پس اس لئے امت محمدیہ میں ایک شخص نے (یعنی مرزا قادیانی نے للمرنی) نبوت کا درجہ پایا۔اور باقیوں کو یہ رتبہ نصیب نہیں ہوا۔کیونکہ ہر ایک کا کام نہیں کہ اتنی ترقی کر سکے۔بے شک اس امت محمدیہ میں بہت سارے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے حکم کے ماتحت انبیاء بنی اسرائیل کے ہم پلہ تھے۔لیکن ان میں سوائے مسیح موعود کے (یعنی مرزا قادیانی کے للمرنی) کسی نے بھی نبی کریم کی اتباع کا اتنا نمونہ نہیں دکھایا کہ نبی کریم کا کامل ظل کہلا سکے۔اس لئے نبی کہلانے کے لئے صرف مسیح موعود (مرزا قادیانی۔للمرنی) مخصوص کیا گیا۔(واقعات کے مدنظر دعوے کی لغویت ظاہر ہے۔للمرنی)

(کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۴ نمبر ۱۳ صفحہ ۱۱۶)

۶۔نبیوں کا قادیانی سلسلہ

''آپ کا چوتھا سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بعد کوئی اور نبی آئے گا یا آ سکتا ہے اگر کوئی اور نبی نیا مبعوث ہو تو احمدی لوگ اس پر ایمان لائیں گے یا نہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ

حضرت مرزا صاحب کے بعد نبی آسکتا ہے' آئے گا کے متعلق میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں حضرت مسیح موعود کی کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا نبی آئے گا۔ جب وہ نبی آئے گا۔ اس پر ایمان لانا احمدیوں کے لئے ضروری ہوگا۔"

(مکتوب میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۸۵ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

(ب) سوال: حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی للمرنی) کے بعد بھی جب نبی آنے کا امکان ہے۔ تو آپ کو آخری زمانے کا نبی کہنے کا کیا مطلب ہے۔

جواب: آخری زمانہ کا نبی اصطلاح ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے توسط کے بغیر (یعنی مرزا قادیانی کے بغیر۔ للمرنی) کسی کو نبوت کا درجہ حاصل نہیں۔ (فرضی ہی سہی۔ خوب اڑہ جمایا۔ للمرنی) اب کوئی ایسا نہیں آسکتا جو یہ کہے کہ رسول کریم ﷺ سے براہ راست تعلق پیدا کر کے نبی بن سکا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی للمرنی) فرماتے ہیں کہ میری اتباع کے بغیر کسی کو قرب الٰہی حاصل نہیں ہوسکتا۔ (آگے چل کر مرزا قادیانی کے چیلے یعنی چن بس ویش ورنے بھی یہی دعویٰ کیا ہے۔ للمرنی) پس آئندہ خواہ کوئی نبی ہو۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی۔ للمرنی) پر ایمان لانا ضرور ہے۔" (یعنی رسول اللہؐ پر ایمان لانا کافی نہ ہوگا۔ للمرنی)

(ارشاد میاں محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲ ص ۱۲۰ مورخہ ۲ مئی ۱۹۱۵ء)

(ت) "کئی جاہل لوگ (قادیانی لوگ للمرنی۔) جب مجھ سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں۔" السلام یا نبی اللہ" تو میں انہیں سمجھاتا ہوں۔ اور بتاتا ہوں کہ میں نبی نہیں ہوں۔ میں تو نبی کا نائب ہوں۔" (فال نیک ہے۔ شروع شروع میں مرزا قادیانی صاحب بھی ایسی ہی باتیں سنتے تھے۔ یوں ہی سمجھاتے تھے۔)

شاید کہ ہمیں بیضہ برآورد پروبال

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۶ نمبر ۶۳ ص ۷ مورخہ ۸ فروری ۱۹۲۹ء)

(ث) "اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم یہ

کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اس سے کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپؐ کے بعد نبی آ سکتے ہیں۔ اور ضرور آ سکتے ہیں۔ (چنانچہ والد صاحب قبلہ آئے اور خود بھی آنا بعید از امکان نہیں۔ للبرنی)

(انوار خلافت ص ۶۵ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

(ج) ''انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے۔ .... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے۔''

(شاباش، شاباش۔ خدا تعالیٰ کی قدر خوب سمجھی۔ ع۔ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لئے۔ للبرنی) (انوار خلاف ص ۶۲ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)۔

۷۔ قادیانی عقیدۂ نبوت کا خدشہ

''خدارا غور کرو کہ اگر یہ عقیدہ میاں (محمود احمد) کا درست ہے کہ نبی آتے رہیں گے اور ہزاروں نبی آئیں گے۔ جیسا کہ انہوں نے بالصراحت انوار خلافت میں لکھ دیا ہے۔ تو یہ ہزاروں گروہ ایک دوسرے کو کافر کہنے والے ہونگے یا نہیں۔ اور اسلامی وحدت کہاں ہوگی .... یاد رکھو اگر اسلام کو کل ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ سچا ہے تو یہ مصیبت کا دن اسلام پر کبھی نہیں آ سکتا۔ کہ ہزاروں نبی اپنی اپنی ٹولیاں علیحدہ علیحدہ لئے پھرتے ہوں۔

(ردتکفیر اہل قبلہ ص ۴۹۔ ۵۰ مصنفہ محمد علی قادیانی امیر جماعت لاہور)

(ب)۔ مد۔ دوم۔ مرزا قادیانی کرشن اوتار

۸۔ ہندو اور مرزا قادیانی

''ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر میں بیٹھا ہوا ہوں ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ کہ کرشن جی کہاں ہیں جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے ہجوم میں سے ایک ہندو بولا ہے کرشن جی رودر گوپال''

(تذکرہ یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ص ۳۸۱ طبع سوم)

''دودفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نذریں رکھتے ہیں۔ پھر ایک دفعہ الہام ہوا۔

ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو تیری استتی گیتا میں موجود ہے۔''

(ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۴۲ مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری۔ ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۰۔۲۷۱)

''برہمن اوتار سے مقابلہ اچھا نہیں''

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تذکرہ یعنی وحیِ مقدس مجموعہ الہامات و مکاشفات ص۔ ۶۲۰ طبع سوم)

۹۔ راجہ کرشن

''اب واضح ہو کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی نظیر ہندوؤں کے کسی رشی اور اوتار میں نہیں پائی جاتی اور اپنے وقت کا اوتار یعنی نبی تھا جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور بااقبال تھا۔ جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے زمانے کا درحقیقت نبی تھا۔ جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا گیا۔ وہ خدا کی محبت سے پر تھا اور نیکی سے دوستی اور شر سے دشمنی رکھتا تھا۔ خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔ مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ:

''ہے کرشن رودر گوپال' تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔''

(لیکچر سیالکوٹ ۲ نومبر ۱۹۰۴ ص ۳۴ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸۔۲۲۹)

۱۰۔ مرزا کرشن

''آخر یہ بھی واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں تینوں قوموں کی اصلاح منظور ہے اور جیسا کہ خدا نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا ہے۔ ایسا ہی میں ہندوؤں کے لئے بطور اوتار کے ہوں اور میں عرصہ بیس برس سے یا کچھ زیادہ برسوں سے اس بات کو شہرت دے رہا ہوں کہ میں ان گناہوں کے دور کرنے کیلئے جن سے زمین پر ہو گئی ہے۔ جیسا کہ مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہوں ایسا ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب

کے تمام اوتاروں میں سے ایک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہئے کہ روحانی حقیقت کی رو سے میں وہی (کرشن) ہوں۔" (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۴ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸)

"جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام کا ایک نبی گزرا ہے جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں۔ (یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا۔ پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں۔ وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے۔ کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵ خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱۔۵۲۲)

۱۱۔ حضرت مسیح اور کرشن علیہما السلام

"(عنوان منقول از ریویو) ہم خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جلد وہ زمانہ آئے کہ ہمارے ہندو بھائیوں کے دلوں پر سے پردے اٹھ جائیں اور ان کو اپنی مذہبی غلطیوں پر بصیرت اور معرفت حاصل ہو جائے۔ اور ان کے سینے اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے کھل جائیں جو دین اسلام تعلیم دیتا ہے۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آخری زمانے میں ایک اوتار کے ظہور کے متعلق جو وعدہ انہیں دیا گیا تھا وہ خدا کی طرف سے تھا اور اس کو ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے وجود میں خدا تعالیٰ نے پورا کر دکھایا۔

(محمد علی قادیانی امیر جماعت لاہور رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۳۰ نمبر ۱۱)

(ت)۔۔۔۔ سوم۔ مرزا قادیانی اور چمن بسویشور

۱۲۔ قادیانی تعلیم کا کرشمہ

"نبیوں کے اسرار مجھ پر کھلنے کے دو اسباب ہیں۔ پہلا سبب یہ کہ فقیر ۱۹۰۸ء میں فتنہ دجال سے کماحقہ واقف ہو کر جستجوئے مسیح میں تھا۔ ۱۹۱۲ء میں مسیح کو (مرزا غلام احمد قادیانی کو۔ للمرتی) پایا (یوں ہی بالعموم قادیانی مغالطہ کی ابتداء ہوتی ہے۔ للمرتی) اور نہایت مخلصانہ طور پر اٹھائیس سال کی عمر میں ترک دنیا کر کے مزید حصول علم دین کے لئے قادیان پہنچا۔ اور مرزا صاحب کے تحریر کردہ دس ہزار صفحات سے جس میں تین سو جگہ مسئلہ نبوت کو حل کرنے کی کوشش کی

گئی ہے۔ پورا پورا واقف ہو گیا۔ اس طرح اسرار نبوت کھلنے کا اس فقیر پر یہ پہلا سبب ہے۔" (اسرار نبوت کھلنے کا نتیجہ بھی ظاہر ہے۔ اول مرزا قادیانی نبی بنے۔ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان بھی اس منزل کے قریب سمجھے جاتے ہیں۔ بعد میں چنن بسویشور صاحب نے اسی سلسلہ میں مبینہ یوسف موعود کے مقام پر قبضہ کر لیا۔ اور بھی کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ للبرنی۔) (مہر نبوت ص ۲۵ مصنفہ صدیق دیندار چنن بس ویش ور)

۱۴۔ میاں محمود احمد اور چنن بس ویش وَر

"مختصر حال یہ ہے کہ یوں تو فقیر ۱۹۱۰ء میں بھی قادیان گیا تھا۔ اس وقت اس سلسلہ کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوئی۔ (خادم خاتم النبیین ص ۵ مصنفہ صدیق دیندار چنن بس وَیش وَر)

(ب) میری نیک نیتی اور خلوص دیکھو۔ میں نے تلاش حق میں خود میاں (محمود احمد) (خلیفہ قادیان۔ للبرنی) کی خلافت مان کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور قادیان پہنچا۔ اور نیک نیتی سے تحقیقات کرتا رہا۔ اور ان کے عقائد میں غلو کرنا پسند نہ آیا۔ دعائیں کیں آخر اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو بچانا چاہتا تھا۔ وہاں سے نکالا۔ بیعت فسخ کر دی۔ اور لگاتار اس عقیدے کی تردید میں ۱۲ سال کام کیا۔ اور بڑے شد و مد سے کام کیا۔ (پھر میل بھی کر لیا۔ للبرنی) (خادم خاتم النبیین ص ۲۵ مصنفہ دیندار جن بس ویش ور)

(ت) "فقیر (صدیق دیندار جن بس ویش وَر۔ للبرنی) جانتا ہے کہ وہ (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان۔ للبرنی) ایک متقی مرد ہے۔ اور بڑی بشارتیں والا ہے۔ ان سے ہمارا جھگڑا صرف مذہبی چند فروعات میں ہے۔ جس کی غفلت سے اصولی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اسی وجہ سے میں نے مخالفت کی۔ اب کوئی مخالفت نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم دیا ہے کہ وہ (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان للبرنی) قریب میں ہمارے عقیدے کے ساتھ ہو جائیں گے۔ جس کے آثار گذشتہ چند ماہ سے ظاہر ہو رہے ہیں۔" (مگر یہ توقع مغالطہ ثابت ہوئی۔ للبرنی)

(خادم خاتم النبیین دیباچہ ص ز مورخہ یکم جون ۱۹۲۷ء مصنفہ صدیق دیندار چنن بسویشور)

(ث) ''میں میاں محمود کو دکن کی بشارتوں کی بناء پر خلیفہ جماعت احمدیہ مانتا ہوں۔ گو لاہور کی جماعت مخالف کیوں نہ ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ جس کا ظہور ہو چکا اس کا انکار کیسا۔'' (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کے ساتھ چن بس ویشں ور صاحب کا تعلق سیماب صفت معلوم ہوتا ہے۔ گاہے چنیں گاہے۔ چناں۔ للبرنی)

(خادم خاتم النبین ص ۷۲ صدیق دیندار چن بس ویش ور)۔

(ج) ''حضرت مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ نے ایک خط سے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپ سے ہماری جماعت کا ہر فرد خوش ہے۔ اور حال میں ہی ایک خط قادیان سے آیا ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔:

مکرمی السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

عرض ہے کہ مجلس مشاورت کے بعد آئندہ سال کے پروگرام میں دکن کی طرف وفد بھیجنے کی کوشش کی جائے گی.......... بہرحال آپ کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اپنے وقت پر پورے ہونگے۔ مزید براں عرض ہے کہ بوجہ مالی تنگی اس علاقہ کی طرف توجہ نہ ہو سکی.......... حکام کی رپورٹ براہ کرم ضرور بھیج دیا کریں۔ اور مشکلات ونتائج سے آگاہ فرماتے رہیں۔ والتسلیم۔

دستخط عبدالرحیم نیرؔ
نائب ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

مہر قادیان

(خادم خاتم النبین ص ۷۸ مصنفہ صدیق دیندار چن بس وَیش وَر)

قادیان کے محولا بالا خط سے صاف ظاہر ہے کہ جن دس وَیش وَر صاحب دکن میں قادیانی ایجنٹ تھے۔ اور قادیان کے تحت کام کرتے تھے۔

۱۴۔ قادیانیت کی خدمت کے آٹھ سال

''غرض کہ یہ یوسف موعود (چن دش وَیش وَر۔ للبرنی) اس وقت موجود تھا جبکہ جماعت قادیان اور جماعت لاہور کی مخالفت کا بازار گرم تھا۔ جس نے مئی ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۲ء تک تقریباً آٹھ سال بہترین مبلغ بن کر مرزا صاحب (قادیانی۔ للبرنی) کی محبت میں کام کیا (محبت

میں کیا کلام ہے۔للمرنی) تقریباً تمام اضلاع پنجاب کی احمدی جماعتوں کا دورہ کیا۔اس زمانہ میں کسی کو خبر نہ تھی کہ اس قدر جوش صدیق (دیندار چن بس ویش ور۔للمرنی) میں کیوں ہے۔اس راز کا علم خود صدیق کو بھی نہیں تھا۔(البتہ بعد کو راز کھلا کہ وہ یوسف موعود بن بیٹھا۔للمرنی) جب صدیق کو چالیس سال کی عمر پہنچی۔یعنی ۱۹۲۴ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے بشارت دی۔ کہ ''اے یوسف تو ہی چن بس ویش ور ہے۔'' پھر الہام ہوا۔''یوسف ہے بابا صدیق غرض بار بار یوسف اور صدیق کا نام الہامات میں آنے لگا۔(فہو المراد۔للمرنی)

(دعوۃ الی اللہ ص ۴۴ چن بس ویش ور۔)

۱۵۔قادیانیت سے تعلق

مرزا قادیانی کی تعلیم میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی مریدی اور محمد علی لاہوری قادیانی کی دوستی' غرض چن بس ویش ور صاحب کا قادیانیت سے گہرا تعلق رہا۔آٹھ سال پنجاب میں قادیانیت کے بہترین سرگرم مبلغ بنے رہے۔اور دکن میں قادیان کے تحت قادیانی تبلیغ انجام دیتے رہے۔یہ سب اعتراضات اوپر پیش ہو چکے ہیں۔مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔اس کے بعد چن بس ویش ور صاحب نے مرزا قادیانی صاحب پر اپنی فضیلت وفوقیت کی راہ جس تدبیر سے نکالی وہ بھی سبق آموز ہے۔بلکہ عبرت آموز ہے۔باطل کی راہ میں دوادوش کا یہی انجام ہوتا ہے۔

قادیانی تحریک کی ہوا خیزی اور رسوائی دیکھ کر اب تو چن بس ویش ور کی جماعت جو دیندار جماعت کہلاتی ہے۔مرزا قادیانی کی جماعت سے نہ صرف بے تعلقی بلکہ بیزاری کا اظہار کرتی ہے۔گویا کہ کبھی کوئی تعلق ہی نہ تھا۔خوف یہی کہ کہیں قادیانیوں کی طرح مسلمانوں کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔حالانکہ ان کی قادیانی اصلیت بخوبی معلوم ہے' ثابت ہے۔درحقیقت یہ دونوں جماعتیں فتنہ انگیزی میں ایک ہیں۔اسلام کے حق میں یکساں فریب آمیز ہیں' یکساں خطرناک ہیں' قابل انسداد ہیں ۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من اندازِ قدت را می شناسم

۱۶۔ چن بس ویش ور

مرزا قادیانی کی شان کا بیان کیا کہنا' کتابیں بھری پڑی ہیں۔ مختصر یہ کہ:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفاں نہ کمترم زکسے

آنچہ داداست ہر نبی را جام — داد آں جام رامرا بتمام

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین ص ۲۸۷ نزول مسیح ص ۹۹۔۱۰۰ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷۔۴۷۸)

لیکن چن بس ویش ور صاحب کو دیکھئے تو وہ چاہتے ہیں کہ گویا مرزا صاحب کو بھی جیب میں ڈال لیں۔ چنانچہ دو چار جھلکیاں ذیل میں قابل ملاحظہ ہیں :

۱۷۔ آخرین کے سردار

صدیق دیندار چن بس ویش ور صاحب نے اپنی مشہور کتاب دعوۃ الی اللہ میں ص ۶ پر ایک طویل تاویلی بحث میں حضرت محمد ﷺ کو "اولین کا سردار" اور خود اپنے آپ کو "آخرین کا سردار" قرار دیا ہے۔ اور مرزا قادیانی صاحب کو مسیح ناصری کے مماثل آخری فرقہ یعنی قادیانی فرقہ کا سردار قرار دیا ہے۔ یعنی مرزا قادیانی کی حیثیت اپنے مقابل ضمنی قرار دی ہے۔ سچ ہے۔

کس نیا موخت علم تیرا زمن
کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

۱۸۔ چن بس ویش ور کا دور

"دائم قائم کلام اللہ' یہ دائمی بشارت ہے۔ جب کبھی قیامت آئے گی۔ اس وقت عامل سورۂ اخلاص' مفتوں امت مرحومہ۔ اشراروں سے گزر کر ضالین کے فتنوں کو مٹاتا ہوا اللہ کی حمد قائم کرنے کیلئے الحمد سے جا ملے گا۔

یہ دور ہر تیرہ سو سال میں ایک دفعہ چلا کرے گا۔ اس دور کی ابتداء ذات بابرکت حضرت رحمتہ للعالمین ﷺ اور ان کے ساتھیوں سے ہوئی۔ اور اس کا اعادہ چلتا ہی رہے گا۔ ان آنے والے اعادوں میں چودھویں صدی کا زمانہ۔ اس دور کے اعادۂ اول کا زمانہ ہے۔ جس میں پہلا نشان یہ فقیر صدیق دیندار چن بس ویش ور۔ "اللہ کا مظہر" بشکل دیگر کھڑا ہے۔" (شاباش کیسی

جرأت سے اپنے استاد مرزا قادیانی کو ٹھکانے لگا دیا۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

(سورۂ اخلاص کے عملی مفسرین' 'چن بس ویش ور صاحب کی غیر مطبوعہ تالیف منقول از ماہنامہ۔ دیندار۔ بوین پلی۔ سکندرآباد ص ۱۶ بابت مارچ' اپریل ۱۹۵۸ء)

۱۹۔ چن بس ویش ور کے الہامی نام

''لہٰذا آج پچیس سال سے مجھے مکالمہ الٰہیہ جاری ہے۔ میرے اعزازی نام حسب ذیل ہیں: اے پیران پیر۔ محمد۔ امام الغیب۔ صدیق کلیم اللہ۔ سپہ سالار۔ محبوب۔ تو محمد جلال ہے۔ مہدی آخر الزمان۔ دھن پتی دیندار۔ محی الدین۔ صادق جنگ۔ سری پتی۔ اے تاج اولیاء فاتح ہندوستان نور محمد۔ محمود صدیق۔ جری اللہ۔ اے نبی کے فرزند۔ سکندر اعظم۔ عبدالقادر عبداللہ۔ موسیٰ۔ سلیمان۔ مولانا۔ نگر جان۔ اے عیسیٰ۔ اے پہلوان۔ عادل میراں صاحب۔ اے میرے آسمان کے تارے۔ بی بی فاطمہ کے لال۔ اندر لجوتی۔ میرے صابر' چراغ دہر۔ سلطان نصر الدولہ۔ گروناتھ۔ یا منصور۔ اے مسیحا۔ صدیق کلیم اللہ۔ تم صدیق ہو۔ ان ناموں کے علاوہ مجھے بار بار یوسف پکارا گیا۔ اور کھلے الفاظ میں اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یوسف ہی بابا صدیق اور کئی اے صدیق سے اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کیا۔ اور فرمایا۔ تم صدیق ہو۔ اور یہ کہا کہ ''چلے گا دور زماں یوسف کے سامنے سامنے'' اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ مولانا صدیق دیندار چن بس ویش ور۔ اور کہا تو ہی چن بس ویش ور ہے۔''

(دعوۃ الی اللہ۔ ص ۳۵ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویش ور)

مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اسی طرح بہت سے نام الہام ہوئے جو ہماری کتاب قادیانی مذہب میں اپنے محل پر درج ہیں۔ ناموں کی فہرستوں کا مقابلہ دلچسپ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد ناموں میں بھی استاد پر بازی لے جانا چاہتا ہے۔ اور یوں تو اس نے اپنے نزدیک مراتب میں بھی فضیلت اور فوقیت حاصل کر لی۔

۲۰۔ اللہ کا مظہر چن بس ویش ور

''وہ جامع الناس دین کا مالک قیامت قائم کرنے والا۔ حشر برپا کرنے والا تیسری دفعہ (لا تثریب علیکم الیوم) کہنے کے لئے یوسف کے لباس میں جیل بھگتا ہوا۔ بیڑیاں پکڑا

ہوا۔ ثور کے بطن سے صدیق اور عمنوائیل نام پر زمین اور آسمان کی ۹۶ نشانوں کی شہادت کے ساتھ جسمانی اور اخلاقی (۵۶) نشانوں کے ساتھ غیر کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ یہ کامل متبع رسول الثقلین ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل کر کے ''**ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ. ید اللہ فوق ایدیھم**۔'' کی بشارت کے ساتھ دوبارہ شان اسلام کو دنیا کے کناروں تک چمکانے کے لئے کامل بشارتوں کے ساتھ۔ ''**اللّٰہ کا مظہر**'' صدیق دیندار چن بس ویش ور۔'' آیا ہے۔ اب اس کی صحبت میں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تک پہنچتے ہیں۔'' (چن بس ویش ور صاحب سزایافتہ ہیں۔ اپنی جیل اور بیڑیوں کا اسی طرف اشارہ ہے۔ للمرنی)

(دعوۃ الی اللہ ص۲ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویش ور)

۲۱۔ خدارسی کے لئے شرط لازم

''بعد حمد و نعت کے میں (یعنی صدیق دیندار چن بس ویش ور۔ للمرنی) تمام بنی نوع انسان خصوصاً مسلمانوں کو جن کی گردن پر تبلیغ کا جوا ہے وہ کسی صورت سے نکل نہیں سکتا۔ اس کتاب (دعوۃ الی اللہ) کے ذریعہ سے مطلع کرتا ہوں کہ کوئی گروہ اور کوئی (واحد موجودہ زمانہ میں اللہ تک پہنچ نہیں سکتا۔ جب تک وہ مجھ میں فنا نہ ہو۔ یہ میرے منہ کی بات نہیں ہے۔ یہ تو حضور دو عالم کا ارشاد ہے لاکھ لاکھ درود اس ذات احدیت مآب پر۔ سولہ سال پیشتر آپ نے رؤیا میں تشریف لا کر فقیر کو یہ مرتبہ عطا فرمایا۔ سننے والوں کو یہ بات شاق گزرتی ہوگی۔ خفگی اور برہمی کی کوئی بات نہیں یہ حقیقت ہے۔ کوئی تعلّی اور فخر نہیں ہے۔ کوئی خودغرضی۔ خودنمائی نہیں۔ ایسے مقام والے وجود انسان ہی ہوتے ہیں۔ (دعوۃ الی اللہ ص۲ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویش ور)

۲۲۔ لنگایت اور قادیانی جماعت

''اس وقت میں اپنے موعود کی منتظر جماعتوں یعنی لنگایت اور احمدیوں میں پوری قوت سے جو پیش ہو رہا ہوں۔ وہ بھی بشارت کی بنا پر ہے۔ اس میں کامیابی دکھائی گئی ہے۔ اس میں یہ حقیقت ہے کہ لنگایت ہندوؤں اور احمدی مسلمانوں میں۔ یہ دونوں ہر حیثیت سے زبردست جماعتیں۔ ان کی توجہ بڑے زوروں سے خصوصاً ہندوستان کے مختلف مذہبوں کی طرف سے ہونی چاہئے۔'' (چن بس ویش ور صاحب لنگایت اور قادیانی' ان دو جماعتوں کو اپنا خاص شکار سمجھتے ہیں۔ للمرنی) (دعوۃ الی اللہ ص۲۵ مصنفہ صدیق دیندار چن بس ویش ور)

۲۳۔ چمن بس ویشں ور کی خانقاہ کے عجائبات

''آخرین کے سردار صدیق دیندار (چمن بس ویشں ور۔ للبرنی) کی صحبت سے کئی مثیل انبیاء بنے اور بن رہے ہیں۔ جو خانقاہ میں زندگی وقف کر کے بیٹھتا ہے۔ وہ مریم بن جاتا ہے۔ جب وہ میدان میں نکلتا ہے۔ تو مسیح بن کر نکلتا ہے۔ اس طرح مردوں کو زندہ کرنے والے ہماری خانقاہ سے نکل رہے ہیں۔ گونگے بول رہے ہیں۔ جن کو اللہ نے یحییٰ' نوح اور موسیٰ پکارا وہ بھی میرے بیعت کردہ ہیں۔'' (دعوۃ الی اللہ ص ۹۱ مصنفہ صدیق دیندار چمن بس ویشں ور)

(ب) ''چوتھے آسمان سے ساتویں آسمان تک سیر کرائی جاتی ہے۔ (پہلے تین آسمانوں کی سیر کیوں ترک کرائی جاتی ہے۔ شاید وہاں کوئی سیر کی چیز نہ ہو للبرنی) کوئی نوح علیہ السلام ہے اور کوئی ابراہیم علیہ السلام ہے کوئی یحییٰ علیہ السلام اور کوئی نارد ہے۔ کوئی موسیٰ علیہ السلام اور کوئی جامع جمیع کمالات کا خطاب پایا ہوا ہے۔ کوئی ھرلیا' کوئی بس ویشں ور اور کوئی نرسیون ہے (حتیٰ کہ چمن بس ویشں ور ہے۔ للبرنی)............. کیا دنیا میں ایسا کوئی شخص ہے کہ جس کی خانقاہ کا یہ حال ہو۔ کیا کوئی روحانیت کے دعویدار گدی نشین کو ''مسیح گر'' ہونے کا دعویٰ ہے۔ (خدانخواستہ مثلاً زرگر' آہنگر' بازیگر۔ للبرنی) کیا ان کی خانقاہ میں مثیل انبیاء پیدا ہوتے ہیں۔ برخلاف اس کے ہر گدی اور خانقاہ کا رخ زمین کی طرف ہے۔'' (لیکن قادیانی خانقاہ کی بابت کیا ارشاد ہے' کہ اپنی خانقاہ تو اسی کی آوردہ پروردہ ہے۔ للبرنی۔)

(دعوۃ الی اللہ ص ۳ مصنفہ صدیق دیندار چمن بس ویشں ور)

۲۴۔ مختصر یادداشت

''صدیق دیندار چمن بس ویشں ور صاحب نے ۱۹۲۴ء میں اپنی ایک انجمن بمقام حیدر آباد قائم کی' بنام دیندار انجمن۔ اسی سلسلہ میں ایک خانقاہ بھی آصف نگر میں بنائی۔ اور اس کا نام رکھا۔ ''خانقاہ سرور عالم'' یا جگت گرو آشرم۔ یوسف موعود اور مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اس سے بڑھ کر دعویٰ یہ کیا کہ خانقاہ سرور عالم واقع آصف نگر میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دوبارہ بعثت ہوئی ہے۔ بلکہ اللہ کا ظہور ہوا ہے۔ آجکل دیندار جماعت کی تحریک بھی مختلف ناموں سے

چل رہی ہے۔ ہندوستان و پاکستان میں قادیانیوں کی طرح اس جماعت کے مبلغین بھی پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ظاہر وخفیہ طریق پر کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ کراچی میں بھی اس جماعت کا مرکز موجود ہے۔ ہندوستان میں یہ تحریک عموماً حزب اللہ دیندار انجمن کہلاتی ہے۔ پاکستان میں اس کو بالعموم جمعیت مجاہدین فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ اور مرکزی دیندار انجمن اس کا حیدرآبادی نام ہے۔ ناواقف مسلمان نام سے دھوکا کھاتے ہیں۔ ابتدائی ترغیبی تعلیم سے دھوکا کھاتے ہیں۔ بعض بعد کو بات سمجھ کر پچھتاتے ہیں۔ پیچھا چھڑاتے ہیں۔ بعض اسی ضلالت میں کھپ جاتے ہیں۔ یہ تحریک دراصل قادیانیت کی شاخ ہے۔ لیکن چولا بدل کر قادیانی کی حریف بننا چاہتی ہے۔ حالانکہ دونوں تحریکوں میں ماں بیٹی کا ساتھ ہے۔ دونوں اسلام کے خلاف مسلمانوں کی مخالف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فتنوں سے محفوظ رکھے۔ مسلمان صراط مستقیم پر دائم قائم رہیں۔ آمین۔"

(ماخذ مضمون بے نقاب مولفہ زاہد صدیقی صاحب مندرجہ ماہنامہ فاران کراچی بابت ماہ فروری ۱۹۵۷ء

۲۵۔ مغالطہ کی انتہاء

"مخفی نہ رہے کہ زمانہ حال کے متعلق بہت سی پیشین گوئیاں ہندوؤں اور عیسائیوں کی مذہبی کتب کے علاوہ احادیث شریف میں بھی پائی جاتی ہیں۔ جن میں حضرت مولانا صدیق دیندار چن بس ویشور قدس روحہ کے مبارک وجود کی نشاندہی کر کے یہ خبر دی گئی ہے کہ ان کو اللہ اپنے اذن سے میدان تبلیغ میں کھڑا کرے گا۔ اور اُن کے زمانہ تبلیغ سے اسلام کا اعادہ شروع ہوگا۔ چنانچہ حضرت قدس روحہ نے اپنی معموریت کے ایک سال بعد کتاب "دیندار چن بس ویشور" لکھ کر طبع کروایا۔ اور اس کو منتظر اقوام میں تقسیم کیا۔ جس میں آپ قدس روحہ کے بعض جسمانی نشانات فوٹو کے ذریعہ بتلائے گئے ہیں۔ ان نشانات کی اشاعت سے تبلیغ مہم میں جیسی بھی کامیابی ہوئی ہے۔ اس کو جاننے والے ہی بہتر جانتے ہیں۔ اور اللہ بہتر جانتا ہے۔" (یہ پیشین گوئیاں تو مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں سے بھی بڑھ گئیں۔ شاگرد نے استاد کو مات کر دیا۔ اور شاگرد کے مرید کا یہ کمال کہ اپنے مرشد صدیق دیندار کی تصویر کو تبلیغ میں مرزا قادیانی پر غالب کر دی۔ للبرنی)

(محمد افضل شریف مرید صدیق دیندار چن بس ویشور۔ منقول از ماہنامہ دیندار سکندرآباد بابت ماہ نومبر ۱۹۵۸ء)

فصل چہارم

قادیانی صحیح نشانی

(الف)۔مرزا قادیانی آنجہانی

ا۔تعارف

"قرآن کریم میں بعض بڑے ظالموں کی خبر دی گئی ہے اور ان کا انجام بھی بتایا گیا ہے۔

ومن اظلم ممن افترىٰ على اللّٰه كذباً اوقال اوحى الىّ ولم يوح اليه شيئ ومن قال سانزل مثل ما انزل اللّٰه ولو ترى اذا الظلمون فى غمرات الموت والملئكة باسطوا ايديهم اخرجوا انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون عل اللّٰه غير الحق وكنتم عن ايته تسعكبرون . (انعام ۹۳)

ترجمہ۔(از حضرت شاہ رفیع الدین علیہ الرحمتہ) اور کون ہے بہت ظالم اس شخص سے کہ باندھ لیتا ہے۔اوپر اللہ کے جھوٹ۔یا کہتا ہے۔وحی کی گئی طرف میرے اور نہ وحی کی گئی تھی طرف اس کے کچھ اور جو کہتا ہے نازل کروں گا میں بھی مانند اس چیز کے کہ نازل کی ہے اللہ نے اور کاش کہ دیکھے تو جس وقت کہ ظالم بیچ شدتوں موت کے ہوں اور فرشتے کھول رہے ہوں ہاتھ اپنے نکالو جانوں اپنی کو۔آج کے دن بدلہ دیئے جاؤ گے تم عذاب رسوائی کا بسبب اس کے کہ تھے تم کہتے اوپر اللہ کے سوا حق کے اور تھے تم نشانیوں اس کی سے تکبر کرتے۔"

۲۔قادیانی نبی کی وحی۔

''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر ہے۔''
(اربعین نمبر۴ص۳۵خزائن ج۱۷ص۴۵۴)

(ب) ''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر (نازل) ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔'' (اور اگر اس کو قادیانی قرآن کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔للمرنی)
(حقیقۃ الوحی ص۳۹۱خزائن ج۲۲ص۴۰۷)

(ت) مرزا غلام احمد قادیانی صاحب بزعم خود نبیوں میں کسی سے کم نہیں بلکہ سب کے ہم پلہ ہیں۔ملاحظہ ہو۔

انبیاء گرچہ بودہ اندبسے　　من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں　　ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(درثمین ص۲۸۷نزول المسیح ص۹۹۔۱۰۰ خزائن ج۱۸ص۴۷۷۔۴۷۸)

(ث) ''ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود۔
اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے تھے اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید و تورات و انجیل کا ہے۔''
(اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر۸۴ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء منکرین خلافت کا انجام ۴۹ مصنفہ جلال الدین شمس)

۳۔مرزا قادیانی کا وقت آخر

''حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے۔اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے۔اور میں بھی سو گئی............لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا۔تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ

کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے۔ اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک دست آیا مگر آپ کو اس قدر ضعف تھا۔ کہ آپ پاخانے نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا۔ اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔ اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا۔ اللہ یہ کیا ہونے لگا۔ آپ نے کہا یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔..........

(سیرۃ المہدی ص ۱۱۔۱۲ روایت نمبر ۱۲)

(ب) ''اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام و کلام سے مشرف ہوں۔ حالانکہ وہ نہ خدا کی طرف سے ہے اور نہ اس کے الہام و کلام سے مشرف ہے۔ وہ بہت بری موت مرتا ہے۔ اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔

(غالباً مرزا قادیانی کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۸ نمبر ۵۰ ص ۱ مورخہ ۲ مارچ ۱۹۴۰ء)

(ت) ''جب میں حضرت مرزا صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔'' (حیات ناصر ص ۱۴ مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

(ث) ''چند روز ہوئے مجھے ایک قادیانی بزرگ سے لاہور میں سکونت پذیر ہیں۔ جو لاہور سے باہر ایک جگہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو میں میرے منہ سے یہ نکل گیا کہ خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم موت کے وقت بہت خوش تھے۔ وہ بزرگ جھٹ بول اٹھے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ میاں محمود (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان۔ للمرنی) کا دشمن موت کے وقت خوش ہو۔ موت کے وقت خواجہ صاحب کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ میں نے ان بزرگوں سے دریافت کیا کہ آپ نے موت

کے وقت خواجہ صاحب کو دیکھا تھا۔ ارشاد ہوا دیکھا تو نہیں مگر جو میں کہتا ہوں۔ سچ ہے۔ میں نے آیت ---- مالیس لک بہ علم" کی طرف توجہ دلائی مگر بے سود۔ مجھے بہت تعجب ہوا۔ بالکل ایسے ہی الفاظ (کہ موت کے وقت منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ للمرنی) مخالفین حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی۔ للمرنی) کے متعلق کہتے ہیں۔ اور لاکھ تردید کرو نہیں مانتے۔" واقعہ کی تردید لاحاصل ہے۔ آخر تیمارداروں نے کیا کچھ نہ دیکھا۔ عبرت کا مقام ہے۔ للمرنی)

(چوہدری محمد اسمٰعیل لاہوری قادیانی کا بیان جو لاہوری جماعت کے اخبار پیام صلح ج ۲۷ نمبر ۱۳ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۹ء)

فاعتبروا یا اولی الابصار

(ب) حکیم نورالدین صاحب خلیفۂ اول قادیان

۲۔ دو آدمی' دو فرشتے

"مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اخبار الحکم کے فائل میں سے حضرت حجۃ اللہ (مرزا صاحب) کا ایک خط بنام حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم پیش کیا جس میں حضرت جری اللہ (مرزا صاحب) نے لکھا ہے کہ دو آدمی مجھے ملے ہیں۔ ایک حضرت مولوی نورالدین صاحب اور ایک مولوی عبدالکریم صاحب اور تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ اس پر فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ گھر میں عورتوں میں بحث چلی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بیوی کہتی تھی کہ مولوی عبدالکریم صاحب حضرت صاحب کو پیارے ہیں۔ اور والدہ (حضرت ام المومنین) فرماتی تھیں۔ کہ حضرت مولوی صاحب (خلیفۂ اول) یہ معاملہ حضرت اقدس کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ حدیث میں جو آیا ہے۔ عملاً دونوں دائیں بائیں ہیں۔ حضرت مولوی صاحب دائیں طرف رہتے تھے۔ اور حضرت مولوی عبدالکریم مرحوم بائیں طرف۔"

(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۲۲ء ج ۹ نمبر ۶۵)

Note:-
This page is missing

فصل پنجم

قادیانی غلط بیانی

نوٹ:

''کتر بیونت کی قادیانی شکایت'' جو قادیانی مذہب ص ۱۰۷۱ اور '' قادیانی تحریک کی ترتیب قادیانی مذہب ص ۱۰۸۲ پر شائع ہو چکے ہیں۔ اس فصل سے بوجہ تکرار حذف کر دیئے ہیں۔(فقیراللہ وسایا)

ا۔تعارف

اخباری بحث مباحثہ اپنا معمول نہیں ہے۔ کتابیں موجود ہیں جو چاہے دیکھ لے لیکن کتابوں کے متعلق جو عام غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کا ازالہ واجب ہوا چنانچہ ذیل میں ضروری کیفیت ملاحظہ طلب ہے۔

الیاس برنی کی تین تحقیقی کتابیں اور قادیانی جماعت کی دو جوابی کتابیں زیر بحث ہیں۔ یعنی ایک طرف (۱) قادیانی مذہب (۲) مقدمہ قادیانی مذہب اور (۳) قادیانی قول وفعل۔ تو دوسری طرف (۴) تصدیق احمدیت اور (۵) بشارت احمدیہ پانچوں کتابیں توجہ اور تصفیہ کی طالب ہیں۔ بہترین صورت یہ ہے کہ جہاں ضرورت ہو خاص کر مدارس میں یہ کتابیں کسی معتبر نگرانی کے تحت یکجا رکھ دی جائیں۔ اور جو اہل علم تحقیق کے خواہاں ہوں وہ خود ان کو مطالعہ کریں اور انصاف کریں کہ کس طرف حق کا اظہار ہے اور کس طرف باطل کا انتشار ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کو قادیانیت سے کیا کیا خطرات لاحق ہوئے۔ کس طرح فریب کے جال بچھے اور کس

طرح وہ جال پارہ پارہ ہوگئے۔ الختصر مسلمان قادیانی فریب سے دور دور تک آگاہ ہوگئے۔ پھر بھی جو فریب کا شکار ہو چکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہٹ دھرمی سے نجات دلائے اور دین اسلام میں واپس لائے۔ آمین۔

بہرحال ذیل میں چند تصریحات پیش ہیں جن سے واضح ہو جائے گا۔ کہ قادیانی جماعت کو جو اپنی ہر دو کتب تصدیق احمدیت اور بشارت احمد پر بڑا ناز ہے ان میں جو جوابات و اعتراضات پیش ہوئے ہیں ان کی کیا حقیقت ہے۔ صداقت سے خالی معقولیت سے بعید۔ مغالطوں سے لبریز۔ قادیانی ہٹ دھرمی کا عبرت ناک مظاہرہ ہے۔ سچ پوچھئے تو جوابی کتابوں سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ قادیانی تحریف کس درجہ فریب آمیز ہے۔ اور کس درجہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں گمراہ کن ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

۲۔ کتاب قادیانی مذہب کی ضرورت

(الف) قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن جو ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ قادیانی تحریک پورے عروج پر تھی۔ حکومت میں' ملک میں' مسلمانوں میں ہر طرف اس کا اثر تھا۔ وسیع پیمانہ پر اس کو تائید حاصل تھی۔ تقریر میں تحریر میں' اخبار میں' اشتہار میں' بڑھ بڑھ کر مسلمانوں پر خدمت اسلام کا احسان دھرا جاتا تھا۔ اور اس کے معاوضہ میں ان سے ایمان طلب ہوتا تھا۔ کہ قادیانی بن جائیں۔ یا رقم طلب ہوتی تھی کہ چندے دیں۔ یا داد طلب ہوتی تھی کہ قادیانی کارگزاریوں کا اعتراف کریں۔ چنانچہ مسلمانوں کے حسن ظن اور حسن سلوک سے قادیانی فرقہ دل بھر کر فائدہ اٹھا رہا تھا۔ اور اس کو یقین ہو چلا تھا کہ اس کی حکمت عملی نے ہمیشہ کے واسطے مسلمانوں پر قابو پالیا۔

قادیانی عقائد کیا ہیں اعمال کیا ہیں منصوبے کیا ہیں' تدبیریں کیا ہیں' معاملات کیا ہیں' مسلمان اصل حالت سے بے خبر رہے۔ مسلمانوں کو خوش اور مطمئن رکھنے کے لئے جو مضامین شائع ہوتے تھے۔ وہی مضامین مسلمان سنتے رہے' اعتبار کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی غریب

مولوی نے چوں و چرا کی تو اس کو ٹال دیا کہ اختلاف کی ضرورت نہیں۔ اتحاد کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو کیا خبر کہ جو قادیانی فرقہ ان کے اخلاق و احسان سے تقویت و ترقی پا رہا ہے۔ وہی فرقہ سب سے زیادہ اتحاد مٹا رہا ہے۔ نہ صرف ان کو بلکہ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو وہ کافر قرار دیتا ہے۔ اور تکفیر بھی اجتہادی نہیں۔ بلکہ الہامی' کہ مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اللہ اور رسول اللہ نہیں مانتے حالانکہ قادیانی عقیدے کے بموجب وہ سب کچھ ہیں۔ یہودیوں کے لئے موسیٰ ہیں' عیسائیوں کے لئے عیسیٰ ہیں مسلمانوں کے لئے محمد ہیں۔ قادیانیوں کے لئے احمد ہیں۔ اور ہندوؤں کے لئے کرشن ہیں۔ اور فی الجملہ تمام نبیوں کا مجموعہ ہیں۔ اور جو ان کو نہ مانے کافر بلکہ اکفر ہے۔

خود مرزا صاحب اور قادیانی اکابر کی کم و بیش سو سوا سو کتابوں سے تقریباً دو ہزار اقتباسات مع حوالہ جات بیس فصلوں میں مضمون وار ترتیب دے کر ہم نے قادیانی تحریک کے سب پہلو "قادیانی مذہب" (ایڈیشن ششم) میں بخوبی واضح کر دیئے ہیں۔ چنانچہ اپنی سند اور جامعیت کے لحاظ سے یہ کتاب قادیانیت کی قاموس مانی جاتی ہے۔ اور اسی بناء پر ملک میں اس کی بڑی قدر ہوئی ہے۔ جو چاہے تفصیلی مطالعہ کرے۔ (قادیانی قول و فعل ص ۳ تا ۴)

(ب) اسلام میں اخوت و اتحاد کی جس قدر تعلیم و تاکید ہے۔ کسی دوسرے مذہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ حالات زمانہ بھی سخت متقاضی ہیں کہ مسلمان آپس میں متفق اور متحد ہو جائیں۔ فرقوں کی تفریق گھٹائیں بلکہ ہو سکے تو تفریق مٹائیں۔ اللہ ایک' رسول ایک قرآن ایک اور یہی اساس دین ہیں۔ پھر تفرقے کیوں پھیلائیں۔ اگر فروعات میں اجتہادی اختلافات ہوں تو ہوا کریں۔ وہ اپنی حد میں رہیں۔ لیکن وحدت ملت میں ان سے رخنے نہ پڑنے پائیں۔ اور سب مسلمان جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ گویا فولاد کی سی دیوار بن جائیں۔ اسلام کے نام پر ایسے متحد ہو جائیں۔ اور خدا کے فضل سے مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد کی تحریک روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ.

لیکن قادیانیت کی کارگزاری ملاحظہ فرمایئے۔ ایک مہدی مسیح اور نبی رسول کھڑا کیا۔ قرآن کریم کے پہلو بہ پہلو وحی کا دروازہ کھولا۔ تمام مسلمانان عالم کو کافر قرار دیا۔ ہر طرح کے دینی تعلقات توڑ دیئے۔ سیاسیات میں قدم جمایا۔ اور اسلامی ممالک میں ریشہ دوانی شروع کی۔ غرضیکہ فی الجملہ مسلمانوں کے مقابل ایک محاذ قائم کرلیا۔ اور بھی مسلمانوں میں گھسے رہے۔ بلکہ امداد حاصل کرتے رہے۔ یہ کل کاروائی بتدریج اس ترکیب سے عمل میں آئی کہ مدت تک معمہ بنی رہی۔

خلاصہ یہ کہ قادیانیت نے اسلام اور مسلمانوں کے واسطے انشقاق وافتراق کا خطرہ عظیم پیدا کر دیا تھا۔ جس کی تفصیل ہماری کتاب قادیانی مذہب میں اور مختصر کیفیت خود اس کتاب (قادیانی قول وفعل) میں درج ہے۔ ابتداء میں مسلمانوں نے حسن ظن سے کام لیا تو اندر ہی اندر خاصی الجھنیں پڑ گئیں۔ بارے خدا کا شکر ہے کہ جلد پتہ چل گیا۔ اور مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ خطرے سے نکل گئے۔ وحدت ملت محفوظ رہ گئی۔ اسی غرض سے کتاب ''قادیانی مذہب'' تالیف کرنی پڑی تھی۔ اور اسی غرض سے یہ کتاب تالیف کی گئی۔ فضل الٰہی تھا کہ گوناگوں دقتوں کے باوجود یہ فرض کفایہ ہم انجام دے سکے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو داخلی وخارجی شر وفساد سے محفوظ رکھے اور ان کے اتفاق واتحاد کو روز افزوں ترقی دے۔ آمین یا رب العالمین. بحق سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم.

(قادیانی قول وفعل کی تمہید ص۴تا۶)

۳۔ کتب زیر بحث کی سرگذشت

''قادیانی مذہب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۳۳ء میں چھوٹی تقطیع کے ۱۱۲صفحات پر شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد جوں جوں قادیانی کتابیں بتدریج جمع ہوتی رہیں۔ ''قادیانی مذہب'' کے جدید ایڈیشن اضافہ مضامین کے ساتھ نکلتے رہے۔ حتیٰ کہ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ اس کا پانچواں ایڈیشن بڑی تقطیع کے بارہ ۱۲۰۰سوصفحات پر شائع ہوا اس میں بیس فصلوں کے تحت قادیانی کتب کے

اقتباسات معہ حوالہ جات درج ہیں۔اس طرح یہ ایڈیشن سوسوا سو قادیانی کتب ورسائل پر حاوی ہے۔جن میں سے تقریباً نصف خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی اور باقی دیگر قادیانی اکابر کی مستند تالیف ہیں۔بیس فصلوں کے سوا شروع میں پانچ تمہیدیں اور آخر میں پانچ ضمیمے بھی شریک ہیں۔اسی جامعیت اور استناد کی بدولت یہ کتاب (قادیانی مذہب) قادیانیت کی قاموس تسلیم کی گئی ہے۔

اس پانچویں ایڈیشن کے جواب میں قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک کتاب بعنوان ''بشارت احمد'' شائع ہوئی ہے۔تقطیع بڑی حجم (۲۶۸) صفحات اس کے ساتھ ''تصدیق احمدیت'' بھی بطور ضمیمہ شامل ہے۔حجم (۱۶۸) صفحات۔یہ وہی تصدیق احمدیت ہے۔جو ''قادیانی مذہب'' کے پہلے ایڈیشن کے جواب میں شائع ہوئی تھی۔یہ دونوں قادیانی کتابیں سید بشارت احمد صاحب وکیل ہائیکورٹ امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کے نام سے شائع ہوئی ہیں اور ان دونوں کتابوں کی تنقیح میں یہ کتاب ''قادیانی قول وفعل'' شائع کرنی پڑی۔ورنہ کتاب ''قادیانی مذہب'' میں قادیانیت کے متعلق وافر معلومات بالترتیب جمع ہیں۔اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب کی ضرورت نہ تھی۔البتہ ایک خلاصہ کی حیثیت سے یہ جدید کتاب بھی کارآمد ہوگی۔

(قادیانی قول وفعل صفحہ ۸۹۔۹۰)

۴۔قادیانیوں کے خاص اعتراض کی حقیقت

''قادیانی مذہب'' پر قادیانی فرقہ کی طرف سے ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اس میں جو اقتباسات درج ہیں وہ نامکمل ہیں جن سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔اس اعتراض کی تنقیح ایک تو یوں ہوسکتی ہے۔کہ قادیانی کتابیں اور رسالے موجود ہیں۔ہماری کتاب میں اقتباسات بھی موجود ہیں۔ناظرین مقابلہ کر کے اطمینان کرلیں یقین ہے کہ مقابلہ کے بعد وہ کمال تحقیق کی داد دیں گے۔دوسری صورت یہ ہے کہ خود قادیانی صاحبان خالی اعتراض کرنے کے بجائے اقتباسات مکمل کر کے شائع کردیں۔جن سے غلط فہمی رفع ہوجائے۔ناظرین خود فیصلہ کرلیں گے

کہ اعتراض کس حد تک درست ہے اور کس درجہ بے اصل۔

جو قادیانی لٹریچر کو اور بالخصوص مرزا صاحب کی کتابوں کو بغور مطالعہ کریں گے ان کو واضح ہوگا کہ ابہام' التباس اور تاویل کے سوا بیان میں سلسلہ بہ سلسلہ اتنے پہلو داخل رہتے ہیں۔ کہ مطلب دل نشین ہو جائے۔ لیکن اگر بات گرفت میں آئے تو گریز کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آئے اور کسی عنوان پر پابندی عائد نہ ہونے پائے۔ چنانچہ مدتوں یہ ترکیب خوب چلی۔ گنجائش بیان کی بدولت جو صورت چاہی سمجھا دی بات بنا دی لوگ لامحالہ چکر میں پڑ گئے کہ کیا سمجھیں کیا نہ سمجھیں۔ وسیع مطالعہ کے بعد عبور حاصل کر کے گوناگوں اقوال جو بجائے خود الجھن اور حیرانی پیدا کرتے تھے ان کو اپنے اپنے صحیح محل پر اس طرح ترتیب دینا کہ الجھی بات سلجھ جائے اور حیرانی کی بجائے فہم پیدا ہو' نفسیاتی اعتبار سے یہ کام کس درجہ نازک اور دقیق ہے اس کا اندازہ وہی بخوبی کر سکتے ہیں جو ایسے علمی کاموں کا کچھ تجربہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ کتاب (قادیانی مذہب) کی اس خصوصیت کی بڑے بڑوں نے داد دی۔

ایک اعتراض یہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔ کہ "قادیانی مذہب" میں قادیانیت کی جو تصویر پیش ہوئی ہے وہ صحیح نہیں ہے اس کے تصفیہ کی بہتر صورت یہ ہے کہ قادیانی معترضین اسی طرح خود بھی مکمل اور معتبر اقتباسات کے ذریعے قادیانیت کی وہ تصویر پیش کر دیں جو ان کے نزدیک صحیح ہو۔ ناظرین خود فیصلہ کر سکیں گے کہ قادیانی لٹریچر کے مدنظر کون تصویر صحیح ہے اور کون غلط۔ کون اصلی ہے اور کون بناوٹی۔ عملی طور سے بخوبی ایسے اعتراضات کا تصفیہ ممکن ہے۔ محض موثر الفاظ میں بے اثر اعتراضات کو بار بار دہرانے سے اصلیت پر پردہ نہیں پڑ سکتا۔

حاصل کلام یہ کہ سوسوا سو قادیانی کتابیں اور رسالے جو خود بانی فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب' ان کے خلفاء ان کے صاحبزادگان اور اکابر فرقہ کی تصنیف و تالیف ہیں ان سب کو مطالعہ کر کے صدہا اقتباسات معہ حوالہ جات اس طرح یکجا ترتیب دینا کہ قادیانی تحریک کے کل پہلو خود قادیانی لٹریچر سے واضح ہو جائیں۔ ایک ایسا علمی کام ہے جس کو ملک و ملت نے ایک بے

نظیر کارنامہ تسلیم کیا ہے۔ اور سند کا معیار مانا ہے۔ اگر قادیانی فرقہ کو اس تحقیق پر اعتراض ہے تو وہ بھی اس طریق پر اپنی تحقیق پیش کرے۔ اور ناظرین کو فیصلہ کرنے کا موقع دیں۔ کہ کونسی تحقیق قادیانی لٹریچر کا صحیح مرقع ہے' اور کس میں تصرف سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے بجائے اپنی طرف سے اعتراضات یا تاویلات وعذرات پیش کئے جائیں۔ تو ان کی کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

(قادیانی قول فعل صفحہ ۹۵ تا ۹۷)

۵۔ قادیانیوں کے خاص الزام کی حقیقت

''ابہام' التباس اور تاویلات کی طرح تمثیلات بھی قادیانی لٹریچر کی نمایاں خصوصیت ہیں۔ اور تمثیل بھی ایسی بے دریغ کہ کسی مماثلت کی ضرورت نہیں۔ مثلاً بصورت ضرورت اگر دمشق کو قادیان قرار دیا جائے یا قادیان کی مسجد کو مسجد اقصیٰ مانا جائے تو قادیانی تمثیل میں اس کی بخوبی گنجائش ہے۔ اس تمثیل گری کے فن میں قادیانی تحریک نے بہت فروغ پایا۔ چنانچہ اگر قادیانی تمثیلات کو یکجا کیا جائے تو دلچسپ اور سبق آموز مجموعہ ہو۔

اسی مجرب طریق پر ''قادیانی مذہب'' کو بدنام کتابوں کے مماثل قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً عیسائیوں کی کتاب ''امہات المومنین'' یا آریوں کی کتاب ''رنگیلا رسول'' لیکن یہاں بھی وہی واقعہ کا سوال ہے۔ کتابیں موجود ہیں' مقابلہ کر کے دیکھ لیا جائے کہ تحقیق کے لحاظ سے' استدلال کے لحاظ سے' جامعیت کے لحاظ سے اور متانت کے لحاظ سے ان میں کوئی بھی مماثلت ہے۔ احسان جتانا مقصود نہیں لیکن یہ واقعہ ہے کہ قادیانی تحریک کے مفاخر مثلاً خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے فضائل ومقامات' قادیانی خلفاء کے مراتب ودرجات' قادیانی اکابر کے کمالات' اور قادیانی فرقہ کے کارنامہ جات جو قادیانی لٹریچر کا سرمایہ ناز مانے جاتے تھے وہ سب خصوصیت سے ''قادیانی مذہب'' میں جمع نظر آتے ہیں۔ لیکن اگر حالات بدل جانے سے خود قادیانی فرقہ ان مفاخر سے گھبرائے اور شرمائے تو یہ دوسری بات ہے۔ اس میں کتاب قادیانی مذہب کا کیا قصور ہے۔ بہر حال جس قدر قادیانی مفاخر اس کتاب میں جمع ہیں کسی قادیانی کتاب میں یکجا نہیں مل سکتے۔

اور جس تہذیب و متانت سے اس کتاب میں کام لیا گیا ہے۔اس کی نظیر قادیانی کتابوں میں بھی نہیں دکھائی جاسکتی۔اس پر بھی اس کو ان کتابوں کے مماثل قرار دیا جاسکتا ہے جو بالکل اس کے برعکس ہیں۔مثلاً ’’کتاب امہات المومنین‘‘ کو لیجئے۔اس کے متعلق خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب فرماتے ہیں کہ:

’’کتاب امہات المومنین‘‘ کے مؤلف نے نہایت دل دکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے۔اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۴۱)

رہی دوسری کتاب ’’رنگیلا رسول‘‘ اس کی حالت اس سے بھی بدتر ہے۔پس ہماری تالیف ’’قادیانی مذہب‘‘ کو ایسی کتابوں کے مماثل قرار دینا کس درجہ بے اصل اور واقعہ کے برعکس ہے اس کا منشاء مغالطہ کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔لیکن آخر مغالطے کب تک...... نبی کریم ﷺ کی آڑ لے کر مرزا صاحب کس طرح اپنی شان بڑھاتے ہیں۔حتیٰ کہ بات کو چکر دے کر نبی کریمؐ سے بڑھ جاتے ہیں۔قادیانی مذہب میں اس کی مثالیں درج ہیں۔’’تصدیق احمدیت‘‘ کے جواب میں بھی اس کی صراحت کی گئی۔یہ جواب بطور ضمیمہ دوم قادیانی مذہب میں شامل ہے علیٰ ہذا اولیاء کرام بلکہ انبیاء عظام کے مراتب گھٹانا اور اپنی فضیلت جتانا قادیانی تحریک کا خاص رجحان ہے۔چنانچہ بہت سی مثالیں ’’قادیانی مذہب‘‘ میں پیش کی گئی ہیں۔مثلاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کر کے مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ’’ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

(ملفوظات ج۲ص۱۴۲)

یا حضرت امام حسینؓ سے مقابلہ کر کے فرماتے ہیں۔

کربلائے است سیر ہر آنم

صد حسین است درگریبانم

(نزول المسیح ص۹۹ خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

۶۔قادیانی قرآن

مرزا صاحب کی تعلّی کی کچھ حد نہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔ان سے اندازہ ہوگا کہ کس جسارت سے......... قادیانیت ایمان وعقیدہ میں اسلام کی جانشین بننا چاہتی ہے۔ "نعوذ باللہ من ذالک"

(الف) انبیا گرچہ بودہ اند بسے　　من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
آنچہ داداست ہر نبی را جام　　داد آں جام را مرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں　　ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

....

(ب) آنچہ من بشنوم ز وحی خدا　　بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم　　از خطاہا ہمیں ست ایمانم

(درثمین صفحہ ۲۸۷ نزول المسیح ص ۹۹۔۱۰۰ خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷۔۴۷۸)

(ت) اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔　(ایک غلطی کا ازالہ ص ۶ خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

(ث) مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔جیسا کہ توریت وانجیل اور قرآن کریم پر۔

(اربعین نمبر ۴ ص ۲۵ خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

(ج) میں خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں۔ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توراۃ وانجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔

(تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص ۶۴ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵۴)

(ح) میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا

ہے۔خدا کا کلام یقین کرتا ہو۔ (حقیقت الوحی ص ۲۱۱ خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔ (اور اگر اس کو قادیانی قرآن کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ للمولف برنی۔)

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱ خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

(خ) ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے تھے۔ اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا ہے۔

(الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۴ مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء و منکرین خلافت کا انجام ص ۴۹ مصنفہ جلال الدین شمس)

مرزا کی وحی و الہامات کو ہم نے کتاب قادیانی مذہب میں بقدر گنجائش پیش کیا ہے۔ بہت عبرت ناک ہیں۔ مگر شیطانی فریب کا کیا علاج۔ ''نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم.''

بڑا فتنہ یہ کہ قادیانی جماعت جو قرآن شریف کے ترجمے شائع کر رہی ہے ان میں جا بجا موقع بموقع قادیانیت کا زہر بھر رہی ہے۔ اور اس پر فخر کر رہی ہے۔ گویا حتی الوسع اسلامی قرآن سے قادیانی قرآن کا کام لے رہی ہے۔ اچھے اچھے مسلمان اس فتنہ سے غافل ہیں۔ بعض تو الٹے شاکر ہیں۔ ''نعوذ باللہ منہم.''

۷۔ قادیان کی شان

اور قادیان کا پھر کیا کہنا۔ آخر مرزا قادیانی صاحب کا جنم بھوم ٹھہرا۔ سنئے ''تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔ یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا'' (ازالہ اوہام ص ۷۷ خزائن ج ۳ ص ۱۴۰ و تذکرہ ص ۷۶ طبع سوم)

(ب) یہ تو وہ مقام ہے جو حضرت مسیح موعود کو کشفی طور پر قرآن کریم میں دائیں طرف لکھا ہوا دکھایا گیا۔ پھر یہ وہ مقام ہے جس کی شان خدا کا مسیح اس طرح بیان فرماتا ہے۔ ''(قادیان) کہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔''

(دافع البلاء ص ۱۰ خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰) (اخبار الفضل قادیان جلد ۸ نمبر ۶ ص ۴ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۰ء)

(ث) مزید براں مرزا قادیانی صاحب فرماتے ہیں۔اور قادیانی حبان وجد کرتے ہیں۔

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارضِ حرم ہے

(الفضل قادیان ج۸ نمبر۶ ص۵۔۲۹ جولائی (درثمین ص۵۲۔۱۹۲۰ء)

عرب اور عجم کا مقابلہ:

(الف) ''چونکہ حج پر وہی لوگ جاسکتے ہیں۔جو مقدرت رکھتے ہوں' امیر ہوں حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء ہی میں پھیلتی اور پنپتی ہیں۔اور غرباء کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا۔تا کہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتے ہیں۔(یعنی بزعم خود قادیانی جماعت۔للمؤلف برنی)اور تا کہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہوسکیں۔

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد اخبار الفضل قادیان جلد ۲۰ نمبر ۶۶ ص۵ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

(ب) ''جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔اسی طرح ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک رہ جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں پر آجکل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔

(قادیانی جماعت کے ایک بزرگ کا ارشاد اخبار پیغام صلح لاہور ج۲۱ نمبر۲۲ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء)

(ج) ''لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔مگر اس جگہ (یعنی قادیان) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر ہے۔کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔'' (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۲ خزائن ج۵ ص۳۵۲)

خلاصہ یہ کہ:

عرب نازاں ہے گر ارض حرم پر
تو ارض قادیان فخر عجم پر

(اخبار الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۷۶ ص۹ مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

’’لیکن قادیان کی وہ ارض حرم ہندوستان تقسیم ہونے کے بعد سے قادیانیوں کے حق میں ویران پڑی ہے۔ سکھوں کا یہاں قبضہ ہے اور قادیان سے پاکستان جا کر ایک نئی بستی ربوہ میں پناہ گزیں ہیں۔ ع ما در چہ خیالیم فلک در چہ خیال۔

۸۔ ہر دو کتب قادیانی مذہب اور بشارت احمد کا تقابل

’’قادیانی مذہب (ایڈیشن پنجم) کے جواب میں قادیانی فرقہ کی طرف سے جو کتاب ’’بشارت احمد‘‘ شائع ہوئی ہے اس کی تعریف وتوصیف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا قادیانی دل و دماغ کا شاہکار ہے اور قادیانی اکابر کو اس پر بہت بھروسہ ہے کہ بگڑی بات بنا دے گی اور قادیانی تحریک کے حق میں مسیحائی کا کام کرے گی۔.......... بیشک ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ موجود ہے اور قادیانی جواب ’’بشارت احمد‘ بھی موجود ہے۔ ناظرین دونوں کا مقابلہ کر کے خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ اصل کتاب سے جواب کو کیا نسبت ہے۔ خود قادیانی لٹریچر کے مدنظر قادیانی تحریک کا اصلی اور مکمل نقشہ کیا ہے ملک وملت کے مقابل اس کے منصوبے کیا تھے‘ تدبیریں کیا تھیں۔ کس طرح مدتوں ابہام والتباس کے پردے پڑے رہے۔ پردوں میں کام جاری رہا۔ پھر کس طرح یکا یک وہ پردے اٹھے تو ہل چل مچی۔ سماں بدل گیا۔ کس کس طرح قادیانی فرقہ چاہتا ہے کہ تاویلات وعذرات کے سہارے پھر بات بنائے کہ بات رہ جائے۔ لیکن..........

کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

مختصر کیفیت یہ کہ کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ جس کے جواب میں کتاب بشارت احمد شائع ہوئی ہے حسب ذیل بیس فصلوں پر مشتمل ہے اور ان کے تحت ہزار سے زیادہ عنوانات درج ہیں..........مندرجہ بالا اجمالی فہرست مضامین سے اندازہ ہوگا کہ کتاب قادیانی مذہب قادیانی تحریک کے تمام پہلوؤں پر کس درجہ حاوی ہے۔ اس کے سوا ابتداء میں پانچ تمہیدیں اور آخر میں پانچ ضمیمے شریک ہیں۔ ’’قادیانی مذہب‘‘ کی اشاعت کے بعد سے قادیانی فرقہ پر کیا گزری اور گزر رہی ہے۔ اس کی مسلسل کیفیت تمہیدوں پر درج ہے۔ قادیانی فرقہ کی طرف سے جو جوابات پیش ہوتے رہے ان کی تنقیح ضمیموں میں محفوظ ہے۔

’’قادیانی مذہب‘‘ کے جواب میں جو کتاب ’’بشارت احمد‘‘ شائع ہوئی ہے۔ بہتر بلکہ ضرور ہے کہ ناظرین خود ہی دونوں کا مقابلہ کر کے تصفیہ کریں کہ اس جواب کو اصل کتاب سے کیا تعلق ہے۔ اور اہم پہلوؤں پر کس درجے سکوت اختیار کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ باب سوم کے

شروع میں فصل اول کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جواب کی جو یہ حیثیت ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ فصل دوم تا ہفتم کے متعلق تجویز ہوئی کہ انکے جواب میں تصدیق احمدیت'' جو '' قادیانی مذہب'' کے سب سے پہلے مختصر ایڈیشن کے جواب میں شائع ہوئی تھی' کافی ہے۔ فصل ہشتم کا جواب باب ششم میں دیا گیا ہے۔ اور کیسا جواب دیا گیا ہے ناظرین اصل واقعات سے مقابلہ کر کے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ فصل نو تا بارہ اور فصل چودہ ان پانچوں فصلوں کا جواب غیر ضروری قرار پایا۔ شاید جواب محال محسوس ہوا ہو۔ بہر حال ان پر دو تین صفحے کا تبصرہ کافی سمجھا گیا۔ وہ تبصرہ بھی قابل دید ہے۔ فصل تیرہ کے جواب دینے کی البتہ کوشش کی گئی ہے اور یہ جواب قادیانی ذہنیت کا اچھا نمونہ ہے۔ بعد کی تین فصلیں پندرہ' سولہ' سترہ یہ بھی ناقابل .... التفات قرار پائیں۔ جواب کی نوبت نہ آئی۔ پھر آخری تین فصل اٹھارہ انیس' بیس پر تبصرہ کر دیا گیا۔ بس یہ ہے کتاب کا جواب جس کی اتنی دھوم ہے چونکہ اکثر پہلوؤں کا جواب نہیں بن پڑا اور نہ بن پڑ سکتا تھا۔ لامحالہ دوسری بحثوں کو طول دینا چاہا جو مرزا صاحب پر منطبق نہیں ہوتیں۔ اور مغالطے کے سوا جن کا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح مرزا صاحب کے اقوال و احوال سے اور قادیانی فرقہ کے عقائد و اعمال سے توجہ ہٹائی جائے۔ کہ وہ تنقیح کی تاب نہیں لا سکتے۔ لیکن نوبت پر ان ترکیبوں سے دفع الوقتی ممکن نہیں۔ (قادیانی قول و فعل ص ۱۱۱ تا ۱۱۵)

۹۔ قادیانی لٹریچر کی خصوصیات

'' رہا قادیانی لٹریچر اسے دیکھئے تو طول کلام التباس و ابہام' لفظی ہیر پھیر' اختلاف کے ڈھیر' کہیں اقرار' کہیں انکار' کہیں دعوے' کہیں فرار' مباحث ناہموار' پراگندہ تکرار' سخن سازی کی بھرمار' تاویلات کے انبار۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے جو مصروف کار ہیں اس چکر میں کیوں پڑنے لگے۔ تبلیغی لٹریچر کی رنگینی پسند آئی تو معترف و مداح بن گئے کچھ عقائد سن پائے تو معترض اور مخالف بن گئے۔ مگر اصل کیفیت سے بہت کم واقف (ہوئے) چنانچہ اسی ضرورت کے مدنظر اصل کتابوں سے کافی مواد فراہم کر کے علمی پیرائے میں یکجا ترتیب دے دی تا کہ ہر کوئی خود ہی تصفیہ کر سکے کہ اس مذہب کی کیا اصلیت ہے۔ کیا نوعیت ہے۔ اس کا کیا رجحان ہے کیا امکان ہے اس کی جماعت میں کیا علمیت ہے۔ کیا ذہنیت ہے۔ کیا خیالات ہیں۔ کیا جذبات ہیں۔ الحاصل دور حاضرہ کی مذہبی قومی اور ملکی تحریکات میں اس کی کیا حقیقت ہے۔ وما علینا الا البلاغ.

(قادیانی مذہب جدید ایڈیشن بار اول ص ۲۳۔۲۴)

۱۵۔ کتاب کے نام قادیانی مذہب پر اعتراض

کتاب کا نام قادیانی مذہب قادیانیوں کو برا لگتا ہے۔ حالانکہ قادیانی اصول پر مبنی ہے۔
اول لفظ مذہب کو لیجئے۔ مولوی نور الدین صاحب اول خلیفہ قادیان خود بھی مذہب کے عنوان سے اپنے قادیانی فرقہ کی تخصیص کرتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

(الف) ''قوم کا لفظ آجکل اتنا بدنام ہو چکا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول حکیم نور الدین اس سے چڑ جایا کرتے تھے۔ جب کوئی شخص ان کے سامنے کہتا کہ ''ہماری قوم'' تو آپ فرماتے ''ہماری قوم کیا ہوتی۔ ہمارا مذہب کہنا چاہئے۔'' لیکن یہ درحقیقت بات ہے کہ جہاں یہ لفظ نسلی امتیاز پر دلالت کرتا ہے وہاں مذہبی امتیاز پر دلالت کرتا ہے۔ (بناء براں خلیفہ اول لفظ مذہب ہی کو ترجیح دیتے اور درست سمجھتے تھے۔ للمولف۔ برنی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۵۸ ص ۳ مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۹ء)

''اب رہی صفت قادیانی جو لفظ مذہب کے ساتھ ضم ہے۔ سو وہ بھی ''غلام احمد قادیان'' نام کا جزو لاینفک ہے۔ دنیا میں بے شمار غلام احمد گزرے اور گزریں گے لیکن غلام احمد قادیانی ایک ہی گزرے ہیں۔ یعنی مرزا صاحب کے نام کی خاص الخاص نشانی قادیانی ہے۔ گویا کہ اس کو علم کی حیثیت حاصل ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

(ب) ''لطیفہ'' چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے۔ ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرہویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا۔ اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر مندرجہ ذیل کے نام اعداد حروف کی طرف (توجہ) دلائی گئی ہے۔ کہ دیکھ یہ ہی مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے سے یہ ہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے۔ غلام احمد قادیانی۔ اس کے نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔''

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸۶ خزائن ج ۳ ص ۱۸۹۔۱۹۰ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

(ت) جس نے دعویٰ کیا اس کا نام بھی یعنی غلام احمد قادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارہ کر رہا ہے یعنی تیرہ سو کا عدد جو اس نام سے نکلتا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ تیرھویں صدی کے ختم ہونے پر بھی مجدد آئے گا۔ جس کا نام تیرہ سو کا عدد پورا کرتا ہے۔

(تریاق القلوب ص ٦ اخزائن ج ١٥ ص ١٥٧۔١٥٨)

(ث) ''پس آپ کا منشاء اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں آپ کے سوا کوئی دوسرا شخص غلام احمد قادیانی کے مرکب نام سے موسوم نہیں۔''

(کتاب آئینہ احمدیت' حصہ اول ص ٨ معنفہ دوست محمد قادیانی)

بہرحال لفظ قادیانی مرزا صاحب کے نزدیک ایک الہامی حقیقت ہے۔ وہ ان کے نام کا جزو لاینفک ہے۔ ان کے دعوے کا ایک الہامی ثبوت ہے پس واضح ہوا کہ مسلمہ اعتبار سے مرزا غلام احمد قادیانی کے فرقہ کا حوالہ جو سب سے زیادہ مستند ہوسکتا ہے وہ قادیانی مذہب ہے اور اسی فرقہ کا دین وایمان قادیانی مذہب میں ترتیب سے درج ہے۔

١١۔ احمدیت کا مغالطہ

اب رہا احمد اور احمدیت کا سوال۔ سو مرزا قادیانی صاحب مرزا غلام احمد تھے۔ اور ان کے والد مرزا غلام مرتضےٰ۔ گویا غلام ان کے نام کا ذاتی جز تھا۔ ورنہ احمد کے ساتھ محمد احمد' علی احمد' حسین احمد' سید احمد' وغیرہ متعدد نام رہتے ہیں۔ اس پر بھی قادیانی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم میں جو اسمہ احمد رسول اللہ کی شان میں نازل ہوا ہے۔ وہ مرزا صاحب کے حق میں نازل ہوا ہے۔ گویا مرزا صاحب نبی رسول ہیں اور ان کا نام قرآنی احمد ہے۔ بناء براں ان کا فرقہ احمدی اور ان کی تحریک احمدیت کہلاتی ہے۔ ایسی صورت میں کیونکر جائز ہے، کہ مسلمان احمد' احمدی اور احمدیت کے نام قادیانیوں کے حق میں گوارا کریں بلکہ واقعہ کے مطابق غلام احمد' قادیانی اور قادیانیت صحیح نام ہیں جن کو وہ استعمال کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ رہیں قادیانیوں کی پرفریب طول طویل پیچ در پیچ تاویلات' جن کو وہ اپنے بچاؤ کی خاطر رسول اللہ' قرآن کریم اور دین اسلام کے تعلق سے پیش کرتے ہیں۔ سو قادیانیوں کے اقوال واعمال سے ان تاویلات کی حقیقت کھل گئی۔ فریب کاری کا زمانہ ختم ہوگیا۔ جس کو شک ہو ہماری کتابیں مطالعہ کر کے اطمینان کرلے۔

۱۲۔مرزا قادیانی کی تحریف وتدلیس

مرزا قادیانی صاحب نے کس درجہ اپنی کتابوں کی تصنیف وتالیف میں تحریف وتدلیس سے کام لیا اس کی کیفیت ہماری محولہ بالا قادیانی کتابوں میں ملاحظہ طلب ہے۔ خلاصہ یہ کہ قادیانیت تمام تر تحریف وتدلیس کا عبرت ناک کرشمہ ہے۔جس نے مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو نبی رسول بنا دیا۔مزعومہ وحی قادیانی کو وحی قرآنی کے ہم پلہ بنا دیا اور خود قادیان کو مکہ معظمہ کے ہم مرتبہ بنا دیا۔بلکہ قادیان کو قرآن میں لکھا ہوا کشفاً مرزا قادیانی نے دیکھ لیا۔حتیٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اِسْمُہٗ اَحْمَد قرآنی کی مصداق قرار پا گئے بہت سوں کے منجملہ ایک مختصر حوالہ ملاحظہ ہو:

''اب یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا۔بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (یعنی حکیم نور الدین قادیانی للمؤلف) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں۔چنانچہ ان کے درس کے نوٹوں میں بھی یہی چھپا ہوا ہے۔اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔'' (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب۔للمؤلف برنی)

(انوار خلافت ص ۲۱ مصنفہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

۱۳۔قادیانی کوسنے

جواب دہی سے عاجز ہو کر کوسنے پر اتر آنا یہ قادیانیوں کی قدیم عادت ہے۔حتیٰ کہ خود مرزا قادیانی صاحب بھی اس فن میں خاصی شہرت رکھتے تھے پھر آزاد نوجوان پر کیا تعجب۔مگر اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کے نبی رسول مرزا قادیانی صاحب نے جو کوسنے اپنے مخالفوں کو دیئے ان کی زدان کو خود اٹھانی پڑی۔مثلاً ہیضہ ان کا خاص کوسنا تھا۔وہ خود ہی ہیضہ میں ہو کر گھنٹوں منٹوں میں ختم ہو گئے اور حالات ایسے ناگفتہ بہ کہ ان کے ذکر سے قادیانی کتراتے بلکہ گھبراتے ہیں۔اور سنتے ہیں تو شرماتے ہیں۔البتہ اپنے زور کے زمانے غراتے تھے۔چنانچہ یہ قادیانی داستان بھی ہماری کتاب قادیانی مذہب اور نیز مقدمہ قادیانی مذہب میں تفصیل سے درج ہے جو قابل دید ہے۔

۱۴۔قادیانی الزامات

تحریف وتدلیس۔دجل وتلبیس۔ایسے الزام قادیانی صاحبان تحریر وتقریر میں اکثر مخالفین پر عائد کرتے ہیں۔حالانکہ وہ خود ان ہی عادات میں مبتلا ہیں۔چنانچہ ان کے آپس کے تجربات ملاحظہ ہوں۔

"آخر میں قادیانی حضرات سے نہایت درد دل سے التجا کرتا ہوں کہ وہ دین کے معاملہ میں فریب کاری چھوڑ دیں۔دین تو دنیا میں بلند اخلاق قائم کرنے کے لئے آیا تھا۔اگر اسی کو مکروفریب اور دجل کا ذریعہ بنالیا جائے اور یہ سب کاروائی ایسی جماعت کی طرف سے عمل میں آئے جو اپنے تئیں نجات کا واحد اجارہ دار سمجھتی ہے اور دنیا میں اصلاح کی مدعی بنتی ہے تو اس سے زیادہ دنیا کی کیا بدبختی ہوسکتی ہے۔"

(قادیانی جماعت کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۷ مئی ۱۹۳۲ء)

"اپریل کے اخبار الفضل (قادیان) میں جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ پڑھ کر حیرت ہو جاتی ہے جو غلط بیانیاں اس میں کی گئی ہیں۔اور واقعات کو جس رنگ میں توڑا مروڑا گیا ہے۔اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے سوا اور کیا چارہ باقی رہ جاتا ہے۔اگر ایک مذہبی پیشوا محض فریق مخالف کو زک پہنچانے کی خاطر یہ طریقہ اختیار کرسکتا ہے۔تو یہ سمجھو کہ راستی کا جنازہ نکل گیا۔" (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۷ء)

"قادیانی فاضل کی یہ حرکت میرے لئے غیر متوقع نہ تھی۔کیونکہ قادیانیت کی بنیاد ہی دجل، فریب کاری، کذب وافترا پر ہے۔(قادیانی جماعت لاہور کا یہ بے ساختہ اعتراف بہت سبق آموز ہے۔گرچہ وہ جماعت قادیانی کی مخالفت میں اضطرار اً زبان پر آیا۔للمؤلف برنی) مگر مولوی اللہ دتہ صاحب پر یہ واضح رہے۔کہ قادیانیت کو موت سے بچانے کے لئے یہ حیلے انشاءاللہ کارگر نہ ہوں گے۔(بلکہ قادیانی جماعت لاہور بھی اسی قانون کے تحت ناکامی کا منہ دیکھے گا۔للمؤلف برنی)" (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۵ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۷ء)

۱۵۔مناظرہ کا فیصلہ

"آج نہیں سات سال قبل مقدمہ قادیانی مذہب میں قادیانی صاحبان کو مشورہ دیا گیا کہ کتاب قادیانی مذہب کی تنقید قادیانی کرنا چاہیں تو اس کی تین صورتیں ہیں۔اول یہ کہ قادیانی

کتابوں وغیرہ کے جو حوالے دیئے گئے ہیں قادیانی صاحبان انکار کردیں کہ وہ ان کی نہیں ہیں۔ دوم آنکہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر جو اقتباسات ان کتابوں سے دیئے گئے ہیں ان کا انکار کردیں کہ وہ محولہ کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔ سوم آنکہ اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر یہ واضح کریں کہ منقولہ اقتباسات میں کوئی تغیر و تبدل کیا گیا ہے جس سے معنی میں فرق آ گیا لیکن اگر ان تین عذرات میں سے وہ کوئی عذر ثابت نہ کرسکیں تو پھر مآل اندیشی کا تقاضا ہے کہ سکوت اختیار کریں ورنہ عذر بدتر از گناہ ہو تو ہوا خیزی بڑھ جاتی ہے چنانچہ یہی عمل جاری ہے۔

پھر حال ہی میں رسالہ قادیانی غلط بیانی میں یاددہانی کی گئی کہ ہماری جو کتابیں ہیں اور ان کے جواب میں قادیانی کتابیں شائع ہوئیں۔ دونوں سیٹ یکجا پیش کر دیئے جائیں اور جو تحقیق کے خواہاں ہوں وہ مطالعہ کر کے فیصلہ کردیں۔ کہ قادیانیت کا اسلام میں کیا موقف ہے۔ علاوہ بریں اگر ہمت اور حوصلہ ہو تو قادیانی صاحبان مزید کوشش کریں ورنہ ان کی مایہ ناز جوابی کتب ''تصدیق احمدیت'' اور ''بشارت احمد'' کی قلعی رسالہ قادیانی غلط بیانی میں ایسی کھلی کہ اب وہ خود ان سے اعراض کرنا چاہتے ہیں۔ جو دوسرے مضمون میں مترشح ہے۔ ع

یا بہ آں شورشیں یا بایں بے نمکیں

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب آپ کے نبی رسول ہیں ان کے الہام آپ کے ایمان میں وحی قرآن کے ہم پلہ ہیں اور ان کا منکر آپ کے نزدیک کافر ہے۔ انہی مرزا قادیانی صاحب کے دعوے دلائل اور قول و فعل کتب قادیانی مذہب میں یکجا ترتیب دے دیئے ہیں تاکہ مرزا قادیانی صاحب کے مذہب کی حقیقت دنیا پر واضح ہو جائے۔ اس کے جواب میں قادیانیوں نے جو کچھ لکھا ہے اور جو کچھ لکھیں یہی اصل مناظرہ ہے۔ جامع مانع محکم مستند۔ تحقیق اور فیصلہ کا یہی معتبر طریق ہے جو ہم نے شروع سے اختیار کیا۔ مناظرہ قادیانی پروپیگنڈہ کی خاص اصطلاح ہے۔ لیکن اس صورت خود قادیانی اکابر میں باعث ننگ و عار ہے۔ تا بہ دیگراں چہ رسد۔ چند تجربے ملاحظہ ہوں:

۱۲۔ بحث سے گریز

''کیا میں نے اس کو (یعنی حضرت پیر مہر علی شاہؒ صاحب کو۔ للمؤلف برنی) اس لئے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کرلوں۔ جس حالت میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی

ہےاور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے۔تو پھر میں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات وانجیل اور قرآن کریم پر۔تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے۔ کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کے حق الیقین پر بناء ہے۔اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے۔کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب ان کو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کون سا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں میں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث وغیرہ نہیں کروں گا۔تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ ہے کہ ان منقولی بحثوں کا نام میرے سامنے بھی نہ لیتے کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا۔اگر مہر علی شاہؒ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو میں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا۔'' (اربعین نمبر۴ص۱۹خزائن ج۱۷ص۴۵۴۔۴۵۵)

۱۷۔علی گڑھ میں سکوت

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ لدھیانہ میں پہلی دفعہ بیعت لے کر یعنی ابتداء ۱۸۸۹ء میں حضرت (مرزا) صاحب علی گڑھ تشریف لے گئے۔میں اور میر عباس علی اور شیخ حامد علی ساتھ تھے حضرت صاحب سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار کے مکان پر ٹھہرے.........علی گڑھ میں لوگوں نے حضرت صاحب سے عرض کر کے حضور کے ایک لیکچر کا انتظام کیا تھا اور حضور نے منظور کر لیا تھا۔جب اشتہار ہو گیا اور سب تیاری ہو گئی۔اور لیکچر کا وقت قریب آ گیا تو حضرت صاحب نے سید تفضل حسین صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میں لیکچر نہ دوں اس لئے میں اب لیکچر نہیں دونگا انہوں نے کہا اب تو سب کچھ ہو چکا ہے لوگوں میں بڑی ہتک ہو گی۔حضرت صاحب نے فرمایا خواہ کچھ ہو ہم خدا کے حکم کے مطابق کریں گے۔پھر اور لوگوں نے حضرت صاحب سے بڑے اصرار سے عرض کیا مگر حضرت صاحب نے نہ مانا اور فرمایا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں خدا کے حکم کو چھوڑ دوں۔اس حکم کے مقابل میں کسی ذلت کی پرواہ نہیں کرتا۔غرض حضرت صاحب نے لیکچر نہیں دیا.........خاکسار عرض کرتا ہے اس سفر میں مولوی محمد اسماعیل صاحب علی گڑھی نے حضور کی مخالفت کی اور آخر آپ کے خلاف ایک کتاب لکھی مگر جلد ہی اس جہاں سے گزر گیا (قادیانی ذہنیت۔للمولف برنی)

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۷۸تا۸۰روایت نمبر۹۹)

۱۸۔مناظرہ کا مطلب

بدقسمتی سے مناظرہ یا مباولہ افکار کا مطلب ہمارے قادیانی دوستوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اپنا مطلب" ثابت کرنے کے لئے جھوٹ' خیانت اور تحریف ہر چیز جائز ہے اور اس کا مظاہرہ وقتاً فوقتاً ان کے علماء اور اکابر کی طرف سے ہوتا رہتا ہے کیا اچھا ہوتا اگر شمس صاحب آیت یا اھل الکتاب لما تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون" کو مدنظر رکھتے۔"

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۷ نمبر ۲۲۸ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۳۹ء)

۱۹۔مناظرہ کی رپورٹ

سنگرور میں جو مناظرہ قادیانی اور احمدی جماعت میں ۱۵ نومبر کو ہوا اس میں قادیانی مبلغ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی کو بمقابلہ احمدی مبلغ (عمرالدین صاحب قادیانی لاہوری) جو شکست ہوئی اس کو قادیانی کبھی نہ بھولیں گے مگر ندامت کو چھپانے کے لئے خادم صاحب نے جو رپورٹ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲ نومبر کے الفضل کے اشاعتوں میں شائع کرائی ہے۔ وہ بالکل خلاف واقعہ امور پر مبنی ہے اور اس قدر غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ کہ کبھی کوئی دیندار انسان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔ (قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح ج ۲۴ نمبر ۸ ۷ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۶ء)

۲۰۔قادیانیوں کو چیلنج

گذشتہ بیس پچیس سال میں قادیانی غلو کے بہت سے شاہکار منظر عام پر آچکے ہیں جناب خلیفہ قادیان اور انکے مریدوں نے اپنی جدت پسندیوں اور عالی حوصلگیوں کے وہ وہ نمونے پیش کئے ہیں کہ دیکھ کر دل کانپ اٹھتا ہے۔ اجرائے نبوت کا عقیدہ گھڑا حضرت مسیح موعود کو حضرت نبی کریم سے افضل کہا قادیان کے سالانہ جلسہ کو ظلی حج کا نام دیا چالیس کروڑ مسلمانوں کو یکدم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا لیکن قادیانیوں کی ترقی پسند طبیعت ان کارناموں پر قناعت نہ کر سکی چنانچہ اب وہ قادیان کو" ارض حرم" کہہ رہے ہیں۔

معاصر الفضل نے اپنی ۲۷ دسمبر کی اشاعت کے صفحہ اول پر جلی قلم سے چند سطریں شائع کی ہیں جن میں قادیان کے جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کا خیر مقدم کیا ہے۔ ان سطور کا عنوان ہے "ارض حرم" میں تشریف لانے والوں کو مبارک مبارک کچھ عرصہ ہوا کہ جناب خلیفہ قادیان نے اپنے ایک خطبہ میں قادیان کے شعائر اللہ کی فہرست گنوائی تھی۔ اب الفضل نے واضح الفاظ میں اس کو

ارض حرم کہہ دیا ہے۔ دیکھئے اب اسے قبلہ کب قرار دیا جاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

کیا یہ نا قابل برداشت جسارتیں قصر اسلام کی تخریب اور ایک نئے مذہب کی اجراء کی کوشش نہیں ہے۔ جناب خلیفہ قادیان فتنہ اجرائے نبوت کے بانی مبانی ہیں۔ اور ان کا ارشاد ہے کہ ہر ایک شخص کوشش سے نبی بن سکتا ہے۔ بہتر ہوتا وہ ذرا کوشش کر کے نبی بن جاتے۔ اور پھر اپنے اس نئے مذہب کی بنیاد رکھتے۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح جلد ۲۳ نمبر ا مورخہ ۳ جنوری ۱۹۳۵ء)

قصہ مختصر قادیانیت کا سادہ خاکہ اوپر بیان ہوا اور تفصیل ہماری کتابوں میں موجود ہے قادیانی صاحبان خواہ اس کی تصدیق کریں یا تاویل کریں یا اس سے توبہ کریں۔ غرض ان کا رویہ اس چیلنج کا جواب ہوگا جو ہماری کتابوں کے ذریعہ قادیانیت کے معاملہ میں مدت سے دنیا کے سامنے پیش ہے۔

۲۱۔ کتاب قادیانی مذہب کی ہیبت

امید کہ مولوی صاحب نے (یعنی مولوی غلام رسول راجیکی قادیانی نے للبرنی) حیدر آباد کے الیاس برنی کی کتاب (قادیانی مذہب) کو پڑھا ہوگا۔ جس میں اس نے احمدیت پروہ حملے کئے ہیں کہ پناہ بخدا۔ جہاں تک میں نے غور کیا۔ ان حملوں کی ذمہ داری زیادہ تر ان تقریروں اور تحریروں پر عائد ہوتی ہے۔ جو خلیفہ صاحب قادیان نے اخبار الفضل میں اور بعض اکابر قادیان نے وقتاً فوقتاً شائع فرمائی ہیں۔ اگر چہ احباب حیدر آباد نے (یعنی حیدر آباد کے قادیانیوں نے للبرنی) نہایت بیدلی سے ان کی تردید کی کوشش کی ہے۔ لیکن میری نظر سے اس کا کوئی مبسوط اور معقول جواب نہیں گزرا۔ مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ ایسی تحریریں احمدیت بلکہ اسلام کے لئے زہر قاتل ہیں۔ ان کو اس کا تریاق بہم پہنچانا چاہئے۔ ع اے صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۸ نمبر ۶۰ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۴۰ء)

خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے کتاب قادیانی مذہب پر جو تبصرہ فرمایا ہے۔ اس کا شکریہ۔ خدا کی جو پناہ چاہی ہے اس کی یہی ایک صورت ہے کہ قادیانیت سے توبہ کی جائے۔ قادیانیت اسلام کے حق میں اک نئے قسم کا زہر ہے۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ ہماری کتاب قادیانی مذہب خود قادیانیت کے حق میں زہر قاتل ہے اور اس طریق سے اسلام کے حق میں تریاق ہے کہ اس

کتاب سے قادیانیت کا زہر زائل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خان بہادر صاحب بھی بحیثیت قادیانی اس ردعمل کو محسوس کرتے ہیں۔ ع

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے ہر فرعونے راموسیٰ

تمت بالخیر

حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے ارشادات

☆.......... اگر بہروپئے کے طور پر بھی کسی کو نبی بنانا تھا تو نقل مطابق اصل تو ہوتی۔ شکل دیکھو، فہم دیکھو، فراست دیکھو مرزا قادیانی نبیوں کا مقابلہ کرتا ہے۔

☆.......... ہماری غیرت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک قادیانی بھی زندہ نہ بچے۔ حکومت کو چاہیئے کہ پکڑ پکڑ کر ان خبیثوں کو مار دے۔

☆.......... عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا فرض ہے۔ اس کا انکار کفر ہے۔ اور اس کی تاویل کرنا زیغ و ضلال اور کفر و الحاد ہے۔

☆.......... ہر قادیانی کے منہ پر ایک لعنت برستی ہے جس کو اہل نظر فوراً پہچان لیتے ہیں۔

☆.......... زندیق ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو مگر در پردہ کفریہ عقائد رکھتا ہو۔

☆.......... قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں بھی حلال نہیں بلکہ مردار ہے۔

☆......☆......☆

فہرست کتب مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	رعایتی قیمت
۱	الخلیفۃ المہدی	شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	20/=
۲	تحفۂ قادیانیت جلد اول	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	100/=
۳	تحفۂ قادیانیت جلد دوم	// // //	100/=
۴	تحفۂ قادیانیت جلد سوم	// // //	100/=
۵	تحفۂ قادیانیت جلد چہارم	// // //	زیر طبع
۶	خاتم النبیین	// // //	100/=
۷	رئیس قادیان	مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	100/=
۸	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	150/=
۹	مقدمہ قادیانی مذہب و قادیانی	// // //	زیر طبع
	قول و فعل اول دوم	// // //	
۱۰	احتساب قادیانیت جلد اول	مولانا لال حسین اخترؒ	100/=
۱۱	احتساب قادیانیت جلد دوم	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	100/=
۱۲	احتساب قادیانیت جلد سوم	مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ	100/=
۱۳	احتساب قادیانیت جلد چہارم	حضرت کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ	زیر طبع
۱۴	سوانح مولانا تاج محمودؒ	صاحبزادہ طارق محمود صاحب	100/=
۱۵	رفع و نزول عیسیٰؑ	مولانا عبداللطیف مسعود	100/=
۱۶	تحریف بائبل	// // //	80/=
۱۷	قومی تاریخی دستاویز	مولانا اللہ وسایا صاحب	100/=
۱۸	قادیانی شبہات کے جوابات	// // //	100/=
۱۹	سوانح حضرت قاضی احسان احمدؒ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	100/=